خطوطِ غالب

مرزا اسد اللہ خاں "غالب" کے خط، رقعے وغیرہ

مہیش پرشاد

نے مختلف ماخذوں سے جمع کر کے ترتیب دیے

عبدالستار صدیقی

نے نظرِ ثانی کی

پہلی جلد

۱۹۴۱ء

ہندستانی اکیڈمی، صوبہ متحدہ، الہ آباد

Published by
THE HINDUSTANI ACADEMY U. P.
ALLAHABAD.

FIRST EDITION :
Price Paper Rs. 4-8-0.
„ Cloth Rs. 5-0-0.

Printed by
S. GHULAM ASGHER, AT THE CITY PRESS,
ALLAHABAD.

مقدمہ

''غالب'' کے اُردو خطوں کے دو مشہور مجموعوں ''عود ہندی'' اور ''اُردوے معلیٰ'' کو شائع ہوئے ستر بہتر برس ہو چکے اور اب تک یہ دونوں کتابیں کئی کئی بار چھپیں؛ مگر اُردو نثر کے اِن سادہ پرکار نمونوں کو خوش اُسلوبی سے ترتیب دینے یا اِن کے متن کی، جیسی چاہیے تھی، تصحیح کرنے کی کوئی کوشش نہ ہوئی - ہر نئی اِشاعت میں کچھ نئی غلطیاں آ داخل ہوئیں، یہاں تک کہ اخیر اِشاعتوں کا مشکل ہی سے کوئی صفحہ غلطیوں سے بچا ہے- اِن غلطیوں کی خاطرخواہ اِصلاح تب ہی ہو سکتی، جب ''غالب'' کے ہاتھ کے لکھے ہوئے خط سب کے سب مل جاتے - اصل خطوں کا ہاتھ آنا تو بڑی بات؛ چھاپے کے پرانے نسخوں کا ملنا بھی دشوار ہوگیا - جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا تھا، کام کی مشکلیں بڑھتی جاتی تھیں اور یقین نہ آتا تھا کہ کوئی کبھی اِس کٹھن کام کو کر سکے گا - ہزار آفریں منشی مہیش پرشاد کی ہمت کو کہ وہ کمر باندھ کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی مستعدی سے ''غالب'' کے خطوں کے متعلق بہت وافر مواد جمع کیا - نہ صرف ''عود ہندی'' اور ''اُردوے معلیٰ'' کے خطوں کو اِکٹھا کر کے تاریخی سلسلے سے ترتیب دیا، بلکہ جو اور خط کہیں اور شائع ہوئے تھے اُن کو بھی ڈھونڈ ڈھونڈ کو نکالا اور کچھ ایسے خط بھی، نہ معلوم کن مشکلوں سے، حاصل کیے جو اب تک شائع نہیں ہوئے تھے - اِس سارے ذخیرے کو اُنھوں نے تاریخی سلسلے سے مرتب کیا اور کئی برس کی لگاتار محنت اور دوڑ دھوپ کے بعد ایک ضخیم مجموعہ ''خطوط غالب'' کے نام سے دو جلدوں میں تیار ہوا - پہلی جلد اب شائع ہو رہی ہے اور اُمید ہے کہ دوسری جلد کا چھاپا بھی اِسی سال ہو جائے -

متن کی نظر ثانی اور چھاپے کی نگرانی منشی صاحب نے میرے سپرد کی۔ جو لوگ منشی جی کو جانتے ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اُن کے کہنے کو کوئی نہیں ٹال سکتا - اِس لیے اِس پر کسی کو تعجب نہ ہونا چاہیے کہ مجھے ہامیں بھرتے ہی بنی، گو کہ میں اچھی طرح جانتا تھا کہ اِس متن کے درست کرنے میں کیسی کچھ مشکلوں کا سامنا کرنا پڑے گا - خطوں کی تاریخوں کی جانچ اور اُن کی رو سے ترتیب کا کام منشی صاحب نے خود ہی بڑے غور اور بڑی محنت سے کیا تھا - اِس لیے میں نے اُسے جوں کا توں رہنے دیا - البتہ متن کی نظر ثانی کرتے وقت جہاں کہیں کوئی صریحی غلطی سامنے آ گئی، ضروری رد و بدل کر دی - جہاں ضرورت دیکھی اپنی طرف سے حاشیہ لکھ دیا - ایسے حاشیوں کے آخر میں ''مصحح'' کا لفظ لکھ دیا ہے یا اپنے نام کے سر حرف، تا کہ معلوم ہو جائے کہ اِس کے ذمہ‌دار منشی صاحب نہیں ہیں -

متن کی تصحیح کے لیے ''عود ہندی'' اور ''اُردوے معلیٰ'' کی مختلف اِشاعتوں اور بعض اور ماخذوں سے مدد لی گئی، جن کی تفصیل یہ ہے :

۱- ''عود ہندی'' کی پہلی اِشاعت (تقطیع ۹½ × ۶ انچ، مسطر ۱۹ سطری، حجم ۱۸۸ صفحے) منشی ممتاز علی کے مطبع مجتبائی میرٹھ سے ۱۰ رجب ۱۲۸۵ھ (۲۷ اکتوبر ۱۸۶۸ع) کو ہوئی - کاتب اِس نسخے کا غلط نویس اور بد اِملا ہی نہیں ہے، رسم خط بھی نہیں جانتا - اور غلطیوں سے قطع نظر، لفظوں کو بری طرح توڑتا ہے- ''مانتے'' ''جانتے'' ''دینا'' کو بےتکلف ''مان‌تے'' ''جان‌تے'' ''دے‌نا'' لکھ دیتا ہے- اِسی طرح ''تریستھ'' کو ''ترےستھ'' اور ''پھانسی'' کو ''پھاں‌سی'' - ایک جگہ ''پڑھوا دیجے گا'' آیا، تو اُسے لکھتا ہے : ''پڑھ وا دیجے گا'' - بعضی جگہ تو عبارت کا پڑھنا دشوار ہو گیا ہے، خاص کر جہاں کہیں لفظ کو غلط توڑ کر ایک ٹکڑا اُس کا سطر کے آخر میں، دوسرا اگلی سطر کے شروع میں لکھا ہے- ایک سطر کے آخر میں ''سنود'' اور اگلی سطر کے شروع میں ''مے'' ؛ ایک سطر کے آخر میں ''پرتو'' اور اگلی سطر کے شروع میں ''ستان'' - یہ ''شنودمے'' اور ''پرتوستان'' کی خرابی ہے ! کہیں ایسے دو لفظوں کو ملا کر لکھا ہے، جو کبھی ملا کر نہیں لکھے جاتے؛ جیسے ''طرفھی''

یعنی ''طرف ھے'' - کتاب کی چھپائی کا اِھتمام کرنے والوں نے نہ چھپتے وقت غلطیوں کی تصحیح کی، نہ بعد کو غلطنامہ بنایا - جن خطوں کے اصل نسخے ''غالب'' ھی کے قلم کے لکھے ھوئے خوش قسمتی سے ھاتھ آ گئے اُن سے مقابلہ کرنے پر معلوم ھوا کہ چھاپے کے نسخے میں بعضے فقرے سراسر حذف کر دیے گئے ھیں، اور ایسی صورتوں میں سے ھر جگہ کاتب ھی اِس دست اندازی کا ذمہ دار نہیں قرار دیا جا سکتا - خطوں کی تحریر کی تاریخیں، سوا چند کے، حذف کر دی گئی ھیں اور اِس سے کتاب کی سودمندی اور بھی گھٹ گئی ھے - اِن ساری خرابیوں کے ھوتے ھوئے بھی اِس نسخے سے متن کے درست کرنے میں ایک حد تک مدد ملی- (''خطوط غالب'' کے حاشیوں وغیرہ میں ''ع'' یا ''ع ا'' سے یہی نسخہ مراد ھے-)

یہ نسخہ ''غالب'' کی موت سے پونے چار مہینے پہلے شائع ھو گیا تھا - اِس کی بری چھپائی اور غلط متن کو دیکھ کر اُنھوں نے ناپسند کیا اور ایک دوسرے مجموعے ''اُردوے معلیٰ'' کے چھاپنے کی کوشش شروع ھوئی -

''عود ھندی'' کی بعد کی اِشاعتوں میں غلطیوں کی بہت کچھ اِصلاح ھو گئی ھے، مگر یہ اِصلاح اصل خطوں کے مقابلے پر مبنی نہیں معلوم ھوتی؛ اِس لیے کہ پہلی اِشاعت کی بہت سی غلطیاں اُسی طرح باقی ھیں اور بعض نئی غلطیوں کا اِضافہ ھو گیا ھے - اِن میں سب سے بہتر وہ اِشاعت ھے، جسے علی گڑھ کالج کے بک ڈپو نے ۱۹۱۰ع میں، مطبع مفید عام آگرہ میں چھپوا کر، سرانجام کیا تھا- غلطیاں اِس میں بھی بہت ھیں، جن سے ثابت ھوتا ھے کہ ''عود ھندی'' کے جو خط ''اُردوے معلیٰ'' میں آگئے ھیں اُن تک سے مقابلہ کرنے کی زحمت نہیں اُٹھائی گئی - (''ع ۲'' سے یہی علی گڑھ والی اِشاعت مراد ھے -)

۲- ''اُردوے معلیٰ'' کے حصۂ اول کی پہلی اِشاعت (تقطیع ۹½ × ۶ اِنچ، مسطر ۱۷ سطری، حجم ۳۶۴ صفحے) اکمل المطابع دھلی سے ۲۱ ذیقعد ۱۲۸۵ھ (۶ مارچ ۱۸۶۹ع) کو، یعنی ''غالب'' کے مرنے کے ۱۹ دن بعد، ھوئی - اِس کی کتابت ظاھرا اِحتیاط کے ساتھ ھوئی ھے اور آخر میں ایک تین صفحے کا غلط نامہ بھی ھے، جو اِس معذرت سے شروع ھوتا ھے :

''ہر چند اِس کتاب کی تصحیح میں کمال کوشش کی گئی؛ مگر پھر بھی بمقتضاے بشریت بعض اغلاط ہنگام مقابلہ رہ گئے' اکثر الفاظ پتھر پر مغشوش ہو گئے- لہذا صحیح‌نامہ کے اِلحاق کی ضرورت پڑی - ناظرین سے اُمید ہے کہ' قبل از مطالعہ' کتاب صحیح‌نامہ کے بموجب صحیح کرلیں-''

پھر بھی کچھ تھوڑی سی غلطیاں رہ گئی ہیں جو غلطنامے میں درج نہیں -

''عود ہندی'' کی بہت سی غلطیوں کی تصحیح اِس نسخے سے ہوتی ہے' اور اکثر عبارتیں جو ''عود ہندی'' میں چھوڑ دی گئی تھیں اِس میں موجود ہیں - اِس سے یقین ہوتا ہے کہ اِس نسخے کے ترتیب دینے والوں کے سامنے اصل خط تھے - البتہ ایک آدھ جگہ ایسا بھی ہے کہ ایک ٹکڑا اِس میں حذف ہو گیا ہے اور وہ ''عود ہندی'' اور اصل خط دونوں میں موجود ہے (جیسے دیکھو خط ۱۹۳' ص ۱۳۰ حاشیہ) - اِس سے یہی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ''اُردوے معلیٰ'' کے ترتیب دینے والوں کے سامنے کچھ اصل خط تھے' کچھ خطوں کی نقلیں' جن میں سے بعض ناقص بھی تھیں - جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے - ''عود ہندی'' کے خطوں میں تاریخیں اکثر و بیشتر نہیں ہیں - بخلاف اِس کے ''اُردوے معلیٰ'' میں اکثر خطوں کی تحریر کی تاریخ درج ہے-

یہ بھی معلوم ہوتا ہےکہ اِس نسخے کے کاتب نے ''غالب'' کی طرز کتابت یا اِملا کو اکثر جگہ برقرار رکھا ہے' گو بعضی باتوں میں اُس کی پابندی نہیں بھی کی ہے - ''غالب'' کو بہت اِصرار تھا کہ فارسی لفظوں میں جہاں کہیں ذال آئی ہے اُس کی جگہ زے لکھنا چاہیے؛ کاتب نے اُن کی راے کے مطابق ایسے لفظوں کو زے سے لکھا ہے - ''غالب'' کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریروں میں ''زرا'' اور ''ہندستان'' ہی ملتا ہے ؛ کاتب نے اُن کی پیروی یہاں بھی کی ہے' مگر کہیں کہیں ''ذرا'' اور ''ہندوستان'' بھی لکھ گیا ہے- یہ نسخہ فی الجملہ بھروسے کے قابل ہے- اِس لیے ''خطوط غالب'' کا متن' سوا اُس قلمی مواد کے جو میرے سامنے تھا' اِسی نسخے پر قائم کیا گیا- (''م'' یا ''م ۱'' سے

''اُردوے معلیٰ'' کے پہلے حصے کی یہی پہلی اِشاعت مراد ہے۔)*

دوسری اِشاعت مطبع اکمل المطابع دہلی سے یکم رجب ۱۳۰۸ھ (۱۱ فروری ۱۸۹۱ع) کو ہوئی - یہ' پہلی اِشاعت کی نقل ہے - کہیں کہیں خفیف اِختلاف پایا جاتا ہے' جو زیادہ توجہ کے قابل نہیں - (''م ۲'' سے یہ اِشاعت مراد ہے -)

تیسری اِشاعت مولانا ''حالی'' کی فرمایش سے مولوی عبدالاحد کے مطبع مجتبائی دہلی سے اپریل ۱۸۹۹ع میں ہوئی - اِس کی خصوصیت یہ ہے کہ اِس میں ''حصۂ دوم'' شامل ہے جو اِس سے پہلے کبھی شائع نہ ہوا تھا - اِس حصے کو مولانا ''حالی'' نے ترتیب دیا اور کچھ حاشیے بھی اِضافہ کیے - مولوی عبدالاحد نے اِسے مطبع مفید عام آگرہ میں ۱۹۱۴ع میں چھپوا کر دُبارا شائع کیا - (''م ۳'' سے یہی ۱۹۱۴ع والا چھاپا مراد ہے اور ''م حصہ ۲'' سے اِس کا دوسرا حصہ' جس کے صفحوں کی گنتی پہلے حصے سے الگ ہے -)†

۳ - ''مکاتیب غالب'' (سلسلۂ مطبوعات کتابخانۂ ریاست رامپور) میں وہ خط ہیں جو صرف رامپور سے متعلق ہیں اور جن کی تصحیح میں اِمتیاز علی صاحب ''عرشی'' نے قابل تعریف سعی کی ہے- اِس کتاب کا متن پورے بھروسے کے قابل ہے - اِس کی اِشاعت ۱۹۳۷ع میں ہوئی - (حاشیوں وغیرہ میں ''مکاتیب'' سے یہی کتاب مراد ہے -)

اِن کے علاوہ کچھ اور چھپی ہوئی یا قلمی چیزیں بھی کتاب کا ماخذ ہیں' جن میں سے بعض کا ذکر دیباچے میں ہے' بعضوں کے متعلق حاشیوں میں یادداشتیں لکھ دی گئی ہیں -

کسی کتاب کے متن کی درستی میں اِملا ایک بڑا اہم جز ہے' خاص کر جب ایک ایسے مصنف کی کتاب کا متن ہو جو اِملا کے مسئلوں میں گہری نگاہ

---

* مارچ ۱۸۸۳ع میں ایک نسخہ بورڈ آف اکزامینرس' کلکتہ کے لیے' مطبع اُردو گائڈ کلکتہ نے' سیسے کے حرفوں میں' چھاپا - یہ بھی پہلی اِشاعت کی نقل ہے' سوا اِس کے کہ کہیں کہیں کچھ لفظ یا فقرے عمداً حذف کر دیے گئے ہیں اور ''مجروح'' کے دیباچے اور ''سالک'' کی تقریظ کو خارج کر دیا ہے - جو غلطیاں پہلی اِشاعت میں رہ گئی تھیں وہ ویسے ہی رہیں -

† مطبع کریمی لاہور کے چھاپے کا تذکرہ منشی مہیش پرشاد نے اپنے دیباچے میں کر دیا ہے -

رکھتا تھا - اُردو شاعروں کے طبقے میں جو محقق تھے، اُنھوں نے اِملا کے اُصول قائم کر لیے تھے اور اُن کی پابندی کرتے تھے - ''غالب'' کے کم عمر ہم‌عصروں میں ''امیر'' مینائی اپنی نظم و نثر میں اِملا کی صحت کا بہت اِہتمام کرتے تھے - اِسی کا نتیجہ ہے کہ ''امیراللغات'' میں غلطی ڈھونڈنے بھی نہیں ملتی- افسوس کہ ''غالب'' کی کوئی تصنیف اُن کی نگرانی میں نہیں چھپی - زیادہ سے زیادہ کاپی آتی؛ وہ تو بنا دیتے، کاپی نویس نہ بناتا ؛ غلط الفاظ جوں کے توں رہتے- * جو لوگ چھاپے کے ذمہ‌دار تھے اُنھوں نے ہمیشہ بےپروائی سے کام لیا اور ''غالب'' عمر بھر کاتبوں کے ظلم کی فریاد کرتے رہے - شاگردوں کو تنبیہ اور تاکید کرتے رہتے تھے :—

(۱) ایک کو لکھتے ہیں :

''چوں‌کہ تم کو مشاہدۂ اخبار اطراف اور خود اپنے مطبع کے اخبار کی عبارت کا شغل رہتا ہے، بہ تقلید اور اِنشاپردازوں کے، تمھاری عبارت میں بھی اِملا کی غلطیاں ہوتی ہیں - میں تم کو آگاہ کرتا رہتا ہوں - خدا چاہے تو اِملا کی غلطی کا ملکہ زائل ہو جائے-'' †

(۲) ایک اور شاگرد کو قاعدہ بتاتے ہیں :

'' عین کا حرف فارسی میں نہیں آتا - جس لغت میں عین ہو، اُس کو سمجھنا کہ عربی ہے - ...... جس طرح عین فارسی میں نہیں ہے، طوے بھی نہیں ہے - مثلاً تشت لغت فارسی‌الاصل ہے - اِملا اِس کی طوے سے غلط ہے-'' ‡

(۳) '' مرزا تفتہ '' بیچارے کے قلم سے کہیں ''چشمہ'' کی جگہ ''چشہ'' نکل گیا - اِس پر بگڑ کر کہتے ہیں :

'' اِتنے بڑے مشاق سے ایسی غلطی ! بہت تعجب کی بات ہے -'' (خط ۹۱) -

---

* م ا، ص ۱۵۳ -

† م ا، ص ۴۵۸ -

‡ م حصہ ۲، ص ۴۲ -

(۴) صحیح ہجوں سے بےپروائی کرنے کا نتیجہ ہے کہ بہتیرے آدمی غلط لفظ لکھنے کے عادی ہو جاتے ہیں، اور پھر ویسے ہی بولنے بھی لگتے ہیں - اِس طرح ''شبہہ'' اور ''جبہہ'' کو اکثر لوگ ''شبہ'' اور ''جبہ'' لکھتے ہیں اور اِسے غلط نہیں جانتے - ''تفتہ'' بھی ایک مصرعے میں ''جبہ'' باندھ گئے - اُن کو ہجے بتا کر پوچھتے ہیں :

''جبہہ بر وزن چشمہ ہے؛ یعنی دو ہاے ہوز ہیں - ......
ایک ہاے ہوز کہاں گئی؟ '' (خط ۹)

(۵) فارسی لفظ کے آخر کی ''ے'' (جس سے پہلے ''ا'' یا ''و'' ہو)، عام اِس سے کہ اصلی ہو یا اِضافت کے ظاہر کرنے کو، اُس پر ہمزہ لکھنے سے منع کرتے ہیں :

'' دیکھو پھر تم دنگا کرتے ہو- ......غلطی میں جمہور کی
پیروی کیا فرض ہے......'' (خط ۲۲) *

(۶) قاضی عبدالجمیل نے فارسی کے ماضی قریب واحد مخاطب کے صیغے کے آخر میں ''ی'' لکھ دی تھی - اُن کو بتاتے ہیں :

''بردۂ ، رفتۂ ؛ یہ جتنے الفاظ ہیں، اِن میں یاے تحتانی
نہیں لکھتے......'' (خط ۱۴۰)

(۷) ''خورشید'' کو ''غالب'' غلط لکھاوٹ نہ جانتے تھے، مگر آپ ہمیشہ ''خرشید'' لکھتے - بخلاف اِس کے ''خور'' کو لازماً ''و'' کے ساتھ لکھا کرتے تھے - ایک جگہ اِس کو سمجھاتے ہیں (خط ۱۳۰) ؛ مگر اُنھوں نے اپنے اِس مسلک کی جو توجیہ کی ہے وہ درست نہیں - یہ کہنا صحیح نہیں کہ قدیم فارسی میں ''خور'' کی ''خ'' کو پیش تھا - حقیقت یہ ہے کہ ایران کی پرانی زبان میں بعضے لفظوں کا پہلا حرف ساکن ہوتا تھا - چنانچہ ''خور'' اور ''خود'' وغیرہ کی ''خ'' ساکن تھی اور ''و'' مفتوح؛ یعنی ''خ و'' آپس میں مل کر ایک دہری آواز پیدا کرتے تھے - آگے چل کے جب اِبتدا بہ سکون فارسی زبان میں ترک ہو گئی، تو ''و'' کی تعدیل ہو کر تلفظ میں صرف ایک ضمہ

---

* تفصیل کے لیے دیکھو ''ہندستانی'' اِلہ‌آباد، ج ۸، ص ۳۲۸ -

باقی رہ گیا - کتابت میں اب تک وہ معدول "و" برقرار ہے- یہ بھی صحیح نہیں کہ عربوں نے

"واسطے دفع اِلتباس کے......واو معدولہ بڑھا کے......'خور' لکھنا شروع کیا......"

عرب کی زبان میں نہ "خور" کو دخل ہوا' نہ "خورشید" کو' اور نہ "خر" اُن کی زبان میں دخیل تھا - پھر اُن کو اِلتباس کے دور کرنے کی فکر کیوں ہونے لگی تھی؟

جو باتیں اوپر بیان ہوئیں سب فارسی سے متعلق ہیں؛ مگر "غالب" کو اُردو لفظوں کی اِملا کی طرف بھی ویسی ھی گہری توجہ تھی :

(۱) اُردو کے بعضے لفظوں میں نونِ غنہ لکھنے نہ لکھنے کے بارے میں اِختلاف ھے - "غالب" اِس مسئلے میں ایک قطعی رائے رکھتے تھے - قاضی عبدالجمیل کو لکھتے ہیں کہ "پاوں" غلط اِملا ھے؛ صحیح ھے : "پانو" "گانو" "چھانو" (خط ۱۳۸) - * ایک اور شاگرد کے ایک مصرعے میں "پانوں" لکھا دیکھا تو "غالب" نے آخری "ں" کو قلمزد کر کے لکھا :

"پانو ' قافیہ گانو اور چھانو کا ھے - آگے اِس کے نون لکھنا غلط ھے - مگر ہاں' بہ صیغۂ جمع یوں لکھنا چاھیے : پانووں-" †

"پانو" ؛ "گانو" ؛ "چھانو" ؛ "دانو" کی یہ اِملا یقیناً بہتر ھے؛ اِس لیے کہ ایک تو غنہ یہاں' حقیقت میں' الف میں ھے - دوسرے جمع کی محرف حالت میں اِن لفظوں کی صورت یوں ہوتی ھے : "پانوؤں" "گانوؤں" وغیرہ - بخلاف اِس کے اگر واحد کی لکھاوٹ "پانوں" یا "پاوں" قرار دیجیے' تو جمع محرف "پانونوں" یا "پاونوں" بنتی ھے جو ھرگز قبول کرنے کے لائق نہیں -

جہاں "ں" فصیح نہیں ھے وہاں منع کرتے ہیں :

"گھسیٹتے کا - نون کیسا ؟ گھسیٹتے کا : اِس کی اِملا یوں ھے-" (خط ۱۳۸) -

---

* "غالب" کی ایک غزل کی ردیف "پانو" ھے - اُسے اُنھوں نے اپنے دیوان کی "و" ھی کی ردیف میں رکھا ھے-

† "ھندستانی" اِلہ آباد ' ج ۵' ص ۲۸ -

(۲) ایک اور چیز، جس کی لکھاوٹ میں اختلاف ہے، مخلوط ''ھ'' ہے - بعضے لفظ اگلے زمانے میں ''ھ'' کے ساتھ لکھے جاتے تھے، جیسے ''سامھنے'' اور ''غالب'' کے زمانے میں، یا اُس سے کچھ پہلے، اِن لفظوں میں سے لوگ ''ھ'' کو حذف کرنے لگے تھے - چنانچہ ''سامنا'' خود ''غالب'' نے لکھا ہے - * مگر ''تڑپنا'' کو نہیں مانتے :

''بائے فارسی اور نون کے درمیان ہائے مخلوط التلفظ ضرور ہے''- (خط ۱۴۹) -

اِسی طرح ''ڈھونڈھتے'' لکھتے ہیں (خط ۹) -† مگر جہاں ''ھ'' ہے ہی نہیں وہاں منع کرتے ہیں :

''چابی بمعنی کلید شوق سے لکھو، نہ چابھی''- (خط ۲۰۷) -

''ھاتھ'' کو ''غالب'' نے جب لکھا ''ھات'' لکھا اور ''اودھ'' اور ''میرٹھ'' میں بھی اکثر ''ھ'' نہ لکھتے؛ البتہ ''ساتھ'' میں ضرور لکھتے، کہ کہیں ''۷'' کا دھوکا نہ ہو - اِس کی وجہ یہ ہے کہ مخلوط ''ھ'' جب لفظ کے آخر میں آتی ہے، تو اُس کی آواز بہت ہی ہلکی ہوتی، بلکہ کبھی غائب ہو جاتی، ہے- ''غالب'' اِس ہلکی ''ھ'' کو ''ہائے مضمرہ'' کا نام دیتے ہیں :

''رت : لفظ ہندی الاصل 'رتھ' ہے ، بہ ہائے مضمرہ -''
(خط ۱۹۹) -

اُن کے اِس کہنے سے یہ بات نکلتی ہے کہ اصل لفظ ''رتھ'' ہے، جس میں ''ھ'' کی آواز ہندی میں تو پوری ہے مگر اُس کا تلفظ اُردو کے فصیحوں یا دلی والوں کی زبانوں پر بہت ہلکی ''ھ'' کے ساتھ ہے، ایسی ہلکی کہ گویا اُس کا وجود ہی نہیں - ظاہرا اِسی بنا پر ''ھاتھی'' کو ''ھاتی'' لکھتے تھے - **

(۳) دلی کی زبان میں مخلوط ''ھ'' پر کبھی قلب کا عمل ہوتا ہے - ایک خط میں ''غالب'' نے ''گڑپنکھ'' کو ''گڑھپھنک'' لکھا ہے - ‡ ایک دوسرے

---

* ''ھندوستانی'' اِلٰہ آباد، ج ۵، ص ۲۸ -

† نیز ''مکاتیب'' ص ۶۴ : ''ڈھونڈھے'' اور ص ۱۱۸ : ''ڈھونڈھتے'' -

** رسالۂ ''اُردو'' ج ۸، ص ۳۲۸ کے سامنے (عکس) -

‡ سید سجاد مرزا کے نام کا خط جس کا اصل نسخہ میرے سامنے ہے -

خط میں بھی یہ لفظ آیا ھے اور م ا کے کاتب نے ''گڑپھدک'' لکھا ھے اور ایک اور جگہ : '' تو......فارسی بھگارا کر '' (یعنی ''بگھارا کر''- خط ۲۱۰) - ظاھر ھے کہ م ا کے کاتب نے کوئی تصرف اِن لفظوں میں نہیں کیا - ''ھ'' اور ''ہ'' کے قلب مع اِبدال کی مثالیں ھیں : ''سورتھ'' کی جگہ ''سہرت'' (خط ۲) اور ''پہنچا'' کی جگہ ''پونچھا'' - * اِن مثالوں سے بخوبی واضح ھوتا ھے کہ ''غالب'' اِملا کو زبان کے مطابق رکھنے کے اھم اُصول پر عمل کرتے تھے -

(۴) لسانیات کے ایک اور اُصول کو بھی ''غالب'' نے پیش نظر رکھا ھے : ''تیار'' کی اِملا کے بارے میں لکھتے ھیں :

> ''طیار......لغت عربی؛ اِملا اِس کی طاے حطی سے-......
> بہرحال اب تاے قرشت سے یہ لفظ نیا نکل آیا - اِس
> لفظ کو مستحدث' اور در اصل اُردو' اور بہ تاے قرشت'
> بہ معنی آمادہ' اشخاص اور اشیا پر عام تصور کرنا چاھیے-
> ......''(خط ۲۰۵)

اِسی اُصول کے تحت ''زرا'' کو ''ز'' سے لکھتے ھیں - ** اِس لیے کہ' مثل ''طیار'' کے' عربی لفظ ''ذرہ'' کے معنے اور ھیں؛ اور جس طرح ''تیار'' کا مفہوم ''طیار'' کے اصلی معنوں سے بالکل بدل گیا ھے' اُسی طرح ''زرا'' کے معنے بھی ''ذرہ'' سے بہت مختلف پیدا ھوئے ھیں-†

(۵) بعضے فارسی لفظوں کے آخر میں جو مختفی ''ہ'' ھوتی ھے' محض ایک حرکت ھے - بعضے عربی لفظوں کے آخر میں بھی ''ہ'' ھوتی ھے - یہ اگرچہ مختفی نہیں مگر اِس کی آواز وقفے کی صورت میں بہت ھلکی ھوتی ھے - فارسی والے' اِس ھلکی ''ہ'' کو اپنی مختفی ''ہ'' سے بہت مشابہ پا کر' اِسے بھی فارسی مختفی ''ہ'' کی طرح ادا کرنے لگے - اُردو میں ایسی

---

* ''مکاتیب'' ص ۹ اور حاشیہ ۲- ''غالب'' عموماً اِس لفظ کو یوں نہیں' بلکہ ''پہنچا'' ھی' لکھتے ھیں - اِس لیے اِسے سہو سمجھنا چاھیے مگر اِس سہو کی بھی بنا وھی دلی کا لہجہ ھے -

** دیکھو خط ۴۴۸ کا عکس (ص ۴۰۴ کے سامنے) -

† ''جلال'' نے بھی ''زرا'' کو پسند کیا' مگر اُن سے سہو ھوا کہ اِس کی اصل کو فارسی سمجھے (''سرمایۂ زبان اُردو'' ص ۱۹۷) اور ''شوق'' نیموی کو گرفت کا موقع ملا (''اِصلاح'' مطبوعۂ کانپور' ص ۱۹ حاشیہ ۳) -

''ہ'' کا تلفظ مقدار میں ایک حرکت سے زیادہ (یعنی الف کے برابر) ہوتا ہے؛ اِس لیے کہ اُردو زبان میں لفظ کے آخر میں حرکت محال ہے اور ہر لفظ کا اخیر حرف ساکن ہوتا ہے - البتہ لکھنے میں، فارسی عربی لفظوں کو، فارسی کے تتبع میں، اُردو والے اُسی طرح رہنے دیتے تھے - غلطنویسوں نے اِس بات کو سمجھا نہیں اور ہندستانی لفظوں میں بھی، جب جی چاہا، الف کی جگہ ''ہ'' لکھ دی؛ یہاں تک کہ بہت سے لوگ ''دھبا'' کو ''دھبہ'' اور ''کونا'' کو ''کونہ'' اور ''پتا'' کو ''پتہ'' وغیرہ لکھنے لگے، اور اب یہ سراسر غلط لکھاوٹ بہت پھیل گئی ہے - اور محققوں اور اُستادوں کی طرح ''غالب'' بھی اِس میں بہت محتاط تھے : سوا ''روپیہ''، ''راجہ''، ''لالہ'' وغیرہ کے، جو گویا علم ہیں، کبھی کوئی ہندستانی لفظ ''ہ'' سے نہ لکھتے تھے؛ ایسے لفظوں میں ''ہ'' نہ لکھتے تھے، جن کا وجود فارسی یا عربی میں نہیں اور جو ''تیار'' اور ''زرا'' کی طرح ہندستان ہی میں پیدا ہوئے ہیں، جیسے ''خاکا''، ''نقشا'' * وغیرہ - اِس سے آگے بڑھ کر وہ اُن فارسی عربی لفظوں کو بھی، جو اُردو میں بہت گھل مل گئے ہیں یا جو محاورے میں آ گئے ہیں، اکثر الف ہی سے لکھتے تھے؛ جیسے ''روانا'' (خط ۴۴۸)، ''مزا''، وغیرہ -** اِس بنا پر یہ یقین کرنا درست ہوگا کہ م ا اور ع ا میں جو جابجا ''مزا''، ''تکیا''، ''زمانا''، ''پردا''، ''خاکا''، ''چھاپےخانا''، ''پاخانا'' اور اِس طرح کے اور لفظ ملتے ہیں، وہ ''غالب'' کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کو دیکھ کر جوں کے توں نقل کیے گئے ہیں -

(۶) اُردو کے جو مذکر اسم الف یا اُس کے ہمآواز حرف (مختفی ''ہ'') پر ختم ہوتے ہیں، واحد محرف اور جمع قائم کی حالت میں اُن کا یہ الف یا ''ہ'' بدل کر ''ے'' ہو جاتی ہے، عام اِس سے کہ لفظ کی اصل ہندستانی ہو یا فارسی یا عربی یا انگریزی یا اور کچھ - عام طور پر لوگوں نے عجیب طریقہ اِختیار کیا ہے کہ جمع قائم کو تو ''ے'' سے لکھتے ہیں، مگر واحد کی محرف حالت میں، تلفظ کے سراسر برخلاف، ''ہ'' کو برقرار رکھتے ہیں - لکھاوٹ کا یہ

---

* ''مکاتیب'' خط ۲۰، ۹۹ - ** اور ''مکاتیب'' خط ۲، ۱۲، ۱۳، ۳۶، ۶۴ -

† مولوی ضیاءالدین کے نام کے خط میں، جو دوسری جلد میں آئے گا -

بےمعنی طریقہ ''غالب'' کے زمانے میں بھی رائج تھا؛ غالباً اِس وجہ سے کہ لکھنے والے فارسی یا عربی لفظ کی شکل کو بدلنے کی جسارت نہ کرتے تھے - ''غالب'' اِس خصوص میں بھی عوام سے الگ تھے اور ' تلفظ پر نظر کر کے' بےتکلف یوں لکھتے تھے : ''زمانے کا'' ؛ ''محلے میں'' ؛ ''شراب کے نشے میں'' ؛ ''لفافے میں'' ؛ ''قصیدے کی'' ؛ ''حصے میں'' ؛ * ''دیوان‌خانے کو'' ؛ * ''کتاب‌خانے سے'' ؛ * ''ھرکارے نے'' ؛ ''قمارخانے کی بنا مثا ڈالی'' ؛ ''دواخانے میں'' ؛ ''آبدارخانے کے'' ؛ ''بالاخانے پر'' - اِسی طرح ناموں کو بھی ''ے'' سے لکھتے تھے : ''انبالے'' ؛ ''کلتے'' - اِسی مطابق م ۱ اور ع ۱ میں کچھ اور لفظ بھی ملتے ھیں : ''آگرے کو'' ؛ ''لرزے میں'' ؛ ''موم جامے میں'' ؛ ''شملے گئے'' ؛ ''دورے سے'' ؛ ''لکھنؤ کے چھاپےخانے نے'' ؛ ''رائسان کے کوچے میں'' ؛ ''اوس کے بدلے'' ؛ ''قافلے کی'' ؛ ''اِجارے میں'' ؛ ''قصیدے کو ... قصیدے کا'' ؛ ''قصیدے کے'' ؛ ''کنارے پہ'' ؛ ''صومعے میں'' ؛ ''میکدے میں'' ؛ ''اوس مسندرے کو'' ؛ ''دوجانے میں'' ؛ ''سر دھنے کو'' وغیرہ - یہ یقیناً ''غالب'' کی تحریر کی ' نقل مطابق اصل' ھے اور اُن کی یہ طرز کتابت اِملا کے اُصول کے سراسر موافق -

''خطوط غالب'' کے متن کے قائم کرنے میں اُن تمام اُصول کا لحاظ رکھا گیا ھے جنھیں ''غالب'' مانتے تھے اور جو صحیح ھیں - البتہ اُن کی طرز کتابت کی پیروی میں ''ھات'' ؛ ''رت'' اور بعضے اور اُردو لفظ اُسی طرح لکھے گئے جس طرح ''غالب'' لکھا کرتے تھے - اِسی بنا پر ''اوس'' ؛ ''اودھر'' ؛ ''اوتھ'' ؛ ''اوتنا'' وغیرہ ''و'' کے ساتھ لکھے گئے - فارسی لفظ ' جن کی اِملا ''ذ'' سے صحیح ھے ' اُن کو بھی ''ز'' سے رھنے دیا - ''غالب'' جہاں ضرورت دیکھتے حرفوں پر زیر زبر بڑی پابندی سے لگایا کرتے تھے - اِس لیے یہ اِرادہ کیا گیا تھا کہ ''خطوط غالب'' کے متن میں بھی یہ اِھتمام کیا جائے مگر چھاپے کی دقتوں نے مجبور کر دیا - جہاں گنتی آ جاتی ''غالب'' کبھی اُسے لفظوں میں لکھتے کبھی ھندسوں میں - م ۱ میں بعضی جگہ کسی چیز کی تعداد ھندسوں میں ھے' مگر اِس چھاپے

---

* یہ لفظ اصل خطوں میں ملتے ھیں جو پیش نظر ھیں اور کتاب کی دوسری جلد میں آئیں گے - باقی لفظوں کے لیے دیکھو خط ۶ ' ۱۳۵' ۱۵۱ اور ''مکاتیب'' خط ۱۶' ۲۹' ۳۰' ۳۸' ۴۵' ۴۷' ۵۴' ۵۶' ۵۷' ۸۰' ۹۸ -

میں لفظوں میں چھپ گئی- اِن سب کی نشاندهی کرنا ضروری نہیں معلوم ہوتا- روپئے کی تعداد ''غالب'' اکثر رقم میں ظاہر کرتے اور یقین ہے کہ م ا میں جہاں کہیں ہندسے ہیں اصل کے مطابق ہوں گے- مشکل یہ کہ رقم کے ٹھپے چھاپےخانے میں موجود نہ تھے- اِس لیے یہ تجویز کی کہ جہاں اصل میں رقم ہو چھاپے میں اُس کی تحویل ہندسوں میں کر کے وہ ہندسہ یا ہندسے واوین کے درمیان رکھ دیے جائیں' مگر افسوس ہے کہ یہ اِنتظام بھی نہ بن پڑا -

باوجود کوشش کے چھاپے کی غلطیاں کتاب میں کچھ نہ کچھ آ ہی گئیں اور اِس جلد کے آخر میں ایک غلط نامہ لگانا پڑا - کتاب کے پڑھنے والوں سے اِستدعا ہے کہ پڑھنے سے پہلے اُس کے مطابق تصحیح فرما لیں - علاوہ چھاپے کی غلطیوں کے کچھ حاشیے یا یادداشتیں چھپنے سے رہ گئیں - یہ ''اِستدراک'' کے تحت یہاں لکھی جاتی ہیں -

اِستدراک*

ص ۱۸' س ۴ - ''پر'' (م ا: ''پہ'') صحیح نہیں - اصل میں غالباً ''یہ'' تھا' جسے کاتب ''پہ'' لکھ گیا -

ص ۲۶' س ۱۰ - سب نسخوں میں ''پہنچا کہ میں'' ہے - یہاں ''کہ'' غلط ہے - یوں پڑھنا چاھیے : ''پہنچا - میں''

ص ۲۸' س ۱۱ - سب نسخے : ''بچ رھیں''- قرینہ یہ ہے کہ اصل میں ''بچے رھیں'' ہوگا ؛ کاتب نے غلطی کی-

ص ۳۱' س ۱۰- م ا میں یہاں ''سرشتہ‌دار'' ہے اور ص ۲۲۷' س ۶ میں ''تونگر''- یہ ایک اور ثبوت اِس بات کا ہے کہ ''غالب'' فارسی لفظوں میں بھی اُردو کے تلفظ کا اِعتبار کرتے تھے- شعر میں بھی ''سرشتہ‌داری'' باندھا ہے-

ص ۳۸' س ۲- ع : ''پڑھ دینا'' - م میں ''پڑھنا'' ہے' جو بہتر قراءت ہے -

ص ۴۵' س ۲ ن - ''چاکو''- صحیح ''چاقو'' ہے' جو ترکی لفظ ہے - ''غالب'' ظاہراً فارسی ''چاک'' سے مشتق جان کر اِسے ''ک'' سے لکھتے تھے' یا

---

* اِستدراک اور غلط نامے میں یہ رموز اِستعمال کیے گئے ہیں :

(۱) ص = صفحہ - (۲) س = سطر - (۳) ن = صفحے کے نیچے سے سطروں کو گنو -

شاید اُردو میں "چاکو" ہی کو فصیح مانتے ہوں -

ص ۵۱، س ۵ ن - "اِبتدائے [ستمبر]" پڑھنا چاہیے -

ص ۶۲، س ۲۰ میں (م۱ کے مطابق) "صاحب، میرے وہ اُستاد..." چاہیے اور اخیر سطر میں : "رقعۂ مرد سخن فہم..."

ص ۶۸، س ۱۰ - "کل" کو پیش سے پڑھنا چاہیے -

ص ۶۹، س ۱۱ - صحیح یوں ہے : "جب اور کسی نے "اِلٰہی" میں..."

ص ۷۶، س ۱۱ - "کٹکھر" - سب نسخوں میں "کٹکر" ہے -

ص ۸۶، س ۱۴ - "بلکہ" - م۱ میں صرف "بل" ہے، اور غالباً یہی صحیح ہے -

ص ۱۰۹، س ۱۵ ن - م۱ میں "ناسازی مزاج" ہے، اور شاید "غالب" نے یہی لکھا ہو -

ص ۱۳۵، س ۱۰ - ع۱: "اقدس پر" -

ص ۱۵۷ نواب یوسف علی خاں کے نام کے خطوں کو "قدر" کے نام کے خطوں سے پہلے آنا چاہیے تھا - غلطی سے ترتیب اُلٹ گئی ہے -

ص ۱۶۷، س ۸ - یوں بھی ممکن ہے : "...جائیے...جائیے...ملیے... کہیے" -

ص ۱۷۹، س ۵ - "شبہا" غالباً کاتب کا سہو ہے- یوں صحیح ہوگا : "تیرہ شبہا بسر آمد : خیر" -

ص ۱۸۷ - "انوری" کے دو شعروں کی اول تو ترتیب صحیح نہیں - دوسرے ایک شعر کے دونوں مصرعوں میں ایک لفظ "بے" آیا ہے جو معنے نہیں دیتا - "کلیات انوری" (نولکشوری ۱۸۸۹ع) کے صفحہ ۱۵ پر مسلسل تین شعر اِس طرح درج ہیں :—

ز غایت کرم اندر کلام تو نی نیست — در اعتقاد تو ضدست نون مگر نی را

بہیچ لفظ تو نون ہم بنا نہ پیوندد — وجود نیست مگر در ضمیر تو نی را

ببارگاہ تو دائم بیک شکم زاید — زمانہ صوت سوال و جواب آری را

یہ نولکشوری متن بھی کچھ بہتر نہیں - پہلے شعر کے پہلے مصرعے میں "بے" کی جگہ "نے" صحیح، لیکن دوسرے مصرعے میں اِس سے بھی معنے نہیں بنتے-

میرے نزدیک اِن شعروں کو یوں پڑھنا چاہیے :

ز غایت کرم اندر کلام تو "نے" نیست — در اعتقاد تو ضدست نون مگر یے را
بہ هیچ لفظ تو نون هم بہ "نا" نہ پیوندد — وجود نیست مگر در ضمیر تو "نے" را
بہ عہد جود تو دائم بہ یک شکم زاید — زمانہ صوت سوال و صدائے "آرے" را

یعنی پہلے مصرعے میں "نے" (حرف اِنکار) ہے - دوسرے میں نہ "یے" صحیح نہ "نے" - اِس کی جگہ "یے" ہونا چاہیے - "صد جست" مہمل ہے اور "ضدست" صحیح - باقی لفظ جو "غالب" کے ہاں اور کلیات میں مختلف ہیں؛ اپنی اپنی جگہ پر صحیح ہیں؛ مگر "بارگاہ" پر "عہد جود" کو اور "جواب" پر "صدائے" کو ترجیح ہے -

ص ۱۸۷' س ۲ ن - "یہاں موحدہ کے آگے" - اِس کا مطلب صاف نہیں - شاید کوئی لفظ رہ گیا ہے -

ص ۲۰۹' اخیر سطر - "مکاتیب" میں صرف "وصول" ہے - غالباً اِس سے پہلے "معرض" سہواً چھوٹ گیا -

ص ۲۲۰' س ۳ - "کے اوپر"- یہاں "اوپر" صرف م۳ میں ہے - اِس کا کچھ اِعتبار نہیں - غالب یہ ہے کہ اصل میں "کے ہاں" ہوگا یا صرف "کے"-

ص ۲۲۹' س ۱۱ ن - "جان" کے بعد سکتے کا نشان غلط چھپ گیا ہے- "میری جان" سے مطلب ہے : "میری دانست میں" -

ص ۲۲۹ کے حاشیے کو یوں ہونا چاہیے تھا : م ۱ و ۲ : "تک بھی" ؛ م ۳ : "تک کی بھی" - "کی" کو حذف کرنا بہتر ہوگا -

ص ۳۰۷' س ۴ ن - م میں یہ شعر نثر کی صورت میں لکھا ہوا ہے -

ص ۳۳۷' س ۱۰- "مغلچوں"- یہ لفظ "غالب" کے خطوں میں اور جگہ بھی آیا ہے- ع میں ہر جگہ "مغلچہ" اور م میں "مغلبچہ" ہے- ع کی قراءت زیادہ قرین قیاس ہے-

ص ۳۴۲' س ۱۲- م۱ : "میاں جان" ؛ اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے -

"اُردوے معلیٰ" اور "عود ہندی" میں کچھ حاشیے بھی ملتے ہیں - اِن میں سے کچھ کو اِس لیے چھوڑ دیا کہ اُن میں صرف لفظوں کے معنے دیے گئے ہیں - جس حاشیے کے متعلق یقین ہوا کہ "غالب" کا لکھا ہوا ہے وہ

"خطوط غالب" میں درج کر دیا گیا اور آخر میں "[غ]" لکھ دیا گیا' تا کہ وہ اور حاشیوں سے ممتاز رہے۔ باقی حاشیوں سے ضمیمے کے طور پر دوسری جلد کے آخر میں بحث کی جائے گی -

"خطوط غالب" کی دوسری جلد کے آخر میں کچھ ضمیمے اور اِشاریے ہوں گے - اُنھیں میں ایک فہرست خطوں کی ہوگی اور اُس میں ہر خط کے متعلق یہ بتایا جائے گا کہ وہ کہاں سے لیا گیا ھے -

عبدالستار صدیقی

اِلہ آباد -

۱۵ مارچ ۱۹۴۱ع -

دیباچہ

سنہ ۱۹۲۴ع کی بات ہے کہ مجھے مرزا غالب کے خطوط کو پڑھانا پڑا - اُس وقت مطبوعہ خطوط کے اغلاط و اسقام معلوم ہوئے اور اُن کے باب میں بعض امور کا خیال ہوا - چنانچہ اُسی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج یہ نسخہ حضرت غالب کے قدردانوں کی خدمت میں پیش ہو رہا ہے - ''عود ہندی'' اور ''اُردوے معلیٰ'' میں جتنے خط ہیں وہ سب اِس مجموعے میں اکٹھا کردیے گئے ہیں اور اُن کے علاوہ بہت سے خط اِس میں شامل ہیں جو اُن دونوں کتابوں کے کسی نسخے میں نہیں ملتے بلکہ کسی اور کتاب یا مختلف ادبی رسالوں میں شائع ہوئے ہیں؛ کچھ ایسے بھی ہیں جو اب تک کہیں شائع نہیں ہوئے؛ یا شائع ہو چکے ہیں، مگر اُن میں جابجا غلطیاں تھیں - جو خط ''عود ہندی'' یا ''اُردوے معلیٰ'' میں ہیں اُن کے مقابلے اور تصحیح کی کوشش کی گئی ہے - جہاں کہیں ایک متن کے دو یا زیادہ نسخوں میں اِختلاف تھا، بہتر صورت کو متن میں رکھا اور اِختلاف اگر کاتب کے سہو پر مبنی پایا گیا تو اُس سے قطع نظر کیا گیا - صرف اہم اِختلافات حاشیے میں دے دیے گئے ہیں- کہیں کہیں متن میں کوئی لفظ کم معلوم ہوا اور اُس کے بغیر جملہ ناقص ہو گیا تھا، تو ضروری لفظ بڑھا دیا گیا اور اِس طرح کا اِضافہ کھلی دار لکیروں کے اندر رکھا گیا ہے -

ہر ایک مکتوب اِلیہ کے نام کے خط تاریخی ترتیب سے مرتب کیے گئے ہیں - ہر مکتوب اِلیہ کے نام کے پہلے خط کی تاریخ کے لحاظ سے مکتوب اِلیہوں کی تقدیم و تاخیر کی گئی ہے - ''عود ہندی'' میں بہت تھوڑے خط ایسے ہیں جن میں تاریخیں درج ہیں مگر اُن میں سے اکثر ایسے ہیں کہ اُن میں دن اور مہینا لکھا ہے مگر سنہ نہیں ہے - ''اُردوے معلیٰ'' کے بہت سے خطوں

میں تاریخیں ہیں لیکن کہیں ہجری کہیں عیسوی تاریخیں ہیں کہیں دونوں، اور بعض تاریخیں غلط بھی ہیں - اِس مجموعے میں تمام تاریخوں کو ایک ڈھنگ پر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے - جن خطوط میں صرف ہجری تاریخیں ہیں اُن کے مطابق عیسوی تاریخیں خط کے آخر میں درج کردی گئی ہیں اِس اِلتزام کے ساتھ کہ جتنا حصہ اصل میں نہیں ہے وہ کھلی دار لکیروں کے اندر رکھاگیا ہے- کہیں حاشیے میں تاریخ دے دی‌گئی ہے- جس خط میں کوئی تاریخ درج نہیں ملی اُس کے زمانے کی تعیین اندرونی شہادت یا کسی اور ذریعے سے کی گئی ؛ مثلاً منشی ہر گوپال ''تفتہ'' کے نام کے پہلے خط کا وقت ''اسعدالاخبار'' آگرہ* کے ۲۰ اگست ۱۸۴۹ع کے پرچے سے معین کیا جاسکا ' اِس لیے کہ اُس میں منشی صاحب کے دیوان پر مرزا ''غالب'' کی لکھی ہوئی تقریظ کا ذکر ہے -

فردوس مکان نواب محمد یوسف علی خاں بہادر اور خلد آشیان نواب کلب علی خاں بہادر کی جو خسروانہ عنایات مرزا ''غالب'' پر مبذول تھیں محتاج بیان نہیں؛ لیکن اعلیٰ حضرت بندگان حضور پرنور کپتان ہز ہائی‌نس عالی‌جاہ فرزند دلپذیر دولت اِنگلشیہ مخلص‌الدولہ ناصرالملک امیرالامراء ڈاکٹر نواب سید محمد رضا علی خاں بہادر مستعدجنگ، کے- سی- ایس- آئی- فرمانروائے ریاست رام‌پور کی اِس توجہ ہمایونی کا ' علم‌دوست اصحاب کو عموماً اور شیدائیان ''غالب'' کو خصوصاً ' شکرگزار ہونا چاہیے کہ ''غالب'' کے بہت سے خط جو شائع نہ ہوئے تھے ''مکاتیب غالب'' کے نام سے زیور طبع سے آراستہ ہوئے ؛ اور میں جو عرصۂ دراز سے اِس امر کا ملتجی تھا کہ وہاں کے خطوط کو اپنے مجموعے میں شامل کرسکوں' میری درخواست کو بھی قبولیت کا شرف بخشا گیا اور اِس معاملے میں عالی جناب صاحبزادہ عبدالجلیل خاں صاحب ہوم منسٹر اور عالی جناب سید بشیر حسین زیدی صاحب چیف منسٹر نے جو دلچسپی ظاہر فرمائی اُس کے لیے اِن دونوں صاحبوں کا بھی بےحد اِحسان‌مند ہوں - ''مکاتیب'' میں سے میں نے صرف خطوں‌کو لےکر اِس مجموعے

* اِس اخبار کی جلد مولانا فضل‌الحسن صاحب ''حسرت'' موہانی کی عنایت سے دیکھنے کو ملی جس کا شکریہ عرض کیا جاتا ہے ۔

میں درج کیا ہے - مولوی اِمتیاز علی صاحب ''عرشی'' نے جو مفید مقدمہ اور حاشیے وغیرہ تحریر فرمائے ہیں اُن سے فائدہ اُٹھانے کے لیے ناظرین کو خود ''مکاتیب'' کی طرف رجوع کرنا چاہیے -

تلاش اور کوشش سے جو مسالا مجھے ملا اُس میں بعض چیزیں بہت قدر کے قابل ہیں جیسے ایک بہت پرانا خط ''تفتہ'' کے نام کا اور ایک خط ''مجروح'' کے نام کا' جو ''غالب'' کے ایک اور شاگرد لالہ بہاری لال ''مشتاق'' کے خلف الرشید لالہ چندو لال صاحب کی عنایت سے حاصل ہوئے - پہلا ''اُردوے معلیٰ'' حصۂ دوم میں موجود ہے' دوسرا ابھی تک شائع نہیں ہوا تھا - اِن دونوں خطوں کے عکس کتاب میں شامل کیے گئے ہیں- قاضی عبدالجمیل ''جنون'' کے نام کے ۱۷ خط ''عود هندی'' اور ''اُردوے معلیٰ'' میں ہیں مگر اُن کے بیٹے قاضی محمد خلیل صاحب رئیس بریلی کی بے اندازہ شفقت نے اِن خطوں کی تعداد کو ۳۰ تک بڑھا دیا - قاضی محمد خلیل صاحب نے مطبوعہ خطوں کا اصل سے مقابلہ کرنے اور اور خطوں کی نقل کروانے اور پھر اُن کے مقابلے کی زحمت فرمائی - نیز ''غالب'' کے لکھے ہوئے لفافے اور بعض اِصلاحیں وغیرہ عنایت فرمائیں - اِن چیزوں میں ایک نقل مولوی عزیزالدین کے نام کے خط کی بھی تھی جس سے چھپے ہوئے خط کی تصحیح کی گئی - جس شفقت اور محبت سے قاضی صاحب مجھ سے پیش آئے اور جیسی کچھ اُنھوں نے میری ہمت بڑھائی اُسے میں نہیں بھول سکتا - افسوس کہ اِس مجموعے کی اِشاعت سے پہلے ہی اُنھوں نے رحلت فرمائی - انورالدولہ ''شفق'' کے نام کے گیارہ خط اعظم گڑھ میں کسی صاحب کے پاس ہیں - پنڈت رامیشر دیال صاحب' ڈپٹی کلکٹر کا اِحسان مند ہوں کہ اُن کی وساطت سے اِن خطوں سے مطبوعہ خطوں کا مقابلہ کیا جا سکا - قاضی عبدالودود صاحب' بیرسٹر پٹنہ' کی توجہ سے سید فرزند احمد بلگرامی کے نام کے ۶ خط ملے جن میں سے ۵ ''جلوۂ خضر'' میں اور ایک رسالۂ ''ندیم'' (گیا) میں شائع ہوا تھا - نواب صدریار جنگ مولانا حبیب الرحمان خاں شروانی؛ ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب؛ خان بہادر سید ابو محمد صاحب' ممبر پبلک سروس کمیشن' صوبۂ متحدہ؛ پنڈت گوپی ناتھ کنزرو صاحب' ایڈوکیٹ الہ آباد؛ آغا محمد اشرف صاحب دہلوی'

کرائسٹ کالج، کیمبرج؛ سید فرخ حیدر صاحب، رئیس شمس‌آباد (فتح گڑھ)؛ پروفیسر حافظ محمود شیرانی صاحب؛ منشی اِقبال حسین بیگ صاحب، اودے پور؛ اور سید بشرالدین حیدر صاحب موسوی نے مختلف خطوط نقل یا مقابلے کے لیے عنایت فرمائے جن سے کتاب کی ترتیب و تکمیل میں بڑی مدد ملی -

''قدر'' بلگرامی کے نام کے خط پہلے مولانا ''حسرت'' کے رسالے ''اُردوے معلیٰ'' علی‌گڑھ (دسمبر ۱۹۰۷ع) میں چھپے - پھر مطبع کریمی لاہور کی ''مکمل اُردوے معلیٰ'' (۱۹۲۳ع) میں ضمیمے کے طور پر داخل کیے گئے؛ لیکن متن دونوں کا حرف بہ حرف ایک ہے، یہاں تک کہ جو غلطیاں علی‌گڑھ کے رسالے میں ہیں وہ لاہور کے نسخے میں بھی اُسی طرح موجود ہیں - خوش‌قسمتی کہ اِن میں سے بعضے خطوں کی نقلیں ڈاکٹر صدیقی صاحب کے پاس تھیں جنھیں اُنھوں نے رسالۂ ''ہندستانی'' الہ‌آباد (جلد ۳) میں شائع کیا - اِن سے بعض خطوں کے متن کو درست کرنے میں مدد ملی - ''ہندستانی'' (ج ۴) میں بھی کئی خط ڈاکٹر صاحب نے شائع کیے تھے اور اُن کے علاوہ اُن کے پاس ''غالب'' کے رقعوں کا ایک اِنتخاب ہے جسے خود ''غالب'' ہی نے ترتیب دیا تھا۔ اِن چیزوں سے بھی بعض خطوں کی تصحیح میں مدد ملی -

متعدد اُردو رسالوں میں ''غالب'' کے خط شائع ہوتے رہے ہیں، جن میں سے خاص کر ذکر کے قابل یہ ہیں : ''فصیح‌الملک'' ; ''اُردو'' ; ''ہندستانی'' (الہ‌آباد) ; ''معارف'' ; ''مرقع'' اور ''خیابان'' (لکھنئو) ; ''ندیم'' (گیا) ; ''حیات نو'' (پانی‌پت)؛ ''جورنل ہسٹاریکل سوسائٹی'' (لکھنئو) - میں نے اِن سب رسالوں سے فائدہ اُٹھایا جس کے لیے میں اُن کے مضمون نگاروں اور ایڈیٹروں کا ممنون ہوں -

عبدالرحمن ''تحسین'' پانی‌پتی کے کلام پر مرزا ''غالب'' کی اِصلاحیں ہیں اور اُن کے نام خط بھی ہیں - اِن کا کچھ حصہ رسالۂ ''حیات نو'' میں شائع ہوا ہے مگر تمام خطوں اور اِصلاحوں کی نقلیں خواجہ سجاد حسین صاحب اور محمد بدرالاسلام فضلی صاحب کی عنایت سے ملیں - ڈاکٹر پریم نرائن بھٹناگر صاحب کی عنایت سے وہ اِصلاحیں میسر آئیں، جو مرزا

''غالب'' نے ''بیصبر'' کے کلام پر دی تھیں - مولوی سید محمد عثمان ابدالی صاحب ''رخشان'' کی مہربانی سے حضرت ''صوفی'' ملیری کے کلام پر ''غالب'' کی اِصلاحوں کی نقلیں ملیں - یہ سب اِصلاحیں' دیباچوں تقریظوں وغیرہ کے ساتھ ''خطوط غالب'' کی دوسری جلد میں داخل ہیں- نواب امیرالدین احمد خاں بہادر مرحوم' والی ریاست لوہارو؛ پنڈت برج موہن دتاتریہ صاحب ''کیفی''؛ پروفیسر سید مسعود حسن رضوی صاحب' لکھنئو؛ ڈاکٹر تارا چند صاحب' الہ‌آباد؛ سید اشرف علی صاحب صفی پوری ڈپٹی کلکٹر؛ ڈاکٹر اِحسان علی صاحب صفی‌پوری؛ مولانا سید عزیزالدین احمد صاحب بلخی' پٹنہ؛ لالہ رام پرشاد ماتھر صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر؛ لالہ شام لال گویل صاحب حکیم حاذق' دھلی؛ سید افقر وارثی صاحب موھانی ایڈیٹر رسالۂ ''جام جہاں‌نما'' لکھنئو؛ منشی اِمام‌الدین رضوی صاحب؛ نواب خاقان حسین صاحب' کان‌پور کا شکر گزار ھوں کیونکہ آپ صاحبوں سے مجھے مختلف طرح سے مدد ملی- میں اُن سب ایڈیٹر صاحبوں کا بھی شکر گزار ھوں جنھوں نے میری گشتی چٹھی کو اپنے گرانمایہ اخبار یا رسالے میں جگہ دے کر میرے کام میں سہولت پیدا کی -

میں نہایت صدق دل سے اُن تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن‌کی کریمانہ فیاضی سے اِس مجموعے میں بہت سے نئے مواد کا اِضافہ ہوا لیکن میں اپنے محترم کرم‌فرما ڈاکٹر عبدالستار صدیقی صاحب کا شکریہ اگر خصوصیت کے ساتھ ادا نہ کروں تو بلا شبہہ ایک سنگین اخلاقی جرم کا مرتکب ہونگا - کیونکہ اگر وہ عملی طور سے میری حوصلہ افزائی نہ فرماتے' وقتاً فوقتاً مجھے مشورہ نہ دیتے' میرے کام کی نگرانی نہ رکھتے' مواد کی فراھمی کے علاوہ تمام متن کی تصحیح و نظر ثانی نہایت ھی جاں فشانی کے ساتھ نہ کرتے' میری غلطیوں کو دور نہ کرتے اور بعض ضروری حاشیے نہ بڑھاتے تو یہ مجموعہ جس صورت میں ناظرین کے سامنے پیش ہو رہا ھے اُس صورت میں ھرگز نہ پیش ھوسکتا -

مہیش پرشاد

بنارس

جنوری ۱۹۴۱ع

خطوں کی فہرست

منشی ہرگوپال تفتہ
المخاطب بہ "میرزا تفتہ"

١

مہاراج،

[1] آپ کا مہربانی نامہ پہنچا - دل میرا اگرچہ خوش نہ ہوا ، لیکن ناخوش بھی نہ رہا - بہرحال، مجھ کو ، کہ نالائق و ذلیل‌تریں خلائق ہوں، اپنا دعاگو سمجھتے رہو - کیا کروں؟ اپنا شیوہ ترک نہیں کیا جاتا - وہ روش ہندستانی فارسی لکھنے والوں کی مجھ کو نہیں آتی کہ بالکل بھاٹوں کی طرح بکنا شروع کریں - میرے قصیدے دیکھو؛ تشبیب کے شعر بہت پاؤگے، اور مدح کے شعر کمتر - نثر میں بھی یہی حال ہے - نواب مصطفی خاں کے تذکرے کی تقریظ کو ملاحظہ کرو کہ اون کی مدح کتنی ہے - مرزا رحیم الدین بہادر "حیا" تخلص کے دیوان کے دیباچے کو دیکھو - وہ جو تقریظ "دیوانِ حافظ" کی بموجب فرمایشِ جان جاکوب بہادر کے لکھی ہے، اوس کو دیکھو کہ فقط ایک بیت میں اون کا نام اور اون کی مدح آئی ہے اور باقی ساری نثر میں کچھ اور ہی اور مطالب ہیں - واللہ باللہ ، اگر کسی شاہزادے یا امیرزادے کے دیوان کا دیباچہ لکھتا ، تو اوس کی اِتنی مدح نہ کرتا کہ جتنی تمھاری مدح کی ہے- ہم کو اور ہماری روش کو اگر پہچانتے، تو اِتنی مدح کو بہت جانتے- قصہ مختصر، تمھاری خاطر کی اور ایک فقرہ تمھارے نام کا بدل کر اوس کے عوض ایک فقرہ اور لکھ دیا ہے- اِس سے زیادہ بھٹئی میری روش نہیں- ظاہرا تم خود فکر نہیں کرتے، اور حضرات کے بہکانے میں آ جاتے ہو - وہ صاحب تو بیشتر اِس نظم و نثر کو مہمل کہیں گے، کس واسطے کہ اون کے کان اِس آواز سے

آشنا نہیں۔ جو لوگ کہ "قتیل" کو اچھے لکھنے والوں میں جانیں گے، وہ نظم و نثر کی خوبی کو کیا پہچانیں گے؟

ہمارے شفیق منشی نبی بخش صاحب کو کیا عارضہ ہے کہ، جس کو تم لکھتے ہو، ماءالجبن سے بھی نہ گیا۔ ایک نسخہ "طب محمد حسین خانی" میں لکھا ہے اور وہ بہت بےضرر اور بہت سودمند ہے؛ مگر اثر اوس کا دیر میں ظاہر ہوتا ہے۔ وہ نسخہ یہ ہے کہ پان سات سیر پانی لیویں اور اوس میں سیر پیچھے تولہ بھر چوب چینی کوٹ کر ملادیں اور اوس کو جوش کریں، اس قدر کہ چہارم پانی جل جاوے۔ پھر اوس باقی پانی کو چھان کر کوری تھلیا میں بھر رکھیں اور، جب باسی ہو جاوے، اوس کو پییں۔ جو غذا کھایا کرتے ہیں، کھایا کریں۔ پانی دن رات، جب پیاس لگے، یہی پییں۔ تبرید کی حاجت پڑے، اسی پانی میں پییں۔ روز جرش کروا کر چھنوا کر رکھ چھوڑیں۔ برس دن میں اس کا فائدہ معلوم ہوگا۔ میرا سلام کہہ کر یہ نسخہ عرض کر دینا۔ آگے اون کو اختیار ہے۔

[اگست ۱۸۴۹ع]۔

۲

[۲ بھائی،

یہ مصرع جو تم کو بہم پہنچا ہے، فن تاریخ گوئی میں اس کو "کرامت" اور "اعجاز" کہتے ہیں۔ یہ مصرع "سلمان" ساوجی و "ظہیر" کا سا ہے۔ چار لفظ اور چاروں واقعے کے مناسب۔ یہ مصرع کہہ کر اور مصرعے کی فکر کرنی کس واسطے؟ واہ واہ! سبحان اللّٰہ!

اور یہ جو تم کو "فر" کے لفظ میں تردد ہوا اور ایک سوکھا سہما شعر ظہوری کا لکھا، بڑا تعجب ہے۔ یہ لفظ میرے ہاں "پنج آہنگ" میں دس ہزار* جگہ آیا ہوگا۔ "فر" اور "فرّہ" لفظ فارسی ہے، مرادف "جاہ" کے۔ پس "جاہ" کو اور اس کو کس نے کہا ہے کہ بغیر ترکیب

* دس ہزار کا لفظ محض ظرافتاً لکھا ہے، یعنی تم ہمارے قدیم شاگرد اور ہمارے کلام کے درد رکھنے والے اور پھر تم کو یہ خبر نہیں کہ ہماری فارسی نثر میں یہ لفظ متعدد طور پر اور متعدد جگہ استعمال ہوا ہے۔ پس تمھاری غفلت کی مثال ایسی ہے کہ جو چیز دس ہزار بار دیکھی جائے وہ یاد نہ رہے [م]۔

دیے نہ لکھیے ؟ ''عالی جاہ'' اور ''سکندر جاہ'' اور ''مظفرفر'' اور ''فریدوں‌فر'' :
یوں بھی درست ؛ اور صرف '' جاہ '' اور '' فر '' : یوں بھی درست -

اور ایک بات تم کو معلوم رہے کہ اِس پورے خطاب کو '' خطابِ بہادری '' کہنا بہت بیجا ہے - سنو ' خطاب کے مراتب میں پہلے تو ''خانی'' کا خطاب ہے ؛ اور یہ بہت ضعیف ہے اور بہت کم ہے - مثلاً ایک شخص کا نام ہے: ''میر محمد علی'' یا ''شیخ محمد علی'' یا ''محمد علی بیگ'' اور اوس کو خاندانی بھی ''خانی'' نہیں حاصل - پس ' جب اوس کو بادشاہِ وقت ''محمد علی خاں'' کہہ دے' تو گویا اوس کو ''خانی'' کا خطاب ملا - اور جو شخص کہ اوس کا نام اصلی ''محمد علی خاں'' ہے' یا تو وہ قوم افغان [سے] ہے یا ''خانی'' اوس کی خاندانی ہے؛ بادشاہ نے اوس کو ''محمد علی خاں بہادر'' کہا - پس یہ خطاب ''بہادری'' کا ہے ؛ اِس کو ''بہادری کا خطاب'' کہتے ہیں - اِس سے بڑھ کر خطاب ''دولگی'' کا ہے؛ یعنی مثلاً ''محمد علی خاں بہادر'' ؛ اوس کو ''مدبرالدولہ محمد علی خاں بہادر'' کہا - اب یہ خطاب ''دولگی'' کا ہوا ؛ اِس کو ''بہادری کا خطاب'' نہیں کہتے - اب اِس خطاب پر افزایش ''جنگ'' کی ہوتی ہے: ''مدبرالدولہ محمد علی خاں بہادر شوکت جنگ''- ابھی خطاب پورا نہیں ؛ پورا جب ہوگا کہ جب ''ملک'' بھی ہو - پس پورے خطاب کو ''خطابِ بہادری'' لکھنا غلط ہے - یہ واسطے تمھارے معلوم رہنے کے لکھا گیا ہے -

اب آپ اِس سات بیت کے قطعے کو اپنے دیوان میں داخل اور شامل کر دیجیے' یعنی قطعوں میں لکھ دیجیے - جب تمھارا دیوان چھاپا جاوے گا ' یہ قطعہ بھی چھپ جاوےگا - مگر ہاں' منشی صاحب[1] کے سامنے اِس کو پڑھیے اور اون سے اِستدعا کیجیے کہ اِس کو آگرے بھیجیے' تاکہ چھاپا ہو جاوے ''اسعدالاخبار'' میں اور ''زبدۃالاخبار'' میں - یقین ہے کہ وہ تمھارے کہنے سے عمل میں لاویں گے - مجھ کو کیا ضرور ہے کہ میں لکھوں ؟ میں نے یہاں ''صادق الاخبار'' میں چھپوا دیا ہے -

[اگست ۱۸۵۰ع] -

۱- یعنی منشی نبی بخش ''حقیر''-

۳

[۳] میں تم کو خط بھیج چکا ہوں، پہنچا ہوگا - کل ایک رقعہ میرے پاس آیا - کوئی صاحب ہیں عطاءاللّٰہ خاں، اور "نامی" تخلص کرتے ہیں - خدا جانے، کہاں ہیں اور کون ہیں - ایک دوست نے وہ رقعہ میرے پاس بھیجا؛ میں نے اوس کا جواب لکھ کر اوسی دوست کے پاس بھیج دیا - رقعہ تم کو بھیجتا ہوں، پڑھ کر حال معلوم کرو گے - تمھارے شعر میں جو تردد تھا اوس کا جواب میں نے یہ لکھا ہے؛ تم کو بھی معلوم رہے :

"رفت آنچہ بہ منصور، شنیدی تو و من ہم
اے دل، سخنے ہست؛ نگہ دار زبان را"

تردد یہ کہ "آنچہ بہ منصور رفت" نہیں دیکھا؛ "آنچہ بر منصور رفت" درست ہے- جواب : باے موحّدہ "علیٰ" کے معنی بھی دیتی ہے - پس، جو کچھ "بر" سے مراد تھی وہ باے موحّدہ سے حاصل ہوگئی، اور اگر باے موحّدہ کے معنی معیت کے لیں، تو بھی درست ہے - "نظیری" کہتا ہے :

"شادی، کہ غبن میکشی و دم نمیزنی در شہر این معاملہ با ہر گدا رود"

اگر کوئی یہ کہے کہ یہاں "معاملہ" ہے اور اوس شعر میں "معاملہ" کا لفظ نہیں - جواب اِس کا یہ ہے کہ سراسر دونوں شعروں کی صورت ایک ہے - "نظیری" کے ہاں "معاملہ" مذکور ہے اور "تفتہ" کے ہاں مقدر ہے- "رفت" کا صلہ اور تعدیہ باے موحّدہ کے ساتھ دونوں جگہ ہے - والسلام -

[۱۸۵۱] - اسداللّٰہ -

۴

[۴] کیوں مہاراج ؟

کول[1] میں آنا اور منشی نبی بخش صاحب کے ساتھ غزل‌خوانی کرنی اور ہم کو یاد نہ لانا ! مجھ سے پوچھو کہ میں نے کیوں کر جانا کہ تم مجھ کو بھول گئے- کول میں آئے اور مجھ کو اپنے آنے کی اِطلاع نہ دی، نہ لکھا کہ میں کیوں کر آیا ہوں اور کب آیا ہوں اور کب تک رہوں‌گا اور کب جاؤں‌گا اور بابو

---

۱ - علی گڑھ کا پُرانا نام - اِسی نسبت سے خطوط میں : "کول" -

صاحب سے کہاں جا ملوں گا - خیر' اب جو میں نے بےحیائی کر کے تم کو خط لکھا ہے' لازم ہے کہ میرا قصور معاف کرو اور مجھ کو ساری اپنی حقیقت لکھو -

تمہارے ہات کی لکھی ہوئی غزلیں' بابو صاحب کی' میرے پاس موجود ہیں اور اِصلاح پا چکی ہیں- اب میں حیران ہوں کہ کہاں بھیجوں؟ ہرچند اونھوں نے لکھا ہے کہ اکبرآباد' ہاشم علی خاں کو' بھیج دو؛ لیکن میں نہ بھیجوں گا - جب وہ اجمیر یا بھرت‌پور پہنچ کر مجھ کو خط لکھیں گے' تو میں اون کو وہ اوراق اِرسال کروں گا یا تم جو لکھو گے اوس پر عمل کروں گا -

بھائی' ایک دن شراب نہ پیو یا کم پیو اور ہم کو دو چار سطریں لکھ بھیجو' کہ ہمارا دھیان تم میں لگا ہوا ہے -

رقم‌زدۂ یکشنبہ' چارم جنوری سنہ ۱۸۵۲ -

اسداللّٰہ -

۵

شفیق بالتحقیق منشی ہرگوپال ''تفتہ'' ہمیشہ سلامت رہیں - [۵]

آپ کا وہ خط' جو آپ نے کان‌پور سے بھیجا تھا' پہنچا - بابو صاحب کے سیر و سفر کا حال اور آپ کا لکھنؤ جانا اور وہاں کے شعرا سے ملنا سب معلوم ہوا- اشعار جناب ''رند'' کے' پہنچنے کے ایک ہفتے کے بعد' درست ہوگئے اور اِصلاح اور اِشارے اور فوائد جیسا کہ میرا شیوہ ہے عمل میں آیا - جب تک کہ اِن کا یا تمہارا خط نہ آوے اور اِقامت‌گاہ معلوم نہ ہو' میں وہ کواغذ ضروری کہاں بھیجوں اور کیوں‌کر بھیجوں اور کیوں بھیجوں؟ اب جو تمہارے لکھنے سے جانا کہ ۱۹ فروری تک اکبرآباد آؤگے' تو میں نے یہ خط تمہارے نام لکھ کر لفافہ کر رکھا ہے - آج اونیسویں ہے' پرسوں اکیسویں کو لفافہ آگرے کو روانا ہوگا - بابو صاحب کو میں نے خط اِس واسطے نہیں لکھا کہ جو کچھ لکھنا چاہیے تھا' وہ خاتمۂ اوراق اشعار پر لکھ دیا ہے - تم کو چاہیے کہ اون کی خدمت میں میرا سلام پہنچاؤ اور سفر کے انجام اور حصولِ مرام کی مبارک‌باد دو اور اوراقِ اشعار گزرانو اور یہ عرض کرو کہ جو عبارت خاتمے پر مرقوم ہے اوس کو غور سے پڑھیے اور اپنا دستورالعمل گردانیے؛ نہ یہ کہ سرسری دیکھیے اور بھول جائیے - بس' تمام ہوا وہ پیام کہ جو بابو صاحب کی خدمت میں تھا -

اب پھر تم سے کہتا ہوں کہ وہ جو تم نے اوس شخص "کولنی" کا حال لکھا تھا، معلوم ہوا - ہر چند اعتراض اون کا لغو اور پرسش اون کی بےمزہ ہو، مگر ہمارا یہ منصب نہیں کہ معترض کو جواب نہ دیں یا سائل سے بات نہ کریں - تمھارے شعر پر اعتراض، اِس راہ سےکہ وہ ہمارا دیکھا ہوا ہے، گویا ہم پر ہے - اِس سے ہمیں کام نہیں کہ وہ مانیں یا نہ مانیں؛ کلام ہمارا اپنے نفس میں معقول و اُستوار ہے - جو زبان‌داں ہوگا، وہ سمجھ لے گا - غلط‌فہم و کج‌اندیش لوگ نہ سمجھیں، نہ سمجھیں - ہم کو تمام خلق کی تہذیب و تلقین سے کیا علاقہ؟ تعلیم و تلقین واسطے دوستوں کے اور یاروں کے ہے، نہ واسطے اغیار کے - تمھیں یاد ہوگا کہ میں نے تمھیں بارہا سمجھایا ہے کہ خود غلطی پر نہ رہو اور غیر کی غلطی سے کام نہ رکھو - آج تمھارا کلام وہ نہیں کہ کوئی اوس پر گرفت کرسکے، مگر ہاں

حسود را چہ کنم، کو ز خود بہ رنج در است -

والسلام والاکرام -

رقم‌زدۂ ۱۹ فروری و مرسلۂ بست و یکم فروری سنہ ۱۸۵۲ع -

اسد اللّٰہ -

۶

[۶] بندہ پرور،

"بیش از بیش و کم از کم": یہ ترکیب بہت فصیح ہے - اِس کو کون منع کرتا ہے؟ اور "جلالِ اسیر" کی یہ بیت بہت پاکیزہ اور خوب ہے - اِس کے معنی یہی ہیں‌کہ "در زمانِ من مہر بیش از بیش شد و در زمانِ تو وفا کم از کم شد"- اُستاد کیا کہے گا؟ اِس میں تو تین ٹکڑے کا لف و نشر ہے: من اور تو، مہر اور وفا بیش از بیش اور کم از کم- یاد رہے کہ "بیشتر از بیش و کمتر ازکم" اگرچہ بہ حسب معنی جائز ہے، لیکن فصاحت اِس میں کم ہے - "بیش از بیش و کم از کم" افصح ہے - وہ شعر تمھارا خوب ہے اور ہمارا دیکھا ہوا ہے -

قیس! از تو نہ ایم کم؛ ولے صبر بیش است ترا، کم است مارا -

لیکن ہاں، پہلے مصرع میں اگر "کمتر" ہوتا تو اور اچھا تھا - بہر حال، اِتنا خیال رہے کہ ایسی جگہ "تر" کا لفظ افصح ہے - چنانچہ میرا شعر ہے :

جلوہ کن، منّت منہ، از ذرہ کمتر نیستم حسن با این تابناکی آفتابے بیش نیست

بندہ پرور بیشی از بیش و کم از کم یہ ترکیب بہت فصیح ہے اسکو کون منع کرتا ہے اور جلال اسیر کے
یہ بیت بہت پاکیزہ اور خوب ہے اسکے معنے یہ ہیں کہ در زمان ضعف مہر بیشی از بیشی شد و در زمان تو
وفا کم از کم شد ترتیب کیا کہیگا اسمیں تو تتبع تکرار کا لف و نشر ہے من اور تو مہر اور وفا بیشی از بیشی
اور کم از کم ۵ بارہے کہ بیشتر از بیشی اور کمتر از کم اگرچہ بحسب معنے جائز ہے لیکن فصاحت اسمیں
کم ہے بیشی از بیشی و کم از کم افصح ہے وہ شعر تمہارا خوب ہے اور ہمارا دیکھا ہوا ہے سو قتیل از تو
شد ایں کم و لے صبر بیش است مرا کم لست مارا لیکن مانے بہت مصرع میں اگر کمتر ہوتا تو اور اچھا تھا
بہرحال اتنا خیال رہے کہ ایسے جگہ تر کا لفظ افصح ہے چنانچہ میرا شعر ہے سو جلوہ کی منت ہشت
از ذرہ کمتر نیستم عشق با این تا بناکے آفتاب بیشی نیست سو ورنہ چشم توجہ از روزن دیوار کم
یہاں بہت ہے اور معلوم ہوتا ہے اور نیز اصفہاری کا ترجمہ ہو جاتا ہے فارسیت نہیں رہتی کی
سہل شمار زندگانی را مجھکو یاد پڑتا ہے کہ میں نے اس مطلع کو یوں درست کر دیا ہے سو
رائیگاں زندگانی را میتوان کرد جانفشانی را اور اس صورت میں یہ مطلع ...
ہو گیا تھا کہ میرے دلی میں آئے تھے ہم تمکو نہ دیں اور خود اس زمین میں غزل لکھوں مگر
پھر میں نے خست کی اور تمکو دیدیا حضرت نے ملاحظہ نہیں فرمایا یہ خط جو آپ نے
مجھے لکھا ہے شعر ہے کے نسخے میں لکھا ہے اور وہ اصلاحی اوراق ہیں ایسے عالم میں ملاحظہ
فرمائیے ہیں اب گلہ تا کے زندگانی را اسکو موقوف کیجے اور وہ مطلع رہنے دیجیے کہ وہ
بہت خوب ہے بعینہ مولانا ظہوری کا معلوم ہوتا ہے۔ ہاں ہمارے اوراق اصلاحی کو غور سے
دیکھا کرو ہماری محنت تو ضائع نجاوری کی ایام جنوں میں جمع الجمع ایسے کہا ہے

نہیں ہے بلکہ فقیر کے نزدیک جمیع کا جمیع صحیح نہیں ہے مثلاً مقامے چند اور احکام چند اور
اسرار چند یہ آدمی لکھ سکتا ہے مگر ہاں آسان ہے یہ کہنا شہرت ہے سے خلاف بزرگان
گرفتن خطاست ہمکو اپنی تہذیب سے کام ہے اغلاط میں سند کیوں ڈھونڈتے ہو سنو
مثلاً حضرت حافظ نے لکھا ہے سے صلاح کار کجا و من خراب کجا ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
میری زبان ایسے موقع میں یہ چاہیے کہ بزرگوں کے کلام کو ہم مورد اعتراض نہ کریں اور خود اسکے
پیروی نہ کریں فقیر گوارا نہیں رکھنے کا جمیع کا جمیع کو اور برا نہ کہیگا حضرت صاحب کی شہرت
فلانے شخص کے انتقال کی یہ غلط البتہ میرا بھی موجب ملال ہے مگر یہ کون واقعہ عظیم
ہولناک ہے کہ صاحبان اخبار اسکو چھاپیں آپ اس طرف اتنا اعتنا نہ فرمائیے سے گر ماہ و
آفتاب بمیرد عزا مگیر ور تیر و زہرہ کشتہ شود نوحہ خوان مخواہ میں کالے صاحب کے مکان سے اٹھ
آیا ہوں بلی ماروں کے محلے میں ایک حویلی کرایہ کو لیکر اوسمیں رہتا ہوں وہاں کا میرا رہنا
تخفیف کرایہ کے واسطے نہ تھا صرف کالے صاحب کی محبت سے رہتا تھا اور اسلئے اطلاع کو تمکو
لکھا ہے اگرچہ میرے خط پر حاجت مکان کے نشان کی نہیں ہے در دہلی بہ اسداللہ برسد کافی ہے
مگر اسداللہ کیوں اس نہ لکھا کرو محلہ بلی ماراں لکھا کرو اور ہاں صاحب ہمارے شفیق بابو صاحب کا حال
لکھو مسہل سے فراغت ہوئی اور مزاج کیسا ہے اور اب اجمیر اور وہاں سے آبو پہاڑ کو کب
جائینگے میرا سلام بھی کہہ دیجیو والسلام اسداللہ محررہ دو شنبہ ... ۱۸۵۰

''ورنہ چشم تو چہ از روزنِ دیوار کم است''
یہاں بہت ہی اوپری معلوم ہوتا ہے اور نِرا ہندی کا ترجمہ رہ جاتا ہے' فارسیت نہیں رہتی -

'' سہل مشمار زندگانی‌ہا ''-

مجھ کو یاد پڑتا ہے کہ میں نے اِس مطلع کو یوں درست کر دیا ہے :

رایگان است زندگانی‌ہا   می‌توان کرد جانفشانی‌ہا

اور اِس صورت میں یہ مطلع ایسا ہو گیا تھا کہ میرے دل میں آئی تھی کہ تم کو نہ دوں اور خود اِس زمین میں غزل لکھوں ؛ مگر پھر میں نے خست نہ کی اور تم کو دے دیا - حضرت نے ملاحظہ نہیں فرمایا ! یہ خط جو آپ نے مجھے لکھا ہے' شراب کے نشے میں لکھا ہے اور وہ اِصلاحی اوراق بھی اِسی عالم میں ملاحظہ فرمائے ہیں - اب

'' گلہ تا کے ز زندگانی‌ہا ''-

اِس کو موقوف کیجیے اور وہ مطلع رہنے دیجیے کہ وہ بہت خوب ہے؛ بعینہ مولانا ''ظہوری'' کا معلوم ہوتا ہے - بھائی' ہمارے اوراقِ اِصلاحی کو غور سے دیکھا کرو؛ ہماری محنت تو ضائع نہ جاوے -

'' ایامے چند '' میں جمع الجمع ایسی کھلی ہوئی نہیں ہے' بلکہ فقیر کے نزدیک ''جمع الجمع'' ہی نہیں ہے - مثلاً ''معنیِ چند'' اور ''احکامِ چند'' اور '' اسرارِ چند '' - یہ آدمی لکھ سکتا ہے - مگر ہاں' '' آمال‌ہا '' یہ کھلی سہرت[1] ہے -

خطاے بزرگان گرفتن خطاست -

ہم کو اپنی تہذیب سے کام ہے؛ اغلاط میں سند کیوں ڈھونڈھتے پھریں ! مثلاً حضرت ''حافظ'' نے لکھا ہے :

صلاحِ کار کجا و من خراب کجا   ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا-

میری جان' ایسے موقع میں یہ چاہیے کہ بزرگوں کے کلام کو ہم موردِ اِعتراض نہ کریں اور خود اِس کی پیروی نہ کریں - فقیر گوارا نہیں رکھنے کا جمع الجمع کو اور برا نہ کہے گا حضرت '' صائب '' کو -

۱ - [یعنی '' سورتھ '' - ع - ص -]

شہرت فلانے شخص کے اِنتقال کی بہ غلط' البتہ میرا بھی موجبِ ملال ہے؛ مگر یہ کون واقعۂ عظیم ہولناک ہے کہ صاحبانِ اخبار اِس کو چھاپیں - آپ اِس طرف اِتنا اِعتنا نہ فرمائیے -

گر ماہ و آفتاب بمیرد' عزا مگیر
ور تیر و زہرہ کشتہ شود' نوحہ‌خوان مخواہ

میں کالے صاحب کے مکان سے اوٹھ آیا ہوں - بلّی ماروں کے محلے میں ایک حویلی کرائے کو لے کر اوس میں رہتا ہوں - وہاں کا میرا رہنا تخفیفِ کرایہ کے واسطے نہ تھا' صرف کالے صاحب کی محبت سے رہتا تھا - واسطے اِطلاع کے تم کو لکھا ہے - اگرچہ میرے خط پر حاجت مکان کے نشان کی نہیں ہے' "در دہلی بہ اسداللّٰہ برسد" کافی ہے؛ مگر اب " لال کنواں " نہ لکھا کرو' "محلۂ بلّی ماراں" لکھا کرو -

اور ہاں صاحب' ہمارے شفیق بابو صاحب کا حال لکھو - مسہل سے فراغت ہوئی اور مزاج کیسا ہے؟ اور اب اجمیر اور وہاں سے آبو پہاڑ کو کب جائیں گے؟ میرا سلام بھی کہہ دیجیے گا - والسلام -

محررۂ دو شنبہ' بست و دوم مارچ سنہ ۱۸۵۲ -

اسد اللّٰہ -

۷

[۷] کاشانۂ دل کے ماہِ دوھفتہ' منشی ہرگوپال " تفتہ " تحریر میں کیا کیا سحرطرازیاں کرتے ہیں!

اب ضرور آ پڑا ہے کہ ہم بھی جواب اوسی انداز سے لکھیں - سنو صاحب' یہ تم جانتے ہو کہ زین‌العابدین خاں مرحوم میرا فرزند تھا اور اب اوس کے دونوں بچے' کہ وہ میرے پوتے ہیں' میرے پاس آ رہے ہیں اور دمبدم مجھ کو ستاتے ہیں اور میں تحمل کرتا ہوں - خدا گواہ ہے کہ میں تم کو اپنے فرزند کی جگہ سمجھتا ہوں - پس' تمھارے نتائجِ طبع میرے معنوی پوتے ہوئے - جب اِن عالمِ صورت کے پوتوں سے' کہ مجھے کھانا نہیں کھانے دیتے' مجھ کو دوپہر کو سونے نہیں دیتے' ننگے ننگے پانو میرے پلنگ پر رکھتے ہیں' کہیں پانی لُنڈھاتے ہیں' کہیں خاک اوڑاتے ہیں' میں نہیں تنگ آتا؛ تو اون معنوی پوتوں سے' کہ

اون میں یہ باتیں نہیں ہیں ' کیوں گھبراؤں گا ؟ آپ اون کو جلد میرے پاس بہ سبیلِ ڈاک بھیج دیجیے کہ میں اون کو دیکھوں - وعدہ کرتا ہوں کہ پھر جلد اون کو تمھارے پاس بہ سبیلِ ڈاک بھیج دوں گا - حق تعالیٰ تمھارے عالم صورت کے بچوں کو جیتا رکھے اور اون کو دولت و اقبال دے اور تم کو اون کے سر پر سلامت رکھے اور تمھارے معنوی بچوں ' یعنی نتائجِ طبع ' کو فروغِ شہرت اور حسنِ قبول عطا فرمائے - بابو صاحب کے نام کا خط اون کے خط کے جواب میں پہنچتا ہے - اون کو دے دیجیے گا - اور ہاں صاحب ' بابو صاحب اور تم آبو کو جانے لگو تو مجھ کو اِطلاع کرنا اور تاریخِ روانگی لکھ بھیجنا ' تاکہ میں بے خبر نہ رہوں - والدعا -

نگاشتۂ جمعہ ' ۱۸ جون سنہ ۱۸۵۲ع -

اسد اللہ -

۸

[۸] کل تمھارا خط آیا ' رازِ نہانی مجھ پر آشکارا ہوا - میں سمجھا ہوا تھا کہ تم دیوانگی اور شورش کر رہے ہو - اب معلوم ہوا کہ حق بہ جانب تمھارے ہے - میں جو اپنے عزیز کو نصیحت کرتا ہوں ' تو اپنے نفس کو مخاطَب کرکے کہتا ہوں کہ اے دل ' تو اپنے کو اِس عزیز کی جگہہ سمجھ کر تصور کر کہ اگر تجھ پر یہ حادثہ پڑا ہوتا یا تو اِس بلا میں گرفتار ہوا ہوتا ' تو کیا کرتا ؟ عیاذاً باللّٰہ - اب میں تم کو کیوں کر کہوں کہ یہ بے حرمتی گوارا کرو اور رفاقت نہ چھوڑو - بلکہ یہ بھی زائد ہے جو دوست سے کہیے کہ تو ہمارے واسطے اِس کو ترک کر - بہر حال ' دوست کی دوستی سے کام ہے ؛ اوس کے افعال سے کیا غرض ؟ جو محبت و اخلاص اون میں تم میں ہے ' بدستور بلکہ روز افزوں رہے - ساتھ رہنا اور پاس رہنا نہیں ہے ' نہ سہی -

وصلے ' کہ درآں ملال باشد ' ہجران بِہ از آن وصال باشد -

آمدم بر سرِ مدعا - تمھاری رائے ہم کو اِس بات میں پسند - عجب طرح کا پیچ پڑا کہ نکل نہیں سکتا ' نہ تم کو سمجھا سکتا ہوں اور نہ اون کو کچھ کہہ سکتا ہوں - مجھے تو اِس موقع میں سوائے اِس کے ' کہ تماشائیِ نیرنگِ قضا و قدر بنا رہوں ' کچھ بن نہیں آتی -

ببینم کہ تا کردگارِ جہان — دریں آشکارا چہ دارد نہان -

چے پوز کا امر محض اِتّفاقی ہے - بے قصد و بے فکر درپیش آیا ہے - ہوسناکانہ اودھر متوجہ ہوا ہوں - بوڑھا ہوگیا ہوں- بہرا ہوگیا ہوں- سرکارِ انگریزی میں بڑا پایہ رکھتا تھا ' رئیس زادوں میں گنا جاتا تھا ' پورا خلعت پاتا تھا ؛ اب بدنام ہوگیا ہوں اور ایک بڑا دھبّا لگ گیا ہے - کسی ریاست میں دخل کر نہیں سکتا ؛ مگر ہاں ' اُستاد یا پیر یا مداح بن کر راہ و رسم پیدا کروں ' کچھ آپ فائدہ اوٹھاؤں ' کچھ اپنے کسی عزیز کو وہاں داخل کردوں - دیکھو ' کیا صورت پیدا ہوتی ہے -

تا نہال دوستی کے بر دھد — حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم -

صحاف کے ہاں سے دیوان ابھی نہیں آیا - آج' کل آجائیگا - پھر اوس کے جزودان کی تیاری کرکے روانا کروںگا - ابھی ''کول'' میں آرام کرو' اپنے بچوں میں اپنا دل بہلاؤ - اگر جی چاہے تو اکبرآباد چلے جائیو' وہاں اپنا دل بہلائیو - دیکھو' اِس خود داری میں اودھر سے کیا ہوتا ہے اور وہ کیا کرتے ہیں - والسلام -

جمعہ ' دھم دسمبر سنہ ۱۸۵۲ع -

اسد اللّٰہ -

۹

[۹] پرسوں تمہارا خط آیا - حال جو معلوم تھا ' وہ پھر معلوم ہوا - غزلیں دیکھ رہا تھا - آج شام کو دیکھنا تمام ہوا تھا - غزلوں کو رکھ دیا تھا - چاہتا تھا کہ اون کو بند کرکے رھنے دوں ' کل نو بجے دس بجے ڈاک میں بھیج دوں ' خط کچھ ضرور نہیں - میں اِسی خیال میں تھا کہ ڈاک کا ھرکارہ آیا ' '' جانی جی '' کا خط لایا - اوس کو پڑھا - اب مجھ کو ضرور ہوا کہ خلاصہ اوس کا تم کو لکھوں - یہ رقعہ لکھا - خلاصہ بہ طریقِ ایجاز یہ ہے کہ عرضی گزری' دیوان گزرا ' راول جی کے نام کا خط گزرا - راجہ صاحب دیوان کے دیکھنے سے خوش ہوئے - جانی جی نے جو ایک معتمد اپنا سعد اللّٰہ خاں وکیل کے ساتھ کردیا ہے ' وہ منتظر جواب کا ہے - راول جی نئے اجنٹ کے اِستقبال کو گئے ہیں - اور اب اجنٹ علاقۂ جےپور کی راہ سے نہیں آتا ؛ آگرے اور گوالیار ' کرولی ہوتا ہوا اجمیر آئے گا - اور اِس راہ میں جےپور کا عمل نہیں - پس'

چاہیے کہ راول جی اولٹے پھر آویں- اون کے آنے پر عرضی کا جواب ملے گا اور اوس میں دیوان کی رسید بھی ہوگی - بھائی' جانی جی تم کو بہت ڈھونڈھتے اور تمہارے بغیر بہت بےچین ہیں - میں نہ تم کو کچھ کہہ سکتا ہوں' نہ اون کو سمجھا سکتا ہوں- تم وہ کرو کہ جس میں سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے - ہاں' یہ بھی جانی جی نے لکھا تھا کہ بہت دن کے بعد منشی جی کا خط آیا ہے -

اسد -

۱۰

[۱۰]

بھائی'

پرسوں شام کو ڈاک کا ہرکارہ آیا اور ایک خط تمہارا اور ایک خط ''جانی جی'' کا لایا - تمہارے خط میں اوراقِ اشعار اور بابو صاحب کے خط میں جےپور کے اخبار - دو دن سے مجھ کو وجع الصدر ہے اور میں بہت بےچین ہوں - ابھی اشعار کو دیکھ نہیں سکتا - بابو صاحب کے بھیجے ہوئے کواغذ تم کو بھیجتا ہوں - اشعار بعد دو چار روز کے بھیجے جائیں گے -

مرسلۂ جمعہ' ۲۵ فروری سنہ ۱۸۵۳ع -

اسد اللّٰہ -

۱۱

[۱۱]

بھائی'

آج مجھ کو بڑی تشویش ہے - اور یہ خط میں تم کو کمالِ سراسیمگی میں لکھتا ہوں - جس دن میرا خط پہنچے' اگر وقت ڈاک کا ہو' تو اوسی وقت جواب لکھ کر روانا کرو؛ اور اگر وقت نہ رہا ہو' تو ناچار دوسرے دن جواب بھیجو - منشا تشویش و اضطراب کا یہ ہے کہ کئی دن سے راجہ بھرت‌پور کی بیماری کی خبر سنی جاتی تھی' کل سے اور بُری خبر شہر میں مشہور ہے - تم بھرت‌پور سے قریب ہو - یقین ہے کہ تم کو تحقیق حال معلوم ہوگا - جلد لکھو کہ کیا صورت ہے ؟ راجہ کا مجھ کو غم نہیں' مجھ کو فکر جانی جی کی ہے کہ اوسی علاقے میں تم بھی شامل ہو - صاحبان انگریز نے ریاستوں کے باب میں ایک قانون وضع کیا ہے - یعنی جو رئیس مرجاتا ہے' سرکار اوس ریاست پر

قابض و متصرف ہوکر رئیس زادے کے بالغ ہونے تک بندوبست ریاست کا اپنے طور پر رکھتی ہے - سرکاری بندوبست میں کوئی قدیم الخدمت موقوف نہیں ہوتا - اِس صورت میں یقین ہے کہ جانی صاحب کا علاقہ بدستور قائم رہے - مگر یہ وکیل ہیں ' معلوم نہیں مختار کون ہے اور ہمارے بابو صاحب میں اور اوس مختار میں صحبت کیسی ہے ' رانی سے اِن کی کیا صورت ہے - تم اگرچہ بابو صاحب کی محبت کا علاقہ رکھتے ہو ؛ لیکن اونھوں نے از راہِ دوراندیشی تم کو متوسل اوس سرکار کا کر رکھا ہے - اور تم مُستغنیانہ اور لااُبالیانہ زندگی بسر کرتے تھے - زِنہار اب وہ روش نہ رکھنا - اب تم کو بھی لازم آ پڑا ہے جانی جی کے ساتھ روشناسِ حکام والا مقام ہونا - پس چاہیے کول کی آرامش کا ترک کرنا اور خواہی نخواہی بابو صاحب کے ہمراہ رہنا - میری رائے میں یوں آیا ہے ؛ اور مَیں نہیں لکھ سکتا کہ موقع کیا ہے اور مصلحت کیا ہے - جانی جی بھرت پور آئے ہیں یا اجمیر میں ہیں ' کس فکر میں ہیں اور کیا کررہے ہیں ؟ واسطے خدا کے نہ مختصر ' نہ سرسری' بلکہ مُفصّل اور مُدلّل جو کچھ واقع ہوا ہو اور جو صورت ہو مجھ کو لکھو اور جلد کہ مجھ پر خواب و خور حرام ہے - کل شام کو میں نے سنا ' آج صبح قلعے نہیں گیا اور یہ خط لکھ کر از راہِ احتیاط بیرنگ روانا کیا ہے - تم بھی اِس کا جواب بیرنگ روانا کرنا - آدھ آنہ ایسی بڑی چیز نہیں - ڈاک کے لوگ بیرنگ خط کو ضروری سمجھ کر جلد پہنچاتے ہیں اور پوست پیڈ پڑا رہتا ہے ؛ جب اوس محلے میں جانا ہوتا ہے تو اوس کو بھی لے جاتے ہیں - زیادہ کیا لکھوں کہ پریشان ہوں -

نوشتۂ چاشتگاہِ دوشنبہ ' ۲۸ مارچ سنہ ۱۸۵۳ع -

ضروری - جواب طلب -

۱۲

[۱۲] آج منگل کے دن پانچویں اپریل کو تین گھڑی دن رہے ڈاک کا ہرکارہ آیا - ایک خط منشی صاحب کا اور ایک خط تمہارا اور ایک خط بابو صاحب کا لایا - بابو صاحب کے خط سے اور مطالب تو معلوم ہوگئے ' مگر ایک امر میں مَیں حیران ہوں کہ کیا کروں ! یعنی اونھوں نے ایک خط کسی شخص کا آیا ہوا میرے پاس بھیجا ہے اور مجھ کو یہ لکھا ہے کہ اوس کو اُلٹا میرے پاس بھیج دینا -

حال آنکہ خود لکھتے ہیں کہ مَیں اپریل کی چوتھی کو سیاتو یا آبو جاؤں گا اور آج پانچویں ہے- بس تو وہ کل روانا ہوگئے- اب مَیں وہ خط کس کے پاس بھیجوں؟ ناچار تم کو لکھتا ہوں کہ مَیں خط کو اپنے پاس رہنے دوں گا - جب وہ آکر مجھ کو اپنے آنے کی اِطّلاع دیں گے، تب وہ خط اون کو بھیجوں گا - تم کو تردد نہ ہو کہ کیا خط ہے - خط نہیں، میندھو لال کایتھ غمّاز کی عرضی تھی بنام مہاراجہ بیکنٹھ باشی؛ سعایتِ بابو صاحب پر مشتمل کہ اوس نے لکھا تھا کہ ہردیو سنگھ جانی جی کا دیوان اور ایک شاعرِ دھلی کا دیوان مہاراجہ جےپور کے پاس لایا ہے اور جانی جی کی درستیِ روزگار جےپور کی سرکار میں کر رہا ہے - اور اوس کے بھیجنے کی یہ وجہ کہ پہلے اون کے لکھنے سے مجھ کو معلوم ہوا تھا کہ کسی نے ایسا کہا ہے - مَیں نے اون کو لکھا تھا کہ تم کو میرے سر کی قسم، اب ہردیو سنگھ کو بلوا لو - مَیں امرِ جُزوی کے واسطے امرکُلّی کا بگاڑ نہیں چاھتا - اوس کے جواب میں اونھوں نے وہ عرضی بھیجی اور لکھ بھیجا کہ راجہ مرنے والا ایسا نہ تھا کہ اِن باتوں پر نگاہ کرتا - اوس نے یہ عرضی گزرتے ھی میرے پاس بھیج دی تھی - فقط - بارے، اِس خط کے آنے سے جانی جی کی طرف سے میری خاطر جمع ہوگئی - مگر اپنی فکر پڑی - یعنی بابو صاحب آبو ہوں گے - اگر ہردیو سنگھ پھر کر آئے گا، تو وہ بغیر اون کے ملے اور اون کے کہے مجھ تک کاھے کو آئے گا - خیر، وہ بھی لکھتا ہے کہ راول کہیں گیا ہوا ہے، اوس کے آنے پر رخصت ہوگی - دیکھیے، وہ کب آوے اور کیا فرض ہے کہ اوس کے آتے ھی رخصت ہو بھی جائے - تمھاری غزل پہُنچی - یہ البتہ کچھ دیر سے پہُنچے گی تمھارے پاس - گھبرانا نہیں - والدعا -

نگاشتۂ سہ شنبہ، روزِ ورود نامہ،

و مرسلۂ چہار شنبہ، ششم اپریل سنہ ۱۸۵۳- جواب طلب -

از اسد اللّٰہ -

۱۴

بھائی، [۱۴]

تم نے مجھے کون سا دو چار سو روپئے کا نوکر یا پنسن‌دار قرار دیا ہے جو دس بیس روپیہ مہینا قسط آرزو رکھتے ہو - تمھاری باتوں پر کبھی کبھی ھنسی

آتی ہے - اگر احیاناً تم دھلی کے ڈپٹی کلکٹر یا وکیلِ کمپنی ہوتے ' تو مجھ کو بڑی مشکل پڑتی - بہر حال ' خوش رہو اور متفکر نہ ہو - پانچ روپیہ مہینا پنسن انگریزی میں سے قسط مقرر ہو گیا تا اداے زر - ابتداے جون سنہ ۱۸۵۳ع یعنی ماہِ آیندہ سے یہ قسط جاری ہوگی - بابو صاحب کا خط تمھارے نام کا پہنچا - عجب تماشا ہے ' وہ درنگ کے ہونے سے خجل ہوتے ہیں اور مَیں اون کے عذر چاھنے سے مرا جاتا ہوں - ھاے اتفاق ' آج میں نے اون کو لکھا اور کل راجہ کے مرنے کی خبر سُنی - واللّٰہ ' باللّٰہ ! اگر دو دن پہلے خبر سُن لیتا ' تو اگر میری جان پر آبنتی ' تو بھی اون کو نہ لکھتا - جےپور کے آئے ہوئے روپئے کی ہنڈوی اِس وقت تک نہیں آئی - شاید آج شام تک یا کل تک آ جاوے - خدا کرے' وہ آبو پہاڑ پر سے ہنڈوی روانا کردیں ؛ ورنہ پھر خدا جانے' کہاں کہاں جائیں گے اور روپیہ بھیجنے میں کتنی دیر ہوجائے گی - خدا کرے ' زرِ مصارف ہردیو سنگھ اوسی میں سے مجرا لیں ' میری کمال خوشی ہے ؛ اور یہ نہ ہو تو ''۲۵'' ہردیو سنگھ کو میری طرف سے ضرور دیں - منشی صاحب کا ایک خط ھاترس سے آیا تھا - کل اوس کا جواب ھاترس کو روانا کر چُکا ہوں - والدعا - محررۂ دوشنبہ ' ۲ مئی سنہ ۱۸۵۳ع -

از اسد اللّٰہ -

۱۴

[۱۴] بھائی'

ھاں میں نے ''زُبدۃُالاَخبار'' میں دیکھا کہ رانی صاحب مرگئیں - کل ایک دوست کا خط اکبرآباد سے آیا - وہ لکھتا ہے کہ راجہ مرا ' رانی [نہیں] مری[۱] - ابھی ریاست کا کوئی رنگ قرار نہیں پایا - صورتِ اِنتظام جانی بہجناتھ کے آنے پر موقوف ہے - یہاں تک اوس دوست کی تحریر ہے - ظاھراً اوس کو بابو صاحب کا نام نہیں معلوم - اون کے بھائی کا نام یاد رہ گیا - صرف اوس دوست نے بہ طریقِ اخبار لکھا ہے - اوس کو میری اور ''جانی'' کی دوستی کا بھی حال معلوم نہیں - حاصل اِس تحریر سے یہ ہے کہ اگر یہ خبر سچ ہے تو ہمارے تمھارے دوست کا کام بنا رہے گا - آمین' یا ربّ العالمین -

۱ - م : ''رانی مری'' -

صاحب، جے پور کا مقدمہ اب لائق اِس کے نہیں ہے کہ ہم اوس کا خیال کریں - ایک بِنا ڈالی تھی، وہ نہ اوٹھی - راجہ لڑکا ہے اور چھچھورا ہے - راول جی اور سعد اللّٰہ خاں بنے رہتے، تو کوئی صورت نکل آتی اور یہ جُو اب آپ لکھتے ہیں کہ راجہ تیرے دیوان کو پڑھا کرتا ہے اور پیشِ نظر رکھتا ہے، یہ بھی تو آپ از روے تحریر منشی ہردیو سنگھ کہتے ہیں - اون کا بیان کیوں کر دل‌نشین ہو؟ وہ بھی جو بابو صاحب لکھ چکے ہیں کہ پانسو روپیہ نقد اور خلعت مرزا صاحب کے واسطے تجویز ہوچُکا ہے، ہولی ہوچُکی اور میں لےکر چلا - پھاگن، چیت، بیساکھ، نہیں معلوم ہولی کس مہینے میں ہوتی ہے - آگے تو پھاگن میں ہوتی تھی -

بندہ پرور، بابو صاحب نے پہلے بار تو مجھ کو دو ہنڈویاں بھیجی ہیں سو سو روپئے کی - ایک تو میر احمد حسین "میکش" کے واسطے راجہ صاحب کی طرف سے تاریخِ تولّدِ کنور صاحب کے اِنعام میں اور ایک اپنی طرف سے مجھ کو بطریقِ نذرِ شاگردی - بعد اوس کے دو ہنڈویاں سو سو روپئے کی بعد چار چار پانچ پانچ مہینے کے آئیں مع میر احمد حسین کے صلے کے روپئوں کے چار سو اور اوس سے علاوہ تین سو، اور یہ کہ چار سو یا تین سو کتنے دن میں آئے اِس کا حساب کنور صاحب کی عمر پر حوالہ ہے - اگر وہ دو برس کے ہیں، تو دو برس میں؛ اور اگر تین برس کے ہیں، تو تین برس میں - ہاں صاحب، یہ وہی میر قاسم علی صاحب ہیں جو میرے پرانے دوست ہیں - پرسوں یا اترسوں جو ڈاک کا ہرکارہ تمھارا خط لایا تھا، وہ ایک خط میر صاحب کے نام کا، کوئی میاں حکمت اللّٰہ ہیں اون کا، میرے مکان کے پتے سے لایا تھا؛ وہ مَیں نے لے کر رکھ لیا ہے - جب میر صاحب آجاویں، تو تم اون کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ حضرت اگر میرے واسطے نہیں، تو اِس خط کے واسطے آپ دلّی آئیے -

۱۵

[۱۵] عجب تماشا ہے! بابو صاحب لکھ چُکے ہیں کہ ہردیو سنگھ آگیا اور پان سو روپئے کی ہنڈوی لایا؛ مگر اوس کے مصارف کی بابت اُنتیس[۱] روپئے

۱ــم: "اُنیس"، جو صحیح نہیں ہو سکتا - آگے چل کے اِسی "اُنتیس کٹی آنے" کو

گئی آنے اوس ھنڈوی میں محسوب ہوگئے ہیں - سُو میں اپنے پاس سے ملاکر پورے پان سو کی ھنڈوی تجھ کو بھیجتا ہوں - میں نے اون کو لکھا کہ مصارف ہردیو سنگھ کے مَیں مجرا دوں‌گا ' تکلیف نہ کرو - "۲۵" یہ میری طرف سے ہردیو سنگھ کو اور دے دو اور باقی کچھ کم ساڑھے چار سو کی ھنڈوی جلد روانا کرو - سُو بھائی ' آج تک ھنڈوی نہیں آئی - میں حیران ہوں - وجہ حیرانی کی یہ کہ اوس ھنڈوی کے بھروسے پر قرضداروں سے وعدہ جون کے اوائل کا کیا تھا - آج جون کی پانچویں ہے - وہ تقاضا کرتے ہیں اور میں ' آج ' کل ' کر رہا ہوں - شرم کے مارے بابو صاحب کو کچھ نہیں لکھ سکتا - جانتا ہوں کہ وہ سیکڑا پورا کرنے کی فکر میں ہوں گے - پھر وہ کیوں اِتنا تکلف کریں ؟ تیس روپئے کی کون سی ایسی بات ہے ؟ اگر مصارفِ ہردیو سنگھ میرے ہاں سے مُجرا ہوئے ' تو کیا غضب ہوا ؟ اُنتیس [۱] اور پچیس ' چوّن روپیہ نکال ڈالیں اور باقی ارسال کریں - لفافے خطوط کے جو میں نے بھیجے تھے ' وہ بھی ابھی نہیں آئے - با ایں ہمہ یہ کیسی بات ہے کہ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ بابو صاحب کہاں ہیں ؛ پہاڑ پر ہیں یا بھرت پور آئے ہیں ؟ اجمیر آنے کی تو ظاہرا کوئی وجہ نہیں ہے - ناچار کثرتِ اِنتظار سے عاجز آکر آج تم کو لکھا ہے - تم اِس کا جواب مجھ کو لکھو اور اپنی رائے لکھو کہ وجہ درنگ کی کیا ہے - زیادہ ' زیادہ -

مرقومۂ پنجم جون سنہ ۱۸۵۳' روز پنجشنبہ - جواب طلب -

اسد اللّٰہ -

۱۶

[۱۶] تمھاری خیر و عافیت معلوم ہوئی - غزل نے محنت کم لی - بھائی کا ھاترس سے آنا معلوم ہوا - آویں تو میرا سلام کہہ دینا - یہ تمھارا دعاگو اگرچہ اور اُمور میں پایۂ عالی نہیں رکھتا ؛ مگر اِحتیاج میں اِس کا پایہ بہت عالی ہے ' یعنی بہت محتاج ہوں - سو دو سو میں میری پیاس نہیں بُجھتی -

---

" تیس روپئے " کہا ہے اور بعد کو جو پچیس اپنی طرف سے دلوائے ہیں اُن کو شامل کرکے میزان " چوّن روپئے " بتائی ہے اور " باقی کچھ کم ساڑھے چار سو کی ھنڈوی " مانگی ہے -

۱ - م ۱ : " اُنیس " -

تمھاری ہمت پر سو ہزار آفریں - جےپور سے مجھ کو اگر دو ہزار ہاتھ آجاتے ' تو میرا قرض رفع ہوجاتا اور پھر اگر دو چار برس کی زندگی ہوتی تو اِتنا ہی قرض اور مل جاتا - یہ پانسو تو ' بھائی تمھاری جان کی قسم ' متفرقات میں جاکر سو ڈیڑھ سو بچ رہیں گے ' سُو وہ میرے صرف میں آویں گے - مہاجنوں کا سودی جو قرض ہے وہ بہ قدر پندرہ سے سولہ سے کے باقی رہےگا - اور وہ جو سو بابو صاحب سے منگوائے گئے تھے ' وہ صِرف انگریز سوداگر کے دینے تھے ' قیمت اوس چیز کی جو ہمارے مذہب میں حرام اور تمھارے مشرب مین حلال ہے ؛ سُو وہ دے دیے گئے - یقین ہے کہ آج کل میں بابو صاحب کا خط مع ہنڈوی آجاوے -

بابو صاحب کے جو خطوط ضروری اور کواغذ ضروری میرے پاس آئے ہوئے تھے ' وہ میں نے پنجشنبہ ' ۲۶ مئی کو پارسل میں اون کے پاس روانا کردیے اور اوس میں لکھ بھیجا کہ ہنڈوی اور میرے بھیجے ہوئے لفافے جلد بھیج دو - پنجشنبہ پنجشنبہ ' ۱۵ دن آج پورے ہوئے -

نگاشتۂ پنجشنبہ ' نہم جون سنہ ۱۸۵۳ع - از اسد اللّٰہ -

[۱۷] ۱۷

بھائی '

جس دن تم کو خط بھیجا ' تیسرے دن ہردیو سنگھ کی عرضی اور "۲۵" کی رسید اور "۵۰۰" کی ہنڈوی پہنچی - تم سمجھے بابو صاحب نے "۲۵" ہردیو سنگھ کو دیے اور مجھ سے مجرا نہ لیے - بہر حال ' ہنڈوی ۱۲ دن کی میعادی تھی - ۶ دن گزر گئے تھے ' ۶ دن باقی تھے - مجھ کو صبر کہاں ؟ متی کاٹ کر روپئے لے لیے - قرضِ متفرق سب ادا ہوا - بہت سبکدوش ہو گیا - آج میرے پاس "۴۷" نقد بکس میں ' اور ۴ بوتل شراب کی اور ۳ شیشے گلاب کے توشہ خانے میں موجود ہیں - الحمدُ للّٰہ علیٰ اِحسانہٖ - بھائی صاحب آگئے ہوں ' تو میر قاسم علی خاں کا خط اون کو دے دو - اور میرا سلام کہو اور پھر مجھ کو لکھو تاکہ میں اون کو خط لکھوں - بابو صاحب بھرت‌پور آجائیں تو آپ کاہلی نہ کیجیے گا اور اون کے پاس جائیے گا کہ وہ تمھارے جویاے دید ر ہیں -

سہ شنبہ ' ۱۴ جون سنہ ۱۸۵۳ع - اسد اللّٰہ -

۱۸

[۱۸] بھائی '

میں نے مانا تمہاری شاعری کو - میں جانتا ہوں کہ کوئی دم تم کو فکر سخن سے فرصت نہ ہوگی؛ پر جو تم نے اِلتزام کیا ھے ترصیع کی صنعت کا اور دولخت شعر لکھنے کا ' اِس میں ضرور نشست معنی بھی ملحوظ رکھا کرو ' اور جو کچھ لکھو اُس کو دوبارہ سہ بارہ دیکھا کرو - کیوں صاحب ! یہ ڈبل خط پوست پیڈ بھیجنا ' اور وہ بھی دلّی سے سکندرآباد کو ' آیا حاتم کے سوا ' اور میرے سوا ' کسی نے کیا ہوگا ؟ کیا ہنسی آتی ھے تمہاری باتوں پر ! خدا تم کو جیتا رکھے اور جو کچھ تم چاہو ' تم کو دے - جانی جی کی بڑی فکر ھے - میں تم کو لکھا چاہتا تھا کہ اون کا حال لکھو - تمہارے خط سے معلوم ہوا کہ تم کو بھی نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہیں - یقین ھے کہ اجمیر میں ہوں گے؛ مگر خط نہیں بھیجا جاتا ' کہ وہاں مقیم نہیں ہیں - خدا جانے کب چل نکلیں - بہر حال' تم بھرت پور سے قریب ہو اور اون کے مُتوسّلوں کو جانتے ہو - اگر ہوسکے تو کسی کو لکھ کر خبر منگواؤ اور جو کچھ تم کو معلوم ہو ' وہ مجھ کو بھی لکھو - منشی صاحب مع منشی عبداللطیف کول میں آگئے - کل اون کا خط مجھ کو آیا تھا - آج اُس کا جواب بھی روانا کردیا -

یکشنبہ ' ۲۱ ماہِ اگست سنہ ۱۸۵۳ع -

اسد اللّٰہ -

۱۹

[۱۹] صاحب '

دوسرا پارسل ' جس کو تم نے بہ تکلف خط بنا کر بھیجا ھے' پُہنچا - نہ اِصلاح کو جگہ ' نہ تحریرِ سطور کا پیچ و تاب سمجھ میں آتا ھے - تم نے الگ الگ دوورقے پر کیوں نہ لکھا ؟ اور چِھدرا چِھدرا کیوں نہ لکھا ؟ ایک آدھ دوورقہ زیادہ ہو جاتا ' تو ہو جاتا - بہر حال ' اب مجھے چُننے پڑے ہیں سوالات - اگر کوئی سوال میری نظر نہ چڑھے اور رہ جائے تو سطور کی موڑ توڑ کا گناہ سمجھنا ' میرا قصور نہ جاننا -

'' بلا رُبائے ''- اِس میں تامل کیا ھے ؟ لفظ صحیح اور پورا تو یہی ھے'

" زُبا " اِس کا مخفف ھے -

" خارھا در راھش افشانم کہ چون خواھد شدن "-

بہت خوب اور معقول - میں اوس وقت خدا جانے کس خیال میں تھا - " چون خواھد شدن " و " کنون خواھد شدن " ردیف و قافیہ سمجھا تھا -

لفظِ "بے پیر" تورانی بچہ‌ھاے ھندی‌نژاد کا تراشا ھوا ھے - جب میں اشعار اُردو میں اپنے شاگردوں کو نہیں باندھنے دیتا ' تو تم کو شعرِ فارسی میں کیوں‌کر اِجازت دوں گا ؟ میرزا جلالِ "اسیر" علیہ الرحمۃ مختار ھیں اور اون کا کلام سند ھے - میری کیا مجال ھے کہ اون کے باندھے ھوئے لفظ کو غلط کہوں لیکن تعجب ھے اور بہت تعجب ھے کہ امیرزادۂ ایران ایسا لفظ لکھے -

"شِست بستن" جب "ظہوری" کے ھاں ھے ' تو باندھیے - یہ روزمرّہ ھے اور ھم روزمرّہ میں اون کے پیرو ھیں - "بے پیر" ایک لفظ ٹکسال باھر ھے ' ورنہ صاحب زبان ھونے میں "اسیر" بھی "ظہوری" سے کم نہیں -

"زاھدا ' این سخنت ھرزہ کہ گفتی ' چہ شدی
حق غفورست ' گناھے شدہ ام تا چہ شود "-

پہلے زاھد سے یہ سوال غلط کہ "چہ شدی"- "ترا چہ شد" ' سوال ھو سکتا ھے ' پھر "گناھے شدہ ام" یہ جواب مہمل - "گناھے کردہ ام" جواب ھو سکتا ھے - یہاں تم کہو گے کہ "ھمہ تن گناہ" یا "سراپا گناہ" یا "سراسر گناہ شدہ ام" - یہ جواب اوس جواب سے سراسر بے ربط ھے - جب تک "ھمہ تن گناہ" نہ ھو ' معنی نہیں بننے ھرگز ھرگز - اِصلاح دیے ھوئے شعر میں مضمون تمھارا ھی رھا اور ٹکسال کے موافق ھو گیا - عجب ھے تم سے کہ صِرف "شدہ ام" اور "تاچہ شود" کے پیوند میں اولجھ کر حقیقتِ معنی سے غافل رھے -

بازار دلِ خود از چنین کار آزار چہ می‌کنی دلم را -

"اھلی" نے زبردستی کی ھے - مگر ھاں اوس نے ایک وجہ ٹھہرالی ھے - یعنی "آزردن" مصدر اور "آزارد" مضارع اور "آزار" امر - امر بہ‌معنی اِسم جامد آتا ھے اور اِسم جامد "کردن" کے ساتھ پیوند پاتا ھے - خیر ' رھنے دو -

"کند آن آھوے وحشی ز برم فردا رم"-

یہ شعر مؤیّد میرے کلام کا ھے - "بردارم" و "زردارم" و "سردارم" و "فردارم" '

یہ سب الفاظ ایک طرح کے ہیں ، الفِ ممدودہ کہیں نہیں - ہاں ، ''بو دارد'' و ''رو دارد'' و ''فرود آرد'' تمہارے عقیدے کی تائید کرتا ہے - مگر یہ شعر اُستاد کا نہیں - مشائخ میں سے ایک بزرگ تھے مولانا علاءالدین -

ما مقیمانِ کوے دلداریم -

یہ ترجیع بند اونہیں کا ہے - اون کو فقر و فنا و سیر و سلوک میں سمجھنا چاہیے ، نہ انداز کلام میں -

''پرِ مور است شمشیرے کہ ہر موے میان دارد ''-

بھائی ، خدا کی قسم یہ مصرع تلوار کی نازکی کی سند نہیں ہو سکتا - یہ تو ، ایک مضمون ہے کمر : مور ؛ و تلوار : پرِ مور - وجہِ تشبیہ : علاقۂ پرِ مور با مور ، مانندِ علاقۂ شمشیر با میان - نزاکت وجہ تشبیہ کبھی نہیں - اِنصاف شرط ہے - تلوار کی خوبی '' تیزی'' ہے یا '' نازکی'' ؟ یہ دھوکا نہ کھاؤ اور تلوار کو نازک نہ باندھو - ''خو'' میں اور '' تلوار '' میں مناسبت نہیں پائی جاتی- جانے دو شعر سے ہاتھ اوٹھاؤ -

میاں '' خمیدن'' بھی صحیح اور '' چمیدن'' بھی صحیح - اِس میں کس کو تردد ہے ؟ مگر لغت اور محاورے اور اِصطلاح میں قیاس پیش نہیں جاتا - ہندستان کے باتونی لوگوں کو '' خم و چم '' بولتے سنا ہے - آج تک کسی نظم و نثرِ فارسی میں یہ لفظ نہیں دیکھا - لفظ پیارا ، مجھ کو بھی پسند ؛ مگر کیا کروں ؟ جو اپنے پیشواؤں سے نہ سنا ہو ، اوس کو کیوں کر صحیح جانوں ؟ '' چمید '' صیغہ ماضی کا ہے '' چمیدن '' سے ، اور '' چمیدن'' ایک مصدر ہے ، صحیح اور مسلّم ؛ '' چمد'' مضارع ، '' چم '' امر - اِس میں کیا گفتگو ہے ؟ کلام ''خم و چم'' میں ہے -

سوالات ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اون کا جواب لکھ دیا - اب اشعار کو دیکھتا ہوں - خدا کرے ، مجھ سے کوئی سوال باقی نہ رہ گیا ہو ؛ اور تم بھی جب اِن اوراقِ طلسمی کو دیکھو ، تو کوئی اِصلاح کا اشارہ تم سے باقی نہ رہ جائے - غرض یہ ہے کہ اب پھر اِس طرح کبھی نہ لکھنا - میں بہت گھبراتا ہوں -

'' خمید ست '' و '' رسید ست '' میں '' نزنی دست '' یہ قافیہ درست ہے - مگر '' است '' کا الف سب جگہ اوڑا دو - اور یاد رہے کہ صرف سین تے کافی ہے ؛ الف ضرور نہیں -

غالب -

۲۰

تمہارا خط پہنچا، مجھ کو بہت رنج ہوا - واقعی، اون چھوٹے لڑکوں [کا پالنا بہت دشوار ہوگا - دیکھو، میں بھی تو اِسی آفت میں گرفتار ہوں - صبر کرو اور صبر نہ کروگے تو کیا کروگے، کچھ بن نہیں آتی - میں مسہل میں ہوں - یہ نہ سمجھنا کہ بیمار ہوں؛ حفظِ صحت کے واسطے مسہل لیا ہے - تمہارے اشعار غور سے دیکھ کر بھائی منشی نبی بخش صاحب کے پاس لفافہ تمہارے نام کا بھیج دیا ہے - جب تم آؤ گے، تب وہ تم کو دیں گے - جہاں جہاں تردد و تامل کی جگہ تھی، وہ ظاہر کردی ہے اور باقی سب اشعار بدستور رہنے دیے ہیں - اب تم کو یہ چاہیے کہ کول پہنچ کر مجھ کو خط لکھو - اِس لفافے کی رسید اور اپنا سارا حال مفصل لکھو - اِس میں تساہل نہ کرو - بابو صاحب کے خط کا جواب اجمیر کو روانا کر دیا جائے گا - آپ کی خاطر جمع رہے - زیادہ اِس سے کیا لکھوں؟

اسد اللّٰہ -

۲۱

واہ، کیا خوبیِ قسمت ہے میری! بہت دن سے دھیان لگا ہوا تھا کہ اب [ا منشی جی کا خط آتا ہے اور اون کی خیر و عافیت معلوم ہوتی ہے - خط آیا اور خیر و عافیت معلوم نہ ہوئی - یعنی معلوم ہوا کہ خیر نہیں ہے اور پانو میں چوٹ لگی ہے - سنو صاحب، یہ بھی غنیمت ہے کہ ہڈی کو صدمہ نہیں پہنچا - اِتنا پھیلاوا بھی اِس سبب سے ہوا کہ کوئی مالش کرنے والا نہ ملا اور چوٹ کہنہ ہوگئی - البتّہ کچھ دیر میں اِفاقت ہوگی - بعد اِفاقت ہونے کے تم مجھ کو اِطّلاع کرنے میں دیر نہ کرنا - میرا دھیان لگا ہوا ہے -

بابو صاحب کا خط آیا تھا - پھر اونھوں نے تکلیف کی اور وہ کچھ بھیجا جو آگے بھیجا تھا - تمہاری مفارقت سے بہت ملول ہیں - طرزِ تحریر سے فراوانیِ محبت معلوم ہوتی تھی - میں نے اون کو لکھ بھیجا ہے کہ منشی جی گئے نہیں؛ ضرورت کو کیا کریں؟ جلد پھر آئیں گے، آپ اون کو اپنے پاس ہی تصور فرمائیے - بابو ہرگوبند سنگھ تعطیل میں کول گئے ہوں گے، جو آپ کے خط میں اون کی بندگی لکھی آئی - کیوں اونھوں نے تکلیف کی؟ بہمہ

جہت دو سو قدم پر میرے گھر سے اون کا مکان' اور وہ جاتے وقت مجھ سے رخصت نہ ہوگئے ؛ اب بندگی سلام کیا ضرور ؟

ہاں صاحب ' یہ تم نے اور بابو صاحب نے کیا سمجھا ہے کہ میرے خط کے سر نامے پر '' اِملی کے محلّے '' کا پتا لکھتے ہو - میں '' بَلّی ماروں '' میں رہتا ہوں - '' اِملی کا محلّہ '' یہاں سے بے مبالغہ آدھ کوس ہے - وہ تو ڈاک کے ہرکارے مجھ کو جانتے ہیں ؛ ورنہ خط ہرزہ پھرا کرے - آگے '' کالے صاحب '' کے مکان میں رہتا تھا - اب '' بَلّی ماروں '' میں کرائے کی حویلی میں رہتا ہوں - '' اِملی کا محلّہ '' کہاں اور میں کہاں ؟

منشی جی کو لکھتے ہو کہ حاکم کے ساتھ گئے ہیں اور پھر لکھتے ہو کہ نہ دَورے میں بلکہ اپنے کام کو - بہر صورت ' اب آگئے ہوں گے - میرا سلام کہیے گا اور اپنی خیر و عافیت کے ساتھ اون کی معاودت کی خبر لکھیے گا ؛ ورنہ مجھ کو خط لکھنے میں تامل رہے گا -

'' نظر شگفتن '' و '' گوش شگفتن '' ہم نہیں جانتے ' اگرچہ منشی ہرگوپال '' تفتہ '' اور مولانا نورالدین '' ظہوری '' نے لکھا ہو -

نظّارہ را زِ خونِ دلم گل در آستین خونش مگو' بگو کہ ز چشمم چمن چکید

یہ نہ سمجھنا کہ '' چمن از چشم چکیدن '' ' '' شگفتنِ گوش و نظر '' کے مانند غرابت رکھتا ہے - یہ '' خون فشانیِ چشم '' کا استعارہ ہے اور '' خون فشانی '' صفتِ چشم ہوسکتی ہے اگر نظر کا خوش ہونا اور کان کا شاد ہونا جائز ہوتا ' تو ہم اوس کا اِستعارہ بہ شگفتگی کرلیتے - خوش ہونا ' جب صفتِ چشم و گوش نہ ہو تو ہم کیا کریں ؟

یاد رہے ' یہ نکات سوائے تمھارے اور کو میں نہیں بتاتا - میری بات کو غور کر کے سمجھ لیا کرو - میں پوچھنے سے اور تکرار سے ناخوش نہیں ہوتا ' بلکہ خوش ہوتا ہوں - مگر ہاں' ایسی تکرار' جیسی ''بیش'' اور '' بیشتر '' کے باب میں کی تھی ' ناگوار گزرتی ہے ' کہ وہ صریح تہمت تھی مجھ پر - جو میں آپ لکھوں گا ' تم کو اوس کے لکھنے کو کیوں منع کروں گا ؟

''اے صد ہزار رازِ نہان اندرین سخن گر کم سخن توئی' نگہت کم سخن مباد''

''ہرچہ با نفسِ خود کنم ز بدی نیکیش نام می توانم کرد ''

یہ دونوں شعر بے سُقم ہیں - رہنے دو -

'' سرِ ناکامیم سلامت باد کام را کام می توانم کرد ''-

میں نہیں سمجھا کہ اِس کے معنی کیا ہیں - '' کام '' کو '' کام '' سب کرسکتے ہیں ' اِس میں لطف کیا ہے ؟

'' ز ترکتازیِ آن نازنین سوار ہنوز ز سبزہ می دمد انگشتِ زینہار ہنوز ''-

'' حزین '' کے اِس مطلع میں واقعی ایکٔ ہنوز زائد اور بیہودہ ہے - متتبّع کے واسطے سند نہیں ہوسکتا - یہ غلطِ محض ہے - یہ سقم ہے - یہ عیب ہے - اِس کی کون پیروی کرےگا ؟ '' حزین '' تو آدمی تھا یہ مطلع اگر جبرئیل کا ہو ' تو اِس کو سند نہ جانو اور اِس کی پیروی نہ کرو -

بھائی ' تمہارا مصرع اِس قبیل سے نہیں ہے - اوس میں تو '' مکنید '' مُتمّمِ معنی ہے - '' مکنید '' زائد نہیں ہے - مگر خرابی یہ کہ اگر فارسی رہنے دو تو ' اور اگر ہندی کرو تو ' مصرع مہمل اور بے معنی ہے -

''چہ گل چہ لالہ چہ نسرین چہ نسترن مکنید ''-

کیا گلاب کا پھول ' کیا لالہ ' کیا موتیا ' کیا چنپا ' نہ کرو زنہار نہ کرو - یعنی کیا نہ کرو ؟ اب جب تمہیں کہو کہ ' صاحب ذِکر نہ کرو ' ' تب کوئی جانے ؛ ورنہ کبھی جانا نہیں جاتا کہ '' ذِکر نہ کرو '' - اے ' تم نے کہا بھی کہ ہمارا مقصود یہ ہے کہ ذکر نہ کرو - حضرت ' '' ذِکر'' مضاف کیوں‌کر ہوسکتا ہے' گل و لالہ و نسرین و نسترن کی طرف ؟ کہوگے کہ '' ذِکر '' کا لفظ نہیں' '' بیان '' کا لفظ اوپر کے مصرع میں ہے - وہ بیان کا لفظ رسّوں سے اور زنجیروں سے اِن چاروں لفظوں سے ربط نہیں پاتا - مطلع لکھو ' قطعہ کہو ' ترجیع بند لکھو ' یہ مصرع معنی دینے ہی کا نہیں ؛ مہملِ محض ہے - والسلام -

اسد اللّٰہ -

۲۲

صاحب ' [۲۲]

دیکھو پھر تم دنگا کرتے ہو - وہی '' بیش '' و '' بیشتر '' کا قصہ نکلا - غلطی میں جمہور کی پیروی کیا فرض ہے ؟ یاد رکھو ' یاے تحتانی تین طرح پر ہے :—

جزو کلمہ :

[مصرع] ھمائے بر سر مرغان از آن شرف دارد -

[مصرع] اے سرِ نامہ نامِ تو عقلِ گرہ کشائے را '

یہ ساری غزل اور مثل اِس کے جہاں یائے تحتانی ھے جزوِ کلمہ ھے - اِس پر ھمزہ لکھنا گویا عقل کو گالی دینا ھے -

دوسری تحتانیِ مضاف ھے - صرف اِضافت کا کسرہ ھے - ھمزہ وھاں بھی مخل ھے ؛ جیسے '' آسیائے چرخ '' یا '' آشنائے قدیم '' - توصیفی' اضافی ' بیانی ' کسی طرح کا کسرہ ھو ' ھمزہ نہیں چاھتا - '' فدائے تو شوم '' ' ''رھنمائے تو شوم '' ' یہ بھی اِسی قبیل سے ھے -

تیسری دو طرح پر ھے: یائے مصدری' اور وہ معروف ھوگی- دوسری طرح : توحید و تنکیر - وہ مجہول ھوگی - مثلاً مصدری : '' آشنائی''- یہاں ھمزہ ضرور' بلکہ ھمزہ نہ لکھنا عقل کا قصور - توحیدی : '' آشنائے'' یعنی ایک آشنا یا کوئی آشنا - یہاں جب تک ھمزہ نہ لکھو گے دانا نہ کہاؤ گے -

'' نیم گناہ '' و '' نیم نگاہ '' و '' نیم ناز'' ' یہ روزمرۂ اھلِ زبان ھے - '' نیم'' بہ معنی '' اندک '' ؛ ورنہ '' گناہ کا آدھا '' اور '' نگاہ کی ادھواڑ '' اور '' ناز آدھا '' ' یہ مہملات میں ھے - اِن چیزوں کا مناصفہ کیا ؟ اگر تم کو '' نیم گناہ '' پسند نہیں ' '' تازہ گناہ '' رھنے دو -

''خستہ'' ' ''بستہ'' ' ''تازہ'' ' ''غازہ'' ' ''خانہ'' ' ''دانہ'' ' ''آوارہ'' ' ''بیچارہ'' ' ''روزہ'' ' ''بوزہ'' ' ھزار لفظ ھیں کہ اون کے آگے جب یائے توحید آتی ھے ' تو اوس کی علامت کے واسطے ھمزہ لکھ دیتے ھیں - ''زِرہ'' ' ''گِرہ'' ' ''کُلاہ'' ' ''شاہ'' ' ''آگاہ'' ' ''آگہ'' ' ''صبحگاہ'' ' ''صبحگہ'' ؛ ایسے الفاظ کے آگے اگر تحتانی آتی ھے' تو ''زِرھے'' ' ''گِرھے'' ' ''کُلاھے'' ' ''شاھے'' ' ''آگاھے'' ' ''آگھے'' ' ''گاھے'' ' ''گہے'' ' لکھ دیتے ھیں -

غالب -

۲۳

[۲۱ ''دید مست'' ' یہ لفظ نیا بنایا ھے- مقصود تمہارا میں نے تو سمجھ لیا ؛ مگر زنہار اور کوئی نہ سمجھے گا - ''المعنیٰ فی بَطنِ الشاعر'' کے یہی معنی ھیں-

''چشمانِ پُر خمار'' ، و ''چشمانِ بےحیا'' ، اِن دونوں ترکیبوں میں سے ایک لکھ لو - اِن سب اشعار میں نہ عیب ، نہ لطف -

دیکھو صاحب ، خط میں تم پھر وهی ''بیش'' و ''بیشتر'' کا قصہ لائے هو - ''چہ جُرم'' و ''چہ سبب'' و ''چہ گناہ'' ، پر جو سند لاتے هو :

''عشق است و صد هزار تمنا ، مرا چہ جرم''

اِس کی حاجت کیا هے ؟ ''جانان مددے'' ، ''یاران مددے'' ، یہ تمام غزل اِسی طرح کی هے - اگر یہ ترکیب درست نہ هوتی ، تو میں ساری غزل کیوں نہ کاٹ ڈالتا ؟ دیکھو ، رفیع السودا کہتا هے :

نہ ضرر کفر کو ، نے دین کو نقصاں مجھ سے
باعثِ دشمنی ، اے گبر و مسلماں ، مجھ سے ؟

غالب کہتا هے :

مجھ تک کب اون کی بزم میں آتا تھا دورِ جام ؟
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا هو شراب میں !

یعنی : اب جو دَور مجھ تک آیا هے ، تو میں ڈرتا هوں - یہ جملہ سارا مقدر هے - میرا فارسی کا دیوان جو دیکھے گا ، وہ جانے گا کہ جملے کے جملے مقدّر چھوڑ جاتا هوں ؛ مگر

هر سخن وقتے و هر نکتہ مکانے دارد -

یہ فرق البتہ وجدانی هے ، بیانی نہیں -

اگر دریافتی ، بر دانشت بوس وگر غافل شدی ، افسوس ، افسوس !

روزِ جمعہ ، ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۵۴ع -

از اسد اللہ -

۲۴

[۲۴]

بندہ پرور ،

ایک مہربانی نامہ سکندرآباد سے اور ایک علی گڑھ سے پُہنچا - یقین هے کہ بابو صاحب تمھارے خط کے جواب میں کچھ حال لکھیں گے اور تم موافق اپنے وعدے کے مجھ کو لکھو گے - اب جب اوس خط کا جواب تمھارے پاس سے

آئے گا، تب تمہارے اشعار تم کو پہنچیں گے - ہاے ہاے! میر تفضل حسین خاں، ہاے ہاے!

رفتی و مرا خبر نہ کردی ‌ ‌ بر بیکسیم نظر نہ کردی -

یہاں یہ سنا گیا ہے کہ میر احمد حسین، بڑا بیٹا اون کا، اون کے کام پر مقرر ہوا اور میر اِرشاد حسین بدستور نائب رہے -

۲۳ فروری سنہ ۱۸۵۴ع -

اسد اللّٰہ -

۲۵

[۲۵] منشی صاحب،

تمہارا خط اوس دن، یعنی کل بدھ کے دن، پہنچا کہ میں چار دن سے لرزے میں مبتلا ہوں اور مزا یہ ہے کہ جس دن سے لرزہ چڑھا ہے، کھانا مطلق میں نے نہیں کھایا - آج پنجشنبہ پانچواں دن ہے کہ نہ کھانا دن کو میسر ہے، اور نہ رات کو شراب - حرارت مزاج میں بہت ہے؛ ناچار اِحتراز کرتا ہوں - بھائی، اِس لطف کو دیکھو کہ پانچواں دن ہے کھانا کھائے؛ ہرگز بھوک نہیں لگی اور طبیعت غذا کی طرف متوجہ نہیں ہوئی - بابو صاحب والامناقب کا خط تمہارے نام کا دیکھا، اب اوس اِرسال میں وہ آسانی نہ رہی اور بندہ دشواری سے بھاگتا ہے - کیوں تکلیف کریں؟ اور اگر بہر حال، اون کی مرضی ہے؛ تو خیر، میں فرماں‌پزیر ہوں - اشعارِ سابق و حال میرے پاس امانت ہیں - بعد اچھے ہونے کے اون کو دیکھوں گا اور تم کو بھیج دوں گا - اِتنی سطریں مجھ سے بہ ہزار جرِّ ثقیل لکھی گئی ہیں -

روزِ پنجشنبہ، ۲ مارچ سنہ ۱۸۵۴ع - ‌ ‌ اسد اللّٰہ -

۲۶

[۲۶] میرا سلام پہنچے،

خط اور کاغذِ اشعار پہنچا - سابق و حال ابھی سب یوں ہی دھرے رہیں گے، اگرچہ گرمی رفع ہوگئی، مینہہ برسنے لگے، ہواے سرد چلنے لگی؛ مگر دل مکدر ہے اور حواس ٹھکانے نہیں - بادشاہ کا قصیدہ سارا اور ولی‌عہد کا قصیدہ بے خاتمہ آگے سے کہہ رکھا تھا، اوس کا خاتمہ بہ ہزار مشقت رمضان میں

کہہ لیا اور عید کو دونوں پڑھ دیے - بھائی منشی نبی بخش صاحب کو پرسوں یا اترسوں بھیجوں گا ' اون سے لے کر تم بھی دیکھنا - میں نے اون کو لکھ کر بھیجا ہے کہ منشی ہرگوپال صاحب کو بھی دینا کہ وہ پڑھ لیں اور چاہیں تو نقل لے لیں - اِس کے سوا اور جو کچھ تمھارے خط میں لکھا تھا ' وہ جواب طلب نہیں اور یوں ہی ہے جو تم سمجھے ہو -

[جولائی ۱۸۵۴ع] اسد اللّٰہ -

۲۷

[۲۷] صاحب '

دیباچہ و تقریظ کا لکھنا ایسا آسان نہیں ہے کہ جیسا تم کو دیوان کا لکھ لینا - کیوں روپیہ خراب کرتے ہو اور کیوں چھپواتے ہو ؟ اور اگر یوں ہی جی چاہتا ہے ' تو ابھی کہے جاؤ ' آگے چل کر دیکھ لینا - اب یہ دیوان چھپوا کر اور تیسرے دیوان کی فکر میں پڑو گے - تم تو دو چار برس میں ایک دیوان کہہ لوگے' میں کہاں تک دیباچہ لکھا کروں گا ؟ مدعا یہ ہے کہ اِس دیوان کو اوس دیوان کے برابر ہو لینے دو - اب کچھ قصیدہ و رباعی کی فکر کیا کرو - دو چار برس میں اِس قسم سے جو کچھ فراہم ہو جاوے' دوسرے دیوان میں اوس کو بھی درج کرو -

صاحب ' جہاں تقطیع میں الف نہ سمائے وہاں کیوں لکھو ؟

اسد -

۲۸

[۲۸] صاحب'

تم جانتے ہو کہ یہ معاملہ کیا ہے اور کیا واقع ہوا ؟ وہ ایک جنم تھا کہ جس میں ہم تم باہم دوست تھے اور طرح طرح کے ہم میں تم میں معاملاتِ مہر و محبت درپیش آئے - شعر کہے' دیوان جمع کیے - اوسی زمانے میں ایک اور بزرگ تھے کہ وہ ہمارے تمھارے دوستِ دلی تھے اور منشی نبی بخش اون کا نام اور '' حقیر '' تخلص تھا - ناگاہ ' نہ وہ زمانہ رہا ' نہ وہ اشخاص' نہ وہ معاملات ' نہ وہ اِختلاط ' نہ وہ اِنبساط ! بعد چند مدت کے پھر دوسرا جنم ہم کو ملا ' اگرچہ صورت اِس جنم کی بعینہٖ مثل پہلے جنم کے ہے - یعنی ایک خط میں نے منشی نبی بخش صاحب کو بھیجا ' اوس کا جواب مجھ

کو آیا اور ایک خط تمھارا کہ تم بھی موسوم بہ منشی ہرگوپال و متخلص بہ "تفتہ" ہو ' آج آیا - اور میں جس شہر میں ہوں ' اوس کا نام بھی دلّی اور اوس محلے کا نام " بلّی ماروں کا محلہ " ہے ؛ لیکن ایک دوست اوس جنم کے دوستوں میں سے نہیں پایا جاتا ! واللّٰہ ! ڈھونڈھنے کو مسلمان اِس شہر میں نہیں ملتا ! کیا امیر ' کیا غریب ' کیا اہل حرفہ - اگر کچھ ہیں ' تو باہر کے ہیں - ہنود البتہ کچھ کچھ آباد ہوگئے ہیں - اب پوچھو کہ تو کیوں کر مسکنِ قدیم میں بیٹھا رہا - صاحبِ بندہ ' میں حکیم محمد حسن خاں مرحوم کے مکان میں نو دس برس سے کرائے کو رہتا ہوں اور یہاں قریب کیا ' بلکہ دیوار بہ دیوار ہیں گھر حکیموں کے ' اور وہ نوکر ہیں راجہ نرندر سنگھ بہادر والیِ پٹیالہ کے - راجہ نے صاحبان عالی‌شان سے عہد لے لیا تھا کہ بر وقت غارتِ دہلی یہ لوگ بچ رہیں - چنانچہ بعدِ فتح راجہ کے سپاہی آ بیٹھے اور یہ کوچہ محفوظ رہا ؛ ورنہ میں کہاں ' اور یہ شہر کہاں ؟ مبالغہ نہ جاننا ' امیر غریب سب نکل گئے - جو رہ گئے تھے' وہ نکالے گئے - جاگیردار ' پنسن‌دار ' دولتمند ' اہلِ حرفہ ' کوئی بھی نہیں ہے - مفصل حال لکھتے ہوئے ڈرتا ہوں - ملازمانِ قلعہ پر شدّت ہے ' اور بازپُرس اور دار و گیر میں مبتلا ہیں ؛ مگر وہ نوکر جو اِس ہنگام میں نوکر ہوئے ہیں اور ہنگامے میں شریک رہے ہیں - میں غریب شاعر دس برس سے تاریخ لکھنے اور شعر کی اِصلاح دینے پر متعلق ہوا ہوں - خواہی اوس کو نوکری سمجھو ' خواہی مزدوری جانو - اِس فتنہ و آشوب میں کسی مصلحت میں میں نے دخل نہیں دیا - صرف اشعار کی خدمت بجا لاتا رہا ؛ اور نظر اپنی بےگناہی پر شہر سے نکل نہیں گیا - میرا شہر میں ہونا حکام کو معلوم ہے ؛ مگر چونکہ میری طرف بادشاہی دفتر میں سے یا مخبروں کے بیان سے کوئی بات پائی نہیں گئی ' لہذا طلبی نہیں ہوئی - ورنہ جہاں بڑے بڑے جاگیردار بُلائے ہوئے یا پکڑے ہوئے آئے ہیں ' میری کیا حقیقت تھی ؟ غرض کہ اپنے مکان میں بیٹھا ہوں ' دروازے سے باہر نہیں نکل سکتا - سوار ہونا اور کہیں جانا تو بہت بڑی بات ہے - رہا یہ کہ کوئی میرے پاس آوے ' شہر میں ہے کون جو آوے ؟ گھر کے گھر بےچراغ پڑے ہیں - مجرم سیاست پاتے جاتے ہیں - جرنیلی بندوبست یازدہم مئی سے آج

تک ، یعنی شنبہ پنجم دسمبر سنہ ۱۸۵۷ع تک ' بدستور ہے - کچھ نیک و بد کا حال مجھ کو نہیں معلوم ؛ بلکہ ہنوز ایسے اُمور کی طرف حکام کو توجہ بھی نہیں - دیکھیے ' انجامِ کار کیا ہوتا ہے - یہاں باہر سے اندر کوئی بغیر ٹکٹ کے آنے جانے نہیں پاتا - تم زنہار یہاں کا اِرادہ نہ کرنا - ابھی دیکھا چاہیے مسلمانوں کی آبادی کا حکم ہوتا ہے یا نہیں - بہر حال ' منشی صاحب کو میرا سلام کہنا اور یہ خط دکھا دینا - اِس وقت تمہارا خط پہنچا اور اِسی وقت میں نے یہ خط لکھ کر ڈاک کے ہرکارے کو دیا -

[شنبہ ' ۵ دسمبر ۱۸۵۷ع -]

۲۹

[۲۹] آج سنیچربار کو دوپہر کے وقت ڈاک کا ہرکارہ آیا اور تمہارا خط لایا - میں نے پڑھا اور جواب لکھا اور کلیان کو دیا - وہ ڈاک کو لے گیا - خدا چاہے' تو کَل پہنچ جائے - میں تم کو پہلے ہی لکھ چکا ہوں کہ دلّی کا قصد کیوں کرو اور یہاں آکر کیا کرو گے ؟ بلک گھر میں سے' خدا کرے' تمہارا روپیہ مل جائے -

بھائی' میرا حال یہ ہے کہ دفترِ شاہی میں میرا نام مندرج نہیں نکلا - کسی مخبر نے بہ نسبت میرے کوئی خبر بدخواہی کی نہیں دی - حکام وقت میرا ہونا شہر میں جانتے ہیں - فراری نہیں ہوں ' روپوش نہیں ہوں ' بلایا نہیں گیا ' دار و گیر سے محفوظ ہوں - کسی طرح کی بازپرس ہو ' تو بلایا جاؤں - مگر ہاں' جیسا کہ بُلایا نہیں گیا ؛ خود بھی بروے کار نہیں آیا ' کسی حاکم سے نہیں ملا ' خط کسی کو نہیں لکھا ' کسی سے درخواستِ ملاقات نہیں کی - مئی سے پنسن نہیں پایا - کہو' یہ نو دس مہینے کیوں کر گزرے ہوں گے ؟ انجام کچھ نظر آتا نہیں کہ کیا ہوگا - زندہ ہوں' مگر زندگی وبال ہے - ہرگوبند سنگھ یہاں آئے ہوئے ہیں - ایک بار میرے پاس بھی آئے تھے - والدعا -

روزِ شنبہ ' سیٔم جنوری سنہ ۱۸۵۸ع ' وقتِ نیم‌روز -

غالب -

۳۰

[۳۰] از عمر و دولت برخوردار باشند '

بدھ کا دن تیسری تاریخ فروری کی' ڈیڑھ پہر دن باقی رہے ڈاک کا ہرکارہ آیا اور خط مع رجسٹری لایا - خط کھولا ' سَو روپئے کی ھنڈوی' بِل' جو کچھ کہیے' وہ ملا - ایک آدمی رسید مُہری لے کر ''نیل کے کٹرے'' چلا گیا - سو روپئے چہرۂ شاھی لے آیا - آنے جانے کی دیر ھوئی اور بس - چوبیس روپئے داروغہ کی معرفت اوٹھے تھے وہ دیے گئے - پچاس روپئے محل میں بھیج دیے - چھبیس روپئے باقی رھے' وہ بکس میں رکھ لیے - روپئے کے رکھنے کے واسطے بکس کھولا تھا ' سو یہ رقعہ بھی لکھ لیا - کلیان سودا لینے بازار گیا ھوا ھے - اگر جلد آ گیا ' تو آج ' ورنہ کل یہ خط ڈاک میں بھیج دوں گا - خدا تم کو جیتا رکھے اور اجر دے - بھائی' بُری آ بنی ھے - انجام اچھا نظر نہیں آتا - قصہ مختصر یہ کہ قصہ تمام ھوا -

چار شنبہ ' ۳ فروری سنہ ۱۸۵۸ع' وقت دوپہر -

غالب -

۳۱

[۳۱] صاحب'

تم نے لکھا تھا کہ میں جلد آگرے جاؤں گا - تمھارے اوس خط کا جواب نہ لکھ سکا - جواب تو لکھ سکتا تھا ' مگر کلیان کا پانو سوج گیا تھا ' وہ چل نہیں سکتا تھا - مسلمان آدمی شہر میں سڑک پر بِن ٹکٹ پھر نہیں سکتا - ناچار' تم کو خط نہ بھیج سکا - بعد چند روز کے جو کہار اچھا ھوا ' تو مَیں تم کو آگرے میں سمجھ کر سکندرآباد خط نہ بھیج سکا - مولوی قمرالدین خاں کے خط میں تم کو سلام لکھا - کل اون کا خط آیا ' وہ لکھتے ھیں کہ میرزا ''تفتہ'' ابھی یہاں نہیں آئے - اِس واسطے آج یہ رقعہ تم کو بھیجتا ھوں - میرا حال بدستور ھے ؛ دیکھیے ' خدا کو کیا منظور ھے - حاکم اکبر نے آ کر کوئی نیا بندوبست جاری نہیں کیا - یہ صاحب میرے آشنائے قدیم ھیں' مگر میں مِل نہیں سکتا - خط بھیج دیا ھے - ھنوز کچھ جواب نہیں آیا - تم لکھو کہ اکبرآباد کب جاؤ گے - والدعا -

جمعہ ' ۵ مارچ سنہ ۱۸۵۸ع -

غالب -

۳۲

جانِ من و جانانِ من ، [۳۲]

کل میں نے تم کو سکندرآباد میں سمجھ کر خط بھیجا - شام کو تمہارا خط آیا ، معلوم ہوا کہ تم اکبرآباد پہنچے - خیر ، وہ خط پوسٹ پیڈ گیا ہے ، شاید اولٹا نہ پھرے - اگر پھر آئے گا ، تو خیر - آج یہ خط تم کو اکبرآباد بھیجتا ہوں ، پہنچنے پر جواب لکھنا -

تقطیع رباعی کی بہت خوب ! مگر خیر، ہر ایک بات کا ایک ۱ وقت ہے- ہم کو ہر طرح لطفِ صحبت اور لطفِ شعر اوٹھا لینا ! بھائی منشی نبی بخش صاحب کے نام کا خط پڑھ کر اون کو دے دینا اور اوس کا مضمون معلوم کرلینا - جس حاکم کو میں نے خط اور قطعہ بھیجا ہے ، اوس کے سررشتہ‌دار کوئی صاحب ہیں ، من‌پھول اون کا نام ہے ، مجھ سے ناآشنائے محض ہیں - اگر تعارف ہوتا ، تو اِستدعا کرتا کہ اوس تحریر کو پیش کیجیے - کاش تم سے آشنائی ہوتی ، تو تُمھیں اوپر اوپر خط لکھ کر اون کو بھیج دیتے کہ غالب ایک فقیرِ گوشہ نشین اور بے گناہِ محض اور واجب‌الرحم ہے ، اوس کے حصولِ مطالب میں سعی سے دریغ نہ کرنا -

می توان آورد اِستغنا سنارشنامۂ چرخِ کج رو را اگر دانیم کز یارانِ کیست -

باقی جو حال ہے وہ بھائی کے نام کے ورق میں لکھ چُکا ہوں - تم پڑھ لوگے - دوبارہ لکھنا کیا ضرور ؟

شنبہ ، ۶ مارچ سنہ ۱۸۵۸ع - جواب طلب -

۳۳

صاحب ، [۳۳]

تمہاری سعادت مندی کو ہزار ہزار آفریں - تم کو یوں ہی چاہیے تھا ؛ لیکن میں نے تو ایک بات بہ طریقِ تمنّا لکھی تھی ، جیسا کہ عربی میں "لَیْتَ" اور فارسی میں "کاشکے" -

اب ، تم روداد سنو : عرضی میری سر جان لارنس چیف کمشنر بہادر کو گزری ، اوس پر دستخط ہوئے کہ یہ عرضی مع کواغذ ضمیمہ سائل کے پاس بھیج

---

۱ - م ۱ : "ہر ایک" -

دی جائے اور یہ لکھا جائے کہ معرفت صاحب کمشنر دھلی کے پیش کرو - اب سررشتہ‌دار کو لازم تھا کہ میرے نام موافق دستور کے خط لکھتا ؛ یہ نہ ھوا - وہ عرضی حکم چڑھی ھوئی میرے پاس آگئی - میں نے خط صاحب کمشنر دھلی چارلس سانڈرس کو لکھا اور وہ عرضی حکم چڑھی ھوئی اوس میں ملفوف کر کے بھیج دی - صاحب کمشنر نے صاحب کلکٹر کے پاس یہ حکم چڑھا کر بھیجی کہ سائل کے پنسن کی کیفیت لکھو - اب وہ مقدمہ صاحب کلکٹر کے یہاں آیا ھے - ابھی صاحب کلکٹر نے تعمیل اوس حکم کی نہیں کی - پرسوں تو اون کے ھاں یہ روبکاری آئی ھے - دیکھیے ' کچھ مجھ سے پوچھتے ھیں یا اپنے دفتر سے لکھ بھیجتے ھیں - دفتر کہاں رھا ھے ' جو اوس کو دیکھیں گے ! بہر حال' یہ خدا کا شکر ھے کہ بادشاھی دفتر میں سے میرا کچھ شمول فساد میں پایا نہیں گیا ' اور میں حکام کے نزدیک یہاں تک پاک ھوں کہ پنسن کی کیفیت طلب ھوئی ھے اور میری کیفیت کا ذکر نہیں ھے - یعنی سب جانتے ھیں کہ اِس کو لگاؤ نہ تھا - مولوی قمرالدین خاں کا '' کول'' نہ جانا اور راہ سے پھر آنا معلوم ھوا - حق تعالیٰ اون کو زندہ اور تندرست رکھے - میرا سلام کہنا اور یہ خط پڑھا دینا - بھائی منشی نبی بخش صاحب کو سلام اور اون کے بچوں کو دعا کہنا اور یہ خط ضرور ضرور پڑھا دینا اور کہنا کہ بھائی بدایت تو اچھی ھے ' نہایت بھی خدا اچھی کرے - وہ عزت اور وہ ربط و ضبط جو ھم رئیس زادوں کا تھا ' اب کہاں ! روٹی کا ٹکڑا ھی مل جائے ' تو غنیمت ھے - گورنریِ کلکتہ اور گورنریِ آگرہ اور اجنٹی و کمشنری و دیوانی و فوجداری و کلکٹریِ دھلی سے جو حکم میرے خط اور عرضی پر ھوا ھے ' مشتمل اوس حکم پر خط میرے نام آیا ھے - حاکم نے اب بھی یہی حکم دیا تھا کہ لکھا جاوے کہ یوں کرو - عملے نے خط نہ لکھا - صرف وہ عرضی حکم چڑھی ھوئی بھیج دی - خیر '

هرچه از دوست میرسد نیکوست -

سنو ' میرزا '' تفتہ '' اب میں جو اپنا حال تم کو لکھا کروں ' وہ تم میرے بھائی کو اور مولوی قمرالدین خاں کو دکھا دیا کرو - تین تین جگہ ایک بات کو کیوں لکھوں ؟

جمعہ ' ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۵۸ع -

۳۴

[۳۴] صاحب ،

کیوں مجھے یاد کیا ؟ کیوں خط لکھنے کی تکلیف اوٹھائی ؟ پھر یہ کہتا ہوں کہ خدا تم کو جیتا رکھے کہ تمھارے خط میں مولوی قمرالدین خاں کا سلام بھی آیا اور بھائی منشی نبی بخش کی خیر و عافیت بھی معلوم ہوئی - وہ تو پنسن کے فکر میں تھے - ظاھرا یوں مناسب دیکھا ہوگا کہ نوکری کی خواھش کی - حق تعالیٰ اون کی جو مراد ھو بر لاوے - اون کو میرا سلام کہہ دینا ، بلکہ یہ رقعہ پڑھوا دینا - مولوی قمرالدین خاں کو بھی سلام کہنا - تم اپنے کلام کے بھیجنے میں مجھ سے پُرسش کیوں کرتے ھو ؟ چار جزو ھیں تُو ، بیس جزو ھیں تُو ، بے تکلف بھیج دو - میں شاعرِ سخن‌سنج اب نہیں رھا - صرف سخن‌فہم رہ گیا ھوں - بوڑھے پہلوان کی طرح پیچ بتانے کی گَوں ھوں - بناوٹ نہ سمجھنا - شعر کہنا مجھ سے بالکل چھوٹ گیا - اپنا اگلا کلام دیکھ کر حیران رہ جاتا ھوں کہ یہ میں نے کیوں کر کہا تھا ! قصہ مختصر ، وہ اجزا جلد بھیج دو -

یکشنبہ ، ۱۱ اپریل سنہ ۱۸۵۸ع -

غالب -

۳۵

[۳۵] میرزا تفتہ ،

عجب اتفاق ھوا ؛ پنجشنبے کے دن ، ۲۲ اپریل کو ، کلیان خط ڈاک میں ڈال کر آیا کہ اوس کے متعاقب پارسل کا ھرکارہ آیا اور تمھارا بھیجا ھوا پاکٹ لایا - رسید لکھنی میں نے زائد سمجھی اور اوس کا دیکھنا شروع کیا - بےکارِ محض اور تنہا ھوں ؛ پانچ پہر کا دن ؛ میری بڑی دل‌لگی ھوگئی - خوب دیکھا - سچ تو یوں ھے کہ اِن اشعار میں میں نے بہت حظ اوٹھایا - جیتے رھو - تمھارا دم غنیمت ھے -

بھائی کا حال مفصل لکھو - پنسن کے طالب ھیں یا نوکری کے ؟ منشی عبداللطیف کہاں ھے اور کس طرح ھے ؟ علاقہ بنا ھوا ھے یا جاتا رھا ؟ صاحب لفٹنٹ گورنری کا محکمہ بالکل اِلٰہ‌آباد کو گیا یا ھنوز کچھ یہاں بھی ھے ؟ منشی

غلام غوث صاحب کہاں ہیں ؟ نوکر ہیں یا مستعفی ؟ عدالتِ دیوانی کا محکمہ یہیں رہےگا یا اِلٰہ‌آباد جائےگا ؟ اِس کا اور گورنری کے محکمے کا ساتھ ہے ؛ چاہیے یہ بھی وہیں جاوے -

آج تمہارے اشعار کا کاغذ پمفلٹ پاکٹ اِسی خط کے ساتھ ڈاک میں بھیجا گیا ہے - یقین ہے کہ یہ خط کل پرسوں اور وہ پاکٹ پانچ چار دن میں پہنچ جائے -

یکشنبہ ' ۲۵ اپریل سنہ ۱۸۵۸ع -

غالب -

۳۶

[۳۶] صاحب '

۲۵ اپریل کو ایک خط اور ایک پارسل ڈاک میں اِرسال کرچکا ہوں - آج ۳۰ ہے - یقین ہے کہ خط اور پارسل دونوں پہنچ گئے ہوں‌گے - ایک امرِ ضروری باعث اِس تحریر کا ہے کہ جو میں اِس وقت روانا کرتا ہوں - ایک میرا دوست اور تمہارا ہمدرد ہے - اوس نے اپنے حقیقی بھتیجے کو بیٹا کرلیا تھا - اٹھارہ اونیس برس کی عمر' قوم کا کھتری' خوب‌صورت' وضعدار' نوجوان' سنہ ۱۲۷۳ھ میں بیمار پڑکر مرگیا - اب اوس کا باپ مجھ سے آرزو کرتا ہے کہ ایک ' تاریخ ' اوس کے مرنے کی لکھوں ' ایسی کہ وہ فقط ' تاریخ ' نہ ہو ؛ بلکہ مرثیہ ہو کہ وہ اوس کو پڑھ پڑھ کر رویا کرے - سُو بھائی' اوس سائل کی خاطر مجھکو عزیز اور فکرِ شعر متروک - معہذا یہ واقعہ تمہارے حسب حال ہے - جو خونچکاں شعر تم نکالوگے ' وہ مجھ سے کہاں نکلیں گے ؟ بہ طریقِ مثنوی بیس تیس شعر لکھ دو - مصرع آخر میں مادّۂ تاریخ ڈال دو - نام اوس کا ''برج موہن'' تھا اور اوس کو '' بابو '' '' بابو '' کہتے تھے - چنانچہ میں بحرِ ہزجِ مسدس مخبون میں ایک شعر تم کو لکھتا ہوں - چاہو اِس کو آغاز میں رہنے دو اور آیندہ اِسی بحر میں اور اشعار لکھ لو ' چاہو کوئی اور طرح نکالو - لیکن یہ خیال میں رہے کہ سائل کو متوفی کے نام کا درج ہونا منظور ہے اور '' بابو برج موہن '' سواے اِس بحر کے یا بحرِ رمل کے اور بحر میں نہیں آسکتا - وہ شعر میرا یہ ہے :

برم چون نام بابو برج موھن چکد خونِ دلِ ریش از لبِ من -

نگاشتۂ روزِ جمعہ ۳۰ اپریل سنہ ۱۸۵۸ع -

غالب -

۳۷

[۳۷] بھائی،

وہ خط پہلا تم کو بھیج چکا تھا کہ بیمار ہوگیا - بیمار کیا ہوا، توقّع زیست کی نہ رھی - قولنج اور پھر کیسا شدید کہ پانچ پہر مرغِ نیم‌بسمل کی طرح تڑپا کیا - آخر، عُصارۂ ریوند اور ارنڈی کا تیل پیا - اوس وقت تو بچ گیا، مگر قصہ قطع نہ ہوا - مختصر کہتا ہوں، میری غذا تم جانتے ہو کہ تندرستی میں کیا ھے - دس دن میں دو بار آدھی آدھی غذا کھائی - گویا دس دن میں ایک بار غذا تناوُل فرمائی - گلاب اور اِملی کا پنّا اور آلو بخارا کا افشردہ، اِس پر مدار رھا - کل سے خوفِ مرگ گیا ھے اور صورت زیست کی نظر آئی ھے - آج صبح کو بعد دوا پینے کے تم کو یہ خط لکھا ھے - یقین تو ھے کہ آج پیٹ بھر کر روٹی کھا سکوں -

صاحب، وہ جو میں نے ۲۲ شعر مرثیے کے لکھ کر تم کو بھیجے، اوس سے مقصود یہ تھا کہ تم اپنے اشعار دوسرے ماتم‌زدہ کو دے دو، کس واسطے کہ تمھاری تحریر سے معلوم ہوا تھا کہ کوئی اور بھی فلک‌زدہ ھے - اور یہ جو تم لکھتے ہو کہ کچھ اوپر اَسّی شعر میں سے ایک شعر بھی تو نے نہ لیا، اِس کا حال یہ ھے کہ وہ شعر سب دست و گریبان تھے؛ ایک کو ایک سے ربط - ایک یا دو شعر اوس میں سے کیوں کر لیے جاتے؟ اشعار سب میرے پسند، بے سقم، بے عیب - وہ جو تم لکھتے ہو کہ

حرفِ[۱] بابو برج موھن میزنم،

اور اِس کا دوسرا مصرع میں بھول گیا ہوں، مگر قافیے میں "من" ھے، یہ شعر غالب کو برا معلوم ہوا ہوگا؛ واللّٰہ، باللّٰہ! جب تک کہ تم نے نہیں لکھا؛ میرے خیال میں بھی یہ بات نہ تھی - بہر حال، بات وھی ھے، جو میں اوپر لکھ آیا ہوں -

---

۱ - [چھاپے کے نسخوں میں "صرف" ھے مگر غالباً اصل میں "حرف" ہوگا - مصحح] -

بارے ' اب کہیے : بھائی منشی نبی بخش صاحب اور مولوی قمرالدین خاں صاحب ' روزوں کے متوالے' ہوش میں آئے یا نہیں ؟ آج ۱۰ شوال کی ہے ؛ ششۂ عید کا بھی زمانہ گزر گیا - خدا کے واسطے اون کی خیر و عافیت لکھو اور یہ عبارت بھائی صاحب کی نظرِ انور سے گزرانو - شاید وہ مجھ کو خط لکھیں - محررہ و مرسلۂ دوشنبہ ' ۲۴ مئی سنہ ۱۸۵۸ع -

غالب -

۳۸

[۳۸] کیوں صاحب '

مجھ سے کیوں خفا ہو ؟ آج مہینا بھر ہو گیا ہوگا ' یا بعد دو چار دن کے ہوجائے گا ' کہ آپ کا خط نہیں آیا - اِنصاف کرو کتنا کثیرالاحباب آدمی تھا - کوئی وقت ایسا نہ تھا کہ میرے پاس دو چار دوست نہ ہوتے ہوں - اب یاروں میں ایک شیو جی رام برہمن اور بال مکند اوس کا بیٹا ' یہ دو شخص ہیں کہ گاہ گاہ آتے ہیں - اِس سے گزر کر ' لکھنئو اور کالپی اور فرخ‌آباد اور کس کس ضلع سے خطوط آتے رہتے تھے - اُون دوستوں کا حال ہی نہیں معلوم کہ کہاں ہیں' اور کس طرح ہیں ؟ وہ آمد خطوط کی موقوف ؛ صرف تم تین صاحبوں کے خط کے آنے کی توقع' اوس میں وہ دونوں صاحب گاہ گاہ - ہاں' ایک تم کہ ہر مہینے میں ایک دو بار مہربانی کرتے ہو - سنو صاحب ' اپنے پر لازم کرلو ہر مہینے میں ایک خط مجھ کو لکھنا - اگر کچھ کام آ پڑا ' دو خط ' تین خط؛ ورنہ صرف خیر و عافیت لکھی اور ہر مہینے میں ایک بار بھیج دی -

بھائی صاحب کا بھی خط دس بارہ دن ہوئے کہ آیا تھا - اوس کا جواب بھیج دیا گیا - مولوی قمرالدین خاں یقین ہے کہ اِلٰہ‌آباد گئے ہوں' کس واسطے کہ مجھ کو مئی میں لکھا تھا کہ اوائلِ جون میں جاؤں گا - بہر حال' اگر آپ آزردہ نہیں' تو جس دن میرا خط پہنچے' اوس کے دوسرے دن اوس کا جواب لکھیے - اپنی خیر و عافیت' منشی صاحب کی خیر و عافیت' مولوی صاحب کا احوال - اِس سے سوا گوالیار کے فتنہ و فساد کا ماجرا ' جو معلوم ہوا ہو وہ ' الفاظِ مناسبِ وقت میں ضرور لکھنا ؛ راجہ جو وہاں آیا ہوا ہے اوس کی حقیقت' دھول‌پور کا رنگ - صاحبانِ عالی شان کا اِرادہ وہاں کے بندوبست کا کس

طرح پر ہے ؟ آگرے کا حال کیا ہے ؟ وہاں کے رہنے والے کچھ خائف ہیں یا نہیں ؟

نگاشتۂ شنبہ ' ۱۹ جون سنہ ۱۸۵۸ع -

غالب -

۳۹

[۳۹]

جیتے رہو اور خوش رہو '

اے وقتِ تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی -

زیادہ خوشی کا سبب یہ کہ تم نے تحریر کو تقریر کا پرداز دے دیا تھا - گرمی ہنگامۂ انطباعِ دیوان وغیرہ میں پہلے سے جانتا ہوں ؛ بلکہ گھر کا روپیہ مصرفِ کاغذ و کاپی ہے - خدا تم کو سلامت رکھے ؛ مغتنمات سے ہو - رجب علی بیگ ''سرور'' نے جو ''افسانۂ عجائب'' لکھا ہے ' آغازِ داستان کا شعر اب مجھ کو بہت مزا دیتا ہے :

یادگارِ زمانہ ہیں ہم لوگ یاد رکھنا ' فسانہ ہیں ہم لوگ -

مصرعِ ثانی کتنا گرم ہے اور ''یاد رکھنا'' ' ''فسانہ'' کے واسطے کتنا مناسب !

منشی عبداللطیف کے گھر میں لڑکے کے پیدا ہونے کی خبر مجھ کو ہوچکی ہے اور تہنیت میں بھائی کو خط لکھ چکا ہوں - اب جو اون سے ملو' تو میرا سلام کہہ کر اوس خط کے پہنچنے کی اِطلاع لے لینا - مولوی معنوی جب کان‌پور سے معاودت فرمائیں مجھ کو اِطلاع دینا - میرا حال بدستور :

ہمان پہلو ' ہمان بستر ' ہمان درد -

شنبہ ' ۲۶ جون [۱۸۵۸ع] ' روزِ ورودِ نامہ -

غالب -

۴۰

[۴۰]

رکھیو ' '' غالب'' مجھے اِس تلخ نوائی ۱ میں معاف؛
آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے -

بندہ پرور '

پہلے تم کو یہ لکھا جاتا ہے کہ میرے دوست قدیم میر مکرم حسین صاحب کی خدمت میں میرا سلام کہنا : اور یہ کہنا اب تک جیتا ہوں اور اِس

۱ - ع : ''درد نوائی'' -

سے زیادہ میرا حال مجھ کو بھی معلوم نہیں - میرزا حاتم علی صاحب "مہر" کی جناب میں میرا سلام کہنا اور یہ میرا شعر میری زبان سے پڑھ دینا :

شرطِ اسلام بُود ورزشِ ایمان بالغیب

اے تو غائب ز نظر، مہرِ تو ایمان منِ ست

تمہارے پہلے خط کا جواب بھیج چُکا تھا کہ اوس کے دو دن یا تین دن کے بعد دوسرا خط پہنچا - سنو صاحب، جس شخص کو جس شغل کا ذوق ہو اور وہ اوس میں بے تکلف عمر بسر کرے، اِس کا نام عیش ہے - تمہاری توجّہِ مفرط بہ طرف شعر و سخن کے تمہاری شرافتِ نفس اور حسنِ طبع کی دلیل ہے - اور بھائی، یہ جو تمہاری سخن‌گستری ہے، اِس کی شہرت میں میری بھی تو نام‌آوری ہے - میرا حال اِس فن میں اب یہ ہے کہ شعر کہنے کی روش اور اگلے کہے ہوئے اشعار سب بھول گیا - مگر ہاں، اپنے ہندی کلام میں سے ڈیڑھ شعر یعنی ایک مقطع اور ایک مصرع یاد رہ گیا ہے - سُو گاہ گاہ جب دل اولٹنے لگتا ہے، تب دس پانچ بار یہ مقطع زبان پر آجاتا ہے :

زندگی اپنی جب اِس شکل سے گزری، "غالب"

ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے ؟

پھر جب سخت گھبراتا ہوں اور تنگ آتا ہوں، تو یہ مصرع پڑھ کر چپ ہو جاتا ہوں :

اے مرگِ ناگہاں ! تجھے کیا انتظار ہے ؟

یہ کوئی نہ سمجھے کہ میں اپنی بے رونقی اور تباہی کے غم میں مرتا ہوں - جو دُکھ مجھ کو ہے اوس کا بیان تو معلوم، مگر اوس بیان کی طرف اِشارہ کرتا ہوں - انگریز کی قوم میں سے جُو اِن روسیاہ کالوں کے ہات سے قتل ہوئے، اوس میں کوئی میرا امید گاہ تھا اور کوئی میرا شفیق اور کوئی میرا دوست اور کوئی میرا یار اور کوئی میرا شاگرد - ہندستانیوں میں کچھ عزیز، کچھ دوست، کچھ شاگرد، کچھ معشوق، سو وہ سب کے سب خاک میں مل گئے - ایک عزیز کا ماتم کتنا سخت ہوتا ہے ! جو اِتنے عزیزوں کا ماتم دار ہو، اوس کو زیست کیوں کر نہ دشوار ہو ! ہائے، اِتنے یار مرے کہ جو اَب میں مروں گا تو میرا کوئی رونے والا بھی نہ ہوگا ! اِنّا لِلّٰہ و اِنّا اِلیہِ راجِعُون -

۴۱

میرزا تفتہ کو دعا پہنچے - [۴۱]

بہت دن سے خط کیوں نہیں لکھا؟ آگرے میں ہو یا نہیں؟ میرزا حاتم علی صاحب کا شفقت نامہ آیا - یہاں سے اوس کا جواب بھیجا گیا، وہاں سے اوس کا جواب آگیا - میر مکرم حسین صاحب کا خط پرسوں آیا - دو چار دن میں اوس کا جواب لکھوں گا - میرا حال بدستور ہے:

نہ نویدِ کامیابی، نہ نہیبِ نااُمیدی -

بھائی صاحب کا خط کئی دن ہوئے کہ آیا ہے اور وہ میرے خط کے جواب میں ہے - دو ایک دن کے بعد جب جی باتیں کرنے کو چاہے گا، تب اون کو خط لکھوں گا - تم اگر ملو، تو اون سے کہہ دینا کہ بھائی قاسم علی خاں کے شعر نے مجھ کو بڑا مزا دیا - حسنِ اِتفاق یہ کہ کئی دن ہوئے تھے جو میں نے ایک ولایتی چغہ اور ایک شالی رومال ڈھائی‌گزا دلال کو دیا تھا اور وہ اوس وقت روپیہ لے کر آیا تھا- میں روپیہ لے کر اور خط پڑھ کر خوب ہنسا کہ خط اچھے وقت آیا -

۱۸ جولائی سنہ ۱۸۵۸ع - غالب -

۴۲

میرزا تفتہ، [۴۲]

کل قریب دوپہر کے ڈاک کا ہرکارہ، وہ جو خط بانٹا کرتا ہے، آیا اور اوس نے پارسل موم جامے میں لپٹا ہوا دیا - پہلے تو میں بھی حیران رہا کہ پاکٹ خطوں کی ڈاک میں کیوں آیا! بارے، جب اوس کی تحریر دیکھی، تو تمہارے ہات کا پمفلٹ لکھا ہوا اور دو ٹکٹ لگے ہوئے، مگر اوس کے آگے کالی مُہر اور کچھ انگریزی لکھا ہوا- ہرکارے نے کہا کہ ایک روپیہ دس آنے دلوائیے - دلوا دیے اور پارسل لےلیا- مگر حیران کہ یہ کیا پیچ پڑا؟ قیاس ایسا چاہتا ہے کہ تمہارا آدمی جو ڈاک گھر گیا، اوس کو خطوں کے بکس میں ڈال دیا - ڈاک کے کارپردازوں نے غور نہ کی اور اوس کو بیرنگ خطوں کی ڈاک میں بھیج دیا -

وہ صاحب جو میرے عرف سے آشنا اور میرے نام سے بیزار ہیں یعنی منشی بھگوان پرشاد، مثل خوان، میرا سلام قبول کریں -

۲۸ جولائی سنہ ۱۸۵۸ع - غالب -

۴۳

[۴۳] میرزا تفتہ،

تمھارے اوراقِ مثنوی کا پمفلٹ پاکٹ پرسوں، ۱۵ اگست کو، اور جناب میرزا حاتم علی صاحب کی نثر شاید آغازِ اگست میں روانا کرچکا ہوں۔ اوس نثر کی رسید نہیں پائی اور نہیں معلوم ہوا کہ میری خدمت مخدوم کے مقبولِ طبع ہوئی یا نہیں۔ نہیں معلوم بھائی نبی بخش صاحب کہاں ہیں اور کس طرح ہیں اور کس خیال میں ہیں؟ نہیں معلوم مولوی قمرالدین خاں اِلٰہ آباد سے آگئے یا نہیں؟ اگر نہیں آئے تو وہ وہاں کیوں مُتوقّف ہیں؟ میر منشی قدیم وہاں پہنچ گئے؟ اپنا کام کرنے لگے؟ یہ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کو بہ تاکید لکھتا ہوں کہ اِن تینوں باتوں کا جواب الگ الگ لکھیے اور جلد لکھیے۔ اِس خط کے پہُنچنے تک اغلب ہے کہ پارسل پہنچ جائے۔ اوس کے پہنچنے کی بھی اِطلاع دیجیے گا۔

اب ایک امر سنو: میں نے آغاز یازدھم مئی سنہ ۱۸۵۷ع سے سی و یکم جولائی سنہ ۱۸۵۸ع تک روداد شہر اور اپنی سرگزشت یعنی پندرہ مہینے کا حال نثر میں لکھا ہے اور اِلتزام اِس کا کیا ہے کہ ''دساتیر'' کی عبارت یعنی پارسیِ قدیم لکھی جائے اور کوئی لفظ عربی نہ آئے۔ جو نظم اوس نثر میں درج ہے وہ بھی بےآمیزشِ لفظِ عربی ہے۔ ہاں، اشخاص کے نام نہیں بدلے جاتے۔ وہ عربی، انگریزی، ھندی جو ہیں، وہ لکھ دیے ہیں۔ مثلاً تمھارا نام منشی ہرگوپال؛ ''منشی'' لفظ عربی ہے، نہیں لکھا گیا۔ اِس کی جگہ شیوا زبان لکھ دیا ہے۔ یہی میرا خط جیسا اِس رقعے میں ہے یعنی نہ چھدرا نہ گنجان، اوراقِ بےمسطر پر اِس طرح کہ کسی صفحے میں بیس سطر اور کسی میں بائیس سطر بلکہ کسی میں اُنیس سطر بھی آئے، چالیس صفحے یعنی بیس ورق ہیں۔ اگر اکیس سطر کے مسطر سے کوئی گنجان لکھے تو شاید دو جزو میں آجائے۔ یہاں کوئی مطابع نہیں ہے۔ سنتا ہوں کہ ایک ہے، اوس میں کاپی‌نگار خوش‌نویس نہیں ہے۔ اگر آگرے میں اِس کا چھاپا ہوسکے، تو مجھ کو اِطلاع کرو۔ اِس تہی‌دستی اور بےنوائی میں پچیس کا میں بھی خریدار ہوسکتا ہوں۔ لیکن صاحب مطبع اِتنے پہ کیوں مانے گا؟ اور البتہ چاہیے کہ اگر ہزار نہ ہوں تو پانسو جلد تو چھاپی جائے۔ یقین ہے کہ پانسو، سات سو جلد چھاپے کی صورت میں تین آنے چار آنے قیمت

پڑے - کاپی تو ایک ہی ہوگی ؛ رہا کاغذ ، وہ بھی بہت نہ لگیگا - لکھائی متن کی تو آپ کو معلوم ہوگئی ؛ حاشیے پر البتہ لغات کے معنی لکھے جائیں گے - بہر حال ، اگر ممکن ہو ، تو اِس کا تکدمہ کرو اور حساب معلوم کرکے مجھ کو لکھو - مگر منشی قمرالدین خاں آگئے ہوں تو اون کو بھی شریکِ مصلحت کرلو - اِن تینوں باتوں کا جواب اور پارسل کی رسید اور اِس مطلبِ خاص کا جواب ، یہ سب ایک خط میں پاؤں ؛ ضرور ، ضرور ، ضرور !

نگاشتہ و رواں داشتۂ سہ شنبہ ، ہفدہم اگست سنہ ۱۸۵۸ع -

جواب طلب - واسطے تاکید کے بیرنگ بھیجا گیا -

غالب -

۴۴

[۴۴] بھائی ،

تمھارا وہ خط ، جس میں اوراق مثنوی ملفوف تھے ، پہنچا - اوراق مثنوی اوراق " دستنبو " کے ساتھ پہنچیں گے - اب ، تمھارے مطالب کا جواب جُدا جُدا لکھتا ہوں - الگ الگ سمجھ لینا -

صاحب ، تم نے مرزا حاتم علی صاحب سے کیوں کہا ؟ بات اِتنی تھی کہ وہ مجھ کو لکھ بھیجتے کہ نذر آئی اور مرزا صاحب نے پسند کی - اب ، اون سے میرا سلام کہو اور یہ کہو کہ آپ کے شکر بجا لانے کا شکر بجا لاتا ہوں - چھاپے کے باب میں جو آپ نے لکھا ، وہ معلوم ہوا - اِس تحریر کو جب دیکھو گے ، تب جانوگے ! اِھتمام اور عجلت اِس کے چھپوانے میں اِس واسطے ھے کہ اِس میں سے ایک جلد نواب گورنر جنرل بہادر کی نذر بھیجوں‌گا اور ایک جلد بذریعۂ اون کے جناب ملکۂ معظمۂ انگلستان کی نذر کروں‌گا - اب سمجھ لو ، طرزِ تحریر کیا ہوگی اور صاحبانِ مطبع کو اوس کا اِنطباع کیوں نامطبوع ہوگا ؟ جیتے رہو ، اِس غمزدگی میں مجھ کو ھنسایا ! وہ کون مُلّا تھا جس نے تم کو پڑھایا :

گرچہ " عملکار " خردمند نیست

" عملکار = اھلکار " ؟

یہ شعر شیخ " سعدی " کا بادشاہ کی نصیحت میں ھے :

جُز بہ خردمند مفرما عمل -

یعنی ''خدمت و اعمال سواے علما اور عقلا کے اور کے تفویض نہ کر''- پھر خود کہتا ھے :

گرچہ عمل کارِ خردمند نیست -

یعنی ''اگرچہ خدمات و اشغالِ سلطانی کا قبول کرنا خردمندوں کا کام نہیں' اور عقل سے بعید ھے کہ آدمی اپنے کو خطرے میں ڈالے''- ''عمل'' الگ ھے اور ''کار' مضاف ھے بطرف ''خردمند'' کے ؛ ورنہ دوھائی خدا کی ! ''عملکار''، ''اھلکار'' کے معنی پر ' نہیں آتا ؛ مگر ''قتیل'' اور ''واقف'' یا اور پورب کے مُلکیوں کی فارسی -

۴۵

[۴۵] صاحب '

عجب اِتفاق ھے - آج صبح کو ایک خط تم کو اور ایک خط ' جاگیر کے گانو کی تہنیت میں' اپنے شفیق کو ڈاک میں بھیج چُکا تھا کہ دو پہر کو رضی‌الدین نیشاپوری کا کلام ایک شخص بیچتا ہوا لایا - میں تو کتاب کو دیکھ لیتا ھوں' مول نہیں لیتا - قضارا جب میں نے اوس کو کھولا ' اوسی ورق میں یہ مطلع نکلا :

اگر بہ گنجِ گہر مَیلم اوفتاد ' چہ باک ؟

کفِ جوادِ ترا از برا‌ے آن داریم -

چاھتا تھا کہ تم کو لکھوں کہ ناگاہ تمھارا خط آیا ؛ مجھ کو لکھنا ضرور ھوا - آج تمھیں دو خط بھیجے ھیں ؛ ایک تو صبح کو پوسٹ پیڈ اور ایک اب ' بارہ پر تین بجے ' بیرنگ - اوس شعر کو اب چاھو رھنے دو - ھاے ھاے ! تم بھائی سے ملے' ''غیاث‌اللغات'' کھلوائی' ''جواد'' کا لغت دیکھا ! مگر میرا ذکر نہ کیا کہ وہ تمھارا جویاے حال ھے - ''دستنبو'' اور اوس کے چھاپے کا ذکر نہ کیا - البتّہ اگر تم ذکر کرتے' تو وہ دونوں باب میں کچھ فرماتے اور مجھ کو دعا سلام کہہ دیتے - چونکہ تم نے اپنے خط میں کچھ نہیں لکھا ' اِس سے معلوم ھوا کہ بھائی نے کچھ نہیں کہا - اگر اونھوں نے کچھ نہیں کہا ' تو اون کا ستم ؛ اور اگر اون کا کہا ھوا تم نے نہیں لکھا تو تمھارا کرم - بہرحال' خوب مصرع ''حافظ'' کا تم نے مجھ کو یاد دلایا ھے :

یارب ! مباد کس را مخدوم بے عنایت -

خواھی تم، خواھی منشی نبی بخش سلمہ اللّٰہ تعالیٰ - یہ یاد رھے : یہ مصرع اگر مجھ پر زنجیر سے باندھو گے، تو بھی نہیں بندھے گا - اگر ''دستنبو'' کو سراسر غور سے دیکھو گے، تو اپنا نام پاؤ گے اور یہ بھی جانو گے کہ وہ تحریر، تمھاری اِس تحریر سے، سَو برس پہلے کی ھے -

آخرِ روزِ دوشنبہ ، ۲۳ اگست [۱۸۵۸ع] -

۴۶

[۴۶] نورِ نظر و لختِ جگر مرزا تفتہ !

تم کو معلوم رھے کہ راے صاحب مکرم و معظم راے اُمید سنگھ بہادر یہ رقعہ تم کو بھیجیں گے - تم اِس[1] رقعے کو دیکھتے ھی اون کے پاس حاضر ھونا اور جب تک وھاں رھیں تب تک حاضر ھوا کرنا اور ''دستنبو'' کے باب میں جو اون کا حکم ھو بجا لانا - اون کو پڑھا بھی دینا اور فی جلد کا حساب سمجھا دینا - پچاس جلد کی قیمت عنایت کریں گے، وہ لے لینا - جب کتاب چھپ چکے، دس جلدیں راے صاحب کے پاس اِندور بھیج دینا اور چالیس جلدیں بموجب اون کے حکم کے میرے پاس اِرسال کرنا ، اور وہ جو میں نے پانچ جلد کی آرایش کے باب میں تم کو لکھا ھے، اوس کا حال مجھ کو ضرور لکھنا -

ھاں صاحب ، ایک رباعی میرے سہو سے رہ گئی ھے، اوس رباعی کو چھاپا ھونے سے پہلے حاشیے پر لکھ دینا ، جہاں یہ فقرہ ھے : ''نے نے، اختر بختِ خسرو در بلندی بہ جائے رسید کہ رُخ از خاکیان نہفت '' -

جائے کہ ستارہ شوخ‌چشمی ورزد افسر افسار و گرزن ارزن ارزد
خُرشید ز اندیشۂ جا در گردش بر چرخ نہ بینی کہ چسان می لرزد

چونکہ حاشیہ معنیِ لغات سے بھرا ھوا ھے، تو تم اِس فقرے کے آگے نشان بنا کر اوپر کے حاشیے پر رباعی لکھ دینا ، اور حاشیۂ یمین پر جہاں اور معنی لکھے ھوئے ھیں، وھاں رباعی کے لغات کے معنی خفی قلم سے لکھ دینا : ''افسر'' ، ''افسار'' ، ''گَرزَن'' ، بہ ھر دو فتحہ، ''جا در گردش'' -

نگاشتۂ ۲۸ اگست سنہ ۱۸۵۸ع - غالب -

---

۱ - [سب نسخوں میں ''اسی'' ھے، جو غالباً کتابت کا سہو ھے - مصحح] -

۳۷

[۳۷] صاحب ،

عجب تماشا ھے ! تمھارے کہنے سے منشی شیونراین صاحب کو خط لکھا تھا ؛ سُو کل اون کا خط آیا اور اونھوں نے '' دستنبو '' کی رسید لکھی - ڈاک کا ھرکارہ تو اون کے پاس لئے نہ گیا ھوگا ؛ آخر تمھیں نے بھیجا ھوگا - یہ کیا کہ تم نے مجھ کو اوس کی رسید اور میرے خط کا جواب نہ لکھا ؟ اگر یہ گمان کیا جائے کہ تم نے راے اُمید سنگھ کی ملاقات ھولینے پر خط کا لکھنا منحصر رکھا ھے تو وہ بھی ھوچکی ھوگی - مجھے تو صورت ایسی نظر آتی ھے کہ گویا تم الگ ھوگئے ھو - کتاب مطبع میں حوالے کردی اب اوس کی تزیین و تصحیح سے کچھ غرض نہیں - پس ، اگر یوں ھے ، تو میں اِس اِنطباع سے در گزرا - سیلکڑوں مطالب و مقاصد رہ جائیں گے - اور پھر اِس وحشت کی وجہ کیا ؟ اگر کہا جائے کہ وحشت نہیں ھے ، تو اوس کتاب اور مثنوی کی رسید نہ لکھنے کی وجہ کیا ؟ بے تکلف قیاس چاھتا ھے کہ تم مجھ سے خفا ھوگئے ھو - خدا کے واسطے ، خفگی کی وجہ لکھو - صبح کو میں نے یہ خط روانا کیا ھے ، بدھ کا دن ستمبر کی پہلی تاریخ - اگر شام تک تمھارا خط آیا ، تو خیر ، ورنہ تمھاری رنجش کا بالکل یقین ھو جائےگا اور بہ سبب وجہ نہ معلوم ھونے کے جی گھبرائےگا - میں تو اپنے نزدیک کوئی سبب ایسا نہیں پاتا - خدا کے واسطے ، خط جلد لکھو - اگر خفا ھو ، تو خفگی کا سبب لکھو -

جانتا ھوں کہ تم راے اُمید سنگھ سے بھی نہ ملے ھوگے - عیاذاً باللّٰہ ! میں اون سے شرمندہ رھا کہ میں نے کہا تھا کہ ھاں مرزا '' تفتہ '' '' دستنبو '' تم کو اچھی طرح پڑھا دیں گے - اگرچہ ایسے حال میں کہ مجھ کو تم پر الگ ھونے اور پہلوتہی کرنے کا گمان گزرا ھے ، کوئی مطلب تم کو لکھنا نہ چاھیے ، مگر ضرورت کو کیا کروں ؟ ناچار لکھتا ھوں - صاحبِ مطبع نے خط کے لفافے پر لکھا ھے :

'' مرزا نوشہ صاحب غالب ''

للّٰہ ! غور کرو کہ یہ کتنا بے جوڑ جملہ ھے ! ڈرتا ھوں کہ کہیں صفحۂ اولِ کتاب پر بھی نہ لکھ دیں - آیا فارسی کا دیوان ، یا اُردو ، یا '' پنج آھنگ '' یا

''مہرِ نیم روز'' ، چھاپے کی یہ کوئی کتاب اوس شہر میں نہیں پہنچی ، جو وہ میرا نام لکھ دیتے ؟ تم نے بھی اون کو میرا نام نہیں بتایا ! صرف اپنی نفرت عرف سے ، وجہ اِس واویلا کی نہیں ھے ؛ بلکہ سبب یہ ھے کہ دلّی کے حکام کو تو عرف معلوم ھے ، مگر کلکتے سے ولایت تک یعنی وزرا کے محکمے میں اور ملکۂ عالیہ کے حضور میں کوئی اِس نالائق عرف کو نہیں جانتا - پس ، اگر صاحب مطبع نے '' مرزا نوشہ صاحب غالب '' لکھ دیا ، تو میں غارت ھوگیا ؛ کھویا گیا ! میری محنت رائگاں گئی ! گویا کتاب کسی اور کی ھوگئی ! لکھتا ھوں اور پھر سوچتا ھوں کہ دیکھوں تم یہ پیام مطبع میں پہنچا دیتے ھو یا نہیں ؟

بدھ کا دن ، ستمبر کی پہلی تاریخ [۱۸۵۸ع]

۴۸

[۴۸] للّٰہ الشّکر، تمھارا خط آیا اور دلِ سودا زدہ نے آرام پایا - تم میرا خط اچھی طرح پڑھا نہیں کرتے - میں نے ھرگز نہیں لکھا کہ یہ عبارت دو جزو میں آ جائے - میں نے یہ لکھا تھا کہ عبارت اِس قدر ھے کہ دو جزو میں آ جائے ، لیکن میں چاھتا ھوں کہ حجم زیادہ ھو - بہرحال ، اِس نمونے کی تقطیع اور حاشیہ مطبوع ھے - لغات کے معنی حاشیے پر چڑھیں ، اوس کی روش دلاویز اور تقسیم نظرفریب ھو - رباعی حاشیے پر لکھ دی ؛ اچھا کیا - بھائی منشی نبی بخش صاحب سے نثر کے دو فقرے جس محل پر کہ اون کو بتائے ھیں ، ضرور لکھوا دینا - میں نے جو تم کو '' میرزائی '' کا خطاب دیا ھے ، اون فقروں میں اِس کا اظہار کیا ھے -

بہت ضروری یہ امر ھے ، اور میں منشی شیونرائن صاحب کو آج صبح کو لکھ چکا ھوں - تیسرے صفحے کے آخر یا چوتھے صفحے کے اول یہ جملہ ھے :

اگر دردم دیگر بہ نہیب مباش بہم زند -

'' نہیب '' کی جگہ '' نوائے '' بنا دینا :—

بہ نوائے مباش بہم زند -

''نہیب'' لفظ عربی ھے؛ اگر رہ جائےگا ، تو لوگ مجھ پر اِعتراض کریں گے- تیز چاکو کی نوک سے ''نہیب'' کا لفظ چھیلا جائے اور اوسی جگہ ''نوائے'' لکھ دیا جائے -

راے امید سنگھ نے مجھ پر عنایت اور مطبع کی اعانت کی - حق تعالی اون کو اِس کارسازی اور فقیرنوازی کا اجر دے - صاحب ' کبھی نہ کبھی میرا کام تم سے آ پڑا ھے اور پھر کام کیسا کہ جس میں میری جان اُولجھی ھوئی ھے اور میں نے اوس کو اپنے بہت سے مطالب کے حصول کا ذریعہ سمجھا ھے - خدا کے واسطے ' پہلوتہی نہ کرو اور بہ دل توجہ فرماؤ - کاپی کی تصحیح کا ذمہ بھائی کا ھو گیا ھے - چھ جلدوں کی آراستگی کا ذمہ برخوردار عبداللطیف کا کردو - میری طرف سے دعا کہو اور کہو کہ میں تمھارا بوڑھا اور مفلس چچا ھوں ' تصحیح بھائی کریں اور تزیین تم کرو - کہتا ھوں ' مگر نہیں جانتا کہ تزیین کیوں کر کیا چاھیے - سنتا ھوں کہ چھاپے کی کتاب کے حرفوں پر سیاھی کی قلم پھیر دیتے ھیں ' تاکہ حرف روشن ھوجائیں - سیاہ قلم سے جدول بھی کھچ جاتی ھے - پھر جلد بھی پُر تکلف بن سکتی ھے - بھتیجے کی دستکاری اور صنّاعی ' اور ھوشیاری اون کی میرے کس دن کام آئے گی !

میرزا تفتہ ' تم بڑے بےدرد ھو - دلّی کی تباھی پر تم کو رحم نہیں آتا ' بلکہ تم اوس کو آباد جانتے ھو - یہاں نیچہ‌بند تو میسر نہیں ' صحّاف اور نقّاش کہاں ! شہر آباد ھوتا تو میں آپ کو تکلیف کیوں دیتا ؟ یہیں سب درستی میری آنکھوں کے سامنے ھو جاتی - قصہ مختصر ' یہ عبارت منشی عبداللطیف کو پڑھا دو - میں تو اون کے باپ کو اپنا حقیقی بھائی جانتا ھوں - اگر وہ مجھے اپنا حقیقی چچا جانیں اور میرا کام کریں تو کیا عجب ھے ؟ دو روپیہ فی جلد ' اِس سے زیادہ کا مقدور نہیں - جب مجھ کو لکھو گے ' ھنڈوی بھیج دوں گا - چھ روپئے آٹھ روپئے ' دس روپئے ' حد بارہ روپئے - میاں کو سمجھا دینا ' کسی کی طرف نہ گریں ' چیز اچھی بنے - نہایت " ۱۲ " میں چھ جلدیں تیار ھوں -

منشی شیونراین کو سمجھا دینا کہ زنہار عُرف نہ لکھیں' نام اور تخلص ' بس - اجزاے خطابی کا لکھنا نامناسب ' بلکہ مضر ھے - مگر ھاں ' نام کے بعد لفظ " بہادر " کا اور " بہادر " کے لفظ کے بعد تخلص :

اسد اللّٰہ خاں بہادر غالب -

بھائی، تم نے اوراقِ مثنوی کی رسید نہ لکھی، کہیں وہ پارسل میں سے گر تو نہ گئے ہوں؟ دیکھو، کس لطف سے میرے نام کی حقیقت بیان ہوئی ہے! اوروں کے چھاپنے کی ممانعت ضرور ہے، مگر میں اوس کی عبارت کیا بتاؤں! صاحب مطبع اِس امر کو، اُردو میں، آخرِ کتاب لکھ دیں۔ منشی جی سے نثر لکھوا لو۔ منشی عبداللطیف کو یہ خط پڑھا دو۔ ''نہیب'' کی جگہ ''نوا'' بنادو۔ صاحبِ مطبع کو میرا نام بتادو۔ خاتمے پر ممانعت کا حکم صاحب مطبع سے لکھوادو۔ برخوردار عبداللطیف سے مقدار روپئے کی دریافت کر کے مجھ کو لکھ بھیجو۔ اپنی مثنوی کی رسید لکھو۔ اپنے بہ جان و دل مصروف ہونے کا اِقرار کرو۔ اِن سب امور کی مجھے خبر دو۔

جمعہ، سوم ستمبر سنہ ۱۸۵۸ع، ہنگامِ نیمروز۔

غالب۔

۴۹

میرزا تفتہ کو دعا پہُنچے، [۴۹]

دونوں فقرے جس محل پر بتائے ہیں، حاشیے پر لکھ دیے ہوں گے۔ ''نہیب'' کے لفظ کو چھیل کر ''نوا'' بنا دیا ہوگا۔ برخوردار منشی عبداللطیف کو میرا خط اپنے نام کا دکھا دیا ہوگا۔ اون کی سعادت‌مندی سے یقین ہے کہ میری اِلتماس قبول کریں اور اِدھر متوجہ ہوں۔ کاپی لکھی جائی اور چھاپا ہونا شروع ہوگیا ہوگا۔ اگر پتھر بڑا ہے، تو چاہیے آٹھ آٹھ صفحے، بلکہ بارہ بارہ صفحے چھاپے جائیں اور کتاب جلد منطبع ہو جائے۔ بھائی، منشی صاحب کی شفقت کا حال پوچھنا ضرور نہیں؛ مجھ پر مہربان اور حسنِ کلام کے قدرداں ہیں۔ اوس کی تصحیح میں بے پروائی کریں گے، تو کیا میری تفضیح کے روادار ہوں گے؟ بھائی، تم نے بھی اور منشی شیونراین صاحب نے بھی لکھا۔ میں ایک عبارت لکھتا ہوں، اگر پسند آئے تو خاتمۂ کتاب[۱] میں چھاپ دو:

نامہ نگار، غالبِ خاکسار، کا یہ بیان ہے کہ یہ جو میری سرگزشت کی داستان ہے، اِس کو میں نے مطبع مفید خلائق میں چھپوایا ہے اور میری رائے میں اِس کا یہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ اور صاحبان مطابع جب

۱۔ [چھاپے کے نسخوں میں ''خاتمۂ عبارت'' ہے مگر یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ مصحح]۔

تک مجھ سے طلب رخصت نہ کریں ' اپنے مطابع میں اِس کے چھاپنے پر جرأت نہ کریں -

اِس کے سوا اگر کوئی طرح کی تحریر منظور ہو ' تو منشی شیونراین صاحب کو اِجازت ہے کہ میری طرف سے چھاپ دیں - یہ سب باتیں پہلے بھی لکھ چکا ہوں - اب دو امر ضروری الاظہار تھے' اِس واسطے یہ خط لکھا ہے - ایک تو اُردو عبارت ' دوسرے یہ کہ میرے شفیق مکرم سید مکرم حسین صاحب کا خط میرے نام آیا ہے اور اونھوں نے ایک بات جواب طلب لکھی ہے - اوس کا جواب اِسی خط میں لکھتا ہوں - تم کو چاہیے کہ اون سے کہہ دو ' بلکہ یہ عبارت اون کو دکھادو :

بندہ پرور' نواب عطاءاللہ خاں میرے بڑے دوست اور شفیق ہیں' اون کے فرزند رشید میر غلام عباس المخاطب بہ سیف الدولہ ؛ یہ دونوں صاحب صحیح و سالم ہیں - شہر سے باہر دو چار کوس پر کوئی گانو ہے ؛ وہاں رہتے ہیں - شہر میں اہل اِسلام کی آبادی کا حکم نہیں - اور اون کے مکانات قرق ہیں ؛ نہ ضبط ہوگئے ہیں' نہ واگزاشت کا حکم ہے -

۵۰

۵۰] مشفق میرے ' کرم‌فرما میرے '

تمھارا خط اور تین دو ورقے چھاپے کے پہُنچے - شاید میرے دکھانے کے واسطے بھیجے گئے ہیں - ورنہ رسم تو یوں ہے کہ پہلے صفحے پر کتاب کا نام اور مصنف کا نام اور مطبع کا نام چھاپتے ہیں اور دوسرے صفحے پر لوح سیاہ قلم سے بنتی ہے اور کتاب لکھی جاتی ہے - اِس کا بھی چھاپا اِسی طرح ہوگا - غرض کہ تقطیع اور شمار سطور اور کاپی کا حسن خط اور الفاظ کی صحت ' سب میرے پسند - صحتِ الفاظ کا کیا کہنا ہے ! واللّٰہ ! بے مبالغہ کہتا ہوں - اگر بھائی منشی نبی بخش صاحب بہ دل متوجہ ہوں' تو اگر احیاناً اصل نسخے میں سہو کاتب سے غلطی واقع ہوئی ہو' تو اوس کو بھی صحیح کردیں گے - تم میری طرف سے اون کو سلام کہنا ' بلکہ یہ خط دکھا دینا - خدا کرے ' انجام تک یہی قلم اور یہی خط اور یہی طرز تصحیح چلی جائے - جدول بھی مطبوع ہے - پہلے صفحے کی صورت اور دوسرے صفحے کی لوح بھی خدا چاہے تو دل پسند اور نظرفریب ہوگی - کاغذ کے باب میں یہ عرض ہے کہ ''فرنیچ'' کاغذ اچھا ہے - چھ جلدیں جو نذر

حُکّام ہیں، وہ اِس کاغذ پر ہوں، اور باقی چاہو ''شیو رام پوری'' پر اور چاہو نیلے کاغذ پر چھاپو - اور یہ بات کہ دو جلدیں جو ولایت جانے والی ہیں، وہ اوس کاغذ پر چھاپی جائیں اور باقی ''شیو رام پوری'' پر یا نیلے کاغذ پر، یہ تکلف محض ہے - یہاں کے حاکموں نے کیا کیا ہے کہ اون کی نذر کی کتابیں اچھے کاغذ پر نہ ہوں؟ مگر جو ایسا ہی صرف اور خرچ زائد پڑتا ہو، تو خیر دو جلدیں اِس کاغذ پر اور چار جلدیں '' شیو رام پوری '' پر ہوں؛ باقی جلدوں میں تمھیں اِختیار ہے - ہاں صاحب، اگر ہوسکے، تو کاپی کی سیاہی ذرا اور سیاہ اور رخشندہ ہو اور آخر تک رنگ نہ بدلے - آگے اِس سے میں نے برخوردار منشی عبداللطیف کو لکھا تھا کہ اون چھ کتابوں کی کچھ تزیین اور آرایش کی فکر کریں - معلوم نہیں، تم نے وہ پیام اون کو پہنچایا یا نہیں - آپ اور منشی عبداللطیف اور میرزا حاتم علی صاحب ''مہر'' باہم صلاح کریں - اور کوئی بات خیال میں آوے تو بہتر؛ ورنہ اون چھ نسخوں کی جلدیں انگریزی ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو روپئے کی لاگت کی بنوا دینا اور اوس کا روپیہ تیاری سے پہلے مجھ سے منگوا لینا -

آن کہ ہمہ را در یک دم بہ نوید بشو پدید آورد اگر در دمِ دیگر
بہ نہیب مباش بہم زند الخ -

اِس میں ''نہیب'' کا لفظ کچھ میری سہل‌انگاری سے اور کچھ سہو کاتب سے رہ گیا ہے - اِس کو تیز چاکو سے چھیل کر ''بہ نوائے'' لکھ دینا - یعنی :

بہ نوائے مباش بہم زند -

ضرور ضرور؛ اِس کا اِنتظار نہ کیجیو کہ جب یہاں چھاپا آئے گا، تو بنا دیں گے - نہ اصل کتاب میں غلط رہے نہ چھاپے میں غلط ہو - اگر اجزائے اصل میر امیر علی صاحب کاپی نویس کے پاس ہوں، تو اون کو یا بھائی منشی نبی بخش صاحب کو یہ رقعہ دکھاکر سمجھا دینا اور بنوا دینا -

روزِ سہ شنبہ، ہفتم ستمبر سنہ ۱۸۵۸ع -

از غالب -

۵۱

[۵۱] اچھا، میرا بھائی، ''نہیب'' والے دو ورقے چار سو ہوں پانسو ہوں، سب بدلوا ڈالنا - کاغذ کا جو نقصان ہو وہ مجھ سے منگوا لینا - اِس لفظ کے رہ جانے میں

ساری کتاب نکمی ہو جائے گی اور میرے کمال کو دھبا لگ جائے گا - یہ لفظ عربی ہے ہرچند مسودے میں بنا دیا تھا ' لیکن کاتب کی نظر سے رہ گیا -

لکھتے ہو کہ مرزا صاحب دو جلدیں درست کریں گے ؛ یہ تو صورت اور ہے ' یعنی میں نے چھ جلدیں بارہ روپئے کی لاگت میں بہ کارسازی و ہنرپردازیِ برخوردار منشی عبداللطیف چاہی تھیں ؛ منتظر تھا کہ اب اون کا قبول کرنا مجھ کو لکھو گے اور روپیہ مجھ سے منگواؤ گے - ظاہراً ' عبداللطیف نے پہلو تہی کیا - مرزا صاحب اگر کفیل ہوئے تھے ' تو چھ جلدیں بنواتے ' نہ کہ دو - البتہ ' اِس اِحتمال کی گنجایش ہے کہ دو بہت پُر تکلف اور چار بہ نسبت اوس کے کچھ کم - اگر یوں ہے ' تو یہ تو مدعاے دلی میرا ہے ؛ مگر اِطّلاع ضرور ہے -

راے اُمید سنگھ کے نام کا خط بہ اِحتیاط رہنے دو - جب وہ آئیں ' اون کو دے دو - یہ جو تم لکھتے ہو کہ " نہیب " کا لفظ لکھ دیا گیا تھا ' اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھاپا شروع ہوکر دور تک پہنچ گیا - کیا عجب ہے کہ کتابیں جلد منطبع ہو جائیں -

ہمارے منشی شیونراین صاحب اپنے مطبع کے اخبار میں اِس کتاب کے چھاپے کا اشتہار کیوں نہیں چھاپتے ' تاکہ درخواستیں خریداروں کی فراہم ہو جائیں ؟

میرزا تفتہ ' سنو : اِن دنوں میں میرے محسن حکیم احسن‌اللّٰہ خاں " آفتابِ عالمتاب " کے خریدار ہوئے ہیں اور میں نے بموجب اون کے کہنے کے برادرِ دینی مولانا " مہر " کو لکھا ہے - حضرت نے لا و نعم جواب میں نہیں لکھا - تم اون سے کہو کہ وہ ستمبر سنہ ۱۸۵۸ع سے خریدار ہیں - آج ۱۹ ستمبر کی ہے - دو نمبر اخبار کے حکیم صاحب کے نام کا سرنامہ ؛ " خان‌چند کے کوچے " کا پتا ' لکھ کر روانا کریں - آیندہ ہفتہ بہ ہفتہ بھیجے جائیں ' اور حکیم احسن‌اللّٰہ خاں کا نام خریداروں میں لکھ لیں - دوسرے ' اخبار مذکور میں ایک صفحہ ' ڈیڑھ صفحہ ' بادشاہ دہلی کے اخبار کا ہوتا ہے - جس دن سے کہ وہ اخبار شروع ہوا ہے ' اوس دن سے صرف اخبارِ شاہی کا صفحہ نقل کر کے اِرسال کریں - کاتب کی اُجرت اور کاغذ کی قیمت یہاں سے بھیج دی

جائے گی - بھائی، تم مرزا صاحب سے اِس کو کہہ کر جواب لو اور مجھ کو اِطّلاع دو - '' نہیب '' کے نہیب سے مرا جاتا ہوں - اوس کی درستی کی خبر بھیجو - باقی جو چھاپے کے حالات ہوں اوس کی آگہی ضرور ہے -

پنجشنبہ ، ۱۶ ستمبر سنہ ۱۸۵۸ع -

غالب -

۵۲

[۵۲]

بھائی ،

مجھ میں تم میں نامہ نگاری کا ہے کو ہے ؛ مکالمہ ہے - آج صبح کو ایک خط بھیج چکا ہوں - اب اِس وقت تمہارا خط اور آیا - سنو ، صاحب ، لفظِ مبارک ''میم ، حا ، میم ، دال'' ، اِس کے ہر حرف پر میری جان نثار ہے - مگر چونکہ یہاں سے ولایت تک حکام کے ہاں سے یہ لفظ یعنی ''محمد اسد اللّٰہ خاں'' نہیں لکھا جاتا ، میں نے بھی موقوف کردیا ہے - رہا ، ''میرزا'' و ''مولانا'' و ''نواب'' ، اِس میں تم کو اور بھائی کو اختیار ہے ؛ جو چاہو ، سو لکھو - بھائی کو کہنا : اون کے خط کا جواب صبح کو روانا کرچکا ہوں -

میرزا تفتہ ، اب تم تزیینِ جلدہاے کتاب کے باب میں برادر زادۂ سعادت مند کو تکلیف نہ دو - مولانا ''مہر'' کو اِختیار ہے ؛ جو چاہیں ، سو کریں -

خط تمام کر کے خیال میں آیا کہ وہ جو مرزا صاحب سے مجھ کو مطلوب ہے، تم پر بھی ظاہر کروں - صاحب، وہاں ایک اخبار موسوم بہ ''آفتابِ عالمتاب'' نکلتا ہے - اوس کے مہتمم نے اِلتزام کیا ہے کہ ایک صفحہ یا ڈیڑھ صفحہ بادشاہ دھلی کے حالات کا لکھتا ہے ؛ نہیں معلوم ، آغاز کس مہینے سے ہے - سُو حکیم احسن اللّٰہ خاں یہ چاہتے ہیں کہ سابق کے جو اوراق ہیں ، جب سے ہوں ، وہ جو چھاپےخانے میں مسودہ رہتے ہیں ، اوس کی نقل کسی کاتب سے لکھوا کر یہاں بھیجی جائے - اُجرت جو لکھی آئے گی، وہ بھیجی جائے گی - اور اِبتداے ۱۸۵۸ سے اون کا نام خریداروں میں لکھا جائے - دو ہفتے کے دو نمبر اون کو ایک لفافے میں بھیج دیتے جائیں اور پھر ہر مہینے ، ہفتہ در ہفتہ ، اون کو لفافہ اخبار کا پہنچا کرے - یہ مراتب جناب مرزا حاتم علی صاحب کو لکھ چکا ہوں اور اب تک آثارِ قبول ظاہر نہیں ہوئے - نہ لفافے حکیم صاحب پاس پہنچے،

نہ اون صفحات کی نقل میرے پاس آئی - آپ کو اِس میں سعی ضرور ہے - اور ہاں صاحب ، ''آفتابِ عالمتاب'' کا مطبع تو ''کشمیری بازار'' میں ہے ، مگر آپ مجھ کو لکھیں کہ ''مفیدِ خلائق'' کا مطبع کہاں ہے - عجب ہے کہ اِن صاحبِ شفیق نے میری تحریرات کا جواب نہیں لکھا - فرمایش حکیم احسن اللّٰہ خاں صاحب کی بہت اہم ہے - عندالملاقات میرا سلام کہہ کر اوس کا جواب ، بلکہ وہ اخبار اون سے بھجواؤ -

جمعہ ، ۱۷ ستمبر [۱۸۵۸ع] -

۵۳

[۵۳] بھائی ،

آج صبح کو بہ سبب حکیم صاحب کے تقاضا کے شکوہ‌آمیز خط جناب مرزا صاحب کی خدمت میں لکھ کر بھیجا - کلیان خط ڈاک میں ڈال کر آیا ہی تھا کہ ڈاک کا ہرکارہ ایک خط تمہارا اور ایک خط مرزا صاحب کا لایا - اب کیا کروں ! خیر ، چُپ ہو رہا - شکوہ محبت بڑھائےگا - میرزا صاحب کی عنایت کا شکر بجا لاتا ہوں - یقین ہے کہ جلدیں میرے خاطر خواہ بن جائیں گی ، کس واسطے کہ جو آج کے خط میں اونھوں نے لکھا ہے ، وہ بعینہ میرا مکنونِ ضمیر ہے - خدا اون کو سلامت رکھے - میرا سلام کہہ دینا - اون کے خط کا جواب کل پرسوں بھیجوں گا -

راے اُمید سنگھ بہادر خوبان روزگار میں سے ہیں - فقیر کا سلام نیاز اون کو کہہ دینا - خدا کرے ، اون کے سامنے کتابیں چھپ چکیں - بارے ، جب وہ گوالیار کو تشریف لے جائیں ، تو مجھ کو اِطّلاع لکھنا - ''تہیب'' کے ''نواے'' بن جانے سے خاطرجمع ہو گئی - بھائی ، میں فارسی کا محقق ہوں - کاتب اون اجزا کا ، جن کی رو سے کاپی لکھی جاتی ہے ، فارسی کا عالم ہے - علم اوس کا غیاث الدین رام پوری اور حکیم محمد حسین دکنی سے زیادہ ہے - تصحیح سے غرض یہ ہے کہ کاپی سراسر موافق اون اوراق کے ہو ، نہ یہ کہ فرہنگوں میں دیکھا جائے - آگے اِس سے تم کو بھی اور بھائی کو بھی لکھ چُکا ہوں - اب صرف اوس تحریر کا اِشارہ لکھنا منظور تھا - آج جس طرح مجھ کو تمہارا اور مرزا صاحب کا خط پہنچا ، لازم تھا کہ حکیم صاحب کو بھی لفافۂ اخبار پہنچ جاتا - مگر اِس

وقت تک نہیں پہنچا ' اور یہ دوپہر کا وقت ہے - خیر ' پہُنچ جائے گا - میں نے تمہارا خط اون کے پاس بھیج دیا تھا - اونھوں نے تمہاری رائے منظور کی - اب تم وہ اخبار جس طرح کہ تم نے لکھا ہے ' اون کے پاس بھیج دو اور صاحبِ مطبع قیمتِ اخبار اور اُجرتِ کاتب اون کو لکھ بھیجے ؛ اپنے نام اور مسکن سے اون کو اِطّلاع دے' بس - اوس کو اپنے طورپر روپیہ بھیج دیں گے - ہم تم واسطۂ شناسائیِ همدگر ہو گئے - ہاں ' اگر احیاناً روپئے کے بھیجنے میں دیر ہوگی ' تو میں کہہ کر بھجوا دوں گا - یہ البتہ میرا ذمہ ہے -

[۲۱ ستمبر ۱۸۵۸ع] -

۵۴

صاحب ' [۵۴]

قصیدے کے چھاپے جانے کی بشارت صاحبِ مطبع نے بھی مجھ کو دی ہے - خدا اون کو سلامت رکھے - کل مرزا صاحب کے خط میں اون کو ایک مصرع کسی اُستاد کا لکھ چُکا ہوں - میں سراسر اون کا ممنونِ احسان ہوں - میرا سلام کہنا اور لفافۂ اخبار کے پہنچنے کی اِطّلاع دینا - میرے نام کا کوئی لفافہ ضائع نہیں جاتا - خدا جانے' اِس پر کیا بجوگ پڑا ؟ ظاہرا اونھوں نے پوسٹ پیڈ بھیجا ہوگا - پھر پوسٹ پیڈ بھی کیوں تلف ہو ؟

''شیہہ'' بہ معنی 'صداے اسپ ' لغت فارسی ہے ' بہ شین مکسور و یاے معروف و ہاے ہوزّ مفتوح و ہاے ثانی زدہ ؛ اور عربی میں اوس کو ''صہیل'' کہتے ہیں - ''صیہہ'' کوئی لغت نہیں ہے ' عربی نہ فارسی - اگر ''غنیمت'' کے کلام میں ''صیہہ'' لکھا ہے تو کاتب کی غلطی ہے ''غنیمت'' کا کیا گناہ ؟

ور خود ز روے ہندسہ گاہے شمار یافت -

اصل مصرع یوں ہے - میں نے سہو سے ' خدا جانے' کیوں کر لکھ دیا ہے - بھائی' ''مہر خوان'' کے دو معنی ہیں - ایک تو ''خطاب'' کہ جو سلاطین اُمرا کو دیں اور دوسرے وہ نام جو لڑکوں کا پیار سے رکھیں یعنی عرف - حاشیے پر شوق سے لکھوا دو - مگر تم نے دیکھا ہوگا کہ اِس عبارت سے ' جو تمہارے ذکر میں ہے ' پہلے ''مہر خواں'' کے معنی حاشیے پر چڑھ گئے ہیں - مکرر لکھنے کی حاجت کیا ہے ؟ اور اگر لکھ بھی دو تو قباحت کیا ہے ؟ بھائی صاحب

کیوں مضایقہ فرمائیں - حال اوراق کی تحریر کا معلوم ہوا - صاحبان کونسل کی راے ولایتِ آگرہ یعنی میرے محکمے میں منظور و مقبول - نام میرا جس طرح چاہو لکھ دو -

بنام آن کہ او نامے ندارد بہر نامے کہ خوانی سر برآرد -

شفیقِ بالتحقیق مولانا "مہر" ذرۂ بے مقدار کا سلام قبول کریں - کل آپ کو خط لکھ چُکا ہوں - آج یا کل پہنچ جائے گا - رات سے ایک بات اور خیال میں آئی ہے ؛ مگر چونکہ تحکّم و کارفزائی ہے ، کہتے ہوئے ڈرتا ہوں - ڈرتے ڈرتے عرض کرتا ہوں - بات یہ ہے کہ دو جلدیں طلائی لوح کی ولایت کے واسطے تیار ہوں گی اور وہ چار جلدیں جو یہاں کے حکام کے واسطے درکار ہوں گی ، اون کی صورت یہی ٹھہری ہے کہ سیاہ قلم کی لوح اور انگریزی جلد - کیوں بھائی صاحب ! قرارداد اور تجویز یہی ہے ، اور پھر سمجھا چاہیے کہ یہ چار جلدیں کس کس کی نذر ہیں - نواب گورنر جنرل بہادر ، چیف کمشنر بہادر ، صاحب کمشنر بہادر دہلی ، ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی - یہ کیا میری بد وضعی ہے کہ جناب اڈمنسٹین صاحب کی نذر نہ بھیجوں ! آخر ، گورنمنٹ کی نذر اونھیں کی معرفت بھیجوں گا - نہ صاحب ، ایک جلد اون کی نذر بہت ضروری ہے - آپ گنجایش نکال کر جیسی یہ چار جلدیں بنوائیں ، ایک اور بھی ایسی ہی بنوالیں - یقین ہے کہ آپ اِس راے کو پسند فرمائیں گے اور چار کی جگہ پانچ بنوائیں گے - یہ عرض مقبول اور یہ گستاخی ، کہ بار بار آزار دیتا ہوں ، معاف ہو -

بھائی مرزا تفتہ ، کل کے ، مرزا صاحب کے ، خط میں سے اوس مادّۂ تاریخ کا قطعہ لکھ لینا - تم کو لکھ چُکا ہوں ، ایک قطعہ مرزا صاحب کا ، ایک قطعہ تمہارا ؛ بلکہ ایک قطعہ مولانا "حقیر" سے بھی لکھواؤ -

صبح پنجشنبہ ، سیءُم ستمبر سنہ ۱۸۵۸ع -

۵۵

[۵۵] کیوں صاحب ،

اِس کا کیا سبب ہے کہ بہت دن سے ہماری آپ کی ملاقات نہیں ہوئی ؟ نہ مرزا صاحب ہی آئے ، نہ منشی صاحب ہی تشریف لائے - ہاں ، ایک بار

منشی شیونرائن صاحب نے کرم کیا تھا اور خط میں یہ رقم کیا تھا کہ اب ایک فرما باقی رہا ہے - اِس راہ سے میں یہ تصور کر رہا ہوں کہ اگر ایک فرما نثر کا باقی تھا ' تو اب قصیدہ چھاپا جاتا ہوگا - اور اگر فرما قصیدے کا تھا ' تو اب جلدیں بندی شروع ہوگئی ہوں گی -

تم سمجھے ؟ میں تمھارے ' اور بھائی منشی نبی بخش صاحب اور جناب مرزا حاتم علی صاحب کے خطوط کے آنے کو تمھارا اور اون کا آنا سمجھتا ہوں - تحریر گویا وہ مُکالمہ ہے جو باہم ہوا کرتا ہے - پھر تم کہو مکالمہ کیوں موقوف ہے اور اب کیا دیر ہے اور وہاں کیا ہو رہا ہے ؟ بھائی صاحب کو کاپی کی تصحیح سے فراغت ہوگئی ؟ مرزا صاحب نے جلدیں صحافؔ کو دے دیں ؟ میں اب اون کتابوں کا آنا کب تک تصور کروں ؟ دسہرے میں ایک دو دن کی تعطیل مقرر ہوئی ہوگی - کہیں دوالی کی تعطیل تک نوبت نہ پہنچ جائے -

ہاں صاحب ' تم نے کبھی کچھ حال قمرالدین خاں صاحب کا نہ لکھا - آگے اِس سے تم نے اگست ستمبر میں اون کا آگرے کا آنا لکھا ' پھر وہ اکتوبر تک کیوں نہ آئے ؟ وہاں تو منشی غلام غوث خاں صاحب اپنا کام بدستور کرتے ہیں ' پھر یہ اوس دفتر میں کیا کررہے ہیں ؟ کہیں کسی اور کام پر معین ہوگئے ہیں ؟ اِس کا حال جلد لکھو - مجھ کو یاد پڑتا ہے کہ تم نے لکھا تھا کہ منشی غلام غوث خاں صاحب کو ایک گانو جاگیر میں ملا ہے - مولوی قمرالدین خاں صاحب اوس کے بندوبست کو آیا چاہتے ہیں - اوس کا ظہور کیوں نہ ہوا ؟ اِن سب باتوں کا جواب جلد لکھیے -

جناب مرزا صاحب کو میرا سلام کہیے اور یہ پیام کہیے کہ کتاب کا حسن کانوں سے سُنا ' دل کو دیکھنے سے زیادہ یقین آیا - مگر آنکھوں کو رشک ہے کانوں پر اور کان چشمک زنی کر رہے ہیں آنکھوں پر - یہ اِرشاد ہو کہ آنکھوں کا حق آنکھوں کو کب تک ملے گا ؟

بھائی صاحب کو بعد از سلام کہیے گا کہ حضرت اپنے مطلب کی تو مجھ کو جلدی نہیں ہے ' آپ کی تخفیفِ تصدیع چاہتا ہوں - یعنی اگر کاپی کا قصہ تمام ہو جائے ' تو آپ کو آرام ہو جائے -

جناب منشی شیونراین صاحب کی عنایتوں کا شکر میری زبانی ادا

کیجیے گا ؛ اور یہ کہیے گا کہ آپ کا خط پہنچا ؛ چونکہ میرے خط کا جواب تھا اور معہذا کوئی امر جواب طلب نہ تھا ، اِس واسطے اوس کا جواب نہیں لکھا - زیادہ ، زیادہ -

نگاشتہ و رواں داشتۂ صبح شنبہ ، ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۸۵۸ع -

راقم : غالب

۵۶

[۵۶] اللّٰہ اللّٰہ ! ہم تو کول سے تمہارے خط کے آنے کے منتظر تھے - ناگاہ کل جو خط آیا ، معلوم ہوا کہ دو دن "کول" میں رہ کر سکندر آباد آ گئے ہو اور وہاں سے تم نے خط لکھا ہے - دیکھیے ، اب یہاں کب تک رہو اور آگرے کب جاؤ - پرسوں برخوردار شیونراین کا خط آیا تھا - لکھتے تھے کہ کتابوں کی شیرازہ بندی ہو رہی ہے ، اب قریب ہے کہ بھیجی جائیں - مرزا "مہر" بھی ایک ہفتہ بتاتے ہیں - دیکھیے ، کس دن کتابیں آ جائیں - خدا کرے ، سب کام دلخواہ بنا ہو -

ہاں صاحب ، منشی بال‌مکند "بیصبر" کے ایک خط کا جواب ہم پر قرض ہے - میں کیا کروں ؟ اوس خط میں اونہوں نے اپنا سیر و سفر میں مصروف ہونا لکھا تھا - پس میں اون کے خط کا جواب کہاں بھیجتا ؟ اگر تم سے ملیں ، تو میرا سلام کہہ دینا - اور مطبعِ آگرہ سے کتابوں کا حال تو تم خود دریافت کر ہی لو گے ، میرے کہنے اور لکھنے کی کیا حاجت ؟

چارشنبہ ، سوم نومبر سنہ ۱۸۵۸ع -

۵۷

[۵۷] کیوں صاحب ،

کیا یہ آئین جاری ہوا ہے کہ سکندرآباد کے رہنے والے دلّی کے خاک نشینوں کو خط نہ لکھیں ؟ بھلا اگر یہ حکم ہوا ہوتا ، تو یہاں بھی تو اِشتہار ہو جاتا کہ زنہار کوئی خط سکندر آباد کو یہاں کی ڈاک میں نہ جائے - بہر حال ،

کس بِشنود یا نَشنود ، من گفتگوئے می کنم -

کل جمعے کے دن ۱۲ تاریخ نومبر کو تیئتیس جلدیں بھیجی ہوئی برخوردار شیونراین کی پُہنچیں - کاغذ ، خط ، تقطیع ، سیاہی ، چھاپا ، سب خوب !

دل خوش ہوا اور شیونراین کو دعا دی - سات کتابیں ، جو میرزا حاتم علی صاحب کی تحویل میں ہیں ، وہ بھی یقین ہے کہ آج کل پہنچ جائیں - معلوم نہیں منشی شیونراین نے اِندور کو ، واسطے راے اُمید سنگھ کے ، کس طرح بھیجی ہیں یا ابھی نہیں بھیجیں -

صاحب ، تم اِس خط کا جواب جلد لکھو اور اپنے قصد کا حال لکھو - سکندر آباد کب تک رہو گے ؟ آگرے کب جاؤ گے ؟

شنبہ ، ۱۳ نومبر سنہ ۱۸۵۸ع - جواب طلب -

۵۸

بھائی صاحب ، [۵۸]

۳۳ کتابیں ، بھیجی ہوئی برخوردار منشی شیونراین کی ، کل جمعے کے دن ۱۲ نومبر کو پہنچیں - کاغذ اور سیاہی اور خط کا حُسن دیکھ کر میں نے از روے یقین جانا کہ طلائی کام پر یہ کتابیں طاؤسِ بہشت بن جائیں گی ، حوریں اِن کو دیکھ کر شرمائیں گی - یہ تو سب درست ؛ مگر دیکھیے مجھ کو اون کا دیکھنا کب تک میسر ہو ؟ آپ پر گمان تساہل کا گزرے ، یہ تو کیوں کر ہو ؟ ہاں ، صحّاف ، جلد کے بنانے کی نسبت سے ، میرے حق کا جلّاد نہ بن جائے ؛ یعنی مدتِ مناسب سے زیادہ دیر نہ لگائے - اور ہاں حضرت ؛ کچھ ایسی پختگی اِرسال کے وقت کرلیجیے گا کہ وہ پارسل آشوبِ تلف سے محفوظ رہے - بہت عزیز اور بہت کام کی چیز ہے ؛ مجھ کو وہ ایک ایک مجلد اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے - یا اِلٰہی ، یہ خط راہ میں ہو اور وہ ساتوں کتابوں کا پارسل تیرے حفظ و امان میں مجھ تک پہنچ جائے اور یہ نہ ہو تو بھلا یہ ہو کہ اِس خط کا جواب لکھیے ، اوس میں یہ مرقوم ہو کہ آج ہم نے کتابوں کا پارسل روانا کیا ہے -

یارب ، این آرزوے من چہ خوش است !
تو بدین آرزو مرا برسان

مرسلۂ شنبہ ، ۱۳ نومبر سنہ ۱۸۵۸ عیسوی -

۵۹

[۵۹] آج پنجشنبے کے دن ۱۸ نومبر کو تمہارا خط آیا اور میں آج ہی جواب لکھتا ہوں - کیا تماشا ہے کہ تمہارا خط پہنچتا ہے اور میرا خط نہیں پہنچتا ! میرے خط کے نہ پہنچنے کی دلیل یہ کہ تم نے اِصلاحی غزل کی رسید نہیں لکھی - میں نے کُتب کا پہنچنا تم کو لکھا تھا اوس کا تم نے ذکر نہ لکھا - صاحب تیئتیس کتابیں پہنچ گئیں اور تقسیم ہوگئیں - سات کتابیں مرزا "مہر" کی بھیجی ہوئی موافق اون کی تحریر کے آج شام تک ' اور مطابق منشی شیونراین کی اِطّلاع کے کل تک ' میرے پاس پہنچ جائیں گی - اور یہی [۱] منشی شیونراین نے اِندور کی کتابوں کی روانگی کی اِطلاع دی ہے -

منشی نبی بخش صاحب تمہارے خط نہ لکھنے کا بہت گلہ رکھتے ہیں - شاید میں تم کو لکھ بھی چُکا ہوں - میر قاسم علی صاحب کی بدلی کا حال معلوم ہوا - یہ میرے بڑے دوست ہیں - دِلّی اِن دنوں میں آئے تھے - مجھ سے مل گئے ہیں - اِن کو ایک کتاب ضرور بھیج دینا -

بھائی ' میں ہرگز نہیں جانتا کہ میر بادشاہ دہلوی کون ہیں اور پھر ایسے کہ جو کہیں کے منصف ہوں - کچھ اون کے خاندان کا حال اور اون کے والد کا نام لکھو' تو میں غور کروں؛ ورنہ میں تو اِس نام کے آدمی سے آشنا نہیں ہوں -
پنجشنبہ ' ۱۸ نومبر سنہ ۱۸۵۸ع ' وقت دوپہر -

۶۰

[۶۰] برخوردار '

تمہارا خط پہنچا ' اِصلاحی غزلوں کی رسید معلوم ہوئی - مقطع اب اچّھا ہوگیا ؛ رہنے دو - کل جمعے کے دن ۱۹ نومبر کو سات کتابوں کا پارسل بھیجا ہوا مولانا "مہر" کا پہنچا - زبان نہیں جو تعریف کروں - شاہانہ آرایش ہے' آفتاب کی سی نمایش ہے - مجھے یہ فکر کہ کہیں اون کا روپیہ تیّاری میں صرف نہ ہوا ہو - اچّھا میرے بھائی ' اِس کا حال جو تم کو معلوم ہو ' مجھ کو لکھ بھیجو -

رقعات کے چھاپے جانے میں ہماری خوشی نہیں ہے - لڑکوں کی سی ضد

---

۱ - م ۱ : "یہی" -

نہ کرو ' اور اگر تمہاری اِسی میں خوشی ہے ' تو صاحب ' مجھ سے نہ پوچھو - تم کو اختیار ہے ؛ یہ امر میرے خلافِ راے ہے -

میر بادشاہ کی اور اپنی ناشناسائی آگے تم کو لکھ چکا ہوں - اب تمہارے اِس خط سے معلوم ہوا کہ وہ تمہارے اور اُمراؤ سنگھ کے آشنا ہیں - کچھ اون کے خاندان کا نام و نشان دریافت ہو ' تو مجھ کو بھی لکھ بھیجو ' تا کہ میں جانوں کہ یہ کس گروہ میں سے ہیں -

میاں ' وہ " راست دروغ بہ گردن راوی " نے مجھ کو بہت پریشان کیا ہے - واسطے خدا کے جو راوی نے روایت کی ہے وہ مجھ کو ضرور لکھو اور " تاج گنج " کے رہنے والوں کی ابتری کی حقیقت سے بھی اِطّلاع دو - حکم عفوِ تقصیر عام ہو گیا ہے - لڑنے والے آتے جاتے ہیں اور آلاتِ حرب و پیکار دے کر توقیعِ آزادی پاتے ہیں - یہ دو شخص کیسے مجرم تھے جو مقیّد ہوئے ؟
محررۂ صبحِ شنبہ ' ۲۰ نومبر سنہ ۱۸۵۸ع -

۶۱

[۶۱]

میرزا تفتہ '

تمہارا خط آیا - فقیر کو "حقیر" کا حال معلوم ہوا - خدا فضل کرے - اگر تم اِس راز کے اِظہار کو منع نہ کرتے' تو بھی میرا شیوہ ایسا لغو نہیں ہے کہ میں اون کو لکھتا - لکھتے ہو کہ مرزا "مہر" کے دو چار روپئے زائد صرف ہوگئے' تو کیا اندیشہ ہے - حال یہ ہے کہ میں نے اون سے اِستفسار کیا تھا ' اونہوں نے مجھ کو لکھا کہ کتابوں کی درستی میں وہی بارہ روپئے صرف ہوئے ہیں - محصول کی ایک رقمِ خفیف اگر میں نے اپنے پاس سے دی' تو اِس کا کیا مضایقہ - مجھ کو تمہارا قول مطابقِ واقع نظر آتا ہے - البتہ اون کے دو تین روپئے اوٹھ گئے ہوں گے -

لالہ گنگا پرشاد " شاد " تخلص اپنے کو تمہارا شاگرد بتاتے ہیں - مگر ریختہ کہتے ہیں - کئی دن ہوئے کہ یہاں آئے اور بال‌مکند "بیصبر" کی غزلیں اِصلاح کو لائے' وہ دیکھ کر اون کو حوالے کر دیں -

ھنری استوارٹ ریڈ صاحب ممالک مغربی کے مدرسوں کے ناظم اور گورنمنٹ کے بڑے مصاحب ہیں - امن کے دنوں میں ایک ملاقات میری

اون کی ہوئی تھی - میں نے اب ایک کتاب ، سادہ بے جلد ، اون کو بھیجی تھی - کل اون کا خط مجھ کو اوس کتاب کی رسید میں آیا - بہت تعریف لکھتے تھے - اور ہاں بھئی ، ایک تماشا اور ہے - وہ مجھ کو لکھتے تھے کہ یہ "دستنبو" پہلے اِس سے کہ تم بھیجو ، مطبعِ مفیدِ خلائق نے ہمارے پاس بھیجی ہے ، اور ہم اِس کو دیکھ رہے اور خوش ہو رہے تھے کہ تمہارا خط مع کتاب کے پہنچا - اون کے اِس لکھنے سے یہ معلوم ہوا کہ مطبع میں سے گورنر کی نذر بھی ضرور گئی ہوگی - کیا اچھی بات ہے کہ وہاں بھی میرے بھیجنے سے پہلے میرا کلام پہنچ جائے گا ! میں چیف کمشنر پنجاب کو یہ کتاب بھیج چکا ہوں ؛ اور نواب گورنر کی نذر اور ملکہ کی نذر اور سکرتروں کی نذر ، یہ پارسل اِن شاء اللّٰہ تعالیٰ آج روانا ہو جائیں گے- دیکھوں ، چیف کمشنر کیا لکھتے ہیں اور گورنر کیا فرماتے ہیں -

تا نہال دوستی کے بر دھد   حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم

شنبہ ، ۲۷ نومبر سنہ ۱۸۵۸ع -

۹۲

[۹۲] صاحب ،

تمہارا خط آیا - میں نے اپنے سب مطالب کا جواب پایا - اُمراؤ سنگھ کے حال پر اوس کے واسطے مجھ کو رحم اور اپنے واسطے رشک آتا ہے - اللّٰہ ! اللّٰہ ! ایک وہ ہیں کہ دو بار اون کی بیڑیاں کٹ چکی ہیں اور ایک ہم ہیں کہ ایک اوپر پچاس برس سے جو پھانسی کا پھندا گلے میں پڑا ہے ؛ تو نہ پھندا ہی ٹوٹتا ہے ، نہ دم ہی نکلتا ہے ! اوس کو سمجھاؤ کہ تیرے بچوں کو میں پال لوں گا ، تو کیوں بلا میں پھنستا ہے ؟

وہ جو مصرع تم نے لکھا ہے ، وہ حکیم سنائی کا ہے اور وہ نقل "حدیقہ" میں مرقوم ہے :

پسرے با پدر بزاری گفت   کہ مرا یار شو بہ همره جُفت
گفت : بابا ، زنا کن و زن نے   پند از خلق گیر و از من نے
در زنا ، گر بگیردت عسسے   بہلد ، کو گرفت چون تو بسے
زن کنی ، هرگزت رها نکند   ور تو بگزاریش ، چها نکند

ہوں گے ۔ میرے ابا بہو بیگم صاحب کے مقبرے پر نوکر تھے ...... ابا جب شام کو نوکری پر سے آتے تھے اس وقت کی خوشی ہم بھائی بہنوں کی کچھ نہ پوچھئے ۔ میں کمر سے لپٹ گئی ۔ بھائی ابا ابا کرکے دوڑا ، دامن میں چھپ گیا ۔ ابا کی باچھیں مارے خوشی کے کھلی جاتی ہیں ...... دلاور خاں کا مکان ہمارے مکان سے تھوڑی دور پر تھا ۔ مواڈکیتوں سے ملا ہوا تھا ..... ابا سے سخت عداوت تھی ۔"

ان اقتباسات سے ہمیں امراؤ جان کے آغاز اور انجام دونوں سے متعلق چند ضروری خبریں مل جاتی ہیں ۔ پیدائش کے بعد اور موت سے پہلے وہ کیا ہے ؟ کس ماحول میں اس
نے اپنی آنکھیں کھولیں ؟ اور اب کس منزل پر آن کر ٹھہر گئی ہے ۔ [٦١
یہی نہیں بلکہ ہمیں خفیف سا اندازہ ان بھول بھلیوں کا بھی ہوجاتا ہے ، جن سے امراؤ جان کو گزرنا پڑا ہوگا اور ان چھوٹی چھوٹی نرم گرم کہانیوں کا بھی جن کا تانا بانا ایک خوش مذاق طوائف کے گرد بنا جاسکتا ہے ۔ گویا مرزا صاحب قصّے کے ترتیبی منظر اور اس کی تمہید ہی میں ہمیں امراؤ جان ادا سے اس طرح متعارف کرا دیتے ہیں کہ اس کی زندگی میں کوئی راز باقی نہیں رہتا نہ ہمارے دل و دماغ میں تجسس کی کوئی اونچی لہر اٹھتی ہے اور نہ ہمیں اس بات کی توقع ہوتی ہے کہ آئندہ چل کر اس کی زندگی میں کچھ ایسے انکشافات آئیں گے جو ہماری تسکین کا
باعث اور تحیر کا سامان ہوں گے ۔ اوپر دیئے ہوئے اقتباسات [٦٢

کی مدد سے ہم کئی منزلیں طے کر جاتے ہیں ۔ امراؤ جان ایک طوائف تھی اب تائب ہو چکی ہے ۔ شعر و سخن کا ذوق رکھتی ہے۔ ادب کے چند اصناف سے واقف ہے ۔ خود شاعرہ ہے ۔ بچپن ایک شریف متوسط گھرانے میں گزرا ۔ یہاں اس کا نام امراؤ جان نہیں کچھ اور ہوگا ۔ دلاور خاں کی اس کے باپ سے دشمنی تھی ۔ اسی نے اس معصوم کو گھر کی چہار دیواری سے نکال کر ایک ایسی دنیا میں پھینک دیا ، جہاں دوزخ دہکتے ہیں اور فردوس خاموش ہیں ۔

اس خاکے پر ہماری آنکھیں جم نہیں جاتیں اور ہم اس کی تہوں کو کھولنے اور اس کے بھیدوں کو ٹٹولنے کے بجائے اِدھر ادھر دیکھنا شروع کر دیتے ہیں ۔

مگر اس سے پہلے کہ ہم نگاہ کے دامن کو دور تک پھیلائیں [۶۲]
یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک مقام اور دیکھتے چلیں ۔ البتہ اس کے لئے جست لگانا ضروری ہے ۔ یہ وہ جگہ ہے ۔ جہاں کہانی تین چوتھائی ہو چکی ہے ۔ امراؤ فیض آباد میں ہے ۔ صدیوں بعد زمانہ نے ایک ایسی کروٹ لی ہے کہ سخت و سست ہموار ہو گئے ہیں ۔ غدر کی آگ دب چکی ہے مگر کہیں کہیں چنگاریاں اٹھتی دکھائی دیتی ہیں ۔ امراؤ جان زندگی کی گردان کئے جا رہی ہے ۔ اپنے وطن میں ہے مگر سب کے لئے بے گانہ ہے ۔ اب یہ اقتباس دیکھئے ۔

" دو دن کے بعد ایک مجرا آگیا ۔ اس کی تیاری

٦١

درخت پر چڑھائے جاتے ہیں۔ اتنی سی بات پر کہ انھوں نے
دھنّو (بسم اللہ جان کی بندریا) کو لاٹھی دکھا کر ڈرا دیا تھا۔ وہی
جن سے بسم اللہ کہتی ہیں "چڑھ جاؤ"۔ "مولوی صاحب بسم اللہ
کہہ کے اٹھے۔ عبائے شریف کو تختوں کے چوکوں پر چھوڑا نیم کی
جڑ کے پاس کھڑے ہوئے۔ پھر ایک مرتبہ بسم اللہ کی طرف دیکھا۔
اس نے چیں بہ جبیں ہو کر کہا "ہوں" آخر درخت کی پھننگ کے
پاس پہنچ گئے۔ وہ نوجوان مولوی جو کانپور کی مسجد میں رہتے ہیں۔
امراؤ جان سے پارسائی جتاتے ہیں۔ جن کے منہ پر حونق پن سا
ہے مگر آدمی کام کے ہیں۔ ہر بات پر لاحول پڑھتے ہیں اور
پوچھتے ہیں "آپ کا مطلب" شاید ان کے بدن میں شیطان ہے،
اور وہ بڑی بی گوری سی منہ پر جھریاں پڑی ہوئیں۔ ہاتھوں میں [٦٣]
چاندی کے موٹے موٹے کڑے، انگلیوں میں انگوٹھیاں، جریب
ہاتھ میں۔ ہانپتی کانپتی ہوئی بیٹھ گئیں۔ پان لے کر کھایا بولیں
"بارے ہمارے شہر کی تمیز داری" ان کے علاوہ لڈن کی ماں
جو دنیا بھر کو اپنی سوت سمجھتی ہیں۔ کسی کی دبیل نہیں، جن کا انداز
یہ ہے، "دیکھیں تو تم ہمارا کیا بناتی ہو"۔ "منہ بنواؤ جوتیاں ماریں
گی بڑی بے چاری"۔ امراؤ جان سے ارشاد کرتی ہیں "مجھ سے
تو کچھ نہ بولنا مال زادی۔ تجھے تو کچا ہی کھا جاؤں گی"۔ پھر لہنگا
جھاڑ جھوڑ بڑبڑاتی ہوئی چلی جاتی ہیں۔ پھر حسین علی اور اس کی
جورو، منّے اور اس کی ماں پٹھانی کٹنی، "جو بڑے مشہوروں میں
تھی"، پھر میاں سعادت جن کی والدہ کو مرغیوں سے شوق تھا۔ [٦٤]

مکان کے پاس ایک تکیہ تھا۔ وہاں مرغیاں چگا کرتی تھیں۔ پھر رجب کی نوچندی اور درگاہ کی زیارت ——— غرض یہ نواب، مولوی، ڈاکو اور کٹنیاں، مختار اور بیگمیں۔ مشاعرے اور میلے، مکھیاں بھنکتے ہوئے گھر اور مرغیوں سے آباد تکیے، دکانیں، سرائے اور محلات، شاعر اور ان کے شاگرد فقیر فقرا اور ضعیف الاعتقادی کے کرشمے۔ یہ سب چند طوائفوں کی سیرتیں بنانے بگاڑنے ابھارنے اور مٹانے کے لئے وجود میں نہیں آتے۔ ان کا اپنا مقصد اپنا مصرف اور اپنی میزان ہے۔ انھیں ہم طوائفوں کی قدر و قیمت کے پیمانے سے نہیں جانچتے۔ وہ خود اپنی قدر و قیمت رکھتے ہیں۔ امراؤ جان یا اور کوئی طوائف ان کرداروں اور ان نظاروں پر غالب نہیں آتی۔ البتہ ان سب کو ہم ایک تجربہ کار طوائف کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور کبھی کبھی خود وہ طوائف پس منظر میں غائب ہو جاتی ہے اور ہمارے سامنے ایک ڈرامائی ٹکڑا ۱۲ آتا ہے۔ جہاں کسی کردار کا ذہن بے نقاب ہوتا ہے دو یا دو سے زیادہ ذہن متصادم ہوتے ہیں۔ یا پلاٹ میں کسی غیر متوقع واقعہ سے سنسنی پیدا کی جاتی ہے۔ ناول کو صرف ایک بار پڑھنے کے بعد بھی ہمیں خورشید، بسم اللہ جان، خانم اور بوا حسینی یاد رہتی ہیں۔ لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ رسوا نے ان خاکوں میں زندگی کا رنگ بھر دیا ہے۔ ان کا دائرۂ عمل بہت محدود ہے۔ ان کی افادیت اور زندگی اس پر موقوف ہے کہ یہ ایک وسیع منظر کا تعارف ہیں اور اسے ہمارے سامنے لاکر یا اس کے چند نقش و نگار دکھا کر غائب ہو جاتی ہیں۔

بس تو اب تم سکندر آباد میں رہے! کہیں اور کیوں جاؤ گے؟ بلک گھر کا روپیہ اوٹھا چکے ہو۔ اب کہاں سے کھاؤ گے؟ میاں نہ میرے سمجھانے کو دخل ھے، نہ تمہارے سمجھنے کی جگہہ ھے۔ ایک چرخ ھے کہ وہ چلا جاتا ھے؛ جو ہونا ھے وہ ھوا جاتا ھے۔ اختیار ھو، تو کچھ کیا جائے؛ کہنے کی بات ھو، تو کچھ کہا جائے۔ مرزا عبدالقادر ''بیدل'' خوب کہتا ھے:

رغبتِ جاہ چہ و نفرتِ اسباب کدام؟ زین ھوسہا بگزر، یا مگزر، می گزرد

مجھ کو دیکھو کہ نہ آزاد ھوں نہ مُقیّد، نہ رنجور ھوں نہ تندرست، نہ خوش ھوں نہ ناخوش، نہ مردہ ھوں نہ زندہ۔ جیے جاتا ھوں، باتیں کیے جاتا ھوں۔ روٹی روز کھاتا ھوں، شراب گاہ گاہ پیے جاتا ھوں۔ جب موت آئے گی، مر رھوں گا۔ نہ شکر ھے، نہ شکایت ھے؛ جو تقریر ھے، بہ سبیلِ حکایت ھے۔ بارے، جہاں رھو، جس طرح رھو، ھر ھفتے میں ایک بار خط لکھا کرو۔

یکشنبہ، ۱۹ دسمبر سنہ ۱۸۵۸ع۔

۹۳

کیوں صاحب، [۹۳]

روٹھے ھی رھو گے یا کبھی منو گے بھی؟ اور اگر کسی طرح نہیں منتے تو روٹھنے کی وجہ تو لکھو۔ میں اِس تنہائی میں صرف خطوط کے بھروسے جیتا ھوں۔ یعنی جس کا خط آیا میں نے جانا کہ وہ شخص تشریف لایا۔ خدا کا احسان ھے کہ کوئی دن ایسا نہیں ھوتا، جو اطراف و جوانب سے دو چار خط نہیں آ رھتے ھوں۔ بلکہ ایسا بھی دن ھوتا ھے کہ دو دو بار ڈاک کا ھرکارہ خط لاتا ھے، ایک دو صبح کو اور ایک دو شام کو۔ میری دل‌لگی ھو جاتی ھے۔ دن اون کے پڑھنے اور جواب لکھنے میں گزر جاتا ھے۔ یہ کیا سبب؟ دس دس بارہ بارہ دن سے تمہارا خط نہیں آیا۔ یعنی تم نہیں آئے۔ خط لکھو، صاحب۔ نہ لکھنے کی وجہ لکھو۔ آدھ آنے میں بخل نہ کرو۔ ایسا ھی ھے تو بیرنگ بھیجو۔

سوموار، ۲۷ دسمبر سنہ ۱۸۵۸ع۔

غالب۔

۹۴

دیکھو صاحب، یہ باتیں ھم کو پسند نہیں: سنہ ۱۸۵۸ع کے خط کا [۹۴]

جواب ۱۸۵۹ع میں بھیجتے ہو ، اور مزا یہ ہے کہ جب تم سے کہا جائے گا تو یہ کہو گے کہ میں نے دوسرے ہی دن جواب لکھا ہے - لطف اِس میں ہے کہ میں بھی سچا اور تم بھی سچے -

آج تک راے اُمید سنگھ یہیں ہیں اور ابھی نہیں جائیں گے - تمھارا مدعا حاصل ہوگیا ہے - جس دن وہ آئے تھے اوسی دن مجھ سے کہہ گئے تھے - میں بھول گیا اور اوس خط میں تم کو نہ لکھا - صاحب ، وہ فرماتے تھے کہ میں نے کئی مجلد مرزا تفتہ کے دیوان کے اور کئی نسخے "تضمینِ اشعارِ گلستان" کے اون کی خواھش کے بموجب ، کوئی پارسی ہے بمبئی میں ، اوس کے پاس بھیج دیے ہیں - یقین ہے کہ وہ ایران کو اِرسال کرے گا - اُمید سنگھ نے اوس پارسی کا نام بھی لیا تھا - میں بھول گیا - اب جو تم کو اِس خیال میں مبتلا پایا ، تو اون کا بیان مجھ کو یاد آیا - جانتا ہوں کہ وہ کہاں رہتے ہیں - دو بار اون کے گھر گیا بھی ہوں ؛ مگر محلے کا نام نہیں جانتا ، نہ میرے آدمیوں میں کوئی جانتا ہے - اب کسی جاننے والے سے پوچھ کر تم کو لکھ بھیجوں گا -

میر بادشاہ صاحب سے عندالملاقات میری دعا کہہ دینا -

لا حول و لا قوۃ اِلّا باللّٰہ - لکھنے کے قابل بات پھر بھول گیا - کل میر کرامت علی "صفا" تخلص ، کہ میں نے آگے اون کو کبھی نہیں دیکھا تھا ، ناگاہ مجھ سے آ کر ملے اور تمھارا حال پوچھتے رہے - میں نے کہہ دیا کہ بہ خیر و عافیت سکندرآباد میں ہیں - جب میں نے اون سے کہا کہ کیا وہ تمھارے آشنا ہیں - اونھوں نے کہا : وہ صاحب بزرگ اور اُستاد ہیں ؛ میں اون کا شاگرد ہوں - کہیں مدرسے کے علاقے میں نوکر ہیں - بہ سبیلِ ڈاک آئے تھے اور آج بہ سبیل ڈاک انبالے کو گئے - انبالہ اون کا وطن ہے اور نوکر بھی وہ اوسی ضلع میں ہیں -

نگاشتۂ دوشنبہ ، ۳ جنوری سنہ ۱۸۵۹ع -

غالب -

۹۵

[۹۵] صاحب ،

تمھارا خط مع رقعۂ سخن‌فہم پہنچا - تمھاری خوشامد نہیں کرتا -

سچ کہتا ہوں کہ تمہارے کلام کی تحسین کرنے والا فی‌الحقیقت اپنے فہم کی تعریف کرتا ہے - جواب میں درنگ اِس راہ سے ہوئی کہ میں مصطفیٰ خاں کی ملاقات کو بہ سبیلِ ڈاک میرٹھ گیا تھا ، تین دن وہاں رہا - کل وہاں سے آیا ، آج تم کو یہ خط بھجوایا -

محررہ و مرسلۂ چہارشنبہ ، ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۵۹ع -

غالب -

۹۹

صاحب ،

[۹۹] میرٹھ سے آ کر تم کو خط لکھ چکا ہوں - شاید نہ پہنچا ہو - اِس واسطے از روے اِحتیاط لکھتا ہوں کہ نواب مصطفیٰ خاں کے ملنے کو بہ سبیل ڈاک میرٹھ گیا اور سہ شنبے کے دن دلی آگیا اور چار شنبے کے دن تم کو خط بھیجا -

کل آخرِ روز راجہ اُمید سنگھ بہادر میرے گھر آئے تھے - تمہارا خط اون کے دکھانے کو رکھ چھوڑا تھا ، وہ اون کو دکھایا - پڑھ کر یہ فرمایا کہ کسی اور مندر میں قصد اِقامت نہیں ہے ، نیا ایک تکیہ بنایا چاہتا ہوں - آدمی بندرابن گئے ہیں ، کوئی مکان مول لیں گے ، وہاں اپنی وضع پر رہوں گا - میرا سلام لکھنا اور یہ پیام لکھنا کہ آپ کا کلام بمبئی تک پہنچ گیا ، اب طہران کو بھی روانا ہو جائے گا -

سوادِ هند گرفتی به نظم خود ، " تفتہ " !
بیا که نوبتِ شیراز و وقتِ تبریز است

صبح یکشنبہ ، سی‌ام جنوری سنہ ۱۸۵۹ع -

۹۷

صاحب ،

[۹۷] تم تو اچھے خاصے عارف ہو اور تمہارا کشف سچا ہے - میں راہ دیکھ رہا تھا کہ تمہارا خط آئے ، تو جواب لکھوں - کل تمہارا خط شام کو آیا ، آج صبح کو جواب لکھا گیا - بات یہ ہے کہ نامور آدمی کے واسطے محلے کا پتا ضرور نہیں - میں غریب آدمی ہوں ؛ مگر فارسی انگریزی جو خط میرے نام کے آتے ہیں ، تلف نہیں ہوتے - بعض فارسی خط پر پتا محلے کا نہیں ہوتا ؛ اور

انگریزی خط پر تو مطلق پتا ہوتا ہی نہیں، شہر کا نام ہوتا ہے - تین چار خط انگریزی ولایت سے مجھ کو آئے - جانے اون کی بلا کہ ''بَلّی ماروں کا محلہ'' کیا چیز ہے ! وہ تو بہ نسبت میرے بہت بڑے آدمی ہیں - سینکڑوں خط انگریزی ہر روز اون کو آتے ہیں - خلاصہ یہ کہ میں نے پھر اون کے پاس آدمی بھیجا اور آپ کا خط اپنے نام کا بھیج دیا - اونھوں نے میرے آدمی سے کہا کہ نواب صاحب کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میں اِس کا کیا جواب لکھوں ؟ محلے کا پتا آپ ہی لکھ بھیجیے - سو میں پہلے امر واقعی تم کو لکھ کر تمھاری خواہش کے موافق لکھتا ہوں - اون کے مکان کا پتا : ''بَلّی ماروں کا محلہ، دسّوں کا کوچہ'' -

''دستنبو'' کا حال یہ ہے کہ میں نے ایک بار سات روپئے کی ہنڈوی بھیج کر بارہ جلدیں اور ایک جنتری اون سے منگوائی - پھر اون کو اتھارہ آنے [۱] کے ٹکٹ بھیج کر دو جلدیں لکھنئو کو اونہیں کے ہاتھوں وہیں سے بھجوائیں اور اوس کے بعد پھر اتھارہ آنے [۱] کے ٹکٹ بھجوا کر دو جلدیں وہیں سے ''سردھنے'' کو بھجوائیں - غرض اِس تحریر سے یہ ہے کہ میں بعد اوس پچاس جلد کے سولہ جلدیں اور اون سے لے چکا ہوں، مگر نقد - ہرگز قرض میں نے نہیں منگوائی ہیں - ایک بار ہنڈوی اور دو بار ٹکٹ بھیج چکا ہوں - تم کو میری جان کی قسم، سہل طور پر اون کو لکھ بھیجنا کہ غالب نے کتنی کتابیں منگوائی ہیں ؟ اور نقد منگوائی ہیں یا قرض ؟ اور جو وہ لکھیں مجھ کو لکھ بھیجنا -

شنبہ، ۱۹ فروری سنہ ۱۸۵۹ع -

غالب -

۶۸

[۶۸] صاحب،

تمھارا خط آیا، دل خوش ہوا - تمھاری تحریر سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تم کو آگرے سے کتابوں کا منگوانا بے اِرسال قیمت مظنون ہے - چنانچہ حق التصنیف تم نے لکھا ہے - بھائی، کیا میں تم کو جھوٹ لکھوں گا ؟ اور

---

۱ - م ۱ و ۲ : ''۱۸'' -

شیو نراین نے اگر ذکر اِرسال قیمت کا نہیں لکھا ' تو یہ بھی تو نہیں لکھا کہ بے اِرسال قیمت منگوائی ہیں - تم کو میرے سر کی قسم اور میری جان کی قسم ' شیو نراین سے اِتنا پوچھو کہ اوس پچاس جلد کے بعد کے جلدیں غالب نے اور منگوائیں اور قیمت بھیج کر منگوائیں یا قیمت اوس سے لینی ہے ؟ دیکھو ' میں نے قسم لکھی ہے ' یوں ہی عمل میں لانا - راے اُمید سنگھ صاحب یہیں ہیں - مجھ سے اِن دنوں میں ملاقات نہیں ہوئی ' جو تمھارے خط کا ذکر آتا - یقین ہے کہ پہنچ گیا ہوگا - اور یہ جو تم نے مجھ کو لکھا تھا کہ اگر " دسوّں کا کوچہ " نہ ملے گا ' تو وہ خط تیرے پاس آئے گا ؛ سُو وہ میرے پاس نہیں آیا - صاحب ' تم کو وہم کیوں ہے ؟ ایک امیر نامور آدمی ہے - اوس کے نام کا خط کیوں نہ پہنچے گا ؟

۶۹*

اجی مرزا تفتہ ' [۶۹]

بھائی منشی نبی بخش صاحب کو تمھارے حال کی بڑی پرسش ہے - تم نے اون کو خط لکھنا کیوں موقوف کیا ہے ؟ وہ مجھ کو لکھتے تھے کہ اگر آپ کو مرزا تفتہ کا حال معلوم ہو ' تو مجھ کو ضرور لکھیے گا -

یکشنبہ ' ۲۷ فروری سنہ ۱۸۵۹ع -

غالب -

۷۰

کیوں مرزا تفتہ ؛ تم بےوفا ' یا میں گنہگار ؟ یہ بھی تو مجھ کو معلوم [۷۰]
نہیں کہ تم کہاں ہو - ابھی ایک صاحب میری ملاقات کو آئے تھے ؛ تقریباً تمھارا ذکر درمیان آیا - وہ کہنے لگے کہ وہ کول میں ہیں - اب میں حیران ہوں کہ خط کول بھیجوں یا سکندرآباد ؟ اگر کول بھیجوں ' تو مسکن کا پتا کیا لکھوں ؟ بہرحال ' سکندرآباد بھیجتا ہوں - خدا کرے پہنچ جائے - تمھارا دیوان بہ طریقِ پارسل میرے پاس آیا - میں نے ہرکارے کو راجہ اُمید سنگھ بہادر کے گھر کا پتا بتا کر' وہاں بھجوا دیا - یقین ہے کہ پہنچ گیا ہوگا - پانچ چار دن سے سُنتا ہوں کہ وہ متھرا اور اکبرآباد کی طرف گئے ہیں - مجھ سے

* م ۱ و ۲ کے سوا " اردوے معلیٰ " کے کئی نسخوں میں یہ ایک الگ رقعہ ہے -

مل کر نہیں گئے - بہر حال ' اِس خط کا جواب جلد لکھو اور ضرور لکھو -
بھائی ' تم سیّاح آدمی ہو - جہاں جایا کرو مجھ کو لکھ بھیجا کرو کہ میں وہاں جاتا ہوں ' یا جہاں جاؤ وہاں سے خط لکّھو - تمھارے خط کے نہ آنے سے مجھے تشویش رہتی ہے - میری تشویش تم کو کیوں پسند ہے ؟
محررۂ یکشنبہ ' ۲۷ مارچ سنہ ۱۸۵۹ع -

غالب -

۷۱

[۷۱] یکشنبہ سوم ذی‌القعدہ [سنہ ۱۲۷۵ھ] و پنجم جون سال حال [سنہ ۱۸۵۹ع] -
صاحب '

آج تمھارا خط صبح کو آیا ' میں دو پہر کو جواب لکھتا ہوں - تمھاری ناسازگاریِ طبیعت سن کر دل کڑھا - حق تعالیٰ تم کو زندہ و تندرست اور خوش رکھے - اوراقِ مثنوی بھیجے ہوئے بہت دن ہوئے ' جس میں حکایت طالب علم اور سُنار کی تھی ' واقعہ بلندشہر کا - اور وہ اوراق میں نے پمفلٹ پاکٹ نہیں بھیجے ؛ خط میں لپیٹ کر ' چونکہ خط ڈبل تھا ' دو ٹکٹ لگا کر اِرسال کیے ہیں - رسید ملے ' تو اوس کو دیکھ کر تاریخ معلوم ہو جائے - قیاس سے ایسا جانتا ہوں کہ پان سات دن ہوئے ہوں گے - منشی نبی بخش کا خط بہت دن سے نہیں آیا - گھر اون کا '' تاج گنج '' ؛ وہ خود مع بعضِ متعلقین آگرے - ایک بار '' تاج گنج '' کے پتے سے خط اون کو بھیجا تھا ' جواب نہ آیا - اب ناچار ' برخوردار شیو نرائن سے اون کا حال پوچھوں گا - تم با ہمہ کمالات خفقانی بھی ہو - راے اُمید سنگھ سے خط کی امید کیوں رکھتے ہو ؟ جب آگرے جاؤ گے اور وہ وہاں ہوں گے' تو ملاقات ہو جائے گی - میں خود واقف نہیں کہ وہ کہاں ہیں - از روے قیاس کہہ سکتا ہوں کہ آگرے یا بِندرابن - کبھی کہیں سے اون کا کوئی خط مجھ کو آیا ہو' تو میں گنہگار -

غالب -

۷۲

[۷۲] صاحب '

ہم تمھارے اخبار نویس ہیں اور تم کو خبر دیتے ہیں کہ برخوردار

میر بادشاہ آئے - میں اون کو دیکھ کر خوش ہوا - وہ اپنے بھائیوں سے مِل کر شاد ہوئے - تمھارا حال سن کر مجھ کو رنج ہوا - کیا کروں! نہ اپنے رنج کا چارہ کر سکتا ہوں ، نہ اپنے عزیزوں کی خبر لے سکتا ہوں! خیر ،

ہر آنچہ ساقیِ ما ریخت عین الطاف است -

آج چوتھا دن ہے - یعنی منگل کے دن کوئی پہر بھر دن چڑھا ہوگا کہ راجہ اُمید سنگھ بہادر ناگاہ میرے گھر تشریف لائے - پوچھا گیا کہ کہاں سے آئے ہو؟ فرمایا کہ آگرے سے آتا ہوں - ''بساون کی گلی'' میں ، جو ''حکیموں کی گلی'' کے قریب ہے ، ''جورس'' صاحب کی کوٹھی اونھوں نے مول لی ہے اور اوس کے قریب کی زمینِ اُفتادہ بھی خریدی ہے اور اوس کو بنوا رہے ہیں - تمھارا میں نے ذکر کیا کہ ہر خط میں تم کو پوچھتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ میں نے کئی خط بھیجے جواب نہیں آیا - بولے کہ ایک خط اون کا آیا تھا ، اوس کا جواب لکھ چُکا ہوں ؛ پھر اون کا کوئی خط نہیں آیا - بہر حال ، میرے پھوڑے نکل رہے ہیں ؛ میں بازدید کو نہیں گیا - شاید وہ آج گئے ہوں یا جاویں - پھر اکبرآباد کو جائیں گے - میں آج آدمی اون کے پاس بھیجوں گا -

کل مرزا حاتم علی ''مہر'' کا خط آیا تھا - تم کو بہت پوچھتے تھے کہ آیا میرزا تفتہ کہاں ہیں اور کس طرح ہیں - بھائی ، اون کو خط لکھ بھیجو -

محررۂ ۱۷ جون سنہ ۱۸۵۹ع -

۷۳

صاحب ، [۷۳]

ایک خط تمھارا پرسوں آیا ، اوس میں مندرج تھا کہ میں میرٹھ جاؤں گا - آج صبح کو ایک خط تمھارا اور آیا ، اوس میں مندرج کہ پہلی جولائی کو جاؤں گا اور تجھ سے ملتا جاؤں گا - پرسوں کے خط میں بھی اور آج کے خط میں بھی پارسل کا ذکر تھا کہ ۲۰ جون کو ہم نے بھیجا ہے - بیسویں جون کو آج دسواں دن ہے - اِس دس دن میں کوئی پارسل ، کوئی پمفلٹ پاکٹ میرے پاس نہیں پہنچا - آخری پمفلٹ پاکٹ دو مثنویوں کا وہ تھا کہ جس میں ایک مثنوی بلندشہر کے واقعے کی تھی کہ ایک لڑکا مر گیا ، اوس کی ارتھی پُھکتی رہی ، اوس کا عاشق سامنے کھڑا جلتا رہا - سُو اون دونوں مثنویوں کو میں نے اِصلاح

دے کر تمہارے پاس بھیج دیا ہے - بلکہ یوں یاد پڑتا ہے کہ تم نے اوس کی رسید بھی لکھ بھیجی ہے - لیکن مجھ کو گمان یہ ہے کہ یہ امر ۲۰ جون سے آگے کا ہے - بہر تقدیر، بعد اِس پارسل کے کوئی اور پارسل میرے پاس نہیں آیا - اِصلاحی کواغذ ہر طرف کے عموماً اور تمہارے خصوصاً دو دن سے زیادہ میں نہیں رکھتا - جو کاغذ مجھ تک نہ پہنچے، میں ناچار ہوں؛ بلکہ خود میرے ایک خط کا جواب تم پر قرض ہے - یا تو وہ نہ پہنچا یا تم نے اوس کا جواب لکھنا ضرور نہ جانا - وہ خط جس میں میر بادشاہ کا دلّی آنا اور اون کا مجھ سے ملنا اور تمہارا ذکر مجھ میں اور اون میں ہونا، معہذا راجہ اُمید سنگھ کا دلّی میں آنا اور بےخبر میرے گھر آ جانا اور تمہارا اون سے ذکر ہونا اور اون کا یہ کہنا کہ اون کا کل ایک خط میرے پاس آیا تھا، سُو میں نے اوس کا جواب لکھ بھیجا تھا - اب میں کیا جانوں کہ تم کو یہ خط پہنچا یا نہیں پہنچا؟ تمہارا وہ پارسل، جس‌کو تم اب مانگتے ہو، میرے پاس ہرگز نہیں آیا - چارشنبہ، ۲۹ جون سنہ ۱۸۵۹ع، وقتِ نیم روز -

غالب -

۷۴

[۷۴] میاں،

تمہارے اِنتقالاتِ ذہن نے مارا! میں نے کب کہا تھا کہ تمہارا کلام اچھا نہیں؟ میں نے کب کہا تھا کہ دنیا میں کوئی سخن‌فہم و قدردان نہ ہوگا؟ مگر بات یہ ہے کہ تم مشقِ سخن کر رہے ہو اور میں مشقِ فنا میں مُستغرق ہوں - بو علی سینا کے علم کو اور ''نظیری'' کے شعر کو ضائع اور بےفائدہ اور موہوم جانتا ہوں - زیست بسر کرنے کو کچھ تھوڑی سی راحت درکار ہے اور باقی حکمت اور سلطنت اور شاعری اور ساحری، سب خرافات ہے - ہندوؤں میں اگر کوئی اوتار ہوا تو کیا؟ اور مسلمانوں میں نبی بنا تو کیا؟ دنیا میں نام‌آور ہوئے تو کیا؟ اور گُم‌نام جیے تو کیا؟ کچھ وجہِ معاش ہو اور کچھ صحتِ جسمانی، باقی سب وہم ہے، اے یارِ جانی! ہر چند وہ بھی وہم ہے، مگر میں ابھی اِسی پایے پر ہوں - شاید آگے بڑھ کر یہ پردہ بھی اوٹھ جائے اور وجہِ معیشت اور صحت و راحت سے بھی گزر جاؤں، عالم بےرنگی میں گزر

پاؤں - جس سنّاٹے میں میں ہوں، وہاں تمام عالم، بلکہ دونوں عالم، کا پتا نہیں- ہر کسی کا جواب مطابق سوال کے دیے جاتا ہوں اور جس سے جو معاملہ ہے اوس کو ویساهی برت رہا ہوں ' لیکن سب کو وہم جانتا ہوں - یہ دریا نہیں ہے ' سراب ہے - ہستی نہیں ہے ' پندار ہے - ہم تم دونوں اچھے خاصے شاعر ہیں - مانا کہ ''سعدی'' و ''حافظ'' کے برابر مشہور رہیں گے ؛ اون کو شہرت سے کیا حاصل ہوا کہ ہم کو تم کو ہوگا ؟ قطعاتِ تاریخ آگرے کیوں کر بھیجوں ؟ پھر تمہارے پاس بھیجتا ہوں -

''خالق معنی'' بہ معنی ''معنی آفریں'' صحیح اور مسلم اور جائز - لیکن جس طرح ''اللّٰہ'' میں مشدد لام کو دو لام کے قائم مقام قرار دیا ہے ''اِلٰہ'' ، ''اِلٰہی'' میں الفِ ممدودہ کو دوسرا الف کیوں کر سمجھیں ؟ قیاس کام نہیں آتا ؛ اتفاقِ سلف شرط ہے - ''اِلٰہی'' میں جب اور کسی نے دو الف نہیں مانے ' تو ہم کیوں کر مانیں ؟

''دویم'' بر وزنِ ''جویم'' غلط- ''دُوم'' ہے' بغیرِ تحتانی - بالفرض تحتانی بھی لکھیں' تو ''دُیَم'' پڑھیں گے ' اگرچہ لکھیں گے دویم - واو کا اِعلان ٹکسال باہر ہے - ہاں' ''دومی'' درست ہے ؛ مگر نہ بہ حذفِ تحتانی مثلِ ''زمی'' بہ حذفِ نون ' بلکہ بہ طریقِ قلبِ بعض ''دویم'' کا ''دومی'' ہوگیا [1] - کلوے کی تاریخ کو بےتامل بھیج دو ' اور تاریخِ وفات کا اور مادّہ سوچو ؛ کس واسطے کہ جب ''اِلٰہی'' میں سے ایک الف لیا تو ایک عدد کم ہو جائے گا - والدعا -

روزِ ورودِ نامہ ' بلکہ وقتِ ورودِ نامہ ' بعدِ خواندن نوشتہ شد - یکشنبہ -

از غالب -

۷۵

[۷۵] بھائی '

تمہارے ذہن نے خوب اِنتقال کیا ! میں نے جس وقت یہ شعر پڑھا ؛

بہ ہند آمدندے زِ اِیران دیار ؛

'' آمدند '' کی جگہ '' آمدندے '' بہ صیغۂ اِستمرار ٹکسال باہر معلوم ہوا -

رسیدند در ہند زایران دیار -

---

۱ - [سب نسخوں میں : ''...مثل زمیں نہ بہ حذف نون - بلکہ بطریق قلب بعض - دویم کا دویمی ہوگیا '' - مگر اس میں ''زمیں'' اور ''نہ'' اور ''دویمی'' صحیح نہیں - م - ص] -

اوس کی جگہہ لکھ دیا - واقعی ' پوستین کا بیچنا راہ میں واقع ہوا - پھر "رسیدند در هند" بیجا ؛ تمہارا تصرّف مستحسن - جس طرح تم نے لکھا ہے اوسی طرح رهنے دو -

صاحب ' " سنبلستان " سے کیوں گھبراتے ہو ؟ میں تمہارے گھبرانے سے گھبراتا ہوں - " رخ " کو " گل " ' " زلف " کو " سنبل " فرض کرتے ہیں - " سُنبلستان " میں کیا عیب ہے ؟ اور اگر نہیں پسند تو یۂ قصہ ہی جانے دو - اِس وقت تک ' کہ اکتوبر کی آٹھویں ' ہفتے کا دن ' تیسرے پہر کا وقت ہے ' میر قاسم علی صاحب تشریف نہیں لائے - هاترس کے " منصف " اور دلّی کے نا منصف ہیں -

روزِ شنبہ ' هشتم اکتوبر سنہ ۱۸۵۹ع ' آخرِ روز -

از غالب -

۷۹

[۷۹] صاحب '

تمہارا خط آیا - حال معلوم ہوا -

جہانیان ز تو برگشتہ اند اگر ' " غالب " !

ترا چہ باک ؟ خدائے ' کہ داشتی ' داری !

خدا کے واسطے ! میرے باب میں لوگوں نے کیا خبر مشہور کی ہے ؟ بہ نسبت حکیم احسن اللّٰہ خاں کے جو بات مشہور ہے وہ محض غلط - ہاں ' مرزا اِلٰہی بخش جو شاہزادوں میں ہیں اون کو حکم " کرانچی بندر " جانے کا ہے اور وہ اِنکار کر رہے ہیں - دیکھیے ' کیا ہو ؟ حکیم جی کو اون کی حویلیاں مِل گئی ہیں ' اب وہ مع قبائل اون مکانوں میں جا رہے ہیں ' اِتنا حکم اون کو ہے کہ شہر سے باہر نہ جائیں - رہا میں '

تو بیکسی و غریبی ' تُرا کہ می پرسد ؟

نہ جزا ' نہ سزا ؛ نہ نفریں ' نہ آفریں ؛ نہ عدل ' نہ ظلم ؛ نہ لطف ' ؛ نہ قہر - ۱۵ دن پہلے تک دن کو روٹی ' رات کو شراب ملتی تھی - اب صرف روٹی ملے جاتی ہے ' شراب نہیں - کپڑا ایّام تنعم کا بنا ہوا ابھی ہے ' اوس کی کچھ فکر نہیں ہے - مگر تم کو میرے سر کی قسم ' یہ لکھ بھیجو کہ میری خبر تم نے

کیا سنی ؟ مجھے اوس کے معلوم ہونے سے مزا ملے گا -
شنبہ ' ۵ نومبر سنہ ۱۸۵۹ع -

غالب -

۷۷

میری جان ' [۷۷]

کیا سمجھے ہو ؟ سب مخلوقات " تفتہ " و " غالب " کیوں کر بن جائیں !

هر یکے را بہرِ کارے ساختند -

آنت متا ' سو متا - مصری میٹھی ' نمک سلونا ' کبھی کسی شے کا مزا نہ بدلے گا - اب جو میں اوس شخص کو نصیحت کروں ' وہ کیا نہ سمجھے گا کہ غالب کیا جانے کہ عبدالرحمن کون ہے اور مجھ سے اوس سے کیا رسم و راہ ہے - بےشبہہ جانے گا کہ تفتہ نے لکھا ہوگا ' میں اوس کی نظر میں سبک ہو جاؤں گا اور تم سے وہ اور بھی سرگراں ہو جائے گا - اور یہ جو تم لکھتے ہو کہ تو نے اوس شخص کو اپنے عزیزوں میں گنا ہے ؛ بندہ پرور ' میں تو بنی آدم کو ' مسلمان یا ہندو یا نصرانی ' عزیز رکھتا ہوں اور اپنا بھائی گنتا ہوں - دوسرا مانے یا نہ مانے - باقی رہی وہ عزیزداری جس کو اہلِ دنیا قرابت کہتے ہیں ' اوس کو قوم اور ذات اور مذہب اور طریق شرط ہے ؛ اور اوس کے مراتب و مدارج ہیں - نظر اِس دستور پر اگر دیکھو ' تو مجھ کو اوس شخص سے خس برابر علاقہ عزیزداری کا نہیں - از راہِ حسنِ اخلاق اگر عزیز لکھ دیا یا کہہ دیا ' تو کیا ہوتا ہے ؟ زین‌العابدین خاں " عارف " میری سالی کا بیٹا ' یہ شخص اوس کی سالی کا بیٹا ؛ اِس کو جو چاہو ' سمجھ لو - خلاصہ یہ کہ جب اودھر سے آدمیت نہ ہوئی ' تو اب اوس‌کو لکھنا لغو و بے فائدہ ' بلکہ مضر ہے - تمہارا میرٹھ جانا اور نواب مصطفی خاں سے ملنا ہم پہلے ہی دریافت کرچکے ہیں - اب تمہارے خط سے مرادآباد ہو کر سکندرآباد آنا معلوم ہو گیا - حق تعالی شانہٗ تم کو خوش و خرّم رکھے -

مرقومۂ جمعہ ' ۲۳ دسمبر سنہ ۱۸۵۹ع -

۷۸

[۷۸] بھائی '

میں نے دلّی کو چھوڑا اور رامپور کو چلا - پنجشنبہ ' ۱۹ کو مرادنگر اور جمعہ' ۲۰ کو میرٹھ پہنچا - آج شنبہ' ۲۱ کو بھائی مصطفیٰ خاں کے کہنے سے مقام کیا - یہاں سے یہ خط تم کو لکھ کر بھیجا - کل شاھجہان پور ' پرسوں گڑھ مُکتیسر رھوں گا - پھر مرادآباد ھوتا ھوا رامپور جاؤں گا - اب جو مجھ کو خط بھیجو ' رامپور بھیجنا - سرنامے پر رامپور کا نام اور میرا نام کافی ھے - اب اِسی قدر لکھنا کافی تھا ' باقی جو کچھ لکھنا ھے' وہ رام پور سے لکھوں گا - مرقومۂ چاشت‌گاہِ شنبہ ' ۲۱ جنوری سنہ ۱۸۶۰ع -

راقم : غالب -

۷۹

[۷۹] صاحب '

تمھارے یہ اوراق سکندرآباد سے دلّی اور دلّی سے رامپور پہنچے - یقین ھے کہ رامپور سے میرے بھیجے ہوئے سکندرآباد پہنچے ھوں گے - سوائے ایک مصرع کے مجھے اور جگہہ کی اِصلاح یاد نہیں - تم جو اپنے فرزند کو ناشناسائے مزاجِ روزگار کہتے ھو ' خود اِس میں اوس سے کیا کم ھو ؟ پہلے تو یہ بتاؤ کہ رامپور میں مجھے کون نہیں جانتا ؟ کہاں مولوی وجیہ‌الزماں صاحب ' کہاں میں ! اون کا مسکن میرے مسکن سے دور - پھر درِ دولتِ رئیس کہاں اور میں کہاں ! چار دن والیِ شہر نے اپنی کوٹھی میں اوتارا - میں نے مکان جداگانہ مانگا - دو تین حویلیاں برابر برابر مجھ کو عطا ھوئیں - اب اوس میں رھتا ھوں - بہ حسبِ اتفاق ڈاک‌گھر مسکن کے پاس ھے ؛ ڈاک منشی آشنا ھوگیا ھے - برابر دلّی سے خط چلے آتے ھیں - صرف رامپور کا نام اور میرا نام - محلے کی اور عرف کی حاجت نہیں - بلکہ در دولت اور مولوی صاحب کے نشان سے شاید خط تلف ھو جائے - دوسری بات جو تم نے لکھی ھے ' وہ بھی مطابقِ واقع و مناسبِ حال نہیں - اگر اِقامت قرار پائی ' تو تم کو بلا لوں گا -

[۱۸۶۰ع] -

غالب -

۸۰

میری جان ' [۸۰]

آخر لڑکے ہو ' بات کو نہ سمجھے - میں اور " تفتہ " کا اپنے پاس ہونا غنیمت نہ جانوں! میں نے یہ لکھا تھا کہ بہ شرط اِقامت بلا لوں گا ' اور پھر لکھتا ہوں کہ اگر میری اِقامت یہاں کی ٹھہری ' تو بے تمھارے نہ رہوں گا ' نہ رہوں گا ' زنہار نہ رہوں گا - منشی بال مکند "بیصبر" کا خط بلند شہر سے دلّی اور دلّی سے رامپور پہنچا ؛ تلف نہیں ہوا - اگر میں یہاں رہ گیا ' تو یہاں سے؛ اور اگر دلّی چلا گیا ' تو وہاں سے اِصلاح دے کر اون کے اشعار بھیج دوں گا - " بیصبر " کو اب کے بار مہینا بھر صبر چاہیے - وہ لفافہ بدستور رکھا ہوا ہے - از بسکہ یہاں کے حضرات مہربانی فرماتے ہیں اور ہر وقت آتے ہیں ' فرصتِ مشاہدۂ اوراق نہیں ملی - تم اِسی رقعے کو اون کے پاس بھیج دینا -

سہ شنبہ ' ۱۴ فروری سنہ ۱۸۶۰ع -

غالب -

۸۱

برخوردار سعادت آثار منشی ہر گوپال سلّمہُ اللّٰہ تعالیٰ ' [۸۱]

اِس سے آگے تم کو حالات مجمل لکھ چکا ہوں - ہنوز کوئی رنگ قرار نہیں پایا - بالفعل نواب لفٹنٹ گورنر بہادر مرادآباد اور وہاں سے رامپور آئیں گے - بعد اون کے جانے کے کوئی طور اِقامت یا عدم اِقامت کا ٹھہرے گا - منظور مجھ کو یہ ہے کہ اگر یہاں رہنا ہوا ' تو فوراً تم کو بُلا لوں گا - جو دن زندگی کے باقی ہیں ' وہ باہم بسر ہو جائیں - والدعا -

یکم مارچ سنہ ۱۸۶۰ع - راقم : غالب -

۸۲

میرزا تفتہ ' [۸۲]

اِس غمزدگی میں مجھ کو ہنسانا تمھارا ہی کام ہے - بھائی ' "تضمینِ گلستان" چھپواکر کیا فائدہ اوٹھایا ہے ' جو اِنطباعِ "سنبلستان" سے نفع اوٹھاؤ گے ؟ روپیہ جمع رہنے دو ؛ آمد اچھی چیز ہے ' اگرچہ قلیل ہو - اور اگر روپیہ لینا منظور ہے ' تو ہرگز اندیشہ نہ کرو اور درخواست دے دو - بعد نو مہینے کے

روپیہ تم کو مل جائے گا - یہ میرا ذمّہ کہ اِس نو مہینے میں کوئی اِنقلاب واقع نہ ہوگا - اگر اِحیاناً ہوا بھی ' تو ہوتے ہوتے اوس کو مدت چاہیے - ''رستخیزِ بیجا'' ہوچکا - اب ہو تو ''رُستخیز'' ہو یعنی قیامت ؛ اور اوس کا حال معلوم نہیں کہ کب ہوگی - اگر اعداد کے حساب سے دیکھو ' تو بھی ''رستخیز'' کے ۱۲۷۷ ہوتے ہیں - اِحتمالِ فتنہ سالِ آیندہ پر رہا ' سُو بھی موہوم -

میاں ' میں جو آخر جنوری کو رامپور جاکر آخر مارچ میں یہاں آگیا ہوں ' تو کیا کہوں کہ یہاں کے لوگ میرے حق میں کیا کیا کچھ کہتے ہیں ؟ ایک گروہ کا قول یہ ہے کہ یہ شخص والیِ رامپور کا اُستاد تھا اور وہاں گیا تھا ؛ اگر نواب نے کچھ سلوک نہ کیا ہوگا ' تو بھی پانچ ہزار روپئے سے کم نہ دیا ہوگا - ایک جماعت کہتی ہے کہ نوکری کو گئے تھے ' مگر نوکر نہ رکھا - ایک فرقہ کہتا ہے کہ نواب نے نوکر رکھ لیا تھا ' دو سو روپیہ مہینا کردیا تھا ' لفٹنٹ گورنر الہٰ آباد جو رامپور آئے اور اون کو ''غالب'' کا وہاں ہونا معلوم ہوا ' تو اونھوں نے نواب صاحب سے کہا کہ اگر ہماری خُشنودی چاہتے ہو ' تو اِس کو جواب دو - نواب نے برطرف کردیا - یہ تو سب سُن لیا - اب تم اصلِ حقیقت سنو ' نواب یوسف علی خاں بہادر تیس تیس برس کے میرے دوست اور پانچ چھ برس سے میرے شاگرد ہیں - آگے گاہ گاہ کچھ بھیج دیا کرتے تھے - اب جولائی سنہ ۱۸۵۹ع سے سو روپیہ مہینا ماہ بہ ماہ بھیجتے ہیں - بُلاتے رہتے تھے ' اب میں گیا ' دو مہینے رہ کر چلا آیا - بہ شرطِ حیات بعد برسات کے پھر جاؤں گا - وہ سو روپیہ مہینا ' یہاں رہوں ' وہاں رہوں ' خدا کے ہاں سے میرا مقرر ہے -

۳۱ مارچ سنہ ۱۸۶۰ع -

غالب -

۸۳

[۸۳] مرزا تفتہ '

ایک امرِ عجیب تم کو لکھتا ہوں اور وہ امر بعد تعجبِ مفرط کے موجبِ نشاطِ مفرط ہوگا - میں اِجراے پنسنِ سرکارِ انگریزی سے مایوس تھا - بارے ' وہ نقشا پنسن‌داروں کا جو یہاں سے بن کر صدر کو گیا تھا اور یہاں کے

حاکم نے بہ نسبت میرے صاف لکھ دیا تھا کہ یہ شخص پنسن پانے کا مستحق نہیں ہے' گورنمنٹ نے برخلاف یہاں کے حاکم کی راے کے میرے پنسن کے اِجرا کا حکم دیا اور وہ حکم یہاں آیا اور مشہور ہوا ' میں نے بھی سنا - اب کہتے ہیں کہ ماہِ آیندہ یعنی مئی کی پہلی کو تنخواہوں کا بٹنا شروع ہوگا - دیکھا چاہیے ' پچھلے روپئے کے باب میں کیا حکم ہوتا ہے -

۱۶ اپریل سنہ ۱۸۶۰ع -

غالب -

۸۴

[۸۴] شنبہ ' ششم مئی سنہ ۱۸۶۰ع' ہنگامِ نیم روز -

بھائی '

آج اِس وقت تمہارا خط پہنچا - پڑھتے ہی جواب لکھتا ہوں - زرِ سہ‌سالۂ مجتمعہ ہزاروں کہاں سے ہوئے ! سات سو پچاس روپیہ سال پاتا ہوں - تین برس کے دو ہزار دو سو پچاس ہوئے - سو روپئے مجھے مدد خرچ ملے تھے ' وہ کٹ گئے - ڈیوڑھ سو متفرقات میں گئے' رہے دو ہزار روپئے - میرا مختار کار ایک بنیا ہے اور میں اوس کا قرض‌دارِ قدیم ہوں - اب جو وہ دو ہزار لایا ' اوس نے اپنے پاس رکھ لیے اور مجھ سے کہا کہ میرا حساب کیجیے - سات کم پندرہ سو اوس کے سود مول کے ہوئے - قرضِ متفرق کا اوسی سے حساب کروایا - گیارہ سو کئی روپئے وہ نکلے - پندرہ اور گیارہ چھبیس سو ہوئے اصل میں - یعنی دو ہزار میں چھ سو کا گھاٹا - وہ کہتا ہے پندرہ سو میرے دے دو پانسو سات روپئے باقی کے تم لے لو - میں کہتا ہوں متفرقات گیارہ سو چُکا دے ' نو سو باقی رہے' آدھے تو لے' آدھے مجھ کو دے - پرسوں چوتھی کو وہ روپیہ لایا ہے ' کل تک قصہ نہیں چُکا - میں جلدی نہیں کرتا ' دو ایک مہاجن بیچ میں ہیں' ہفتے بھر میں جھگڑا فیصل ہو جائے گا - خدا کرے ' یہ خط تم کو پہنچ جائے - جس دن برات سے پھر کر آؤ ' اوسی دن مجھ کو اپنے ورودِ مسعود کی خبر دینا - والدعا -

غالب -

۸۵

[۸۵] برخوردار میرزا تفتہ '

دوسرا مسودہ بھی کل پہنچا - تم سچے اور میں معذور - اب میری کہانی سنو - آخر جون میں صدرِ پنجاب سے حکم آ گیا کہ پنسن‌دارانِ قدیم ماہ بہ ماہ نہ پائیں - سال میں دو بار بہ طریق ششماھہ فصل بہ فصل پایا کریں - ناچار ' ساھوکار سے سود کاٹ کر روپیہ لیا گیا ' تا رام‌پور کی آمد میں مل کر صرف ھو - یہ سود چھ مہینے تک اِسی طرح کتواں دینا پڑے گا ' ایک رقم معقول گھاتے میں جائے گی -

رسم ھے مُردے کی چھماھی ایک خلق کا ھے اِسی چلن پہ مدار
مجھ کو دیکھو کہ ھوں بہ قیدِ حیات اور چھماھی ھو سال میں دو بار

دس گیارہ برس سے اوس تنگنا میں رھتا تھا - سات برس تک ماہ بہ ماہ چار روپیہ دیا کیا - اب تین برس کا کرایہ کچھ اوپر سو روپیہ یکمشت دیا - مالک نے مکان بیچ ڈالا - جس نے لیا ھے اوس نے مجھ سے پیام بلکہ اِبرام کیا کہ مکان خالی کر دو - مکان کہیں ملے تو میں اوٹھوں - بےدرد نے مجھ کو عاجز کیا اور مدد لگا دی - وہ صحن بالا خانے کا جس کا دو گز کا عرض اور دس گز کا طول' اوس میں پاڑ بندھ گئی - رات کو وھیں سونا ' گرمی کی شدّت ' پاڑ کا قرب - گمان یہ گزرتا تھا کہ کٹگھر ھے اور صبح کو مجھ کو پھانسی ملے گی - تین راتیں اِسی طرح گزریں - دوشنبہ ' ۹ جولائی کو دو پہر کے وقت ایک مکان ھات آ گیا ؛ وھاں جا رھا - جان بچ گئی - یہ مکان بہ نسبت اوس مکان کے بہشت ھے ' اور یہ خوبی کہ محلہ وھی '' بلّی ماروں '' کا - اگرچہ ھے یوں کہ میں اگر اور محلّے میں بھی جا رھتا تو قاصدانِ ڈاک وھیں پہنچتے - یعنی اب اکثر خطوط '' لال کنوے '' کے پتے سے آتے ھیں اور بے تکلف یہیں پہنچتے ھیں - بہر حال ' تم وھی '' دلّی ' بلّی ماروں کا محلّہ '' لکھ کر خط بھیجا کرو - دو مسودے تمہارے اور ایک مسودہ '' بیصبر '' کا : یہ تین کاغذ درپیش ھیں - دو ایک دن میں بعدِ اِصلاح اِرسال کیسے جائیں گے - خاطرِ عاطر جمع رھے -

صبحِ جمعہ ' ۲۰ جولائی سنہ ۱۸۶۰ع -

۸۹

صبح دوشنبہ، پنجم جمادی‌الاول [۱۲۷۷ھ] و نوزدھم نومبر سال حال [۸۹]
[۱۸۶۰ع] -

میرزا تفتہ،

کل تمھارا خط مع کاغذِ اشعار آیا - آج تم کو یہ خط لکھتا ھوں اور اِسی خط کے ساتھ خط موسومۂ میر بادشاہ بھیجتا ھوں - کاغذِ اشعار کل یا پرسوں روانا ھوگا - فنِ تاریخ کو دونِ مرتبۂ شاعری جانتا ھوں اور تمھاری طرح سے یہ بھی میرا عقیدہ نہیں ھے کہ تاریخِ وفات لکھنے سے ادائے حقِ محبت ھوتا ھے - بہر حال، میں نے منشی نبی بخش مرحوم کی تاریخ رحلت میں یہ قطعہ لکھ کر بھیجا - منشی قمرالدین خاں صاحب نے ناپسند کیا - قطعہ یہ ھے :

شیخ نبی بخش کہ با حسن خلق داشت مذاقِ سخن و فہم تیز
مرگِ ستم پیشہ امانش نداد کیست کہ با مرگ بسیجد ستیز
سالِ وفاتش ز پے یادگار با دلِ زار و مژۂ دجلہ ریز
خواستم از '' غالب '' آشفتہ سر گفت : مدہ طول و بگو ''رستخیز''[1]

ایک قاعدہ یہ بھی ھے کہ کوئی لفظ جامعِ اعداد نکال‌لیا کرتے ھیں ؛ بلکہ قید معنی دار ھونے کی بھی مرتفع ھے، جیسا کہ یہ مصرع :

در سالِ غرس ھر آنکہ ماند بیند -

'' انوری '' کے قصائد کو دیکھو، دو چار جگہ ایسے الفاظ قصیدے کے آغاز میں لکھے ھیں، جس میں اعداد سال مطلوب نکل آتے ھیں اور معنی کچھ نہیں ھوتے - لفظ '' رُستخیز '' کیا پاکیزہ معنی دار لفظ ھے اور پھر واقع کے مناسب ! اگر تاریخ ولادت یا تاریخ شادی میں یہ لفظ لکھتا تو بے شبہہ نامستحسن تھا - قصہ مختصر، اگر تاریخ کی فکر موجبِ ادائے حقِ مودت ھے، تو میں حق دوستی ادا کر چکا - زیادہ کیا لکھوں ؟

داد کا طالب - غالب -

---

۱ - رستخیز = ۱۲۷۷ -

۸۷

[۸۷] صاحب،

تمھارا خط میرٹھ سے آیا - "مرءاۃ الصحائف" کا تماشا دیکھا - "سنبلستان" کا چھاپا خدا تم کو مبارک کرے اور خدا ھی تمھاری آبرو کا نگہبان رھے - بہت گزر گئی ھے، تھوڑی رھی - اچھی گزری ھے، اچھی گزر جائے گی - میں تو یہ کہتا ھوں کہ "عرفی" کے قصائد کی شہرت سے "عرفی" کے کیا ھات آیا، جو میرے قصائد کے اِشتہار سے مجھ کو نفع ھوگا؟ "سعدی" نے "بوستان" سے کیا پھل پایا، جو تم "سنبلستان" سے پاؤ گے؟ اللّٰہ کے سوا جو کچھ ھے، موھوم و معدوم ھے - نہ سخن ھے، نہ سخنور ھے؛ نہ قصیدہ ھے، نہ قصد ھے - لا موجود اِلاّ اللّٰہ -

جناب بھائی صاحب، یعنی نواب مصطفیٰ خاں بہادر، سے ملاقات ھو؛ تو میرا سلام کہہ دینا - ھمشیرہ کے پنسن کا جاری ھو جانا بہت خوشی کی بات ھے؛ مگر خوشی سے تعجب زیادہ ھے - کیا عجب ھے کہ اِس سے بھی زیادہ خوشی اور زیادہ تعجب کی بات بروے کار آوے - یعنی آپ کا پنسن بھی واگزاشت ھو جاوے - اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ!

صبحِ یکشنبہ، ۲۰ جنوری [۱۸۶۱ع] -

۸۸

[۸۸] اجی مرزا تفتہ!

تم نے روپیہ بھی کھویا اور اپنی فکر کو اور میری اِصلاح کو بھی ڈبویا - ھاے، کیا بُری کاپی ھے! اپنے اشعار کی اور اِس کاپی کی مثال جب تم پر کُھلتی کہ یہاں ھوتے اور بیگمات قلعہ کو پھرتے چلتے دیکھتے - صورت ماہ دوھفتہ کی سی اور کپڑے میلے، پائنچے لیر لیر، جوتی ٹوٹی - یہ مبالغہ نہیں، بلکہ بے تکلف - "سنبلستان" ایک معشوقِ خوبرو ھے؛ بدلباس ھے - بہر حال، دونوں لڑکوں کو دونوں جلدیں دے دیں اور معلّم کو حکم دیا کہ اِسی کا سبق دے - چنانچہ آج سے شروع ھو گیا -

مرقومۂ صبحِ سہ‌شنبہ، ۹ ماہ اپریل سنہ ۱۸۶۱ع -

غالب -

۸۹

میاں مرزا تفتہ ' [۸۹]

ہزار آفریں ! کیا اچھا قصیدہ لکھا ھے ! واہ واہ ' چشم بد دور ! تسلسلِ معنی ' سلاستِ الفاظ ! ایک مصرع میں تم کو محمد اِسحاق "شوکت" بخاری سے تَوارُد ہوا - یہ بھی محلِّ فخر و شرف ہے کہ جہاں " شوکت " پہنچا ' وھاں تم پہنچے - وہ مصرع یہ ھے :

چاک گردیدم و از جیب بہ داماں رفتم -

پہلا مصرع تمھارا اگر اوس کے پہلے مصرع سے اچھا ھوتا ' تو میرا دل اور زیادہ خوش ھوتا - خدا تم کو اِتنا جِلائے کہ ایک دیوان بیس جزو قصائد کا کہہ لو - مگر خبردار ' قصائد بہ قید حروفِ تہجّی نہ جمع کرنا -

صاحب ' مجھے اِس بزرگوار کا معاملہ ' اور یہ جو تم نے اِس کا وطن اور پیشہ اب لکھا ہے ' سابق کا تمھارا لکھا ھوا ' سب یاد ہے - میں نے اِس کو " دوست " بہ طریقِ طنز لکھا ھے ' بہر حال ' وہ جو میں نے " خاقانی " کا شعر لکھ کر اوس کو بھیجا ' اوس کی ماں مرے ' اگر میرے اوس خط کا جواب لکھا ھو - بڑا پرانا قصہ تم نے یاد دلایا - داغِ کہنۂ حسرت کو چمکایا - یہ قصیدہ منشی محمد حسن کی معرفت روشن‌الدولہ پاس اور روشن‌الدولہ کے توسّط سے نصیرالدین حیدر کے پاس گزرا اور جس دن گزرا اوسی دن پانچ ہزار روپئے کے بھیجنے کا حکم ھوا - متوسّط یعنی منشی محمد حسن نے مجھ کو اِطلاع نہ دی - مظفرالدولہ مرحوم لکھنئو سے آئے - اونھوں نے یہ راز مجھ پر ظاھر کیا اور کہا ' خدا کے واسطے ' میرا نام منشی محمد حسن کو نہ لکھنا ' ناچار میں نے شیخ امام بخش " ناسخ " کو لکھا کہ تم دریافت کرکے لکھو کہ میرے قصیدے پر کیا گزری - اونھوں نے جواب میں لکھا کہ پانچ ہزار ملے - تین ہزار روشن‌الدولہ نے کھائے دو ہزار منشی محمد حسن کو دیے اور فرمایا کہ اِس میں سے جو مناسب جانو غالب کو بھیج دو - کیا اوس نے ھنوز تم کو کچھ نہ بھیجا ؟ اگر نہ بھیجا ھو ' تو مجھ کو لکھو - میں نے لکھ بھیجا کہ مجھے پانچ روپئے بھی نہیں پہنچے - اِس کے جواب میں اونھوں نے لکھا کہ اب تم مجھے خط لکھو - اوس کا مضمون یہ ھو کہ میں نے بادشاہ کی تعریف میں قصیدہ

بھیجا ھے اور یہ مجھ کو معلوم ھوا ھے کہ وہ قصیدہ حضور میں گزرا مگر یہ میں نے نہیں جانا کہ اوس کا صلہ کیا مرحمت ھوا - میں ، کہ " ناسخ " ھوں ، اپنے نام کا خط بادشاہ کو پڑھوا کر اون کا کھایا ھوا روپیہ اون کے حلق سے نکال کر تم کو بھیج دوں گا - بھائی ، یہ خط لکھ کر میں نے ڈاک میں روانا کیا - آج خط روانا ھوا ، تیسرے دن شہر میں خبر اوڑی کہ نصیرالدین حیدر مر گیا - اب کہو میں کیا کروں اور " ناسخ " کیا کرے ؟

دوشنبہ ، ۱۹ اگست سنہ ۱۸۶۱ع -

غالب -

۹۰

[۹۰] میرزا تفتہ صاحب ،

اِس قصیدے کے باب میں بہت باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنی ھیں -

پہلے تو یہ کہ " خنجر را " و " گوھر را " کو تم نے از قسم تنافر سمجھا اور اوس پر اشعار اساتذہ سند لائے - یہ خدشہ نہیں پیدا ھوتا ، مگر لڑکوں کے اور مبتدیوں کے دل میں - " سلیم " :

شراب نُقل نخواھد ، بگیر ساغر را   کہ احتیاج شکر نیست شیر مادر را

یہ غزل شاھجہاں کے عہد کی طرحی ھے - " صائبؔ " و " قدسی " و شعرائے ھند نے اِس پر غزلیں لکھی ھیں -

دوسرے یہ کہ ممدوح کا پورا نام بےتکلف آتے ھوئے خالی کیوں اُڑادو ؟ ضیاءالدین احمد خاں ، نام ھے ؛ ھندی میں " رخشاں " تخلص ، فارسی میں " نیّر " تخلص -

ھمانا " نیّرِ " " رخشان " ضیاءالدین احمد خان -

دیکھو تو ، کیا پاکیزہ مصرع ھے ! یہ نہ کہنا کہ شعرا ممدوح کا نام نلنا لکھ جاتے ھیں ! وہ بحسب ضرورتِ شعر ھے - جس بحر میں پورا نام نہ آئے اوس میں شوق سے لکھو - جائز ، روا ، مستحسن - جس بحر میں نام ممدوح کا درست آئے اوس میں فروگزاشت کیوں کرو ؟

دو شنبہ ، نہم ستمبر سنہ ۱۸۶۱ع -

۹۱

صاحب، [۹۱]

قصیدے پر قصیدہ لکھا اور خوب لکھا - آفریں ہے! پھر اُستاد کے شعر تضمین کیوں کرتے ہو؟ نہ اِس کی کچھ حاجت، نہ اِس میں کوئی افزایشِ حُسن - تمھارے ایک شعر کو ایک شعر کے بعد رکھ دیا ہے تاکہ مقطعِ کلام ہو جائے - پہلا قصیدہ تمھارا " بر آورم "، " در آورم " کی ردیف کا سست ہے - اوس کو ہم نے نامنظور کیا - مگر نظر ثانی میں جو شعر قابل رکھنے کے ہوں گے، وہ لکھ کر تم کو بھیج دیں گے - بالفعل ایک شعر کی قباحت تم پر ظاہر کرتے ہیں تاکہ آیندہ اِس پالغز سے اِحتراز کرو :

نورِ سعادت از جبہۂ قاصدم چکد -

یہ کیا ترکیب ہے؟ " جبہہ " بر وزن " چشمہ " ہے - یعنی دو ہاے ہوز ہیں - " جبۂ قاصد "! ایک ہاے ہوز کہاں گئی؟

ہر کجا چشمۂ بود شیرین -

" چشمۂ " کی جگہ " چشۂ " لکھتے ہو! یہ بات ہمیشہ کو یاد رہے - اِتنے بڑے مشّاق سے ایسی غلطی بہت تعجب کی بات ہے -

میاں،

[مصرع :] برگِ دنیا نہ ساز و نیش بوَد -

یہ کوئی لغت نہیں، ایک لفظ نہیں، کہ کسی فرہنگ میں سے نکل آئے - یہ طرز تحریر ہے - کس کو یاد ہے کہ اِس کا نظیر کہاں موجود ہے؟ اِس امر سے قطعِ نظر، وہ شخص ایسا کہاں کا فارسی‌داں اور عالم ہے کہ میں لڑکوں کی طرح بیت بحثی کروں؟ دو جوتیاں آپ لگا دیں، ایک جوتی تم سے لگوا دی - اب قطعِ نظر کرو اور سکوت اِختیار فرماؤ -

میں " بُرھان " کا خاکا اوڑا رہا ہوں ؛ " چار شربت " اور " غیاث‌اللغات " کو حیض کا لتّا سمجھتا ہوں - ایسے گم‌نام چھوکروں سے کیا مقابلہ کروں گا؟ "بُرھانِ قاطع" کے اغلاط بہت نکالے ہیں - دس جزو کا ایک رسالہ لکھا ہے - اوس کا نام " قاطعِ بُرھان " رکھا ہے - اب اِس کے چھاپے کی فکر ہے - اگر یہ مدّعا حاصل ہو گیا، تو ایک جلد چھاپے کی تم کو بھیج دوں گا - ورنہ کاتب سے نقل

کروا کر قلمی ایک جلد بھیج دوں گا - بہت سودمند نسخہ ہے -

اِس قصیدۂ متبرکہ کو موافق اِصلاح کے اِس کاغذ سے اور کاغذ پر نقل کر کے ' اور جو مطالب کہ اِس کاغذ پر مرقوم ہیں ' اون کو حافظے کے سپرد کر کے ' اِس ورق کو پھاڑ ڈالو ' اور اِس قصیدے پر ناز کیا کرو - یہ قصیدہ تمہارا ہم کو بہت پسند آیا ہے -

جمعہ' ۴ اکتوبر سنہ ۱۸۶۱ع -

غالب -

۹۲

[۹۲] صاحب '

یہ قصیدہ تم نے بہت خوب لکھا ہے - حق تعالیٰ شانُہ اِس کا تمہیں صلہ دے - نواب مصطفیٰ خاں صاحب کے ہاں سے قصیدے کی رسید آ گئی - یقین ہے کہ تم کو بھی وہ خط لکھیں - در ایں ولا یہاں آیا چاہتے ہیں اور مجھ کو یہ لکھا تھا کہ قصیدہ پہنچا ؛ کیا کہنا ہے ! ایسا ہے اور ایسا ہے - میں چند روز میں وہاں آتا ہوں ' عندالملاقات اِس قصیدے کے باب میں باتیں ہوں گی -

ضیاءالدین خاں صاحب کا بھی مقدمہ آج کل فیصل ہوا چاہتا ہے - وہ قصیدہ ' جو میرے پاس امانت ہے ' اون کو دیا جائے گا - اِن شاءَ اللّٰہُ العلیُّ العظیم -

از من فراغ بُرد ' بُریدم من از فراغ -

"بُریدم من از فراغ " یعنی " قطعِ نظر کردم از فراغ و نومید شدم از فراغ "

۹۳

[۹۳] تم کو معلوم رہے کہ ایک ممدوح تمہارے یہاں آئے ہیں - اون کو میں نے تمہاری فکر اور تلاش کا مدّاح پایا - جنوری سنہ ۱۸۶۲ع میں کچھ تمہاری خدمت میں بھیجیں گے ؛ تم کو قبول کرنا ہوگا - سمجھے ' یہ کون ؟ یعنی نواب مصطفیٰ خاں صاحب ؛ اور دوسرے ممدوح یعنی نواب ضیاءالدین خاں ' وہ آخر دسمبر سنہ ۱۸۶۱ع میں یا اوائلِ جنوری سنہ ۱۸۶۲ع میں حاضر ہوں گے -

۹۴

بھائی، [۹۴]

ریمیا و ہیمیا خرافات ہے - اگر اِن کی کچھ اصل ہوتی، تو "ارسطو" اور "افلاطون" اور "بوعلی" : یہ بھی کچھ اِس باب میں لکھتے - کیمیا اور سیمیا، دو علم شریف ہیں - جو اشیا کی تاثیر سے تعلق رکھے، وہ "کیمیا"؛ اور جو اسماء سے متعلق ہو، وہ "سیمیا" -

جان غم سیمیا نخورد گھسے دل سوے کیمیا نیاوردم

شعر بامعنی ہوگیا - یہ نہ سمجھا کرو کہ اگلے جو لکھ گئے ہیں، وہ حق ہے - کیا آگے آدمی احمق پیدا نہیں ہوتے تھے ؟

"زمان" و "زمانہ" کو، میں پاگل ہوں جو غلط کہوں گا ؟ ہزار جگہ میں نے نظم و نثر میں "زمان" و "زمانہ" لکھا ہوگا -

وہ شعر کس واسطے کاٹا گیا ؟ سمجھو، پہلا مصرع لغو، دوسرے مصرع میں "نبرد" کا فاعل معدوم - "حلقۂ زا" کی زے پر نقطہ نہ تھا، میں نے غصے میں لکھا کہ نہ "حلقۂ را" درست، نہ "حلقۂ زا" درست - مگر یہ فارسی بیدلانہ ہے ؛ خیر رہنے دو- مرتا ہوں، مجھے سمجھاتے ہو کہ "صد جا در کلامِ اہلِ زبان خواہند یافت" - مگر میں بانیِ کلامِ اہلِ زبان نہیں -

گردشِ چرخ اُستخوان سائید -

اِس سے یہ بہتر ہے :

سودہ شد اُستخوان ز گردشِ چرخ -

باقی اور مصرعے سب اچھے بنائے ہیں -

غالب -

۹۵

صاحب، [۹۵]

دو زبانوں سے مرکب ہے یہ فارسی متعارف : ایک فارسی، ایک عربی - ہرچند اِس منطق میں لغاتِ ترکی بھی آ جاتے ہیں، مگر کمتر - میں عربی کا عالم نہیں، مگر نِرا جاہل بھی نہیں - بس اِتنی بات ہے کہ اِس زبان کے لغات کا محقق نہیں ہوں - علما سے پوچھنے کا محتاج اور سند کا طلب‌گار رہتا

ہوں - فارسی میں مبداء فیاض سے مجھے وہ دستگاہ ملی ہے کہ اِس زبان کے قواعد و ضوابط میرے ضمیر میں اِس طرح جا گزیں ہیں جیسے فولاد میں جوہر - اہلِ پارس میں اور مجھ میں دو طرح کے تفاوت ہیں : ایک تو یہ کہ اون کا مولد ایران اور میرا مولد ہندستان - دوسرے یہ کہ وہ لوگ آگے پیچھے، سو، دو سو، چار سو، آٹھ سو برس پہلے پیدا ہوئے ہیں - ''جُود'' لغتِ عربی ہے بہ‌معنیِ بخشش - ''جَواد'' صیغہ ہے صفتِ مشبّہ کا بے تشدید - اِس وزن پر صیغۂ فاعل میری سماعت میں جو نہیں آیا، تو میں اوس کو خود نہ لکھوں گا - مگر جب کہ ''نظیری'' شعر میں لایا اور وہ فارسی کا مالک اور عربی کا عالم تھا، تو میں نے مانا -

کیا ہنسی آتی ہے کہ تم مانند اور شاعروں کے مجھ کو بھی یہ سمجھے ہو کہ اُستاد کی غزل یا قصیدہ سامنے رکھ لیا یا اوس کے قوافی لکھ لیے اور اون قافیوں پر لفظ جوڑنے لگے ! لا حولَ و لا قوۃ اِلّا باللّٰہ - بچپن میں جب میں ریختہ لکھنے لگا ہوں، لعنت ہے مجھ پر اگر میں نے کوئی ریختہ یا اوس کے قوافی پیش نظر رکھ لیے ہوں - صرف بحر اور ردیف قافیہ دیکھ لیا اور اوس زمین میں غزل، قصیدہ لکھنے لگا - تم کہتے ہو ''نظیری'' کا دیوان وقتِ تحریرِ قصیدہ پیشِ نظر ہوگا اور جو اوس کے قافیے کا شعر دیکھا ہوگا، اوس پر لکھا ہوگا - واللّٰہ، اگر تمھارے اِس خط کے دیکھنے سے پہلے، میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اِس زمین میں ''نظیری'' کا قصیدہ بھی ہے ; چہ جائے آں کہ وہ شعر - بھائی، شاعری معنی آفرینی ہے، قافیہ پیمائی نہیں ہے -

''زمان'' لفظِ عربی، ''ازمنہ'' جمع ; دونوں طرح فارسی میں مستعمل ; ''زمانے''، ''یک زمان''، ''ہر زمان''، ''زمان زمان''، ''درین زمان''، در آن زمان''، سب صحیح اور فصیح - جو اِس کو غلط کہے، وہ گدھا - بلکہ اہل فارس نے، مثلِ ''موج'' و ''موجہ''، یہاں بھی ''ہے'' بڑھا کر ''زمانہ'' اِستعمال کیا ہے - ''یک زمان'' کو میں نے کبھی غلط نہ کہا ہوگا - ''سعدی'' کے شعر لکھنے کی کیا حاجت ؟

سنو میاں، میرے ہم‌وطن یعنی ہندی لوگ جو وادیِ فارسی‌دانی میں دم مارتے ہیں، وہ اپنے قیاس کو دخل دے کر ضوابط ایجاد کرتے ہیں -

جیسا وہ گھاگھس اُلّو عبدالواسع ہانسوی لفظ ''نامراد'' کو غلط کہتا ہے ؛ اور یہ اُلّو کا پٹّھا ''قتیل'' ''صفوتکدہ'' و ''شفقتکدہ'' و ''نشتر کدہ'' کو اور ''ہمہ عالم'' و ''ہمہ جا'' کو غلط کہتا ہے ؛ کیا میں بھی ویسا ہی ہوں جو ''یک زمان'' کو غلط کہوں گا ؟ فارسی کی میزان یعنی ترازو میرے ہات میں ہے - للّٰہ الحمدُ و للّٰہ الشّکر -

مرقومۂ چہارشنبہ ، ۲۷ ماہ اگست سنہ ۱۸۶۲ع -

۹۹

میرزا تفتہ ، [۹۹]

جو کچھ تم نے لکھا ، یہ بےدردی ہے اور بدگمانی - معاذاللّٰہ ، تم سے اور آزردگی ! مجھ کو اِس پر ناز ہے کہ میں ہندستان میں ایک دوستِ صادقُ الولا رکھتا ہوں ، جس کا ''ہرگوپال'' نام اور ''تفتہ'' تخلص ہے - تم ایسی کون سی بات لکھوگے کہ موجبِ ملال ہو ؟ رہا غمّاز کا کہنا ، اوس کا حال یہ ہے کہ میرا حقیقی بھائی کُل ایک تھا ، وہ تیس برس دیوانہ رہ کر مرگیا - مثلاً وہ جیتا ہوتا اور ہوشیار ہوتا اور تمہاری برائی کہتا ، تو میں اوس کو جھڑک دیتا اور اوس سے آزردہ ہوتا -

بھائی ، مجھ میں کچھ اب باقی نہیں ہے - برسات کی مصیبت گزر گئی ، لیکن بڑھاپے کی شدّت بڑھ گئی - تمام دن پڑا رہتا ہوں ، بیٹھ نہیں سکتا - اکثر لیٹے لیٹے لکھتا ہوں ؛ معہذا یہ بھی ہے کہ اب مشق تمہاری پختہ ہوگئی ، خاطر میری جمع ہے کہ اِصلاح کی حاجت نہ پاؤں گا - اِس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ قصائد سب عاشقانہ ہیں ، بہ‌کارِ آمدنی نہیں - خیر ، کبھی دیکھ لوں گا ، جلدی کیا ہے ؟ تین بات جمع ہوئیں : میری کاہلی ، تمہارے کلام کا محتاجِ بہ اِصلاح نہ ہونا ، کسی قصیدے سے کسی طرح کے نفع کا تصوّر نہ ہونا - نظر اِن مراتب پر ، کاغذ پڑے رہے - لالہ بال‌مکند ''بیصبر'' کا ایک پارسل ہے کہ اوس کو بہت دن ہوئے ، آج تک سرنامہ بھی نہیں کھولا - نواب صاحب کی دس پندرہ غزلیں پڑی ہوئی ہیں -

ضعف نے ''غالب'' نکمّا کر دیا ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے -

یہ قصیدہ تمہارا کل آیا - آج اِس وقت ، کہ سورج بلند نہیں ہوا ، اِس

کو دیکھا ، لفافہ کیا ، آدمی کے ہات ڈاک گھر بھجوایا -

۲۷ نومبر سنہ ۱۸۶۲ع - غالب -

۹۷

[۹۷] میرزا تفتہ ، کہ پیوستہ بدل جا دارد ،

ہر کجا ہست ، خدایا ! بسلامت دارش -

صاحب ،

کئی بار جی چاہا کہ تم کو خط لکھوں ، مگر متحیر کہ کہاں بھیجوں - اب جو تمہارا خط آیا ، معلوم ہوا کہ حضرت ابھی لکھنئو میں رونق‌افروز ہیں - خط نہ بھیجوں ، تو گنہگار - میں نے یہ عرض کیا ہے کہ مجھ میں اِصلاح کی مشقت کی طاقت نہیں رہی ؛ معہذا تمہارا کلام پختگی کو پہنچ گیا ہے ، اِصلاح طلب نہیں رہا ہے - شیر اپنے بچّے کو ایک مدّت تک آئین شکار سکھاتا ہے - جب وہ جوان ہو جاتا ہے ، تو خود بےاِعانتِ شیر شکار کیا کرتا ہے - یہ میں نے نہیں کہا کہ تم مجھے اپنے کلام کے دیکھنے سے محروم رکھو - جو غزل ، قصیدہ لکھا کرو نہ مسودہ بلکہ ایک نقل اوس کی ضرور مجھ کو بھیجا کرو -

۹۸

[۹۸] صاحبِ بندہ ،

میں نے بکس کا ایک ایک خانہ دیکھا ، سوائے تین کاغذوں کے کوئی کاغذ تمہارا نہ نکلا اور اِس وقت بہ سبب کم‌فرصتی کے میں ردیف اون تینوں قصیدوں کی نہیں بنا سکتا اور وہ مقدمہ ''ﮦ'' کا بہ اِقتضاے حالاتِ زمانہ سُست ہوگیا ہے ، مت نہیں گیا - دیر آید دُرُست آید ، اِن شاء اللّٰہ تعالیٰ -

اب میرا حال سنو :

در نومیدی بسے اُمید است پایانِ شبِ سیہ سپید است -

ہمیشہ نواب گورنر جنرل کی سرکار سے دربار میں مجھ کو سات پارچے اور تین رقم جواھر ، خِلعت ملتا تھا - لارڈ کیننگ صاحب میرا دربار و خِلعت بند کر گئے - میں نااُمید ہوکر بیٹھ رہا اور مدت العمر کو مایوس ہو رہا - اب جو یہاں لفٹنٹ گورنر پنجاب آئے ہیں ، میں جانتا تھا کہ یہ بھی مجھ سے نہ ملیں گے - کل اونھوں نے مجھ کو بُلا بھیجا - بہت سی عنایت فرمائی اور فرمایا

کہ لارڈ صاحب دلّی میں دربار نہ کریں گے ' میرٹھ ہوتے ہوئے اور میرٹھ میں اون اضلاع کے علاقہ‌داروں اور مالگزاروں کا دربار کرتے ہوئے انبالے جائیں گے - دلّی کے لوگوں کا دربار وہاں ہوگا ' تم بھی انبالے جاؤ ' شریکِ دربار ہوکر خلعت معمولی لے آؤ - بھائی ' کیا کہوں کہ کیا میرے دل پر گزری ؟ گویا مردہ جی اوٹھا ! مگر ساتھ اوس مسرت کے یہ بھی سنّاٹا گزرا کہ سامانِ سفرِ انبالہ و مصارفِ بےانتہا کہاں سے لاؤں اور طرّہ یہ کہ نذرِ معمولی میری قصیدہ ھے ! اِدھر قصیدے کی فکر ' اودھر روپئے کی تدبیر ! حواس ٹھکانے نہیں - شعر کام دل و دماغ کا ھے ' وہ روپئے کی فکر میں پریشان - میرا خدا یہ مشکل بھی آسان کرے گا ' لیکن اِن دنوں میں نہ دن کو چین ھے ' نہ رات کو نیند ھے - یہ کئی سطریں تمھیں اور ایسی ھی کئی سطریں جناب نواب صاحب کو لکھ کر بھیج دی ھیں - جیتا رہا ' تو انبالے سے آ کر خط لکھوں گا -

روزِ چارشنبہ ' ۱۳ رمضان [۱۲۷۹ھ] ' ۴ مارچ ' [۱۸۶۳ع] -

۹۹

[۹۹] لو صاحب ' ھم نے لفٹنٹ گورنر کی ملازمت اور خِلعت پر قناعت کرکے انبالے کا جانا موقوف کیا اور بڑے گورنر کا دربار اور خِلعت ' اور وقت پر موقوف رکھا - بیمار ھوں ' ھات پر ایک زخم ' زخم کیا ' ایک غار ھو گیا ھے - دیکھیے ' انجام کار کیا ھوتا ھے -

[۱۸۶۳ع]

غالب -

۱۰۰

[۱۰۰] حضرت '

پرسوں صبح کو تمھارے سب کواغذ ایک لفافے میں بند کر کے ڈاک گھر بھیجوا دیے - سمجھا کہ اب چند روز کو جان بچی ' اوسی دن شام کو ایک خط آپ کا اور پہنچا - اوس کو بھی روانا کرتا ھوں - اپنا حال پرسوں کے خط میں مفصل لکھ چکا ھوں - ادنیٰ بات یہ ھے کہ جو کچھ لکھتا ھوں ' وہ لیتے لیتے

ا - م ا و ۲ میں فروری ھے ' جو غلط ھے - یہ بھی ممکن ھے کہ خود ''غالب'' نے سہواً ' فروری ' لکھ دیا ھو -

لکھتا ہوں - مزے کی بات ہے کہ میرا لکھا ہوا میرا حال باور نہیں - اور کسی نے جو کہہ دیا کہ "غالب" کے پانو کا ورم اچھا ہوگیا اور اب وہ شراب دن کو بھی پیتا ہے' تو حضور نے اِن باتوں کو یقین جانا - بیس برس آگے یہ بات تھی کہ ابر و باراں میں یا پیش از طعام چاشت یا قریبِ شام تین گلاس پی لیتا تھا اور شرابِ شبانۂ معمولی میں مُجرا نہ لیتا تھا - اِس بیس برس میں بیس برساتیں ہوئیں' بڑے بڑے مینہہ برسے ' پینا ایک طرف ' دل میں بھی خیال نہ گزرا ؛ بلکہ رات کی شراب کی مقدار کم ہوگئی ہے - پانو کا ورم حد سے زیادہ گزر گیا - مادّہ تحلیل کے قابل نہ نکلا - کھولن شروع ہوگئی - حکما جو دو تین یہاں ہیں' اون کی رائے کے مطابق کل سے نیب کا بُھرتا بندھے گا ' وہ پکا لائے گا ' تب اوس کے پھوڑنے کی تدبیر کی جائے گی - تلوا زخمی ' پنڈلی زخمی ؛ اگر وہ نامردِ بےدرد جھوٹا ہے ' تو اوس پر ہزار لعنت ؛ اور اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر سو ہزار لعنت -

۱۰۱

[۱۰۱] حضرت '

آپ کے سب خط پہنچے' سب قصیدے پہنچے ؛ بعد اِصلاح بھیج دیے گئے- ستر برس کی عمر' آلامِ روحانی نہ میں کہوں نہ کوئی باور کرے ؛ امراضِ جسمانی میں کیا کلام ہے ؟ بائیں پانو میں مہینا بھر سے ورم ہے ' کھڑے ہونے میں رگیں پھٹنے لگتی ہیں - افعالِ دماغ ناقص ہوگئے - حافظہ گویا کبھی تھا ہی نہیں- قصّہ مختصر ' ایک قصیدہ سابق کا اور ایک کل کا آیا ہوا ' یہ دونوں ایک لفافے میں آج روانا کرتا ہوں -

جمعہ ' ۱۳ جولائی [۱۸۶۳ع] -

۱۰۲

[۱۰۲] میرزا تفتہ '

یہ غلطی تمہارے کلام میں کبھی نہیں دیکھی تھی کہ شعر ناموزوں ہو - بڑی قباحت یہ کہ " اعمّ " ' بہ تشدید ' لفظ عربی ہے :

دیگر نتوان گفت اخص را کہ اعم است -

مگر بحر اور ہو جاتی ہے - مانا کہ فارسی نویسانِ عجم نے یوں بھی لکھا ہو -

کاف کے اِسقاط کی کیا توجیہ کرو گے ؟ اور پھر اِس صورت میں بھی تو بحر بدل جاتی ہے - ناچار ' اِس شعر کو نکال ڈالو - ہمیں نے تمھیں قصائد لکھنے کو کہا تھا ؛ اب ہم منع کرتے ہیں کہ عاشقانہ قصائد نہ لکھا کرو - مدح بہ شرط ضرورت لکھو ' مگر بہ فکر و غور -

۱۶ جولائی سنہ ۱۸۶۳ع -

غالب -

۱۰۳

[۱۰۳] سچ ہے ' اگر آپ اُستاد کا مصرع نہ لکھتے ' تو میں " بروے استادنِ رنگ " کو کہاں سے سمجھتا ؟

بہ از من نصیحت‌گرے بایدت ندانم پس از من چہ پیش آیدت -

میں نے جو لکھا کہ میں اچھا ہوں ' اوس کو آپ[سچ]سمجھ کر خدا کا شکر بجا لائے - وہ جو میں نے لکھا تھا کہ شدتِ مَرَض کا بیان مبالغۂ شاعرانہ ہے ' اوس کو بھی آپ نے سچ جانا ہوگا ؛ حال آنکہ یہ دونوں کلمے از راہ طنز تھے - میں جھوٹ سے بیزار ہوں اور جھوٹے کو ملعون جانتا ہوں - کبھی جھوٹ نہیں بولتا - جب تم نے کسی طرح بیانِ واقعی کو باور نہ کیا ' تو میں نے تمھیں لکھ بھیجا کہ اچھا ہوں - اور یہ کلمہ تمھیں میں نے جب لکھا ہے ' کہ عہد کرلیا ہے کہ جب تک دم میں دم ہے اور ھات میں جنبشِ قلم ہے ؛ جب تک موقعِ اِصلاح خیال میں آ سکتا ہے ' آج جو تمھارا دفتر پہنچے گا ' اوس کو کل روانا کردیا کروں گا -

مجملاً حال میرا یہ ہے کہ قریب بہ مرگ ہوں - دونوں ھاتوں میں پھوڑے ' پانو میں ورم ؛ نہ وہ اچھے ہوتے ہیں ' نہ یہ رفع ہوتا ہے - بیٹھ نہیں سکتا ؛ لیٹے لیٹے لکھتا ہوں - کل تمھارا دو ورقہ آیا ' آج صبح کو لیٹے لیٹے اوس کو دیکھ کر تمھیں بھجوایا - زنہار تم مجھے تندرست سمجھے جاؤ اور دفتر کے دفتر بھیجتے رہو ' ایک دن سے زیادہ توقف نہ کروں گا - قریبِ مرگ ہوں تو بلا سے !

صبح پنجشنبہ ' ۲۳ جولائی سنہ ۱۸۶۳ ع -

غالب -

۱۰۴

[۱۰۴] ''انگشتری'' اور ''خاتَم'' دونوں ایک ھیں - تم نے ''خاتَم'' بہ معنی ''نگین'' باندھا - یہ غلط -

''جنسِ وفاے کس مخر'' کیا ترکیب ھے ؟ ''جنسِ کس مخرِ[1] وفا'' البتہ درست ھے - نظرِ اول میں بہ سببِ تکدّرِ حواس اور کثرتِ درد و ورمِ پا کے میں نے خیال نہ کیا ھوگا -

یہ خط لکھ کر بند [کر] رکھا تھا کہ کل صبح روانا کروں گا - چشمِ بد دور، آج اِسی وقت ، کہ دو گھڑی دن ھے ، آپ کا نوازش‌نامہ پہنچا - وہ سِرا جو میں نے خالی چھوڑ دیا ھے ، اوس کو کتر کر ، یہ سطریں لکھ کر ، پھر بند کرتا ھوں -

سبحان اللّٰہ !

دیگر نتوان گفت اخص را کہ اعم ست این -

اِس کا وزن کب درست ھے ؟ کیا فرماتے ھو ؟ غور کرو ، بعد غور کے اِس کی ناموزونی کا خود اقرار کرو گے -

''شرفِ قزوینی'' کے مطلع میں ''ساغر غم در کشیدہ ایم'' و ''دم در کشیدہ ایم'' ، دوسرے شعر میں

''پیمانہاے زھر ستم در کشیدہ ایم'' -

''در کشیدن'' کو ربط ''پیمانہ'' کے ساتھ ھے یا ''زھر'' کے ساتھ ؟ اگر ''زھر در کشیدن'' جائز ھوتا ، تو وہ ''سم'' کے قافیے کو کیوں چھوڑتا ؟ تیسرے شعر میں ''قلم در کشیدن'' ھے ، چوتھے شعر میں ''آب در کشیدن'' ھے ، پانچویں میں ''سر در کشیدن'' ھے - کیا زھر پانی ھے ؟ اگر بہ مَثَل ''زھراب'' ھوتا تو روا تھا - سبحان اللّٰہ ! یہ عبارت : ''جائیکہ شرفِ قزوینی ساغر و پیمانہ و زھر در کشید''- اے برادر، شرف زھر کجا در کشید ؟ بلکہ پیمانۂ زھر در کشید - شما ھم ساغرِ سم در کشید - ''سم در کشیدن'' کجا و ''پیمانۂ غم در کشیدن'' کجا ! ھم نے تو تم کو اِجازت دی ھے - خیر ، رھنے دو - ھند میں اِس کو کون سمجھے گا ؟ چاھو یوں کردو :

۱ - [''کس مخر'' (یعنی جسے کوئی نہ خریدے) یہاں ''جنس'' کی صفت ھے - م - س-]

"دانی، من و دل، آنچہ بہم در کشیدہ ایم
در یک نفس دو ساغرِ سم در کشیدہ ایم"۔

غالب -

سبحان اللہ! تم جانتے ہو کہ میں اب دو مصرعے موزوں کرنے پر قادر ہوں، جو مجھ سے مطلع مانگتے ہو؟

گمانِ زیست بود بر منت ز بیدردی
بد است مرگ، ولے بدتر از گمانِ تو نیست -

خیر، شرفِ قزوینی کی سند پر وہ مطلع رہنے دو - غالب -

میں ایسا جانتا ہوں کہ "درّاعہ" بہ تشدید ہے اور وہ "درع" بہ وزن "زرع" اور لغت ہے -

صاحب، یہ قصیدہ تم نے ایسا لکھا ہے کہ میرا دل جانتا ہے! کیا کہنا ہے! ایک خیال رکھا کرو کہ شعرِ اخیر میں کوئی بات ایسی آ جائے کہ جس سے اِختتام کے معنی پیدا ہوا کریں -

ایک قصیدہ اِصلاح دے کر بھیج چکا ہوں اور اوسی ورق پر فلانے صاحب کے باب میں تم کو ایک نصیحت کر چکا ہوں - اودھر کے جواب کا ہرگز خیال نہ رکھو اور اِدھر سے اگر قصیدے کے اِرسال میں دیر ہوا کرے، تو گھبرایا نہ کرو - اب میرے پاس دو قصیدے ہیں، ایک " لشکر بر آورم " اور ایک کل آیا ہے: " بر جا ماند " و " دریا ماند " - خوب کہے، کہ مضمون سے پہلے ممدوح ڈھونڈھنا پڑتا ہے! اگر میں تم کو ممدوح بتا سکتا، تو قصیدہ اوس کے نام کا تم سے ملگوا چکا ہوتا اور اوس ممدوح تک پہنچا چکا ہوتا - بھائی، ایک دقیقہ ہے کہ لکھنے کے قابل نہیں - ہاں، ملاقات ہوئے پر کہ سکتا ہوں - اللّٰہ! اللّٰہ!

۱۰۵

[۱۰۵] صاحب،

" گوھر را "، " خاور را "؛ یہ قصیدہ بہت اصلاح‌طلب تھا - ہم نے اِصلاح دے کر تمہارے پاس بھیج دیا ہے - جب تم صاف کر کے بھیجو گے؛ ہم تمہارے ممدوح کو دے دیں گے - کل تمہارا یہ قصیدہ پہنچا؛ ہم نے دوپہر کو

دیکھ کر درست کیا - آج پنجشنبہ ' ۱۰ ستمبر [۱۸۶۳ع] کو ڈاک میں بھجوا دیا -

صاحب ' آج میر بادشاہ آئے - تمھاری خیر و عافیت اون کی زبانی معلوم ہوئی - اللّٰہ تمھیں خوش رکھے اور مجھ کو تمھارے خوش رکھنے کی توفیق دے - ممدوح کا نام کیا لکھوں ؟ بات اِسی قدر ہے کہ رامپور میں کوئی صورت کسی طرح بنتی نظر نہیں آتی - ورنہ کیا تمھارا قصیدہ وھاں نہ بھجواتا ؟

'' دُراعہ '' کو ' یہ نہ کہو کہ تشدید نہیں ہے - اصلِ لغت مشدّد ہے - شعرا اوس کو مخفف بھی باندھتے ھیں - '' سعدی '' کے مصرع سے اِتنا مقصود حاصل ہوا کہ '' دراعہ '' بے تشدید بھی جائز ہے - یاد رہے ' '' جادہ '' اور '' دراعہ '' دونوں عربی لغت ھیں - وہ دال کی تشدید سے اور یہ رے کی تشدید سے - مگر خیر '' جادہ '' اور '' دراعہ '' بھی لکھتے ھیں - یہ نہ کہو کہ '' دُرّاعہ '' ھرگز نہیں ہے یہ کہو کہ '' دراعہ '' بے تشدید بھی جائز ہے -

غالب -

۱۰۶

[۱۰۶] صاحب '

'' کشیدن '' کی جگہ '' در کشیدن '' و '' بر کشیدن '' بلکہ ''برکشیدن'' کی جگہ '' در کشیدن '' نہ چاھیے - '' بر آمدن '' و '' در آمدن'' کا اِستعمال بعض متاخّرین نے عام کر دیا ہے - یعنی '' در آید '' سے '' بر آید '' کے معنی لیے ھیں ' لیکن '' در کشیدن '' اور ہے ' اور '' کشیدن '' اور - میں قریب بہ مرگ ھوں - پانو کے ورم نے اور ھات کے پھوڑے نے مار ڈالا ہے - باور کرنا ' اور میرے سب آدمی ' بلکہ بعض دوست جو روز آتے ھیں ' وہ بھی گواہ ھیں کہ میں صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک پڑا رھتا ھوں - خطوط کی تحریر لیٹے لیٹے ھوتی ہے - اشعار اِصلاح کو بہت جگہہ سے آتے تھے ' سب کو منع کر دیا - ایک رئیسِ رامپور اور ایک تم ' اِن کی اِصلاح رہ گئی -

۱۰۷

[۱۰۷] لا حولَ و لا قُوّۃ ! کس ملعون نے ' بہ سببِ ذوقِ شعر ' اشعار کی اِصلاح منظور رکھی ؟ اگر میں شعر سے بیزار نہ ھوں ' تو میرا خدا مجھ سے بیزار !

میں نے تو بہ طریق 'قہر درویش بہ جان درویش' لکھا تھا - جیسے اچھی جورو بُرے خاوند کے ساتھ مرنا بھرنا اختیار کرتی ہے ' میرا تمہارے ساتھ وہ معاملہ ہے -

۱۰۸

نور چشم غالبِ از خود رفتہ ' مرزا تفتہ ' [۱۰۸]

خدا تم کو خوش اور تندرست رکھے - نہ دوست بخیل' نہ میں کاذب ؛ مگر بہ قولِ میر تقی :

اتفاقات ہیں زمانے کے -

بہر حال ' کچھ تدبیر کی جائے گی اور اِن شاء اللّٰہ صورتِ وقوع جلد نظر آئے گی- تعجب ہے کہ اِس سفر میں کچھ فائدہ نہ ہوا -

یا کرم خود نماند در عالم یا مگر کس درین زمانہ نکرد -

اغنیاے دھر کی مدح سرائی موقوف کرو ' اشعارِ عاشقانہ بہ طریقِ غزل کہا کرو اور خوش رہا کرو -

سہ‌شنبہ ' ۲۴ نومبر سنہ ۱۸۶۳ع -

نجات کا طالب ' غالب -

۱۰۹

سہ‌شنبہ' ۳ ربیع‌الثانی[۱۲۸۱ھ] و ششم ستمبر[۱۸۶۴ع] - [۱۰۹]

صاحب '

کل پارسل اشعار کا ایک آنے کا ٹکٹ لگا کر اور اوس پر لکھ کر کہ '' یہ پارسل ہے ' خط نہیں ہے'' ڈاک میں بھیج دیا - ڈاک منشی نے کہا کہ خطوں کے صندوق میں ڈال دو - خدمتگار ناخواندہ آدمی' اوس کا حکم بجا لایا اور اوس کو خطوں کے صندوق میں ڈال آیا - وہ لفظ کہ '' یہ خط نہیں ہے ' پارسل ہے '' دست‌آویز معقول ہے - اگر وہاں کے ڈاکیے تم سے خط کا محصول مانگیں ' تو تم اوس جملے کے ذریعے سے گفتگو کر لینا -

مکان میرے گھر کے قریب ' حکیم محمود خاں کے گھر کے نزدیک ' عطار بھی پاس ' بازار بھی قریب ' ڈھائی روپئے کرائے کو موجود - مگر مالکِ مکان سے یہ وعدہ ہے کہ ہفتہ بھر کسی اور کو نہ دوں گا ؛ بعد ایک ہفتے کے اگر تمہارا مسافر نہ آیا ' تو مجھے اور کرایہ‌دار کے دینے کا اختیار ہے - رامپور کے

باب میں مختصر کلام یہ ہے کہ نہ میں والی رامپور کو لکھ سکتا ہوں ' نہ اِس نہ لکھنے کی وجہ تم کو لکھ سکتا ہوں - اگر کبھی ریل میں بیٹھ کر آجاؤ گے ' تو زبانی کہہ دوں گا -

غالب -

۱۱۰

[۱۱۰] بھائی '

تم سچ کہتے ہو کہ بہت مسودے اِصلاح کے واسطے فراہم ہوئے ہیں - مگر یہ نہ سمجھنا کہ تمھارے ہی قصائد پڑے ہیں - نواب صاحب کی غزلیں بھی اوسی طرح دھری ہوئی ہیں - برسات کا حال تمھیں بھی معلوم ہے ؛ اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ میرا مکان گھر کا نہیں ہے ' کرائے کی حویلی میں رہتا ہوں - جولائی سے مینھ شروع ہوا - شہر میں سینکڑوں مکان گرے ' اور مینھ کی نئی صورت : دن رات میں دو چار بار برسے اور ہر بار اِس زور سے کہ ندی نالے بہ نکلیں - بالاخانے کا جو دالان میرے بیٹھنے اوٹھنے ' سونے جاگنے ' جینے مرنے کا محل ؛ اگرچہ گرا نہیں ' لیکن چھت چھلنی ہوگئی - کہیں لگن' کہیں چلمچی' کہیں اوگال دان رکھ دیا - قلمدان ' کتابیں اوٹھا کر توشہ‌خانے کی کوٹھری میں رکھ دیے - مالک مرمت کی طرف متوجہ نہیں - کشتیِ نوح میں تین مہینے رہنے کا اِتفاق ہوا - اب نجات ہوئی ہے - نواب صاحب کی غزلیں اور تمھارے قصائد دیکھے جائیں گے - میر بادشاہ میرے پاس آئے تھے - تمھاری خیر و عافیت اون سے معلوم ہوئی تھی - میر قاسم علی صاحب مجھ سے نہیں ملے - پرسوں سے نواب مصطفیٰ خاں صاحب یہاں آئے ہوئے ہیں - ایک ملاقات اون سے ہوئی ہے - ابھی یہیں رہیں گے - بیمار ہیں؛ احسن‌اللّٰہ خاں معالج ہیں - فصد ہو چکی ہے ' جونکیں لگ چکی ہیں - اب مسہل کی فکر ہے - سوا اِس کے سب طرح خیر و عافیت ہے - میں ناتواں بہت ہوگیا ہوں - گویا صاحب فراش ہوں - کوئی شخص نیا ' تکلف کی ملاقات کا ' آ جائے ؛ تو اوٹھ بیٹھتا ہوں ' ورنہ پڑا رہتا ہوں - لیٹے لیٹے خط لکھتا ہوں ؛ لیٹے لیٹے مسودات دیکھتا ہوں - اللّٰہ ' اللّٰہ ' اللّٰہ !

صبحِ جمعہ ' ۱۴ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۶۴ ع [۱] -

۱- م ۱ و ۲ : " ۱۸۶۲ " -

۱۱۱

[111]

منشی صاحب '

میں سال گزشتہ بیمار تھا - بیماری میں خدمتِ احباب سے مقصّر نہیں رہا - اب مردہ ہوں ؛ مردہ کچھ کام نہیں کر سکتا - کمشنر و ڈپٹی کمشنر وغیرہ حُکّام شہر سے ترکِ ملاقات ہے ؛ مگر ڈپٹی کلکٹرشہر سے ' کہ وہ مہتمم خزانہ ہے ' ہر مہینے میں ایک بار ملنا ضرور ہے - اگر نہ ملوں تو مختارکار کو تنخواہ نہ ملے - ڈِکرودر صاحب ڈپٹی کلکٹر چھ مہینے کی رخصت لےکر پہاڑ پر گئے ' اون کی جگہہ ریتیگن صاحب مقرر ہوئے - اون سے ناچار ملنا پڑا - وہ تذکرہ شعراے ہند کا انگریزی میں لکھتے ہیں - مجھ سے بھی اونھوں نے مدد چاہی - میں نے سات کتابیں بھائی ضیاءالدین خاں صاحب سے مستعار لے کر اون کے پاس بھیج دیں - پھر اونھوں نے مجھ سے کہا کہ جن شعرا کو تو اچھی طرح جانتا ہے اون کا حال لکھ بھیج - میں نے سولہ آدمی لکھ بھیجے ؛ یہ قید اِس کے کہ اب زندہ موجود ہیں ' اور اِس سواد کی صورت یہ ہے :-

نواب ضیاءالدین احمد خاں بہادر رئیس لوہارو ' فارسی اور اُردو دونوں زبانوں میں شعر کہتے ہیں - فارسی میں '' نیّر '' اور اُردو میں '' رخشاں '' تخلص کرتے ہیں -

اسداللّٰہ خاں '' غالب '' کے شاگرد نواب مصطفیٰ خاں بہادر علاقہدارِ جہانگیرآباد ' اُردو میں '' شیفتہ '' اور فارسی میں '' حسرتی '' تخلص کرتے ہیں - اُردو میں مومن خاں کو اپنا کلام دکھاتے تھے -

منشی ہرگوپال ' معزز قانون‌گو سکندرآباد کے ' فارسی شعر کہتے ہیں - '' تفتہ '' تخلص کرتے ہیں - اسداللّٰہ خاں '' غالب '' کے شاگرد -

ظاہرا بعد اِس فہرست کے بھیجنے کے اونھوں نے کچھ اپنے منشی سے تم کو لکھوایا ہوگا ؛ پھر کچھ آپ لکھا ہوگا - مجھ کو اِس حال سے کچھ اِطّلاع نہیں - تمھارے خط کی رو سے میں نے اطلاع پائی - اب میں مولوی مظہرالحق ' اون کے منشی ' کو بلواؤں گا اور سب حال معلوم کروں گا - اصل یہ ہے کہ تذکرہ انگریزی زبان میں لکھا جاتا ہے - اشعارِ ہندی اور فارسی کا ترجمہ شامل نہ کیا جائے گا - صرف شاعر کا اور اوس کے اوستاد کا نام اور شاعر کے مسکن و موطن کا

نام مع تخلص درج ہوگا - خدا کرے ، کچھ تم کو فائدہ ہو جائے ؛ ورنہ بہ ظاہر سوائے درج ہونے نام کے اور کسی بات کا اِحتمال نہیں ہے - ریتیگن صاحب اب عدالتِ خفیفہ کے جج ہو گئے - ڈکرودر صاحب پہاڑ سے آ گئے ، اپنا کام کرنے لگے - ریتیگن صاحب شہر سے باہر دو کوس کے فاصلے پر جا رہے - معہذا جاڑے کا موسم ، بڑھاپے کا عالم ، وہاں تک جانا دشوار ، اور پھر کوئی مطلب نکلتا ہوا نظر میں نہیں - بہر حال ، مولوی مظہرالحق پرسوں یکشنبے کے دن میرے پاس آئیں گے - حال معلوم کر کے ، اگر میرا جانا یا لکھنا تمھاری فلاح کا موجب ہوگا ، تو ضرور جاؤں گا -

روزِ جمعہ ، ۹ دسمبر سنہ ۱۸۶۴ع -

غالب -

۱۱۲

[۱۱۲] آؤ مرزا تفتہ ، میرے گلے لگ جاؤ ؛ بیٹھو اور میری حقیقت سنو -

یکشنبے کو مولوی مظہرالحق آئے تھے ، اون سے سب حال معلوم ہوا - پہلا خط تم کو اون کے بھائی مولوی انوارالحق نے بموجب حکم ریتیگن صاحب کے لکھا تھا - پھر ایک خط صاحب نے آپ مسودہ کر کے اپنی طرف سے تم کو لکھا - دونوں دیوان تمھارے اور "نشترِ عشق" اور ایک تذکرہ اور یہ چار کتابیں تمھاری بھیجی ہوئی ، اون کو پہنچیں - صاحب تم سے بہت خوش اور تمھارے بہت معتقد ہیں - کہتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں ، اِتنا بڑا شاعر کوئی اور ہندستان میں نہ ہوگا کہ جو پچاس ہزار بیت کا مالک ہو - فائدہ اِس اِلتفات کا یہ کہ تمھارا ذکر بہت اچھی طرح سے لکھیں گے ، باقی ما بہ خیر شما بہ سلامت - ہاں ، اِن کے تحت میں پندرہ بیس روپئے مشاہرے کے علاقے ہیں - اگر تمھاری اِجازت ہو ، تو اِس امر میں اون سے کلام کروں -

میرا عجب حال ہے - حیران ہوں کہ تمھیں میرا کلام کیوں باور نہیں آتا ؟

گمانِ زیست بُوَد بر منت ز بیدردی
بد است مرگ ، ولے بدتر از گمان تو نیست -

سامعہ مر گیا تھا ، اب باصرہ بھی ضعیف ہو گیا - جتنی قوتیں اِنسان میں

ہوتی ہیں ' سب مضمحل ہیں - حواس سراسر مختل ہیں - حافظہ گویا کبھی نہ تھا - شعر کے فن سے گویا کبھی مناسبت نہ تھی - رئیسِ رام‌پور سو روپئے مہینا دیتے ہیں - سالِ گزشتہ اون کو لکھ بھیجا کہ ' اِصلاح نظم حواس کا کام ھے اور میں اپنے میں حواس نہیں پاتا - متوقع ہوں کہ اِس خدمت سے معاف رہوں - جو کچھ مجھے آپ کی سرکار سے ملتا ھے ' عوض خدمات سابقہ میں شمار کیجیے ؛ تو میں " سکہ لمبر " سہی ' ورنہ خیرات خوار سہی - اور اگر یہ عطیہ بہ شرط خدمت ھے ' تو جو آپ کی مرضی ھے وھی میری قسمت ھے ' - برس دن سے اون کا کلام نہیں آتا - فتوح مقرری نومبر تک آئی - اب دیکھیے ' آگے کیا ہوتا ھے ؟ آج تک نواب صاحب از راہ جواں‌مردی دیے جاتے ہیں - اور بھائی تمھاری مشق ' چشم بد دور ' صاف ہو گئی - رَطب و یابِس تمھارے کلام میں نہیں رہا - اور اگر خَواھی نہ خواھی تمھارا عقیدہ یہی ھے کہ اِصلاح ضرور ھے ؛ تو' میری جان ! میرے بعد کیا کروگے؟ میں تو چراغِ دمِ صبح و آفتاب سر کوہ ہوں - اِنّا للّٰہ و اِنّا اِلیہ راجعون -

۱۴ رجب [۱۲۸۱ھ][۱]-

نجات کا طالب ' غالب -

۱۱۳

[۱۱۳] منشی صاحب سعادت و اقبال نشان منشی ہرگوپال صاحب سلّمہ اللّٰہ تعالیٰ غالب کی دعاے درویشانہ قبول کریں -

ہم تو آپ کو سکندرآباد "قانون‌گویوں" کے محلے میں سمجھے ہوئے ہیں اور آپ لکھنئو ' راجہ مان سنگھ کی حویلی مطبعِ اودھ اخبار میں بیٹھے ہوئے مداریا حُقّہ لکھنئو کا پی رھے ہیں اور منشی نول‌کشور صاحب سے باتیں کر رھے ہیں - بھلا ' منشی صاحب کو میرا سلام کہنا - آج یکشنبہ ھے ؛ اخبار کا لفافہ ابھی تک نہیں پہنچا - ہر ہفتے تو پنجشنبے ' حد جمعے کو پہنچتا تھا -

مرزا تفتہ ' کیا فرماتے ہو؟ کیسے ریتیگن صاحب ! کہاں ریتیگن صاحب ! پنجشنبے کے دن ' ۱۹ جنوری سنہ حال کو ' وہ پنجاب کو گئے - ملتان یا پیشاور کے ضلع میں کہیں کے حاکم ہوئے ہیں - میں اپنی ناتوانی کے سبب

۱ - مطابق ۱۴ دسمبر ۱۸۶۴ م -

اون کی ملاقات تودیع کو نہیں گیا - انوارالحق گھاٹ پر نوکر ہیں - پندرہ روپئے مشاہرہ پاتے ہیں - زیادہ زیادہ -
صبحِ یکشنبہ ' ۱۲ فروری سنہ ۱۸۶۵ع -

نجات کا طالب ' غالب -

۱۱۴

[۱۱۴] صاحب '

واقعی "سداب" کا ذکر کتبِ طبی میں بھی ہے اور "عرفی" کے ہاں بھی ہے - تمہارے ہاں اچھا نہیں بندھا تھا اِس واسطے کاٹ دیا - "قِراب" کون سا لفظِ غریب ہے ' جس کو اِس طرح پوچھتے ہو ؟ "خاقانی" کے کلام میں اور اساتذہ کے کلام میں ہزار جگہ آیا ہے - "قِراب" اور "سداب" ' دونوں لغت عربی الاصل ' صحیح ہیں -

غالب -

۱۱۵

[۱۱۵] حضرت '

اِس غزل میں "پروانہ" و "پیمانہ" و "بت‌خانہ" ' تین قافیے اصلی ہیں - "دیوانہ" چونکہ علَم قرار پا کر ایک لغت جداگانہ مشخص ہوگیا ہے اِس‌کو بھی قافیۂ اصلی سمجھ لیجیے - باقی "غلامانہ" و "مستانہ" و "مردانہ" و "ترکانہ" و "دلیرانہ" و "شکرانہ" ' سب ناجائز و نامستحسن ؛ ایطا ' اور ایطا بھی قبیح - مجھے بہت تعجب ہے کہ اِنھیں قافیوں میں ایطا کا حال تم کو لکھ چکا ہوں اور پھر تم نے غزل مبنی اِنھیں قوافی پر رکھی - "کاشانہ" و "شانہ" و "افسانہ" و "جانانہ" و "فرزانہ" ' یہ قافیے کیوں ترک کیے ؟ یاد رہے ' ساری غزل میں "مردانہ" یا "مستانہ" یا اِن کے نظائر میں سے ایک جگہ آوے ' دوسری بیت میں زنہار نہ آوے - یہ غزل نظری ہوگئی - اور غزل لکھ کر بھیجو ' تا اِصلاح دی جائے -

عفو کا طالب ' غالب -

۱۱۶

[۱۱۶] مرزا تفتہ ' پیر شو و بیاموز -

تم خوش‌گو اور زود گو مُقرّر ہو ؛ لیکن جس کو تم تحقیقات کہتے ہو '

وہ محض توہمات اور تخیلات ہیں - قیاس دوڑاتے ہو؛ وہ قیاس کہیں مطابق واقع ہوتا ہے، کہیں خلاف - ''عرفی'' کہتا ہے:

روح را ناشتا فرستادی -

یعنی روح کو تونے بھوکا بھیجا - ''ناشتا'' اوس کو کہتے ہیں جس نے کچھ کھایا نہ ہو، ہندی اوس کی ''نہار مُنہ'' - تم لکھتے ہو:

کہ عجب ناشتا فرستادی -

یعنی غذاے صبح جیسا کہ ہندی میں مشہور ہے: ''اوس نے ناشتا بھی کیا ہے یا نہیں؟''

''واقف'' کہتا ہے:

نے محرم قفس، نہ بہ دام آشنا شدیم نفرین کنیم ساعتِ پروازِ خویش را -

یہ بھی ہندی کی فارسی ہے: ''بُری گھڑی'' اور ''سُبھ گھڑی'' - اہل زبان ایسے موقع پر ''طالع'' لکھتے ہیں:

نفرین کنیم طالعِ پروازِ خویش را -

''قتیل'' کہتا ہے:

یک وَجَب جاے بکوے تو ز خون پاک نبود
کُشتہ بر کُشتہ تپان بود، دگر خاک نبود -

یہاں ''ہیچ نہ بود'' کا محل ہے - ہندی میں ''کچھ نہیں'' کی جگہ ''خاک نہیں'' بولتے ہیں - اور پھر صاحب ''برھانِ قاطع'' کا کیا ذکر کرتے ہو؟ وہ تو ہر لغت کو تینوں حرکتوں سے لکھتا ہے - زیر، زبر، پیش کا تفرقہ منظور نہیں رکھتا ہے - لکھتا ہے کہ یوں بھی آیا ہے اور یوں بھی دیکھا ہے- جس لغت کو کافِ عربی سے لکھے گا، کافِ فارسی سے بھی بیان کرے گا - جس لفظ کو طاے حطی سے لائے گا، تاے قرشت سے بھی ضرور لکھے گا - فضلاے کلکتہ کے حاشیے دیکھو کہ وہ اوس کی کیا تحقیق کرتے ہیں! ''نبیا''، ''نبوت'' کے مشتقات میں سے ہرگز نہیں - ''اِمامن''، ''اِمام'' کے مشتقات میں سے زِنہار نہیں - ''نبی بخش'' کا مخفف ''نبیا''، ''اِمام'' کا متعلق اگر مذکر ہے تو ''اِمامی'' اور اگر مونث ہے تو ''اِمامن'' - ''طغرا'' نے ہندی لغت کے لانے کا اِلتزام کیا ہے:

وقت آن آمد کہ میںنا راگ ھندی سر کند -

اور اساتذہ کو اِس کا اِلتزام منظور نہیں - مگر کیا کریں ؟ " گُڑگانواں " نام ھے ایک گانو کا ، اِس کو کیوں کر بدلیں ؟ ھاں ، " گُر " بہ راے قرشت کہیں گے - " لکھنئو " نام ھے ایک شہر کا ، وہ " لکنئو " بغیر ھاے مخلوطہ کے کہیں گے - فی زماننا " چھاپے " کو " چاپ " بولتے ھیں - " عرفی " " جھکڑ " کو " چکّر " بولتا ھے :

آن باد کہ در ھند گر آید چکر آید -

راے ثقیلہ ، ھاے مخلوطہ ، تشدید ، یہ تینوں ثقالتیں مٹا دیں - صاحب " برھان قاطع " اِس لفظ کو فارسی بتاتا ھے اور زبانِ علمی اھل ھند میں بھی اِس کو مشترک جانتا ھے - اپنے کو رسوا اور خلق کو گُمراہ کرتا ھے :

ھرزہ مشتاب و پے جادہ شناسـان بردار

اے کہ در راہ سخن چون تو ھزار آمد و رفت -

اھل ھند میں سواے " خسرو " دھلوی کے کوئی مسلم‌الثبوت نہیں ؛ میاں " فیضی " کی بھی کہیں کہیں تھیک نکل جاتی ھے - فرھنگ لکھنے والوں کا مدار قیاس پر ھے ؛ جو اپنے نزدیک صحیح سمجھا ، وہ لکھ دیا - " نظامی " و " سعدی " وغیرہ کی لکھی ھوئی فرھنگ ھو ، تو ھم اوس کو مانیں - ھندیوں کو کیوں کر مسلم‌الثبوت جانیں - گاے کا بچہ بہ زور سِحر آدمی کی طرح کلام کرنے لگا ، بنی اِسرائیل اوس کو خدا سمجھے - یہ جھگڑے قصے جانے دو - دو باتیں سنو :—

ایک تو یہ کہ " ارغنون " کو بہ غین مضموم میں نے سہو سے لکھا - در اصل " ارغنون " بہ غینِ مفتوح اور مخفف اِس کا " ارغن " اور مبدّل منہ " ارگن " ھے -

دوسرے یہ کہ جب موسوی خاں نے " ایواے " کو " ایوا " لکھا ، تو اِس لفظ کی صحت میں کچھ تامل نہ رھا -

رامپور سے اپریل مہینے کا روپیہ اور تعزیت و تہنیت کے خط کا جواب آ گیا - آیندہ جو خدا چاھے -

یکشنبہ ، ۱۴ مئی سنہ ۱۸۶۵ع - نجات کا طالب ، غالب -

[۱۱۷] صاحب ،

تم نے "تن تن" کا ذکر کیوں کیا ؟ میں نے اِس باب میں کچھ لکھا نہ تھا - "تن تن" اور "تنَنَنا" اصوات ہیں تار کے - ہندی و فارسی میں مشترک - "نبیا" اور "اِمامن" کے لکھنے کو میں نے منع ہرگز نہیں کیا ، شوق سے لکھو - یہ تم کو سمجھایا تھا کہ "نبیا" مخفف "نبی بخش" اور "اِمامن" متعلق بہ "اِمام" ہے - مشتقّات میں سے اِس کو تصوّر نہ کرو - قاعدہ دانانِ اِشتقاق تم پر ہنسیں گے -

"ایوائے" کے جتنے شعر تم نے لکھے ہیں ، سب مانع ہیں "ایوا" کے اور سند "ایوائے" کی - موسوی خاں نے بہ حسب ضرورت شعر "اِیوا" لکھا ہے - "تہمتن" بر وزن "قلمزن" ہے - "فردوسی" نے سو جگہ "شاہنامے" میں "تہمتن" بہ سکون ہائے ہوز لکھا ہے - پس کیا اِس لغت کی دو صورتیں قرار پاگئیں ؟ لا حول و لا قوۃ ! لغت وہی بہ حرکتِ ہائے ہوز ہے -

میں نے کس قدر کلام کو طول دیا ! "صائب" کے شعر کی حقیقت شرح و بسط سے لکھی ، تم نے ہرگز اِعتنا نہ کیا - "ایوا" کو الگ سمجھے ، "مصیبتاہ" کو جدا سمجھے - بھلا ، میرے قول کو "گوز شتر" سمجھتے ہو ؟ نرا "مصیبتاہ" یا "حسرتاہ" "برھان قاطع" میں یا "بہار عجم" میں ہم کو دکھا دو - وہی "وائے" ہے کہ جب اِس کے بعد "مصیبتا" یا "حسرتا" یا "ویلا" آتا ہے ، تو تحتانی کو حذف کر کے "واویلا" وغیرہ لکھتے ہیں - چاہو "اے واویلا" لکھو ، چاہو "واویلا" لکھو ، چاہو آخر میں ہائے ہوز لکھو جیسا کہ "وا مصیبتاہ" ، چاہو بےہائے ہوز "وا مصیبتا"- اور یہی حال ہے "حسرت" و "درد" و "اسف" و "دریغ" کا - جہاں "اے" کے ساتھ "وا مصیبتا" پاؤ ، وہاں "اے" کو حرفِ ندا ، اور منادیٰ یعنی "ھمنشین" اور "ھمدم" کو مقدر سمجھو - فرہنگ لکھنے والوں نے اشعارِ قدما میں ترکیبیں دیکھیں ؛ اپنا قیاس دوڑا کر اوس کی حقیقت ٹھہرا لی - کہیں اون کا قیاس غلط ، کہیں صحیح - سو اون میں یہ "دکنی" ایسا کج‌فہم ہے کہ اِس کا قیاس

سَو لغت میں شاید دس جگہ صحیح ہو - میں نے تو صاف لکھ دیا تھا کہ موسوی خاں کے شعر کی سند پر ''ایوا'' کو رہنے دو - مگر ''صائب'' کے شعر میں ''ایوا'' کو الگ اور ''مصیبتاہ'' کو جدا نہ سمجھو - تمہارے قیاس نے پھر تمہیں کہیں کا کہیں پھینکا اور تم نے بھی کہا کہ ''صائب'' نے ''ایوا'' لکھا ہے -

نجات کا طالب ' غالب -

۱۱۸

[۱۱۸] دل بسے داغ‌دار بود و نماند در نظرها بہار بود و نماند -

اگر ''بود'' کے آگے کے واوٗ کو موقوف اور محذوف کر دو گے ' تو ہمارے نزدیک کلام سراسر بلیغ ہو جائے گا -

میری جان ' جو خجالت کہ مجھ کو تم سے ہے ' شاید بہ سبب عبادت نہ کرنے کے قیامت میں خدا سے بھی نہ ہوگی اور بہ سبب خلافِ شرع کرنے کے پیمبر سے بھی نہ ہوگی؛ مگر خدا ہی جانتا ہے جو میرا حال ہے -

مرگِ ناگاہ کا طالب ' غالب -

۱۱۹

[۱۱۹] میاں ' سنو -

اِس قصیدے کا ممدوح شعر کے فن سے ایسا بیگانہ ہے ' جیسے ہم تم اپنے اپنے مسائل دینی سے - بلکہ ہم تم' باوجود عدم واقفیتِ امور ' دین سے نفور نہیں اور وہ شخص اِس فن سے بیزار ہے - علاوہ اِس کے وہ اتالیق کہاں ؟ وہاں سے نکالے گئے ' دلّی میں اپنے گھر بیٹھے ہوئے ہیں - جب سے آئے ہیں ' ایک بار میرے پاس نہیں آئے ' نہ میں اون کے پاس گیا - یہ لوگ اِس لائق بھی نہیں کہ اِن کا نام لیجیے ' چہ جاے آں کہ مدح کیجیے - ہاے ''انوری'' :

اے دریغا ! نیست ممدوحے سزاوارِ مدیح
اے دریغا ! نیست معشوقے سزاوارِ غزل

غالب -

۱۲۰

[۱۲۰] میرے مہربان میری جان ' میرزا تفتہ سخندان '

تمہارا سکندر آباد اور میرے خط کا تمہارے پاس پہنچنا ' تمہاری تحریر

سے معلوم ہوا - زندہ رہو اور خوش رہو - میں نثر کی داد اور نظم کا صلہ مانگنے نہیں آیا ' بھیک مانگنے آیا ہوں - روٹی اپنی گرہ سے نہیں کھاتا ؛ سرکار سے ملتی ہے - وقتِ رخصت میری قسمت اور منعم کی ہمت ! نواب صاحب از روے صورت ' روح مجسم ' اور بہ اعتبارِ اخلاق آیتِ رحمت ہیں - خزانۂ فیض کے تحویل‌دار ہیں - جو شخص دفترِ ازل سے جو کچھ لکھوا لایا ہے ' اوس کے پتنے میں دیر نہیں لگتی - ایک لاکھ کئی ہزار روپیہ سال غلے کا محصول معاف کر دیا - ایک اہل‌کار پر ساٹھ ہزار کا محاسبہ معاف کر دیا اور بیس ہزار روپیہ نقد دیا - منشی نول‌کشور صاحب کی عرضی پیش ہوئی ' خلاصہ عرضی کا سن لیا ' واسطے منشی صاحب کے کچھ عطیہ بہ تقریبِ شادیِ صبیہ تجویز ہو رہا ہے - مقدار مجھ پر نہیں کھلی - بھائی مصطفی خاں صاحب بہ تقریبِ تہنیتِ مسند نشینی و شمولِ جشن آنے والے ہیں - اِس وقت تک نہیں آئے - جشن یکم دسمبر سے شروع ' پنجم دسمبر کو خلعت کا آنا مسموع -

دوشنبہ ' ۲۸ نومبر سنہ ۱۸۶۵ع ' وقتِ چاشت -

نجات کا طالب ' غالب -

۱۲۱

لو صاحب ' [۱۲۱]

کھچڑی کھائی ' دن بہلائے — کپڑے پھاتے ' گھر کو آئے

۸ جنوری ماہ و سالِ حال [1] دوشنبے کے دن غضبِ الٰہی کی طرح اپنے گھر پر نازل ہوا - تمھارا خط مضامینِ دردناک سے بھرا ہوا رامپور میں میں نے پایا - جواب لکھنے کی فرصت نہ ملی - بعد روانگی کے مرادآباد میں پہنچ کر بیمار ہوگیا ' پانچ دن صدرالصدور صاحب [2] کے ہاں پڑا رہا - اونھوں نے بیمارداری اور غمخواری بہت کی -

کیوں ترکِ لباس کرتے ہو؟ پہننے کو تمھارے پاس ہے کیا ' جس کو اوتار کر پھینکو گے؟ ترکِ لباس سے قیدِ ہستی مٹ نہ جائے گی - بغیر کھائے

۱ - یعنی سنہ ۱۸۶۶ع -

۲ - دیکھو "مکاتیب غالب" ' خط ۶۸ -

پیسے گزارا نہ ہوگا - سختی و سستی، رنج و آرام کو، ہموار کر دو - جس طرح ہو اِسی صورت سے، بہر صورت، گزرنے دو -

تاب لائے ہی بنے گی، ''غالب'' ! واقعہ سخت ہے اور جان عزیز -

اِس خط کی رسید کا طالب، غالب -

۱۲۲

[۱۲۲] میرزا تفتہ صاحب،

پرسوں تمہارا دوسرا خط پہنچا - تم سے پردا کیا ہے؟ ایک فتوح کا منتظر ہوں، اوس میں میں نے اپنے ضمیر میں تم کو شریک کر رکھا ہے - زمانہ فتوح کے آنے کا قریب آ گیا ہے - اِن شاء اللّٰہ خط میرا مع حصۂ فتوح جلد پہنچے گا - پنڈت بدری ناتھ یا بدری داس، ڈاک منشی کرنال، با آنکہ مجھ سے اوس سے ملاقات ظاہری نہیں ہے؛ مگر میں جب جیتا تھا، تو وہ اپنا کلام میرے پاس اِصلاح کے واسطے بھیجتا تھا - بعد اپنے مرنے کے میں نے اوس کو لکھ بھیجا کہ اب تم اپنا کلام منشی ہرگوپال ''تفتہ'' کے پاس بھیج دیا کرو - اب تم کو بھی لکھتا ہوں کہ تم میرے اِس لکھنے کی اون کو اِطلاع لکھو -

میں زندہ ہوں - اوپر کے لمبر میں جو اپنے کو مردہ لکھا ہے، وہ بہ اعتبار ترک اِصلاح نظم لکھا ہے؛ ورنہ زندہ ہوں، مردہ نہیں، بیمار بھی نہیں - بوڑھا، ناتوان، مفلس، قرضدار، کانوں کا بہرا، قسمت کا بےبہرہ، زیست سے بیزار، مرگ کا اُمیدوار -

غالب -

۱۲۳

[۱۲۳] حضرت،

اِس قصیدے کی جتنی تعریف کروں، کم ہے - کیا کیا شعر نکالے ہیں! لیکن افسوس کہ بےمحل اور بےجا ہے - اِس مدح اور اِس ممدوح کا بعینہ وہ حال ہے کہ ایک مزبلے پر سیب کا یا بہی کا درخت اُگ جائے - خدا تم کو سلامت رکھے - دکان بےرونق کے خریدار ہو -

۱۲۴

[۱۲۴] میرزا تفتہ، کیا کہتا ہے! نہ '' ظہیر '' کا پتا، نہ '' غالب '' کا - مداح شائستۂ صد ہزار آفریں، اور ممدوح سزاوار صد نفریں!

منشی جواہر سنگھ "جوہر"

۱

برخوردار منشی جواہر سنگھ کو بعد دعاے دوام عمر و دولت معلوم ہو - [۱۲۵]

خط تمہارا پہنچا - خیر و عافیت تمہاری معلوم ہوئی - قطعے' جو تم کو مطلوب تھے ' اوس کے حصول میں جو کوشش ہیرا سنگھ نے کی ہے میں تم سے کہہ نہیں سکتا - نری کوشش نہیں ؛ روپیہ صرف کیا - پندرہ روپئے ' جو تم نے بھیجے تھے وہ ' اور پچیس تیس روپئے اور ' صرف کیے - پانچ پانچ اور چار چار روپئے اور دو دو روپئے کو قطعے مول لیے ' اور بنوائے - خرید میں روپئے جدا دیے اور بنوانے میں روپئے جدا لگائے - دوڑتا پھرا - حکیم صاحب پاس کئی بار جاکر حضورِ والا کا قطعہ لایا - اب دوڑ رہا ہے ولی‌عہد بہادر کے دستخطی قطعے کے واسطے - یقین ہے کہ دو چار دن میں وہ بھی ہات آوے اور بعد اوس قطعے کے آنے کے ' وہ سب کو یکجا کر کے تمہارے پاس بھیج دے گا - مدد میں بھی اوس کی کر رہا ہوں ؛ لیکن اوس نے بڑی مشقت کی - آفریں ' صد آفریں ! پندرہ روپئے میں سے ایک روپیہ اپنے صرف میں نہیں لایا اور ماں کو عاجز کر کے اوس سے بہت روپئے لیے - جب سب قطعے تمہارے پاس پہنچیں گے ' تب اوس کا حسنِ خدمت تم پر ظاہر ہوگا -

کیوں صاحب ' وہ ہماری لنگی اب تک کیوں نہیں آئی ؟ بہت دن ہوئے ' جب تم نے لکھا تھا کہ اِسی ہفتے میں بھیجوں گا - والدعا -

اسد اللّٰہ -

۲

برخوردار ' [۱۲۶]

تمہارے خطوں سے تمہارا پہنچنا ' اور چھاپے کے قصیدے کا پہنچنا ' اور

ہیرا سنگھ کا اِدھر روانا ہونا ، معلوم ہوا - ہاں ، لالہ چھجمل اکثر بیمار رہتے ہیں- اِن دنوں میں خصوصاً اِس شدت سے نزلہ چھاتی پر گرا کہ وہ گھبرا گئے اور زیست کی توقع جاتی رہی - بارے کچھ فرصت ہو گئی ہے - بھائی ، یہ آفتاب سرِ کوہ ہیں ؛ " ہیرا " کا اون کے پاس رہنا اچھا ہے - تم سے جو ہو سکے گا تم اوس کے مصارف کے واسطے مقرر کردو گے -

غزل تمھاری ہم کو پسند آئی - اِصلاح دے کر بھیج دی گئی - اِس کا تم خیال رکھا کرو کہ کس لفظ کو کس معنی کے ساتھ پیوند ہے -

چرا نہ یاس بجان اُمیدوار اُفتد -

یہاں " اُفتد " مہمل ہے ؛ " یاس بہ دل اُفتادن " و " یاس بہ جان اُفتادن " روزمرہ نہیں - اور بھی کئی " اُفتد " ایسے ہی ہیں -

سیاہ بختم ؛ اگر بر سرم گزار اُفتد ، بسانِ سایہ ، ہما نیز سوگوار اُفتد -

سوگوار ہونا سائے کا بہ اِعتبارِ سیاہیِ رنگ ہے - اب یہاں دونوں " اُفتد " ٹھیک ہیں - " گزار اُفتادن" روزمرہ اور دوسرا " اُفتد " بمعنی " واقع شود "-

شنیدہ ام ، بہ جفاے تو مبتلاست عدو ؛
چرا نہ شور بہ جان اُمیدوار اُفتد -

" شور اُفتادن " روزمرہ ہے اور " یاس اُفتادن " غلط -

بہ حیرتم کہ ز دوزخ ، کسانِ دوزخ را
کجا برند ، چو آہم شرارہ بار اُفتد -

یہاں " اُفتد " بمعنی " واقع شود " ٹھیک ہے -

نہ گبرم و نہ مسلمان ، بہ حیرتم کہ مرا
سواے دوزخ و مینو کجا گزار اُفتد -

یہ شعر تمھارا بہت خوب ہے - آفریں !

قرار در وطن افسردہ می کند دل را
خوشا غریب ! کہ دور از دیارِ یار اُفتد -

یہاں بھی " اُفتد " صحیح و با معنی -

نیم رقیب کہ رسوائیم خجل نہ کند
خوش است ، پیشم اگر یار پردہ دار اُفتد -

یہاں بھی '' اُفتد '' بمعنی '' واقع شود '' -

ترا ، کہ شیوہ دگرگون کنی بہ رغم بتان ،
خوش است ، اگر ز جفا بر وفا قرار اُفتد -

'' اُفتد '' یہاں بھی ٹھیک ہے - بات اِتنی ہی تھی کہ '' بود '' گدلا لفظ تھا - '' کنی '' صاف ہے -

خطِ رخِ تو بہ دل دادہ خطِّ آزادی
خوشم ، کہ در شکنِ زلفِ تابدار اُفتد -

وہ صورت اچھی نہ تھی ، یہ طرز خوب ہوگئی ؛ معنی کا عیار کامل ہوگیا -

چکد ز خامۂ ''جوہر'' سخن چنان ، کہ مگر
بزور موج دُر از بحر بر کنار اُفتد -

دولت و اقبالِ روز افزون روزی باد -

نگاشتۂ شنبہ ، نہم اپریل سنہ ۱۸۵۳ع -

از اسد اللّٰہ -

۳

برخوردار کامگار سعادت و اقبال نشان منشی جواہر سنگھ '' جوہر '' [۱۲۷] کو بلّب گڑھ کی تحصیلداری مبارک ہو - '' پیپلی '' سے '' نوح '' آئے ، '' نوح '' سے '' بلب گڑھ '' گئے ؛ اب '' بلب گڑھ '' سے دلّی آؤگے ، اِن شاء اللّٰہ - منو صاحب ، حکیم مرزا جان ، خلف الصدق حکیم آغا جان صاحب کے ، تمھارے علاقۂ تحصیلداری میں بصیغۂ طبابت ملازم سرکار انگریزی ہیں - اِن کے والد ماجد میرے پچاس برس کے دوست ہیں اون کو اپنے بھائی کے برابر جانتا ہوں - اِس صورت میں حکیم مرزا جان میرے بھتیجے اور تمھارے بھائی ہوئے - لازم ہے کہ اون سے یک دل و یک رنگ رہو اور اون کے مددگار بنے رہو - سرکار سے یہ عہدہ بہ صیغۂ دوام ہے ؛ تم کو کوئی نئی بات پیش کرنی نہ ہوگی - صرف اِسی امر میں کوشش رہے کہ صورت اچھی بنی رہے ؛ سرکار کے خاطرنشان رہے کہ حکیم مرزا جان ہوشیار اور کارگزار آدمی ہے -

۲ فروری سنہ ۱۸۶۴ع -

غالب -

سید بدرالدین احمد
المعروف به "فقیر" المتخلص به "کاشف"

۱

[۱۲۸] مخدوم و مکرم جناب "فقیر" صاحب کی خدمت عالی میں عرض کیا جاتا ہے کہ بہت دن سے آپ نے مجھ کو یاد نہیں کیا اور مجھ کو کچھ آپ کا حال معلوم نہیں۔ بابو صاحب، خدا جانے، کہاں ہیں اور کس کام میں ہیں۔ اون کا بھی کچھ حال مجھ کو معلوم نہیں۔ منشی ہر گوپال "تفتہ" کی تحریر سے بابو صاحب کا حال اکثر، اور تمہاری خیر و عافیت گاہ گاہ دریافت ہو جاتی تھی، سو وہ بہت دنوں سے علی‌گڑھ میں ہیں۔ اگرچہ خط اون کے آتے رہتے ہیں، مگر اون کو بھی بابو صاحب کا حال معلوم نہیں؛ اور تم سے تو بُعد ہی ہے، پھر تمہاری خیر و عافیت کیا لکھیں۔

بہر حال، مقصود اِس تحریر سے یہ ہے کہ نواب میر علی‌نقی خاں صاحب آپ سے ملیں گے۔ یہ بہت عالی خاندان ہیں۔ نواب ذوالفقار خاں اور نواب اسد خاں کی اولاد میں سے ہیں اور تمہارے ماموں صاحب یعنی نواب محمد میر خاں مغفور کے بڑے دوست ہیں۔ اب یہ نوکری کی جستجو کو نکلے ہیں۔ آپ اِن کی تعظیم و توقیر میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں؛ اور راج کا حال سب اِن پر ظاہر کریں اور اہالیِ سرکار سے اِن‌کو ملوا دیں؛ اور بابو صاحب سے جو اِن کو ملوائیے، تو یہ میرا خط، جو آپ کے نام کا ہے، جناب بابو صاحب کو پڑھوا دیجیے۔ کیا خوب ہو کہ یہ اوس سرکار میں نوکر ہو جائیں، اور اگر نوکری کی صورت نہ بنے تو راج سے اِن کی رخصت بہ آئین شایستہ عمل میں آوے۔ نواب اسد خاں، عالمگیر کے وزیر تھے اور فرخ‌سیر اون کا بٹھایا ہوا تھا۔ جب فرخ‌سیر نے ذوالفقار خاں کو مار ڈالا

تو از روے کتب تواریخ ظاہر ھے کہ سلطنت کیسی برھم ھوگئی اور خود فرخ‌سیر پر کیا گزری - قصہ کوتاہ ' اِن کی تقریب میں جو مدارج آپ صرف کریں گے اور جس قدر آپ اِن کی بہبود میں کوشش کریں گے ' اِحسان مجھ پر ھوگا - زیادہ زیادہ -
[۱۸۵۲ع] -

اسد اللّٰہ -

۲

حضرت مخدوم مکرم و معظم جناب '' فقیر '' صاحب دامت برکاتہم - [۱۲۹]

بعد بندگی عرض کیا جاتا ھے کہ آپ کا عنایت نامہ پہنچا - حال معلوم ھوا - بابو صاحب کے واسطے میرا دل بہت جلا - زمانہ اِن دنوں میں اون سے بر سرِ امتحان ھے - پروردگار اون کو سلامت رکھے ' اور صبر و شکیب عطا کرے - علاقۂ مساعدتِ روزگار کی وہ صورت ' شدائد رنج سفر کی وہ حالت ' ناسازگاری مزاج کا وہ رنگ - اِن سب باتوں سے علاوہ ' یہ کتنی بڑی مصیبت ھے کہ جوان داماد مر جاوے اور بیٹی بیوہ ھو جاوے - مرگ و زیست کا سررشتہ خدا کے ھات ھے ; آدمی کیا کرے - دل پر میرے جو گزری ھے وہ میرا دل جانتا ھے - ھاں بحسب ظاہر تعزیت نامہ لکھنا چاھیے - حیران ھوں کہ اگر خط لکھوں تو کس پتے سے لکھوں ؟ ناچار ابھی تامل ھے - جب وہ بھرت‌پور آ جائیں ' تو آپ اون کے آنے کی مجھ کو اِطلاع دیجیے گا - کچھ لکھ بھیجوں گا -

نواب علی‌نقی خاں صاحب کے خط کے جواب میں جو آپ نے مجھ کو لکھا تھا وہ مجھ کو یاد رھے گا - جب نواب صاحب آ جائیں گے ' میں اون کو سمجھا دوں گا -

آپ ھندی اور فارسی غزلیں مانگتے ھیں - فارسی غزل تو شاید ایک بھی نہیں کہی - ھاں ھندی غزلیں قلعے کے مشاعرے میں دو چار لکھی تھیں' سو وہ یا تمھارے دوست حسین مرزا صاحب کے پاس ھوں گی ' یا ضیاءالدین خاں صاحب کے پاس - میرے پاس کہاں ؟ آدمی کو یہاں اِتنا توقف نہیں کہ وھاں سے دیوان منگوا کر نقل اوتروا کر بھیج دوں -

سید محمد صاحب کو اور اون کے دونوں بھائیوں کو میری دعا پہنچے -
نگاشتۂ چارشنبہ ' ۱۳ ربیع‌الثانی سنہ ۱۲۷۱ ہجری '
مطابق ۳ جنوری سنہ ۱۸۵۵ عیسوی -

اسد اللّٰہ -

۳

[۱۳۰] حضرت '

آپ کے خط کا جواب لکھنے میں درنگ اِس راہ سے ہوئی کہ میں منتظر رہا میاں کے آنے کا ' اب جو وہ مجھ سے مل گئے اور اون کی زبانی سارا حال سن لیا تو جواب لکھنے بیٹھا - سنو صاحب ' ایک منشی محمدتقی ہی تو نہیں ؛ یہاں تو ساتاروھن ہے - محمدتقی ایک ' اوس کی دو بہنیں : تین ؛ منشی آغا جان کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا : چار ؛ یہ سات مدعی - ایک اِن میں سے سید کی بی بی بھی سہی - نہ وہ حکام ہیں جن کو میں جانتا تھا ' نہ وہ عملہ ہے جس سے میری ملاقات تھی ' نہ وہ عدالت کے قواعد ہیں جن کو پچاس برس میں نے دیکھا ہے - ایک کونے میں بیٹھا ہوا نیرنگ روزگار کا تماشا دیکھ رہا ہوں - "یا حافظ" "یا حفیظ" ورد زبان ہے -

تمہارے بھائی غلام‌حسین خاں مرحوم کا بیٹا حیدر حسن خاں ' خدا ہی ہے ' جو بچے - آج تیرھواں دن ہے کہ نہ تپ مفارقت کرتی ہے ' نہ دست بند ہوتے ہیں ' نہ قے موقوف ہوتی ہے - چارپائی کاٹ دی ہے - حواس زائل ہوگئے ہیں - انجام اچھا نظر نہیں آتا - کام تمام ہے - والسلام والاکرام - مرقومۂ ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۷۹ ہجری[۱] -

عافیت کا طالب ' غالب -

۴

[۱۳] سید صاحب جمیل‌المناقب عالی خاندان سعادت و اقبال توامان '

مجھ کو اپنی یاد سے غافل اور سید احمد کی خدمت‌گزاری سے فارغ نہ سمجھیں - پر کیا کروں ؟ صورت مقدمہ عجیب و غریب ہے - یہ بہنیں

۱ - مطابق ۱۴ مئی ۱۸۶۳ م -

اور اِن کا بھائی باہم موافق رہیں گے تو کوئی صورت نکل آئے گی - صامت و ناطق ' سیم و زر ' روپیہ اشرفی ' سنتا ہوں کہ کچھ نہیں - ہاں ؛ جائداد ' سُو سیّد کے اِظہار سے معلوم ہوا کہ وہ تقسیم نہ ہوگی - کرایہ اوس کا تقسیم ہو جائے گا - میں رائے کیا دوں اور سمجھاؤں کیا ؟ کئی دن ہوئے کہ میں حسین مرزا صاحب کے ہاں گیا تھا - وہاں '' میاں '' بھی بیٹھا تھا - باہم اون دونوں صاحبوں میں یہی باتیں ہو رہی تھیں - وہ بھی میرے مانند حیرت زدہ تھے - قضا و قدر پر چھوڑو - نیرنگِ تقدیر کے تماشائی رہو - گھاتا نہیں' توتا نہیں؛ نقد مال کا پتا نہیں - اِملاک کا کرایہ بٹ رہے گا - گھبراتے کیوں ہو ؟ یہ دلی والوں کی خفقانیت کے حالات ہیں -

تمھارا بھتیجا یعنی حیدر حسن خاں بچ گیا - عوارض کی آندھی دفع ہوگئی - توقع زیست کی قوی ہے - صرف طاقت کا آنا باقی ہے - صدمہ بڑا اُوٹھایا ہے - مہینا بھر میں' جیسے تھے' ویسے ہو جاویں گے؛ اِن شاء اللّٰہ العلی العظیم- صبح دوشنبہ ' ۲۵ مئی سنہ ۱۸۶۳ع -

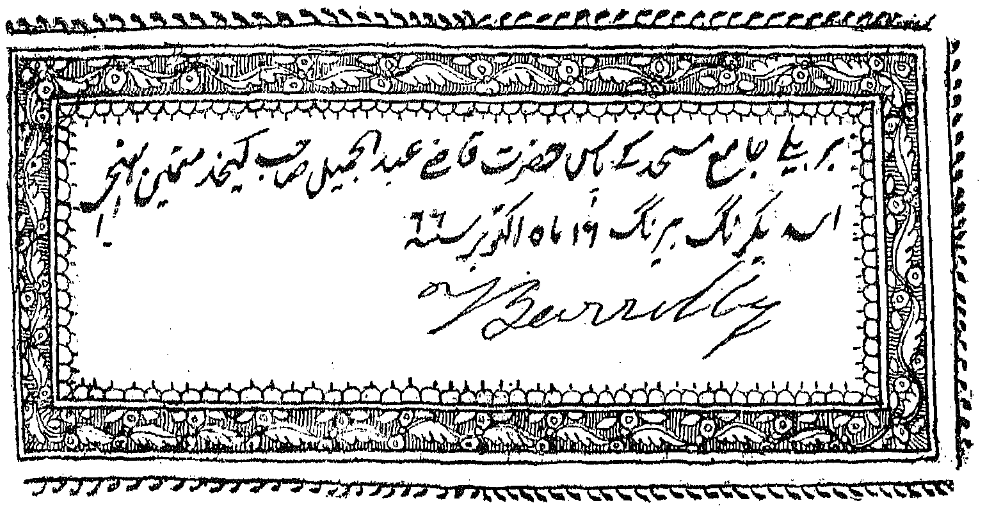
۵

[۱۳۲] پیر و مرشد '

آج نواں دن ہے حسین مرزا صاحب کو الور گئے - اگر ہوتے تو اون سے پوچھتا کہ حضرت میرا دیوان کس مطبع میں طبع ہوا اور حاشیے اوس پر کس نے چڑھائے ؟ خدا جانے ' حسین مرزا نے کیا کہا اور حضرت کیا سمجھے ؟ اب یہ حقیقت مجھ سے سنیے : سنہ ۱۸۶۲ع یعنی سال گزشتہ میں '' قاطع برہان'' چھپی - پچاس جلدیں میں نے مول لیں ' اور یہ وہ زمانہ ہے کہ آپ دلّی آئے ہیں ' میں نے یہ سمجھ کر کہ یہ تمھارے کس کام کی ہے ' تمھیں نہ دی - تم مانگتے اور میں نہ دیتا تو گنہگار تھا - اب کوئی جلد باقی نہیں ہے - رہا دیوان' اگر ریختہ کا منتخب کہتے ہو ' تو وہ اِس عرصے میں دلی اور کانپور ' دو جگہ چھاپا گیا اور تیسری جگہ آگرے میں چھپ رہا ہے - فارسی کا دیوان بیس پچیس برس کا عرصہ ہوا جب چھپا تھا ' پھر نہیں چھپا - مگر ہاں ' سال گزشتہ میں منشی نول‌کشور نے شہاب‌الدین خاں کو لکھ کر '' کلیات فارسی'' جو ضیاءالدین خاں نے غدر کے بعد بڑی محنت

سے جمع کیا تھا وہ منگالیا اور چھاپنا شروع کیا - وہ پچاس جزو ہیں - یعنی کوئی مصرع میرا اوس سے خارج نہیں - اب سنا ہے کہ وہ چھپ کر تمام ہوگیا ہے - روپئے کی فکر میں ہوں - ہات آجائے تو "۹۵" بھیج کر بیس جلدیں منگواؤں - جب آجائیں گی، ایک آپ کو بھیج دوں گا - نواب محی الدین خاں صاحب کا حال سن کر جی بہت خوش ہوا - میری طرف سے سلام و نیاز کے بعد مبارکباد دینا -

[ستمبر ۱۸۶۳ع] -


بریلی جامع مسجد کے پاس حضرت قاضی عبد الجمیل صاحب کی خدمت میں پہنچے
اسد بیرنگ بیرنگ ۱۹ ماہ اکتوبر سنہ ۶۶
Barreilly

ص ۱۱۳ کے سامنے

قاضی عبدالجمیل "جنون"

۱

مخدوم مکرم و معظم جناب مولوی عبدالجمیل صاحب کی خدمت [۱۳۳] میں بعد ابلاغِ سلامِ مسنون الاسلام عرض کیا جاتا ہے کہ آپ کی اِرادت مجھ کو ذریعۂ فخر و سعادت ہے - دو عنایت نامے آپ کے اوقاتِ مختلف میں پہنچے - پہلے خط کے حاشیے اور پشت پر اشعار لکھے ہوئے ہیں - سیاہی اِس طرح کی پھیکی کہ حروف اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے - اگرچہ بینائی میری اچھی ہے اور میں عینک کا محتاج نہیں' لیکن با ایں ہمہ اوس کے پڑھنے میں بہت تکلف کرنا پڑتا ہے - علاوہ اِس کے جگہ اِصلاح کی باقی نہیں - چنانچہ اوس خط کو آپ کی خدمت میں واپس بھیجتا ہوں تاکہ آپ یہ نہ جانیں کہ میرا خط پھاڑ کر پھینک دیا ہوگا اور معہذا میرا اندیشہ آپ کو بدیہی ہو جائے - آپ خود دیکھ لیں کہ اِس میں اِصلاح کہاں دی جاوے - واسطے اِصلاح کے جو غزل بھیجیے' اوس میں بین الافراد و بین المصرعین فاصلہ زیادہ چھوڑیے - اب کے خط میں جو کاغذ اشعار کا ہے' حروف اوس کے روشن ہیں؛ مگر بین‌السطور مفقود اور اِصلاح کی جگہ معدوم - آپ کی خاطر سے رنج کتابت اوٹھاتا ہوں اور اِن دونوں غزلوں کو اِس ورق پر بعد اِصلاح لکھتا جاتا ہوں - مسودہ تو آپ کے پاس ہوگا - اوس سے مقابلہ کر کر معلوم کر لیجیے گا کہ کس شعر پر اِصلاح ہوئی اور کیا اِصلاح ہوئی اور کون سی بیت موقوف ہوئی -

مشاعرہ یہاں شہر میں کہیں نہ [۱] ہوتا؛ قلعے میں شہزادگانِ تیموریہ جمع ہو کر کچھ غزل‌خوانی کر لیتے ہیں - وہاں کے مصرعۂ طرحی کو کیا

۱ - [قرینہ تو "نہیں" کا ہے مگر اصل تحریر میں "نہ" ہے - م - س -]

کیجیے گا اور اوس پر غزل لکھ کر کہاں پڑھیے گا؟ میں کبھی اوس محفل میں جاتا ہوں اور کبھی نہیں جاتا اور یہ صحبت خود چندروزہ ہے - اِس کو دوام کہاں؟ کیا معلوم ہے اب ہی نہ ہو؛ اب کے ہو تو آیندہ نہ ہو - والسلام مع الاکرام -

[۱۸۵۴ء]

اسد اللہ -

۲

[۱۳۴] قبلہ '

آپ کو خط کے پہنچنے میں تردد کیوں ہوتا ہے؟ ہر روز دو چار خط اطراف و جوانب سے آتے ہیں ' گاہ گاہ انگریزی بھی؛ اور ڈاک کے ہرکارے میرا گھر جانتے ہیں ' پوست ماسٹر میرا آشنا ہے - مجھ کو جو دوست خط بھیجتا ہے وہ صرف شہر کا نام اور میرا نام لکھتا ہے؛ محلہ بھی ضرور نہیں - آپ ہی اِنصاف کریں کہ آپ '' لال کنواں '' لکھتے رہے اور مجھ کو '' بلّی ماروں '' میں خط پہنچتا رہا - یہ اب کے آپ نے '' حکیم کالے '' کا نام کیسا لکھا ہے؟ اِس غریب کو تو شہر میں کوئی جانتا بھی نہیں - خلاصہ یہ کہ خط آپ کا کوئی تلف نہ ہوا؛ جو آپ نے بھیجا وہ مجھ کو پہنچا - جواب لکھنے میں جو میری طرف سے قصور واقع ہوتا ہے اوس کے دو سبب ہیں - ایک تو یہ کہ حضرت مہینا بھر میں نو پتے لکھتے ہیں - میں کہاں تک یاد رکھا کروں؟ ایک مکان ہو تو اوس کو لکھ رکھوں - دوسرا سبب یہ کہ شوقیہ خطوط کا جواب کہاں تک لکھوں اور کیا لکھوں؟ میں نے آئین نامہ‌نگاری چھوڑکر مطلب‌نویسی پر مدار رکھا ہے - جب مطلب ضروری‌التحریر نہ ہو' تو کیا لکھوں؟ اب کے آپ کے خط میں تین مطلب جواب لکھنے کے قابل تھے - ایک تو وہ رباعی جو آپ نے اِس ننگِ آفرینش کی مدح میں لکھی ہے' اوس کا جواب بندگی ہے اور کورنش اور آداب - دوسرا مُدّعا خط کے نہ پہنچنے کا وسوسہ' سو اوس کا جواب لکھ چکا - تیسرا امر جناب مولوی اللہ یار خاں صاحب کا میرے ہاں آنا اور میرا اوس وقت مکان پر موجود نہ ہونا - واللّٰہ ' مجھ کو بڑا رنج ہوا - اگر آپ سے ملیں تو میرا سلام کہیے گا اور میرا ملال اون سے بیان کیجیے گا - صبح کو میں ہر

روز قلعے کو جاتا ہوں - ظاہرا مولوی صاحب اول روز آئے ہوں گے - جب میں سوار ہو جاتا ہوں، تب بھی دو چار آدمی مکان پر ہوتے ہیں ؛ مولوی صاحب بیٹھتے، حقہ پیتے - میں اگر قلعے جاتا ہوں، تو پہر دن چڑھے آتا ہوں - زیادہ اِس سے کیا لکھوں ؟

نگاشتۂ سہ‌شنبہ ، نہم ربیع‌الاول، سنہ ۱۲۷۲ھ ،
مطابق ۲۰ نومبر سنہ ۱۸۵۵ع - از اسد -

۳

پیر و مرشد ، [۱۳۵]

فقیر ہمیشہ آپ کی خدمت‌گزاری میں حاضر اور غیرقاصر رہا ہے - جو حکم آپ کا ہوتا ہے اوس کو بجا لاتا ہوں ، مگر معدوم کو موجود کرنا میری وسعِ قدرت سے باہر ہے - اِس زمین میں کہ جس کا آپ نے قافیہ و ردیف لکھا ہے ، میں نے کبھی غزل نہیں لکھی - خدا جانے ، مولوی درویش‌حسن صاحب نے کس سے اوس زمین کا شعر سن کر میرا کلام گمان کیا ہے - ہر چند میں نے خیال کیا ، اِس زمین میں میری کوئی غزل نہیں - دیوان ریختہ چھاپے کا یہاں کہیں کہیں ہے - اپنے حافظے پر اعتماد نہ کر کر اوس کو بھی دیکھا ، وہ غزل نہ نکلی - سنیے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اور کی غزل میرے نام پر لوگ پڑھ دیتے ہیں - چنانچہ اِنہیں دنوں میں ایک صاحب نے مجھے آگرے سے لکھا کہ یہ غزل بھیج دیجیے :

اسد اور لینے کے دینے پڑے ہیں -

میں نے کہا کہ لا حولَ و لا قوۃَ - اگر یہ کلام میرا ہو ، تو مجھ پر لعنت - اِسی طرح زمانۂ سابق میں ایک صاحب نے میرے سامنے یہ مطلع پڑھا :

اسد ، اِس جفا پر بتوں سے وفا کی مرے شیر، شاباش، رحمت خدا کی !

میں نے سن کر عرض کیا کہ صاحب جس بزرگ کا یہ مطلع ہے اوس پر ، بہ قول اوس کے ، خدا کی رحمت ؛ اور اگر میرا ہو تو مجھ پر لعنت - '' اسد اور شیر '' ، اور '' بت اور خدا '' ، اور '' جفا اور وفا '' ، یہ میری طرزِ گفتار نہیں ہے - بھلا ، اِن دو شعروں میں تو '' اسد '' کا لفظ بھی ہے، وہ شعر میرا کیوں‌کر

سمجھا گیا؟ واللّٰہ ، باللّٰہ ، وہ شعر "خدنگ" ، "رنگ" کے قافیے کا میرا نہیں ہے - والسلام -

مرسلۂ جمعہ ۲۵ ماہ صیام [۱۲۷۵ھ]
و ۲۹ اپریل سال حال [۱۸۵۹ع] -
غالب -

۴

[۱۳۶] حضرت ،

کیا اِرشاد ہوتا ہے ؟ آگے اِس سے جو آپ کے اشعار آئے تھے، وہ دو دن کے بعد اِصلاح دے کر بھیج دیے - خط ڈاک میں تلف ہو جائے، تو میرا کیا گناہ؟ آج آپ کا یہ خط صبح کو آیا ، میں نے آج ہی دوپہر کو دیکھ کر لفافہ کر کر ڈاک میں بھجوا دیا ؛ اب پہنچے یا نہ پہنچے - دو باتیں سنیے ؛ "طرح" بہ سکونِ رائے قرشت بہ معنیِ "فریب" ہے - لیکن اُردو میں یہ لفظ مستعمل نہیں - وہ دوسرا لغت ہے : "طرح" ، بہ حرکتِ رائے قرشت بر وزنِ "فرح" ؛ اوس کو بہ سکونِ رائے [مہملہ] بولنا عوام کا منطق ہے - معاذ اللّٰہ ، اگر تقریر میں اِس طرح یعنی بہ سکون بولوں ، تو [زبان اپنی] کاٹ ڈالوں ، چہ جائے آں کہ نظم میں لاؤں ! ہاں، "غزل طرح کی" ، "زمین ط[رح کی"] یہ بہ سکون ہے ؛ اور"] بہ معنیِ "روش" و "طرز" ، "طرح" ہے بہ فتحتین -

د[ستاں ......] "افسانہ" نہیں - "دستاں" کے تین معنی : ایک تو رستم [کے با]پ [کا نام اور وہ عَلَ]م [ہے، دوسرے ......، تیسرے] "آوازِ خوش" - اور یہ جو بلبل کو "ہزار داستان" کہتے ہیں، سوقی اور فرومایہ [لوگ کہتے] ہیں - صحیح "ہزار دستان" ہے ، یعنی بہت طرح کی آوازیں بولتا ہے[۱] -

---

۱-["عود" میں یہ خط ناقص ہے - اصل خط کا کاغذ بوسیدہ ہے - کچھ لفظ غائب ہیں ، کچھ پڑھے نہیں جاتے - دوسرے رخ پر "جنون" کے قلم کے لکھے ہوئے پانچ اخیر شعر ایک فارسی غزل کے ، اُس کے بعد تین غزلیں اُردو کی ہیں - اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوورقے کا پہلا ورق ضائع ہوگیا - پانچ فارسی شعروں میں سے بہت کچھ ضائع ہو چکا ہے مگر "غالب" نے خود ایک شعر عطا فرمایا ہے :

"نالۂ بلبل کجا باشد چنیں ؟ می چکد خونِ دل از دستانِ من -"

اور اِس اُردو شعر کو قلمزد کر دیا ہے :

"یاں بھی چھوڑا نہیں ہم کو شبِ تنہائی نے پہلوے گور سے کس طرح کنارا کیجے -"

ع - ص -]

[illegible]

سفینے طرح بسکون راء قرشت بمعنے قریب ہے لیکن اردو میں یہ لفظ مستعمل [illegible]
وہ دوسرا لغت ہے طرح بہ حرکت راء قرشت بروزن فرح اور سکون را
بولنا عوام کا منطق ہے معاذ اللہ اگر تقریر میں اس طرح یعنی بسکون [illegible]
کاٹ ڈالوں چہ جائے آنکہ نظم میں لاؤں ہاں غزل طرح کے زمین کو
یعنی روش و طرز طرح ہے بہ فتحتین ۱۲
اف نہ نہیں دستان کہتے ہیں معنے ایک نوع ستم
آواز خوش اور یہ جو بلبل کو ہزار داستان کہتے ہیں یہ سوقی اور [illegible]
ہیں صحیح ہزار دستان ہے یعنی بہت طرح کی آوازیں بولتا ہے ۱۲
جناب مولوی احمد حسن صاحب عرشی کو میرا سلام پہنچے یکشنبہ ۲۸ اگست ۱۲

[illegible]

جبلپور محکمہ منصفی — اشٹامپ پیڈ — یکشنبہ ۲۸ ماہ اگست

بخدمت قاضی صاحب مخدوم مکرم مظہر لطف و کرم جناب قاضی عبد الجمیل صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ موصول فضل

خط ۱۳۶ اور لفافہ

جناب مولوی احمد حسن صاحب ''عرشی'' کو میرا سلام پہنچے -
یکشنبہ ' ۲۸ اگست [۱۸۵۹ع] -

۵

صاحب ' [۱۳۷]

وہ خط جس میں اشعار سید مظلوم کے تھے ' مجھ کو پہنچا اور میں نے اوس خط کا جواب تم کو بھیجا اور ذکرِ اشعار قلم انداز کیا - فارسی کیا لکھوں؟ یہاں ترکی تمام ھے ! اِخوان و احباب یا مقتول یا مفقودالخبر ! ہزار آدمی کا ماتمدار ھوں ' آپ غمزدہ اور آپ غمگسار ھوں - اِس سے قطعِ نظر کہ تباہ اور خراب ھوں ' مرنا سر پر کھڑا ھے ' پا بہ رکاب ھوں -

''طرح'' بالفتح بہ معنیِ ''نمونہ'' اور بہ معنیِ ''فریب'' سچ ' لیکن ''طرح'' بفتحتین اور چیز ھے - غیاث الدین رامپور میں ایک ملاے مکتبی تھا' ناقلِ ناعاقل - جس کا ماخذ اور مستند علیہ ''قتیل'' کا کلام ھوگا ' اوس کا فنِ لغت میں کیا فرجام ھوگا ؟

کیستم من کہ تا ابد بزِیَم -

لا حول و لا قوۃ ! یہ مصرع میرا نہیں - ''تا ابد بزیم'' یہ فارسی لالہ ''قتیل'' کی ھے - میرا قطعہ یہ ھے :

کیستم من کہ جاودان باشم چون ''نظیری'' نماند و ''طالب'' مُرد
ور بگویند : در کُدامین سال مُرد غالب ؟ بگو کہ : ''غالب مُرد''

یہ مادۂ تاریخ وفات از روے نجوم نہیں ' بلکہ از روے کشف ھے - اِنا للّٰہ و اِنا اِلیہ راجِعون -
پنجشنبہ ' ۸ ستمبر سنہ ۱۸۵۹ع -

غالب -

۶

حضرت ' [۱۳۸]

بہت دنوں میں آپ نے مجھ کو یاد کیا - سالِ گزشتہ اِن دنوں میں میں رامپور تھا - مارچ سنہ ۱۸۶۰ع میں یہاں آ گیا ھوں ؛ اب یہیں میں نے آپ کا خط پایا ھے - آپ نے سرنامے پر رامپور کا نام ناحق لکھا -

حق تعالیٰ والیِ رامپور کو صد و سی سال سلامت رکھے ' اون کا عطیہ ماہ بہ ماہ مجھ کو پہنچتا ہے - کرم‌گستری و اُستادپروری کر رہے ہیں - میرے رنجِ سفر اوٹھانے کی اور رامپور جانے کی حاجت نہیں -

مولوی احمد حسن '' عرشی '' کے فراق کو میں نہیں سمجھا کہ کیوں واقع ہوا ؛ بلکہ یہ بھی نہیں معلوم کہ آپ اور وہ یکجا کہاں تھے اور کب تھے ؟ خلیفہ حسین‌علی صاحب رامپور میں مجھ سے ملے ہوں گے ؛ مگر واللّٰہ ' مجھ کو یاد نہیں - نسیان کا مرض لاحق ہے - حافظہ گویا نہ رہا - شامہ ضعیف ' سامعہ باطل' باصرہ میں نقصان نہیں؛ البتہ حدت کچھ کم ہوگئی ہے-

پیری و صد عیب ' چنین گفتہ اند -

بہر حال ' چونکہ میں دلّی ہوں اور وہ رامپور گئے ہیں ' تو البتہ وہ آپ کے پیام جو اون کی زبان کے مُحوّل تھے ' بدستور اون کی تحویل میں رہے اور مجھ تک نہ پہنچے -

یہ شہر بہت غارت زدہ ہے ؛ نہ اشخاص باقی' نہ امکنہ - کتاب فروشوں سے کہہ دوں گا ؛ اگر میری نظم و نثر کے رسالوں[میں سے کوئی رسالہ آ جائے گا ' تو وہ مول لے کر خدمت عالی میں بھیج دیا جائے گا -

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت الخ -

ایک دوست کے پاس بقیۃ النہیب و الغارۃ کچھ میرا کلام موجود ہے ؛ اوس سے یہ غزل لکھوا کر بھیج دوں گا -

دلّی میں ایک حکیم تھے' اون کا نصراللّٰہ خاں نام تھا ؛ وہ مر گئے - اِس نام کا وکیلِ عدالتِ دیوانی کبھی میں نے دلی میں نہیں سنا - کیسا ڈیرہ پور ' کیسا کان‌پور ؟ اب میں کس سے پوچھتا پھروں کہ نصراللّٰہ خاں کے تم آشنا ہو یا نہیں ؟ جب حضرت کو اون کا مسکن مع عہدہ معلوم ہے تو پھر اون کے احباب کو کیوں ڈھونڈھتے ہو ؟ غزلیں بعد اِصلاح کے پہنچتی ہیں -

نجات کا طالب ' غالب -

''ندگے پاوں''- واو کے ضمے کو اِشباع کیسا ؟ یہ تو ترجمہ '' پایم '' کا ہے اور پھر '' پاوں '' کی یہ اِملا غلط ؛ '' پانو '' '' گانو '' چھانو '' - ''گھلسیتے گا''- نون کیسا ؟ '' گھسیتے گا '' ؛ اِس کی اِملا یوں ہے -

[۲۲ فروری ۱۸۶۱ع]

۷

جناب قاضی صاحب کو بندگی پہنچے - [۱۳۹]

عنایت نامے کے ورود نے شادماں کیا ' مگر امور مبہمہ جو نگارش پزیر تھے اونھوں نے حیران کیا - ابہام کی توضیح اور اجمال کی تفصیل کا مشتاق ہوں -

آموں کے باب میں جو کچھ لکھا یہ کیوں لکھا ؟ اِھدا کو دوام کیا ضرور ہے ' خصوصاً جب کہ بہ ذات خود حادث ہو ؟ حضرت ' اب کے سال ہر جگہ آم کم ہے' اور جو کچھ ہے وہ خشک اور بے مزہ ہے - آم کہاں سے ہو ؟ نہ مہاوٹ' نہ برسات ؛ دریا پایاب ہوگئے ' کنویں سوکھ گئے ' اثمار میں طراوت کہاں سے ہو ؟ جناب اِس کا خیال نہ فرماویں' اپنے کشف کو غلط کر دوں گا - برشگالِ آیندہ تک جیوں گا ' آپ کے موہبتی[1] آم کھاؤں گا -

سی‌ام جون سنہ ۱۸۶۱ع -

جواب کا طالب ' غالب -

۸

............سلامت ' [۱۴۰]

یہ عہدہ آپ کو مبارک ہو اور مجھ کو اِسی طرح صدرالصدوری کے منصب کی مبارکباد لکھنی نصیب ہو - غزلیں دیکھ کر بھیجتا ہوں - اب کے اِصلاح کی حاجت کم پڑی -

"بردۂ" "رفتۂ" یہ جتنے الفاظ ہیں اِن میں یاے تحتانی نہیں لکھتے' بس وہی ھاے اِنبائے حرکت رہتی ہے - پس اگر وہ ساکن ہے تو تو "رفتہ" "بردہ" ' اِس صورت پر رہے گی اور اگر اوس کو حرکت لازم آئے تو علامت حرکت ہمزہ لکھ دیا جائے گا : "رفتۂ" ' "آمدۂ" اور اِن مفعول کے سب صیغوں کا یہی حال ہے - "پان" کا شعر کاٹ ڈالا ' وجہ یہ کہ پہلے تو میں "پان" کا نون ' بےاِعلان بر وزن "آں" پسند نہیں کرتا[2] ....

۹

جناب مخدوم مکرم کو میری بندگی' [۱۴۱]

تفقّد نامہ مرقومۂ ۲۱ ستمبر میں نے پایا - حضرت کے سلامتِ حال پر

---

۱ - م ا : "ابکے موہبی" -

۲ - اصل خط کا جو ورق ملا اُس پر اِسی قدر عبارت ہے -

خدا کا شکر بجا لایا - کوئی محکمہ تخفیف میں آئے ' کوئی گانو مثلاً لُٹ جائے ' آپ کا عہدہ آپ کو مبارک ' آپ کا دولت خانہ سلامت - ہاں ' وہ جو اپنے ابن‌الخال کا اِس محکمے میں وکیل ہونے کا آپ کو کھٹکا ہے ' البتہ بجا ہے- جب آپ ظاہر کر چکے ہیں ' تو اب اوس کا اندیشہ کیا ہے ؟ حاکم سمجھ لے گا - وہ وکیل ہیں ؛ محکمۂ منصفی میں نہ رہیں گے ' محکمۂ صدرامین و ششن‌جج میں کام کریں گے -

میں نہ تندرست ہوں ' نہ رنجور ہوں ' زندہ بدستور ہوں - دیکھیے؛ کب بلاتے ہیں اور جب تک جیتا رہوں اور کیا دکھاتے ہیں ؟ والسلام بالُوف الِاحترام -

یکشنبہ ' ۲۹ ستمبر سنہ ۱۸۶۱ع -

نجات کا طالب ' غالب -

۱۰

[۱۴۲] از اسد بندگی برسد -

حضرت ' یہ غزل قطعہ بند ہے ؛ پس خطاب مطلع میں چاہیے - مطلعے دو دو لکھنے ' یہ ایجاد ریختہ والوں کا ہے -

جناب مولوی اساس‌الدین صاحب کی خدمت میں سلامِ نیاز -

۱۱

[۱۴۳] "اے مشفقِ من " نامربوط اور قبیح ' ٹکسال باہر - اِس شعر کو دور کرو - اگر کوئی اور شعر ہات نہ آئے اور اِسی کو رکھنا چاہو ' تو یوں رکھو :

" گالیاں دیتے ہو کیوں' مشفقِ من ' خیر تو ہے ؟ "

غالب -

۱۲

[۱۴۴] آداب عرض کرتا ہوں اور چاروں غزلیں دیکھ کر جا بجا حک و اصلاح کرکر بھیجتا ہوں -

اسد -

۱۳

[۱۴۵] " خستہ کام " و " اندیشہ کام " دونوں لفظ ٹکسال باہر ہیں - ہاں " ناکام " اور " دشمن کام " و " دوست کام " لکھتے ہیں - اور "تشنہ کام" اور

خستہ کام و اندیشہ کام دونوں بلفظ

تکسال ہا ن ہا کام دو شمنکام د

ر

اور تشنہ کام اور ترکیب سے

لو کے ہے نہ مجھنے مقصد و مدعا سے

ر عذ لفافے میں اس طرح لپیٹا کیجیے کہ کھلنے کی

جگہ باقی رہے

خط ۱۳۵

ترکیب ہے ؛ ''کام'' بہ معنی ''تالو'' کے ہے' نہ بہ معنی ''مقصد'' و ''مدعا'' -

کاغذ لفافے میں اِس طرح لپیٹا کیجیے کہ کھلنے کی جگہ باقی رہے -

۱۴

'' تڑپھنا '' ترجمۂ '' تپیدن '' کا اِملا یوں ہے ' نہ ''تڑپنا'' ؛ باے فارسی اور نون کے درمیان ہاے مخلوط‌التلفظ ضرور ہے - [۱۴۶]

معشوق کو '' صاحب '' لکھنا چاہیے نہ کہ '' حضرت '' - اور جو ایک دو جگہ اِصلاح ہے ' اوس کی توضیح کی حاجت نہیں - فارسی غزل ' خیر اگر آپ کا جی چاہے ' تو رہنے دیجیے - جس طرح اوس میں کہیں سقم نہیں ' اوسی طرح لطف بھی نہیں -

نجات کا طالب ' غالب -

۱۵

'' ز بیرون خانہ '' کا لفظ خلاف روزمرہ - علاوہ اِس سے' یہ احتمال ہوتا ہے کہ مگر خود اوس شخص کے گھر میں دخلِ غیر ہے - [۱۴۷]

۱۶

جناب مولوی صاحب ' [۱۴۸]

آپ کے دونوں خط پہنچے - میں زندہ ہوں ' لیکن نیم‌مردہ - آٹھ پہر پڑا رہتا ہوں ' اصل صاحب فراش میں ہوں - بیس بیس دن سے پانو پر ورم ہو گیا ہے - کفِ پا و پشتِ پا سے نوبت گزر کر پنڈلی تک آماس ہے ؛ جوتے میں پانو سماتا نہیں - بول و براز کے واسطے اوٹھنا دُشوار - یہ سب باتیں ایک طرف ؛ درد مُحلّل روح ہے - سنہ ۱۲۷۷ ہجری میں میرا نہ مرنا صرف میری تکذیب کے واسطے تھا - مگر اِس تین برس میں ہر روز مرگِ نو کا مزا چکھتا رہا ہوں - حیران ہوں کہ کوئی صورت زیست کی نہیں ؛ پھر میں کیوں جیتا ہوں ؟ روح میری اب جسم میں اِس طرح گھبراتی ہے جس طرح طائر قفس میں - کوئی شغل ' کوئی اِختلاط ' کوئی جلسہ ' کوئی مجمع ' پسند نہیں - کتاب سے نفرت ' شعر سے نفرت ' جسم سے نفرت ' روح سے نفرت - یہ جو کچھ لکھا ہے ' بے مبالغہ اور بیانِ واقع ہے -

خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم -

ایسے مخمصے میں اگر تحریرِ جواب میں قاصر رہوں' تو معاف ہوں -
صبح جمعہ ' یکم محرم سنہ ۱۲۸۰ھ '
مطابقِ ۱۹ جون سنہ ۱۸۶۳ع - نجات کا طالب ' غالب -

۱۷

[۱۴۹] جناب قاضی صاحب کو میری بندگی پہنچے -

مکرمی مولوی غلام غوث خاں بہادر میرمنشی کا قول سچ ہے - اب میں تندرست ہوں ' پھوڑا پھنسی' زخم جراحت ' کہیں نہیں - مگر ضعف کی وہ شدت ہے کہ خدا کی پناہ - ضعف کیوں کر نہ ہو ؟ برس دن صاحب فراش رہا ہوں - ستر برس کی عمر ' جتنا خون بدن میں تھا ' بے مبالغہ آدھا اوس میں سے پیپ ہو کر نکل گیا - سنِ نمو کہاں ' جو اب پھر تولید دم صالح ہو ؟ بہر حال ' زندہ ہوں اور ناتوان اور آپ کی پرسشہاے دوستانہ کا ممنون اِحسان - والسلام مع الاکرام -
دوشنبہ ' ۱۸ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۰ھ
مطابق سی‌ام نومبر سنہ ۱۸۶۳ع -
نجات کا طالب ' غالب -

۱۸

[۱۵۰] قبلہ '

مجھے کیوں شرمندہ کیا ؟ میں اِس ثنا و دعا کے قابل نہیں - مگر اچھوں کا شیوہ ہے ' بُروں کو اچھا کہنا - اِس مدح‌گستری کے عوض میں آداب بجا لاتا ہوں -
سہ‌شنبہ ' ۱۵ دسمبر سنہ ۱۸۶۳ع -
نجات کا طالب ' غالب -

۱۹

[۱۵۱] جناب قاضی صاحب کو سلام اور قصیدے کی بندگی -

اگر مجھے قوت ناظمہ پر تصرف باقی رہا ہوتا ' تو قصیدے کی تعریف میں ایک قطعہ اور حضرت کی مدح میں ایک قصیدہ لکھتا - بات یہ ہے کہ جو میں شایستۂ مدح نہیں تو یہ ستایش راجع آپ کی طرف ہوگی - گویا یہ قصیدہ آپ ہی کی مدح میں ہے - میں اب رنجور نہیں ' تندرست ہوں -

مگر بوڑھا ہوں ؛ جو کچھ طاقت باقی تھی ' وہ اِس اِبتلا میں زائل ہوگئی - اب ایک جسم بےروح متحرک ہوں -

یکے مردہ شخص بمردی روان -

اِس مہینے یعنی رجب سنہ ۱۲۸۰ھ سے ستروان برس شروع اور اسقام و آلام کا شروع ہے - لا موجود اِلا اللّٰہ و لا مؤثر فی‌الوجود اِلا اللّٰہ -

بست‌ہفتم رجب و ہفتم جنوری
[۱۲۸۰ھ' ۱۸۶۴ع] - نجات کا طالب ' غالب -

۲۰

[۱۵۲]
مہ شوال کو کیا دیکھے ''جنونِ'' غمگیں
خنجر ناز نہیں ' ابروے خم‌دار نہیں

پیر و مرشد '

ماہ شوال کو خنجر و شمشیر سے کیا علاقہ ؟ ہلال رمضان دیکھ کر تلوار کو دیکھتے ہیں اور ہلال شوال دیکھ کر سبز کپڑا مشاہدہ کرتے ہیں -

اشعار بہت ہیں ' اون میں سے کسی شعر کو مقطع کر دیجیے -

ہفتم فروری سنہ ۱۸۶۴ع -
غالب -

۲۱

[۱۵۳]
حضرت '

غزل سراسر ہموار و ذوق‌انگیز ہے - ایک شعر میں ایک لفظ بنایا گیا ' ایک شعر کا پہلا مصرع بدل دیا گیا -

مومن خاں کے اِس مصرع میں تردد کیا ہے ؟

تم سے دشمن کی مبارک‌باد کیا ؟

''سے'' بہ معنی '' از '' نہیں ہے ' بلکہ بہ معنی ''مثل'' و ''مانند'' ہے - یعنی چون تو دشمن اگر تہنیت دھد بر آن چہ اعتبار ؟

وصل کے وعدے سے ہو دل شاد کیا تم سے دشمن کی مبارک‌باد کیا ؟

یعنی اگر تم نے کہا کہ لو مبارک ہو ' کل ہم آئیں گے یا تمھیں بلائیں گے - ہم ایسے وعدے سے کیا خوش ہوں ؟ تم جیسے دشمن کے مبارک‌باد دینے سے کیا ہوتا ہے؟

۱۹ مارچ سنہ ۱۸۶۴ع -
غالب -

۲۲

[۱۵۴] سہسوان کے صاحب اگر ''قاطع برہان'' کا جواب لکھتے ہیں ' خدا اون کو یہ توفیق دے کہ عبارت کے معنی سمجھ لیں' تب جواب لکھیں - والسلام -
چہارم اپریل سنہ ۱۸۶۴ع -

۲۳

[۱۵۵] حضرت سلامت '
میاں قدرت اللّٰہ صاحب کا تردد بجا - ''پیش از صبحِ صادق'' نماز کیسی ؟ یہ کاتب اول کی خوبی اور نقل کرنے والوں کی غفلت ہے - اصل فقرہ یوں ہے :

''خود بدولت پیش از صبحِ صادق برخاستہ بعد بانگ صلوۃ باجماعتِ فضلا نمازِ صبح ادا کردہ بہ جھروکۂ درشن تشریف می‌آوردند'' -

حضرات نے ''بنفس نفیس'' بڑھا دیا اور ''برخاستہ'' کو بجبر اوٹھا دیا - صبحِ صادق سے پہلے یعنی دو تین گھڑی رات رہے اوٹھتے اور ضروریات سے فراغت کرتے ' وضو کے مراسم بجا لاتے - جب موذن اذان دیتا جماعت کی نماز پڑھتے - رفعِ حوائجِ ضروری کو ''برخاستہ'' کے بعد مقدر چھوڑ جانا بلاغت ہے - یعنی اوس وقت کے افعال بول و براز ہیں ؛ اِن کا ذکر مکروہ طبع ہے عموماً ' اور بہ نسبتِ بادشاہ سوءِ ادب ہے خصوصاً - اور یہ جو فقیر ''بنفس نفیس'' کو غلط کہتا ہے ' یہاں ایک دقیقہ ہے - یعنی بہت کام ایسے ہیں کہ آدمی آپ بھی کر سکتا ہے اور خادم سے بھی لے سکتا ہے ؛ مثلاً چلم پر آگ دھرنا یا پائخانے میں لوٹا لے جانا - اور بہت کام ایسے ہیں کہ ہر شخص کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں ' دوسرا نیابۃً نہیں کر سکتا ؛ مثلاً حقہ پینا یا پائخانے جانا ' سونا ' جاگنا ' اوٹھنا ' بیٹھنا بھی اِسی قبیل سے ہے - پس افعال مشترکہ میں ''بنفس نفیس'' لکھ سکتے ہیں اور افعال مخصوصہ میں ''بنفس نفیس'' کی قید لغو اور پوچ اور مہمل ہے - میں کروں کیا ؟ فی‌الحال دودمان معنی کا وہ حال ہے جو ہندستان کا غدر کے بعد ہو گیا - جہلا جانتے نہیں ' علما اِعتناء نہیں کرتے - چھاپے کو توقیعِ آلہی سمجھتے ہیں ' نسخۂ مطبوعہ

میں غلطی کا اِحتمال جائز نہیں رکھتے ' کاپی‌نویس کے جرم میں مصنف
بےچارہ ماخوذ ہوتا ہے -
۸ مئی سنہ ۱۸۶۴ع -

داد کا طالب' غالب -

۲۴

قبلہ ' [۱۵۶]

ایک سو بیس آم پہنچے - خدا حضرت کو سلامت رکھے - دس قلمیں اور چھٹانک بھر سیاہی کہار کے حوالے کر دی ہے - خدا کرے بہ حفاظت آپ کے پاس پہنچے - میں مریض نہیں ہوں ' بوڑھا ہوں اور ناتواں' گویا نیم جان رہ گیا ہوں - ایک کم ستر برس دنیا میں رہا ' کوئی کام دین کا نہ کیا - افسوس ! ہزار افسوس !

سہ‌شنبہ ۲۸ جون سنہ ۱۸۶۴ع -

نجات کا طالب ' غالب -

۲۵

جناب عالی ' [۱۵۷]

وہ غزل جو کہار لایا تھا وہاں پہنچی جہاں اب میں جانے والا ہوں یعنی عدم - مدعا یہ کہ گم ہو گئی -

گھات میں مدعا برآری کی ہم نے غیروں کی غم‌گساری کی -

تقدیم و تاخیرِ مصرعتین کر کے رہنے دو ؛ اِس میں کوئی سُقم نہیں - '' مدعا برآری '' کایتھوں کا لفظ ہے - میں اِس طرح کے الفاظ سے اِحتراز کرتا ہوں ؛ مگر چونکہ من حیث‌المعنی یہ لفظ صحیح ہے ' مضائقہ نہیں -

قطرۂ مے بس کہ حیرت سے نفَس پرور ہوا
خطِّ جامِ مے سراسر رشتۂ گوہر ہوا -

اِس مطلع میں خیال ہے دقیق ' مگر کوہ کندن و کاہ برآوردن یعنی لطف زیادہ نہیں - قطرہ ٹپکنے میں بے اختیار ہے ' بہ قدرِ یک مژہ برھم زدن ثبات و قرار ہے ' حیرت اِزالۂ حرکت کرتی ہے ؛ قطرۂ مے افراط حیرت سے ٹپکنا بھول گیا - برابر برابر بوندیں جو تھم کر رہ گئیں ' تو پیالی کا خط بہ صورت اوس تاگے کے بن گیا جس میں موتی پروئے ہوں -

لیتا نہ ، اگر دل تمھیں دیتا ، کوئی دم چین
کرتا ، جو نہ مرتا کوئی دن ، آہ و فغاں اور -

یہ بہت لطیف تقریر ہے - '' لیتا '' کو ربط ہے '' چین '' سے ، '' کرتا '' مربوط ہے '' آہ و فغاں '' سے - عربی میں تعقید لفظی و معنوی دونوں معیوب ہیں - فارسی میں تعقیدِ معنوی عیب اور تعقیدِ لفظی جائز ہے بلکہ فصیح اور ملیح - ریختہ تقلید ہے فارسی کی - حاصلِ معنیِ مصرعین یہ کہ اگر دل تمھیں نہ دیتا تو کوئی دم چین لیتا ؛ اگر نہ مرتا تو کوئی دن اور آہ و فغاں کرتا -

ملنا اگر نہیں ترا آساں تو سہل ہے
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں -

یعنی اگر تیرا ملنا آسان نہیں، تو یہ امر مجھ پر آسان ہے - خیر تیرا ملنا آسان نہیں نہ سہی، نہ ہم مل سکیں گے، نہ کوئی اور مل سکے گا - مشکل تو یہ ہے کہ وہی تیرا ملنا دشوار بھی نہیں - جس سے تو چاہتا ہے مل بھی سکتا ہے - ہجر کو تو ہم نے سہل سمجھ لیا تھا ، مگر رشک کو اپنے اوپر آسان نہیں کر سکتے -

حُسن اور اوس پہ حُسنِ ظن؛ رہ گئی بوالہوس کی شرم
اپنے پہ اعتماد ہے ، غیر کو آزمائے کیوں ؟

مولوی صاحب ، کیا لطیف معنی ہیں ؟ داد دینا - حسنِ عارض اور حسنِ ظن ، دو صفتیں محبوب میں جمع ہیں - یعنی صورت اچھی ہے اور گمان اوس کا صحیح ہے ، کبھی خطا نہیں کرتا - اور یہ گمان اوس کو بہ نسبت اپنے ہے کہ میرا مارا کبھی نہیں بچتا اور میرا تیرِ غمزہ خطا نہیں کرتا - پس جب اوس کو اپنے اوپر ایسا بھروسا ہے تو رقیب کا امتحان کیوں کرے اور حُسنِ ظن نے رقیب کی شرم رکھ لی ورنہ یہاں معشوق نے مغالطہ کھایا تھا - رقیب عاشقِ صادق نہ تھا - ھوسناک آدمی تھا - اگر پائے اِمتحان درمیان آتا تو حقیقت کھل جاتی -

تجھ سے تو کچھ کلام نہیں ، لیکن، اے ندیم !
میرا سلام کہیو ، اگر نامہ‌بر ملے

یہ مضمون کچھ آغاز چاہتا ہے - یعنی شاعر کو ایک قاصد کی ضرورت ہوئی -

مگر کھٹکا یہ کہ قاصد کہیں معشوق پر عاشق نہ ہو جائے - ایک دوست اِس عاشق کا ایک شخص کو لایا - اور اوس نے عاشق سے کہا کہ یہ آدمی وضعدار اور معتمد علیہ ھے ؛ میں ضامن ھوں کہ یہ ایسی حرکت نہ کرے گا - خیر اوس کے ھات خط بھیجا گیا - قضارا عاشق کا گمان سچ ھوا - قاصد مکتوب‌اِلیہ کو دیکھ کر والہ و شیفتہ ھو گیا - کیسا خط کیسا جواب - دیوانہ بن ' کپڑے پھاڑ ' جنگل کو چل دیا - اب عاشق اِس واقعے کے وقوع کے بعد ندیم سے کہتا ھے کہ غیب داں تو خدا ھے ' کسی کے باطن کی کسی کو کیا خبر - اے ندیم ' تجھ سے کچھ کلام نہیں - لیکن اگر نامہ‌بر کہیں مل جائے تو اوس کو میرا سلام کہیو کہ کیوں صاحب تم کیا کیا دعوے عاشق نہ ھونے کے کر گئے تھے اور انجامِ کار کیا ھوا ؟

کوئی دن گــر زندگانی اور ھے   اپنے جی میں ھم نے ٹھانی اور ھے -

اِس میں کوئی اِشکال نہیں - جو لفظ ھیں وھی معنی ھیں - شاعر اپنا قصد کیوں بتائے کہ میں کیا کروں گا - مبہم کہتا ھے کہ کچھ کروں گا - خدا جانے شہر میں یا نواحِ شہر میں تکیہ بنا کر فقیر ھو کر بیٹھ رھے یا دیس چھوڑ پردیس چلا جائے -

۲۴ اگست سنہ ۱۸۶۴ع -

۲۹

پیر و مرشد ' [۱۵۸]

نواب صاحب کا وظیفہ‌خوار گویا اوس در کا فقیرِ تکیہ‌دار ھوں - مسند نشینی کی تہنیت کے واسطے رامپور آیا - میں کہاں اور بریلی کہاں ! ۱۳ اکتوبر کو یہاں پہنچا بہ شرطِ حیات آخرِ دسمبر دھلی کو جاؤں گا - نمایش‌گاہ بریلی کی سیر کہاں اور میں کہاں ! خود اِس نمایش‌گاہ کی سیر سے ' جس کو دنیا کہتے ھیں ' دل بھر گیا - اب عالمِ بےرنگی کا مشتاق ھوں - لا اِلٰہ اِلاّ اللّٰہ ' لا موجودَ اِلا اللّٰہ ' لا موثّر فی‌الوجود اِلاّ اللّٰہ -

سہ‌شنبہ ' ۷ نومبر سنہ ۱۸۶۵ع -

نجات کا طالب ' غالب -

۲۷

[۱۵۹] آداب بجا لاتا ہوں - آپ کا نوازش‌نامہ پہنچا ' غزلیں دیکھی گئیں - فقیر کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر کلام میں اسقام و اغلاط دیکھتا ہوں ' تو رفع کر دیتا ہوں اور اگر سقم سے خالی پاتا ہوں ' تو تصرف نہیں کرتا - پس قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اِن غزلوں میں کہیں اِصلاح کی جگہ نہیں -

۲۸

[۱۶۰] سبحان اللّٰہ ! سر آغازِ فصل میں ایسے ثمرہاے پیش‌رس کا پہنچنا نویدِ ہزار گونہ میمنت و شادمانی ہے - یہ ثمر ربّ‌النوع آثمار ہے - اِس کی تعریف کیا کروں ؟ کلام اِس باب میں کیا چاہتا ہوں کہ میں یاد رہا اور اِہدا کا آپ کو خیال آیا - پروردگار آپ کو بایں ہمہ رواں‌پروری و کرم‌گستری و یادآوری سلامت رکھے - جمعے کے دن ' ۸ جون کو دوپہر کے وقت کہار پہنچا اور اوسی وقت خط کا جواب لےکر اور آم کے دو توکرے دےکر روانا ہو گیا ؛ یہاں سے اوس کو حسب‌الحکم کچھ نہیں دلوایا گیا ؛ خاطرِ عاطر جمع رہے -

[۱۸۶۶ ع]

خوشنودی کا طالب ' غالب -

۲۹

[۱۶۱] غزل کے بھیجنے میں دیر لگی ' قصور معاف ہو - جو میرے عزیز بریلی میں وارد ہیں اور اون سے آپ ملتے ہیں ' اون کا نام آپ لکھیں تو کمال مہربانی ہو -

غالب -

۳۰

[۱۶۲] جناب مولوی صاحب کو فقیر اسداللّٰہ کا سلام '

مرزا محمد رضا بیگ مانموں [۱] مرزا جان کے پوتے اور مرزا حنیف بیگ کے بیٹے اور میرے بھتیجے ہیں - مرزا وقارعلی بیگ اِکسٹرا اسسٹنٹ سے پوچھا چاہیے کہ مرزا علی‌جان بیگ مرحوم رئیس آگرہ اِن کے کون ہوتے تھے

۱ - '' غالب '' نے اِس لفظ کا اِملا یوں ہی '' مانموں '' کیا ہے -

اور مرزا محمدعلی بیگ جو لارڈ اِلن‌برا بہادر کے زمانے میں دلی کے منصف ہوئے تھے وہ مرزا وقارعلی بیگ کے کون تھے - میں نے اِن صاحبان کو دیکھا نہیں ، محمدعلی بیگ کو دیکھا ہے - وہ مانوس مرزا علی‌جان بیگ مرحوم کے نواسے اور میرے بھانجے ہوتے تھے - پس اگر اِکسٹرا اسسٹنٹ بہادر محمدعلی بیگ کے بھائی ہیں ، تو وہ بھی میرے بھانجے ہیں -
چہارشنبہ ، سی و یکم اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ع -

غالب -

نواب انورالدوله سعدالدین خان بہادر
"شفق"

۱

[۱۶۳] کیوں کر کہوں ، کہ میں دیوانہ نہیں ہوں ؟ ہاں ، اِتنے ہوش باقی ہیں کہ اپنے کو دیوانہ سمجھتا ہوں - واہ ، کیا ہوشمندی ہے کہ قبلۂ ارباب ہوش کو خط لکھتا ہوں ؛ نہ القاب ، نہ آداب ، نہ بندگی ، نہ تسلیم - سن غالب ، ہم تجھ سے کہتے ہیں ، بہت مصاحب نہ بن - اے ایاز ، حدِّ خود بشناس - مانا ، کہ تونے کئی برس کے بعد رات کو نو بیت کی غزل لکھی ہے اور آپ اپنے کلام پر وجد کر رہا ہے ، مگر یہ تحریر کی کیا روش ہے ؟ پہلے القاب لکھ ، پھر بندگی عرض کر ، پھر ہات جوڑ کر مزاجِ مبارک کی خبر پوچھ ، پھر عنایت نامے کے آنے کا شکر ادا کر اور یہ کہہ کہ جو مَیں تصور کر رہا تھا وہ ہوا ؛ یعنی جس دن صبح کو میں نے خط بھیجا اوسی دن آخرِ روز حضور کا فرمان پہنچا - معلوم ہوا کہ حرارت ہنوز باقی ہے اِن شاء اللّٰہ تعالیٰ رفع ہو جائے گی - موسم اچھا آگیا ہے -

گرمی از آب برون رفت و حرارت ز ہوا
محملِ مہرِ جہانتاب بہ میزان آمد -

اگر صرف تبرید و تعدیل سے کام نکل جائے ، تو کیا کہنا ؛ ورنہ بحسبِ راے طبیب تنقیہ کر ڈالیے - مجھ کو بھی آج دسواں منضج ہے ؛ پانچ سات دن کے بعد مسہل ہوگا[۱] - شب کو ناگاہ ایک نئی زمین خیال میں آئی - طبیعت نے راہ دی - غزل تمام کی - اوسی وقت سے یہ خیال میں تھا کہ

۱ - " اُردو م " میں یہ خط یہیں پر ختم ہے ، مگر اصل خط میں اِس سے آگے کی سطریں بھی ہیں ، " عود " میں خط پورا ہے مگر تاریخ نہیں ہے -

کب صبح هو اور کب یه غزل نواب صاحب کو بهیجوں - خدا کرے ' آپ پسند کریں اور میرے قبله جناب میر واجدعلی[۱] صاحب کو سناویں ؛ اور میرے شفیق منشی نادرحسین خاں صاحب اور اون کے بهائی صاحب اوس کو پڑهیں - پروردگار اِس مجمع کو سلامت رکهے -

غزل

اے ذوق نواسنجی ' بازم بخروش آور
غوغاے شبیخونی بر بُنگه هوش آور

گر خود بجهد از سر از دیده فروبارم
دل خون‌کن و آن خون را در سینه بجوش آور

هان همدم فرزانه ' دانی ره ویرانه
شمعے ' که نخواهد شد از باد خموش ' آور

شورابهٔ این وادی تلخست ؛ اگر رادی '
از شهر بسوے من سرچشمهٔ نوش آور

دانم که زرے داری ' هر جا گزرے داری
مے گر نه دهد سلطان ' از بادهفروش آور

گر مُغ به کدو ریزد ' بر کف نه و راهی شو ؛
ور شه بسبو بخشد ' بردار و بدوش آور

ریحان دمد از مینا ' رامش چکد از قلقل
آن در ره چشم افگن وین از پے گوش آور

گاهے بسبکدستی زان باده ز خویشم بر
گاهے به سیه مستی از نغمه به هوش آور

''غالب'' که بقایش باد همپاے تو گر ناید
بارے غزلے ' فردے ' زان موینه پوش آور

روان داشتهٔ پنجشنبه ' ۲۱ محرم ۱۲۷۲ھ
و ۴ ماه اکتوبر سنه ۱۸۵۵ع -

---

۱ - غالب کے قلم کی تحریر میں یوں هی هے ' مگر غالباً سهواً '' امجد '' کی جگه '' واجد '' لکهہ دیا تها - جب '' عود '' میں داخل کرنے کے لیے خط کی نقل لی گئی تو مکتوب الیه نے صحیح نام لکهوا دیا هوگا -

۲

[۱۶۴] للّٰہ الشکر کہ پیر و مرشد کا مزاج اقدس بہ خیر و عافیت ھے - پہلے نوازش‌نامے کا جواب با آں‌کہ وہ مشتمل ایک سوال پر تھا ' ھنوز نہیں لکھنے پایا کہ کل ایک مکرمت‌نامہ اور آیا - بندہ عرض کر چکا ھے کہ مسہل میں ھوں چنانچہ کل تیسرا مسہل ھوگا - اِس سبب سے اوس توقیع کا پاسخ‌نگار نہ ھو سکا تھا ؛ اور لکھتا بھی تو یہی لکھتا جو آپ نے لکھا ھے -

'' ارنی '' کی رے کی حرکت و سکون کے باب میں قولِ فیصل یہی ھے جو حضرت نے لکھا ھے - اگر تقطیع شعر مساعدت کر جائے اور '' ارنی بر وزن چمَنی '' گنجایش پائے' تو نعم الاتفاق ؛ ورنہ قاعدۂ تصرف مقتضیِ جواز ھے - مرزا عبدالقادر بیدل :

چو رسی بہ طور همت ' ارنی مگو و بگزر
کہ نیرزد این تمنا بہ جواب لن ترانی -

اسد اللّٰہ بیگ غالب :

رفت آں‌کہ ما ز حسن مدارا طلب کنیم
سررشتہ در کفِ ارنی گوے طور بود -

زوائد سے فارغ ھو کر عرض کرتا ھوں کہ ھاے ' کیا غزل لکھی ھے ! قبلہ ' آپ فارسی کیوں نہیں کہا کرتے ؟ کیا پاکیزہ زبان ھے اور کیا طرزِ بیان ! کیا میں سخن ناشناس اور ناانصاف ھوں کہ ایسے کلام کے حک و اصلاح پر جرأت کروں ؟

چہ حاجت است بہ مشاطہ روے زیبا را -

ھاں ' ایک جگہ آپ تحریر میں سھو کر گئے ھیں :

اے مطربِ جادوفن بازم رہِ هوشم زن -

دو میم آ پڑے ھیں - ایک میم محض بیکار ھے - '' دیگر '' کی جگہ آپ '' بازم '' لکھ گئے ھیں :

اے مطربِ جادوفن دیگر رہِ هوشم زن -

اب ' دیکھیے اور صاحبوں کی غزلیں کب آتی ھیں - اِتنی عنایت

فرمائیے گا کہ ہر صاحب کے تخلص کے ساتھ اون کا اسمِ مبارک اور کچھ حال رقم کیجیے گا - زیادہ حد ادب -

نگاشتۂ پنجشنبہ ' ششم صفر سنہ ۱۲۷۲ھ
و ہژدھم اکتوبر سنہ ۱۸۵۵ع -

از اسداللّٰہ -

۳

[۱۶۵] پیر و مرشد '

حضور کا توقیعِ خاص اور آپ کا نوازش نامہ' یہ دونوں حرزِ بازو ایک دن اور ایک وقت پہنچے - توقیع کا جواب دو چار دن میں لکھوں گا - ناسازیِ مزاجِ مبارک موجبِ تشویش و ملال ہوئی - اگرچہ حضرت کی تحریر سے معلوم ہوا کہ مرض باقی نہیں مگر ضعف باقی ھے [۱] ؛ لیکن تسکین خاطر منحصر اِس میں ھے کہ آپ بعد اِس تحریر کے ملاحظہ فرمانے کے اپنے مزاج کا حال پھر لکھیں - ''۳۷'' [۲] کی ھنڈوی پہنچی - اِس کا بھی حال سابق کی [۳] ھنڈوی کا سا ھے ' یعنی ساھوکار کہتا ھے کہ ابھی ہم کو کالپی کے ساھوکار کی اِجازت نہیں آئی جو ہم روپیہ دیں - اگر سرکار کے کار پرداز وھاں کے ساھوکار سے کہہ کر اِجازت لکھوا بھیجیں تو مناسب ھے - '' صہبائی '' کے تذکرے کی ایک جلد میری مِلک میں سے میرے پاس تھی' وہ میں اپنی طرف سے بہ سبیلِ ارمُغاں آپ کو بھیجتا ہوں؛ نذر قبول ہو - اب میں حضرت سے باتیں کر چکا - خط کو سرنامہ کر کر کہار کو دیتا ہوں کہ ڈاک میں دے آوے - بارہ پر دو بجے کتاب کا پارسل بہ طریق بیرنگ روانا کروں گا - پیشگاہِ وزارت میں میری بندگی پہنچے - عرضداشت بعد اِس کے پہنچے گی - جناب میر صاحب قبلہ میر امجدعلی صاحب کو سلام نیاز اور جناب منشی نادرحسین خاں صاحب کو سلام -

۴

[۱۶۶] پیر و مرشد '

اگر میں نے '' اُمید گاہ '' بکافِ عربی از راہِ شکوہ لکھا تو کیا گناہ ؟ نہ خط کا جواب ' نہ قصیدے کی رسید -

---

۱ - م ا میں '' باقی ھے '' نہیں ھے - ۲ - م ا : '' ۳۷ روپیہ '' - ۳ - م : '' کی ھی ''

دریں خستگی پوزش از من مجوے بود بندۂ خستہ گستاخ گوے -

اور یہ جو آپ فرماتے ہیں کہ اِن موانع کے سبب سے میں قصیدے کی تحسین نہیں لکھ سکا؛ بندہ بےادب نہیں، تحسین‌طلب نہیں؛ ایسے مجمع میں محشور ہوں کہ سوائے اِحترام‌الدولہ کے کوئی سخندان نہیں - میں جو اپنا کلام آپ کے پاس بھیجتا ہوں گویا آپ اپنے پر اِحسان کرتا ہوں -

وائے بر جان سخن گر بہ سخندان نہ رسد -

افسوس، کہ میرا حال اور یہ لیل و نہار، آپ کی نظر میں نہیں؛ ورنہ آپ جانیں کہ اِس بجھے ہوئے دل اور اِس ٹوٹے ہوئے دل، اور اِس مرے ہوئے دل پر کیا کر رہا ہوں - نواب صاحب، اب نہ دل میں وہ طاقت، نہ قلم میں وہ زور سخن‌گستری کا - ایک ملکہ باقی ہے، بے تامل اور بے فکر جو خیال میں آ جائے وہ لکھ لوں؛ ورنہ فکر کی صعوبت کا متحمل نہیں ہو سکتا، بقول میرزا عبدالقادر بیدل:

جہدها در خور توانائیست ضعف یکسر فراغ می خواهد

مُہر کا حال معلوم ہوا - پہلے آپ لکھ بھیجیے کہ کیا کھودا جائے گا - مہدی‌حسن خاں، مہدی‌حسین خاں بہادر لکھ رہا ہوں - صرف یاد پر لکھ رہا ہوں؛ ورنہ خط لڑکوں نے کھو دیا - یاد پڑتا ہے کہ نگینہ وہاں سے بھیجنے کو آپ نے لکھا ہے، سو اب میں مکرر خواہاں ہوں کہ یہ معلوم ہو جائے کہ نگینہ بھیجیے گا یا یہاں خریدا جائے گا - اور نقشِ نگین کیا ہوگا تاکہ شمار حروف کا مجھ کو معلوم رہے - اب جب آپ مجھ کو لکھیں گے، تب میں اِس کا جواب لکھوں گا - حافظ صاحب کا پہنچنا تقریباً معلوم ہوا - یعنی اون کی طرف سے آپ نے مجھ کو سلام لکھا ہے، سو میں بھی اون کی خدمت میں بندگی اور جناب منشی نادرحسین خاں صاحب کی جناب میں سلام عرض کرتا ہوں - زیادہ حدّ ادب -

۵

[۱۶۷] پیر و مرشد،

یہ خط لکھنا نہیں ہے، باتیں کرنی ہیں اور یہی سبب ہے کہ میں القاب و آداب نہیں لکھتا - خلاصہ عرض کا یہ ہے کہ آج شہر میں بدرالدین

علی خاں کا نظیر نہیں، پس مُہر اور کون کھود سکے گا - ناچار میں نے آپ کا نوازش‌نامہ جو میرے نام تھا وہ اون کے پاس بھیج دیا - اونھوں نے رقعہ میرے نام آج بھیجا ، سو وہ رقعہ حضرت کی خدمت میں بھیجتا ہوں، میں نہیں سمجھا کہ قسم دوم پکھراج کی کیا ہے - آپ اِس کو سمجھ لیں اور نگین بہ اِحتیاط اِرسال فرماویں - روپئے کے بھیجنے کی ابھی ضرورت نہیں ہے - جب میں عرض کروں تب بھیجیے گا - تعجب ہے کہ جناب میر امجدعلی صاحب '' قلق '' کا اِس خط میں سلام نہ تھا - متوقع ہوں کہ چھاپے کے قصیدے اون کو سنائے جاویں اور میری بندگی کہی جائے - جناب منشی نادرحسین خاں صاحب کو میرا سلام بصد ہزار اِشتیاق پہنچے -

مرقومۂ یکشنبہ ، ۲۹ جون سنہ ۱۸۵۶ع-

از غالب -

۶

قبلۂ حاجات : [۱۶۸]

قصیدہ دوبارہ پہنچا - چونکہ پیشانی پر دستخط کی جگہ نہ تھی ناچار اوس کو ایک اور دو ورقے پر لکھوایا اور حضور میں گزرانا اور[1] تمنائے دیرینہ حاصل کی یعنی دستخطِ خاص مشتمل اظہارِ خوشنودیِ طبعِ اقدس ہو گئے - اِحترام‌الدولہ بہادر میرے ہمزبان اور آپ کے ثناخوان رہے ، گویا اِس امرِ خاص میں وہ شریکِ غالب ہیں ؛ ہم بہ طریقِ کسرۂ اضافی ، اور ہم بہ طریقِ[2] کسرۂ توصیفی - پروردگار اِس بزرگوار کو سلامت رکھے کہ قدردان کمال، بلکہ حق تو یوں ہے کہ خیر محض ہے -

'' غیاث‌اللغات '' ایک نام مُوقّر و مُعزّز ؛ جیسے الفربہ خواہ مخواہ[3] مردِ آدمی - آپ جانتے[4] ہیں کہ یہ کون ہے ؟ ایک معلم فرومایہ رامپور کا رہنے والا ، فارسی سے ناآشنائے محض ، اور صرف و نحو میں ناَ تمام ، '' انشائے خلیفہ '' و '' منشیاتِ مادھو رام '' کا پڑھانے والا ؛ چنانچہ دیباچے میں اپنا ماخذ بھی اوس نے خلیفہ شاہ محمد و مادھو رام و '' غنیمت '' و '' قتیل ''

۱- م : ''اور اپنی''- ۲- م : ''سبیل'' - ۳- م : ''نخواہ'' - ۴- م : ''جانتے بھی''

کے کلام کو لکھا ہے - یہ لوگ راہ سخن کے غول ہیں؛ آدمی کے گمراہ کرنے والے - یہ فارسی کو کیا جانیں - ہاں ؛ طبع موزوں رکھتے تھے ' شعر کہتے تھے -

ہرزہ مشتاب و پے جادہ‌شناساں بردار

اے کہ در راہ سخن چون تو ہزار آمد و رفت -

میرا دل جانتا ہے کہ آپ کے دیکھنے کا میں کس قدر آرزومند ہوں - میرا ایک بھائی ' ماموں کا بیٹا کہ وہ نواب ذوالفقار بہادر کی حقیقی خالہ کا بیٹا ہوتا تھا اور مسندنشین حال کا چچا تھا اور وہ میرا ہمشیر بھی تھا ' یعنی میں نے اپنی ممانی کا اور اوس نے اپنی پھوپھی کا دودھ پیا تھا ' وہ باعث ہوا تھا میرے باندا بوندیل‌کھنڈ آنے کا - میں نے سب سامان سفر کر لیا ڈاک میں ' روپیہ ڈاک کا دے دیا - قصد یہ تھا کہ فتح‌پور تک ڈاک میں جاؤں‌گا ' وہاں سے نواب علی‌بہادر کے یہاں کی سواری میں باندے جا کر ہفتہ بھر رہ کر کالپی ہوتا ہوا آپ کے قدم دیکھتا ہوا بہ سبیل ڈاک دلّی چلا آؤں گا - ناگاہ ' حضور والا بیمار ہو گئے اور مرض نے طول کھینچا وہ ارادہ قوت سے فعل میں نہ آیا اور پھر مرزا اورنگ خان[1] میرا بھائی مر گیا -

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ -

واللّٰہ! وہ سفر اگرچہ بھائی کی اِستدعا سے تھا' مگر میں نتیجہ اوس شکل کا آپ کے دیدار کو سمجھا ہوا تھا - ہرزہ سرائی کا جرم معاف کیجیے گا - میرا جی آپ کے ساتھ باتیں کرنے کو چاہا ' اِس واسطے جو دل میں تھا وہ اوسی[2] عبارت سے زبان پر لایا -

[۱۸۵۶ع]

۷

[۱۶۹] قبلہ و کعبہ'

وہ عنایت‌نامہ ' جس میں حضرت نے مزاج کی شکایت لکھی تھی ' پڑھ کر بےچین ہو گیا ہوں' اور عرض کر چکا ہوں کہ مزاج کا حال مفصل لکھیے - چونکہ آپ نے کچھ نہیں لکھا ' تو اور زیادہ مشوّش ہوں - نسخۂ

---

۱ - م : " ارزبک جان " -   ۲ - م و م : " اوس " -

رفعِ تشویش یعنی شفقت‌نامہ جلد بھیجیے - جناب منشی نادرحسین خاں صاحب کا کچھ حال معلوم نہیں ' حضرت میر امجدعلی صاحب کا کچھ حال معلوم نہیں ؛ متوقع ہوں کہ اِن دونوں صاحبوں کی خدمت میں میرا سلام پہنچے اور آپ اِن کی خیر و عافیت لکھیں - کبوتروں کا نسخہ ' جیسا کہ میرے پاس آیا ' بجنسہ ارسال کرتا ہوں - آپ کو معلوم ہوگا کہ میرن صاحب نے اِنتقال کیا - یہ چھوٹے بھائی تھے مجتہدالعصر لکھنٔو کے ؛ نام اون کا سیدحسین اور خطاب سیدالعلما ' نقشِ نگین '' میر حسین ابن علی'' - میں نے اون کی رحلت کی ایک تاریخ پائی اوس میں پانچ بڑھتے تھے ' یعنی ۱۲۷۸ ہوتے تھے - تخرجہ نئی روش کا میرے خیال میں آیا - میں تو جانتا ہوں اچھا ہے - دیکھوں ' آپ پسند فرماتے ہیں یا نہیں - قطعہ :

حسین اِبنِ علی آبروے علم و عمل ۔۔۔ کہ سیدالعلما نقش خاتمش بودے
نماند و ماندے اگر زندہ پنج سالِ دگر ۔۔۔ ''غمِ حسین علی'' سال ماتمش بودے

زیادہ ' حدّ ادب - عرضداشت جواب طلب -

دوشنبہ ' بہ حساب تقویم یازدہم و از روے رویت
دہم ربیع‌الاول سنہ ۱۲۷۳ھ[1]-

۸

حضرت پیر و مرشد ' [۱۷۰]

اگر آج میرے سب دوست و عزیز یہاں فراہم ہوتے ' اور ہم اور وہ باہم ہوتے ' تو میں کہتا کہ آؤ اور رسم تہنیت بجا لاؤ - خدا نے پھر وہ دن دکھایا کہ ڈاک کا ہرکارہ انورالدولہ کا خط لایا -

این ' کہ می بینم ' بہ بیداریست ' یارب ! یا بہ خواب ؟

منہ پیٹتا ہوں ' اور سر پٹکتا ہوں ' کہ جو کچھ لکھا چاہتا ہوں ' نہیں لکھ سکتا ہوں - الٰہی ' حیات جاودانی نہیں مانگتا - پہلے انورالدولہ سے مل کر سرگزشت بیان کروں پھر اوس کے بعد مروں - روپئے کا نقصان ' اگرچہ جانکاہ و جانگزا ہے ' پر بموجبِ '' تَلَفُ‌المال خَلَفُ‌العُمر '' ' عمر فزا ہے - جو روپیہ ہات سے گیا ہے اوس کو عمر کی قیمت جانیے اور ثبات ذات و بقاے عِرض و ناموس کو غنیمت جانیے - اللہ تعالیٰ حضرت[2] وزیر اعظم کو سلامت رکھے ' اور

---

۱ - مطابق ۱۰ نومبر ۱۸۵٦ء -
۲ - م میں '' حضرت'' نہیں ہے -

اِس خاندان کے نام و نشان و عز و شان کو برقرار تا قیامت رکھے - میں نے گیارھویں مئی سنہ ۱۸۵۷ عیسوی سے اِکتیسویں جولائی سنہ ۱۸۵۸ تک کی روداد نثر میں بہ عبارت فارسی نا آمیختہ بہ عربی لکھی ہے اور وہ' پندرہ سطر کے مسطر سے چار جزو کی کتاب' آگرے کو مطبعِ مفیدالخلائق میں چھپنے کو گئی ہے - ''دستنبو'' اوس کا نام رکھا ہے اور اوس میں صرف اپنی سرگزشت اور اپنے مشاھدے کے بیان سے کام رکھا ہے - بعد چھپ جانے کے وہ نسخہ حضرت کی نظر سے گزرانوں گا اور اوس کو ہمسخنی اور ہمزبانی جانوں گا - جناب میر امجدعلی صاحب کا جو آپ کے خط میں ذکر نہیں آیا ہے تو اِس سے خیرخواہِ احباب کا دل گھبرایا ہے؛ اب کے جو خط لکھیے تو اون کی خیر و عافیت بہ ہر نمط لکھیے - اون کو بندگی اور جناب منشی نادرحسین خاں صاحب کو سلام پہنچے -

[اکتوبر ۱۸۵۸ع]

۹

[۱۷۱] پیر و مرشد'

ایک نوازش‌نامہ آیا اور '' دستنبو '' کے پہنچنے کا مژدہ پایا - اوس کا جواب یہی کہ کارپردازان ڈاک کا احسان مانوں اور اپنی محنت کا رایگاں نہ جانا یقین جانوں - چند روز کے بعد ایک عنایت نامہ اور پہنچا؛ گویا ساغر اِلتفات کا دوسرا دور پہنچا - اب ضرور آ پڑا کہ کچھ حال اِس ستارۂ دم‌دار کا لکھوں؛ چنانچہ جس وقت سے وہ خط پڑھا ہے' سوچ رہا ہوں کہ کیا لکھوں- چونکہ بہ سبب فقدانِ اسباب یعنی عدم رصد و کتاب کچھ نہیں کہا جاتا ہے' ناچار میرزا صائب کا مصرع زبان پر آ جاتا ہے:

ازین ستارۂ دنبالہ‌دار می ترسم -

یہ مطلع ہے اور پہلا یہ مصرع ہے:

ز خالِ گوشۂ ابروے یار می ترسم -

کیا آپ مجھ کو بے‌ھنری اور بےخبری میں صاحب کمال نہیں جانتے اور اِس عبارت فارسی کو میرا مصداق حال نہیں جانتے:

'پیشِ مُلّا طبیب و پیشِ طبیب مُلّا' پیشِ ہیچ ہردو و پیشِ ہردو ہیچ' -

آرایشِ مضامینِ شعر کے واسطے کچھ تصوف ' کچھ نجوم لگا رکھا ہے ؛ ورنہ سوائے موزونیِ طبع کے یہاں اور کیا رکھا ہے ؟ بہر حال ' علمِ نجوم کے قاعدے کے موافق جب زمانے کے مزاج میں فساد کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں ' تب سطحِ فلک پر یہ شکلیں دکھائی دیتی ہیں - جس برج میں یہ نظر آئے اوس کا درجہ و دقیقہ دیکھتے ہیں' پھر ذو ذنابہ کا مَمَر اور طریقہ دیکھتے ہیں - ہزار طرح کے جال ڈالتے ہیں تب ایک حکم نکالتے ہیں - شاہجہان آباد میں بعد غروبِ آفتاب اُفُقِ غربیِ شہر پر نظر آتا تھا اور چونکہ اون دنوں میں آفتاب اول میزان میں تھا ' تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ صورتِ عقرب میں ہے - درجہ و دقیقہ کی حقیقت نا معلوم رہی - بہت دن شہر میں اِس ستارے کی دھوم رہی - اب دس بارہ دن سے نظر نہیں آتا - وہاں شاید اب نظر آیا ہے جو آپ نے اوس کا حال پوچھا ہے - بس ' میں اِتنا جانتا ہوں کہ یہ صورتیں قہرِ اِلٰہی کی ہیں اور دلیلیں ملک کی تباہی کی ہیں - قران النحسین' پھر کُسوف' پھر خُسوف ' پھر یہ صورت پُر کدورت ' عیاذاً باللّٰہ و پناہ بخدا !

یہاں پہلی نومبر کو بدھ[1] کے دن حسب‌الحکم حکام کوچہ و بازار میں روشنی ہوئی اور سب کو ' کمپنی کا ٹھیکا ٹوٹ جانا ' اور قلمرو ہند کا بادشاہی عمل میں آنا ' سنایا گیا - نواب گورنر جنرل لارڈ کیننگ بہادر کو ملکۂ معظمۂ انگلستان نے " فرزندِ ارجمند " خطاب دیا ' اور اپنی طرف سے نائب ' اور ہندستان کا حاکم کیا - میں تو قصیدہ اِس تہنیت میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں ؛ چنانچہ بہ شمول " دستنبو " نظر انور سے گزرا ہوگا :

تا نہـال دوستی کے بر دهد حالیا رفتـیم و تخمے کاشتـیم

اللّٰہ ! اللّٰہ ! اللّٰہ !

جمعہ ' پنجم نومبر سنہ ۱۸۵۸ع - چرا گویم کہ نامہ از کیست ؛ خود می‌دانند کہ نامہ‌نگار کیست -

۱۰

پیر و مرشد ' [۱۷۲]

کیا حکم ہوتا ہے ؟ احمق بن کر چپ ہو رہوں ' یا جو از روے کشف

---

۱ - ۱۸۵۸ء کے نومبر کی پہلی تاریخ درشنبے کو تھی نہ کہ " بدھ " کو -

یقینی مجھ پر حالی ہوا ہے وہ کہوں ؟ اول رجب میں نوازش‌نامہ آپ نے کب بھیجا ؟ آخر میرے پاس پہنچ ہی گیا - یہ جو اب بھیجا اگر روانہ ہوا ہوتا تو وہ بھی پہنچ گیا ہوتا - بہر حال محبت کی گرمیِ ہنگامہ ہے - یہ جملہ محض آرایشِ عنوانِ نامہ ہے :

عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت است -

پنسن‌داروں کا اجرائے پنسن ' اور اہل شہر کی آبادی مسکن ' یہاں اوس صورت پر نہیں ہے جیسی اور کہیں ہے - اور جگہ سیاست ہے کہ منجملۂ ضروریات ریاست ہے؛ یہاں قہر آلہی ہے کہ منشاے تباہی ہے - خاص میرے پنسن کے باب میں گورمنٹ سے رپوٹ طلب ہوئی ہے - ابنائے روزگار حیران ہیں کہ یہ بھی ایک بات عجب ہوئی ہے - رپوٹ کی روانگی کی دیر ہے ؛ چند روز اور بھی قسمت کا پھیر ہے - دلّی علاقۂ لفٹنٹ گورنر سے اِنقطاع پا گئی اور اِحاطۂ پنجاب کے تحت حکومت آ گئی - رپوٹ یہاں سے لاہور اور لاہور سے کلکتے جائے گی - اور اِسی طرح پھیر کھا کر نویدِ حکم منظوری آئے گی -

فعلِ لازمی کو جب متعدی کیا چاہیے ' تو پہلے مضارع میں سے مصدر بنا لینا چاہیے - " گشتن " مصدر اصلی ' " گردد " مضارع " گردیدن " مصدر مضارعی ' " گرداندن " و " گردانیدن " مصدر متعدی - موافق اِس قاعدے کے " کردن " کا متعدی " کناندن " و 'کنانیدن" ہے ' نہ کہ "کراندن"- " کراندن " تو " کرانے " کی فارسی ہے ' جیسے " چلنے " کی فارسی "چلیدن" ہے - اور یہ شوخیِ طبع و ظرافت ہے - نہ اِس میں صحت ہے اور نہ لطافت ہے - " کراندن " غلط اور " کنانیدن ' صحیح - " گشتن " کو " گشتاندن " اور " رستن " کو " رستاندن " نہ کہیں گے بلکہ " گردیدن " و " روئیدن " بنا کر " گرداندن " و " رویاندن " لکھیں گے - بلغاء کے کلام میں " کردن " کا متعدی شاید کہیں نہ آیا ہو ؛ اگر آیا ہوگا تو "کنانیدن" آیا ہوگا - "کراندن" ٹکسال باہر ہے -

تذکیر و تانیث کا دائرہ بہت وسیع ہے - " دہی " : بعض کہتے ہیں " دہی اچھا " ' بعض کہتے ہیں " دہی اچھی " - " قلم " : کوئی کہتا ہے " قلم ٹوٹ گیا " - کوئی کہتا ہے " قلم ٹوٹ گئی " - فقیر " دہی " کو

مذکر بولتا ہے ' اور '' قلم '' کو بھی مذکر جانتا ہے - علیٰ ھذا القیاس ' '' شنگرف '' بھی مذبذب ہے - کوئی مذکر اور کوئی مونث کہتا ہے - میں تو '' شنگرف '' کو مونث کہوں گا - خلاصہ یہ کہ اِس ہیچمدان کے نزدیک '' کردن '' کا متعدی '' کنانیدن '' ہے اور '' شنگرف '' مونث -

خداوند ' آئینِ بندہ‌پروری بھول نہ جاؤ - گاہ گاہ نامہ و پیام بھیجتے رھو - کیا میں یہ نہیں لکھ سکتا کہ میں نے اِس عرصے میں دو خط بھیجے اور آپ نے ایک کا جواب نہیں لکھا - ھاں یہ عرض کرتا ھوں کہ آج صبح کو آپ کا خط آیا اِدھر پڑھا ' اودھر جواب لکھا - سچ یوں ہے کہ ڈاک میں اکثر خطوط تلف ہوتے ہیں - '' بیرنگ '' پر ضائع ھونے کا گمان کم ہے - اِس دستور کا بادی اور بانی میں ھوتا ھوں ؛ یہ خط بیرنگ بھیجتا ھوں - آپ بھی اب جب کبھی بفرض محال خط بھیجیے ' تو بیرنگ بھیجیے - زیادہ حد ادب -

عرضداشت غالب -

نگاشتۂ چہارشنبہ ' سوم شعبان [۱۲۷۵ھ]
و نہم مارچ سال حال [۱۸۵۹ع]

۱۱

پیر و مرشد ' [۱۷۳]

۱۲ بجے تھے ؛ میں ننگا اپنے پلنگ پر لیٹا ھوا حقہ پی رھا تھا کہ آدمی نے آ کر خط دیا - میں نے کھولا ' پڑھا - بھلے کو ' انگرکھا یا کرتا گلے میں نہ تھا - اگر ھوتا تو میں گریبان پھاڑ ڈالتا - حضرت کا کیا جاتا ؟ میرا نقصان ھوتا - سرے سے سنیے : آپ کا قصیدہ بعدِ اِصلاح بھیجا - اوس کی رسید آئی - کٹی کٹے ھوئے شعر اولٹے آئے ' اون کی قباحت پوچھی گئی ؛ قباحت بتائی گئی - الفاظِ قبیح کی جگہ بےعیب الفاظ لکھ دیے گئے ؛ لو صاحب ' یہ اشعار بھی قصیدے میں لکھ لو - اِس نگارش کا جواب آج تک نہیں آیا - شاہ اَسرارالحق کے نام کا کاغذ اون کو دیا - جواب میں جو کچھ اونھوں نے زبانی فرمایا ' آپ کو لکھا گیا - حضرت کی طرف سے اِس تحریر کا بھی جواب نہ ملا -

پُر ھوں میں شکوے سے یوں ' راگ سے جیسے باجا
اِک ذرا چھیڑیے ' پھر دیکھیے کیا ھوتا ہے -

سونچتا ھوں کہ دونوں خط بیرنگ گئے تھے ؛ تلف ھونا کسی طرح متصوّر نہیں -

خیر ، اب بہت دن کے بعد شکوہ کیا لکھا جائے ؛ باسی کڑھی میں اوبال کیوں آئے ؟ بندگی بیچارگی -

پانچ لشکر کا حملہ پے درپے اِس شہر پر ہوا - پہلا باغیوں کا لشکر ، اوس میں اہلِ شہر کا اِعتبار لٹا - دوسرا لشکر خاکیوں کا ، اوس میں جان و مال و ناموس و مکان و مکین و آسمان و زمین و آثارِ ہستی سراسر لُٹ گئے - تیسرا لشکر کال کا ، اوس میں ہزارہا آدمی بھوکے مرے - چوتھا لشکر ہیضے کا ، اوس میں بہت سے پیٹ بھرے مرے - پانچواں لشکر تپ کا ، اوس میں تاب و طاقت عموماً لٹ گئی ؛ مرے آدمی کم ، لیکن جس کو تپ آئی اوس نے پھر اعضا میں طاقت نہ پائی - اب تک اِس لشکر نے شہر سے کوچ نہیں کیا - میرے گھر میں دو آدمی تپ میں مبتلا ہیں ، ایک بڑا لڑکا اور ایک میرا داروغہ - خدا اِن دونوں کو جلد صحت دے - برسات یہاں بھی اچھی ہوئی ہے ، لیکن نہ ایسی کہ جیسی کالپی اور بنارس میں - زمیندار خوش ، کھیتیاں تیار ہیں - خریف کا بیڑا پار ہے - ربیع کے واسطے پوہ ماہ میں مینھ درکار ہے - کتاب کا پارسل پرسوں ارسال کیا جائے گا -

اہا ہا ہا ! جناب حافظ محمدبخش صاحب ! میری بندگی -

مغل‌علی خاں غدر سے کچھ دن پہلے مستسقی ہو کر مر گئے - ہے ، ہے ! کیوں‌کر لکھوں ! حکیم رضی‌الدین خاں کو قتلِ عام میں ایک خاکی نے گولی مار دی اور احمدحسین خاں اون کے چھوٹے بھائی اوسی دن مارے گئے - طالع‌یار خاں کے دونوں بیٹے ٹونک سے رخصت لے کر آئے تھے ، غدر کے سبب جا نہ سکے ، یہیں رہے - بعدِ فتحِ دہلی دونوں بےگناہوں کو پھانسی ملی - طالع‌یار خاں ٹونک میں ہیں ، زندہ ہیں ؛ پر یقین ہے کہ مردے سے بدتر ہوں گے - میر چھوٹم نے بھی پھانسی پائی - حال صاحب زادہ میاں نظام‌الدین کا یہ ہے کہ جہاں سب اکابر شہر کے بھاگے تھے وہاں وہ بھی بھاگ گئے تھے - برودے میں رہے ، اورنگ‌آباد میں رہے ، حیدرآباد میں رہے - سالِ گزشتہ یعنی جاڑوں میں یہاں آئے - سرکار سے اون کی صفائی ہو گئی ؛ لیکن صرف جان بخشی - روشن‌الدولہ کا مدرسہ جو عقبِ '' کوتوالی چبوترہ '' ہے وہ ، اور خواجہ قاسم کی حویلی جس میں مغل‌علی خاں مرحوم رہتے تھے وہ ، اور

خواجہ صاحب کی حویلی ' یہ آملاک خاص حضرت کالے صاحب کی اور کالے صاحب کے بعد میاں نظام‌الدین کی قرار پا کر ضبط ہوئی اور نیلام ہو کر روپیہ سرکار میں داخل ہو گیا - ہاں ' قاسم‌جان کی حویلی جس کے کاغذ میاں نظام‌الدین کی والدہ کے نام کے ہیں وہ اون کو یعنی نظام‌الدین کی والدہ کو مل گئی ہے - فی‌الحال میاں نظام‌الدین پاک پٹن گئے ہیں - شاید بہاول‌پور بھی جائیں گے -

[۱۸۶۰ع]

۱۲

یوم‌الخمیس ' ۲۹ ذی‌الحجہ [۱۲۷۶ھ]۱- [۱۷۴]

پیر و مرشد ' معاف کیجے گا

میں نے جمنا کا کچھ نہ لکھا حال

یہاں کبھی کسی نے اِس دریا کی کوئی حکایت ایسی نہیں کی کہ جس سے اِستبعاد اور اِستعجاب پایا جائے - پرسش کے بعد بھی کوئی نئی بات نہیں سنی - سنیے تو سہی' موسم کیا ہے : گرمی' جاڑا ' برسات ' تین فصلیں اِکھٹی تگرگ‌باری علاوہ - اگر ایک بحرِ رواں کی حقیقت متغیر ہو جائے تو محل اِستعجاب کیوں ہو؟ اور یہ بات کہ دلی میں تغیر نہ ہو اور پورب میں ہو ' اِس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں جمنا بہ اِنفراد بہ رہی ہے اور وہاں کہیں ''کین'' ' کہیں اور ندی' کہیں گنگا باہم مل گئی ہیں ؛ مجمع البحار ہے -

حضرت نے خوب وکالت کی ! مولانا قلق سے تقصیر میری معاف نہ کروائی - کہہ دو گے کہ گناہ معاف ہو گیا - میں بغیر سارٹیفکٹ کے کب مانوں گا ؟

یہ دن مجھ پر برے گزرتے ہیں - گرمی میں میرا حال بعینہ وہ ہوتا ہے جیسا زبان سے پانی پینے والے جانوروں کا ؛ خصوصاً اِس تموز میں کہ غم و ہم کا ہجوم ہے -

آتشِ دوزخ میں یہ گرمی کہاں ؟ سوزِ غمہاے نہانی اور ہے -

مرگ کا طالب ' غالب -

---

۱ - مطابق ۱۹ جولائی ۱۸۶۰ م -

۱۳

[۱۷۵] پیر و مرشد '

شبِ رفتہ کو مینھ خوب برسا - ہوا میں فرطِ برودت سے گزند پیدا ہوگیا - اب صبح کا وقت ہے - ہوا ٹھنڈی بےگزند چل رہی ہے - ابر تنک محیط ہے - آفتاب نکلا ہے ' پر نظر نہیں آتا ہے - میں عالمِ تصوّر میں آپ کو مسندِ عز و جاہ پر جانشین اور منشی نادرحسین خاں صاحب کو آپ کا جلیس مشاہدہ کر کے ' آپ کی جناب میں کورنش بجا لاتا ہوں ' اور منشی صاحب کو سلام کرتا ہوں - کافرِ نعمت ہو جاؤں اگر یہ مدارج بجا نہ لاؤں - حضرت نے ' اور منشی صاحب نے ' میری خاطر سے کیا زحمت اُوٹھائی ہے ! بھائی صاحب بہت خوشنود ہوئے - منت‌پزیری میں میرے شریک غالب ہیں - فی‌الحال' بہ توسّط میرے سلام نیاز عرض کرتے ہیں ' اغلب ہے کہ نامہ جداگانہ بھی ارسال کریں - حضرت ' آپ ''غالب'' کی شرارتیں دیکھتے ہیں - سب کچھ کہے جاتا ہے اور اوس اصل کا ' کہ جس پر یہ مراتب متفرّع ہوں ' ذکر نہیں کرتا ' فقیر کو تو یہ طرز پسند نہ آئی - مطلبِ اصلی کو مقدّر چھوڑ جانا کیا شیوہ ہے ؟ یوں لکھنا تھا کہ آپ کا عنایت‌نامہ اور اوس کے ساتھ نسب نامۂ خاندانِ مجد و علا کا پارسل پہنچا ' میں ممنون ہوا ' نواب ضیاءالدین خاں بہادر بہت ممنون و شاکر ہوئے - جنابِ عالی ' میں تو ''غالبِ'' ہرزہ سرا کا معتقد نہ رہا - آپ نے اوس کو مصاحب بنا رکھا ہے - اِس سے اوس کا دماغ چل گیا ہے -

قبلہ و کعبہ ' کیا جنابِ مولانا ''قلق'' میں ' حضرتِ ''شفق'' نے جو ''غالب'' کی شفاعت کی تھی ' وہ مقبول نہ ہوئی ؟ اب جناب ''ہاشمی'' کو اپنا ہمزبان اور مددگار بنا کر پھر کہتے ہیں - آپ کی بات اِس باب میں کبھی نہ مانوں‌گا ' جب تک سید صاحب کا خوشنودی‌نامہ نہ بھجوائیے گا - اِس سارٹیفکٹ کے حصول میں رشوت دینے کو بھی موجود ہوں - والسلام -

۱۴

[۱۷۶] پیر و مرشد ' کورنش - مزاجِ اقدس ؟ الحمد للّٰہ - تُو اچھا ہے ؟ حضرت ' دعا کرتا ہوں -

پرسوں آپ کا خط مع سارٹیفکٹ کے پہنچا - آپ کو مبدء فیاض سے اشرف‌الوکلا ' خطاب ملا ' مجلسانۂ محبتانہ -

ایک لطیفہ نشاط انگیز سنیے - ڈاک کا ہرکارہ جو ''بلّی‌ماروں'' کے محلے کے خطوط پہنچاتا ہے ' اِن دنوں میں ایک بنیا پڑھا لکھا حرف شناس ' کوئی فلاں ناتھ ' ڈھمک داس ' ہے - میں بالاخانے پر رہتا ہوں - حویلی میں آکر اوس نے داروغہ کو خط دیا ؛ اور اوس نے خط دے کر مجھ سے کہا کہ ڈاک کا ہرکارہ بندگی عرض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مبارک ہو ؛ آپ کو جیسا کہ دلی کے بادشاہ نے نوابی کا خطاب دیا تھا ' اب کالپی سے خطاب کپتانی کا ملا - حیران ' کہ یہ کیا کہتا ہے ؟ سرنامے کو غور سے دیکھا - کہیں قبل از اِسم ' مخدوم نیازکیشان ' لکھا تھا ' اوس قُرمساق نے اور الفاظ سے قطع نظر کر کے ''کیشان'' کو ''کپتان'' پڑھا -

بھائی ضیاءالدین خاں صاحب شملے گئے ہوئے ہیں - شاید' آخرِ ماہ حال' یعنی جولائی ' یا اول ماہ آیندہ ' یعنی اگست میں یہاں[۱] آ جائیں - آپ کو نوید تخفیف تصدیع دیتا ہوں ؛ آپ نواب صاحب سے کتاب کیوں مانگیں اور زحمت کیوں اُوٹھائیں ؟ جس قدر کہ علم اون کو اِس خاندانِ مَجدت نشان کے حال پر حاصل ہو گیا ہے ' کافی ہے - مولانا ''قلق'' کے نام کی عرضی اون کو پہنچا دیجیے گا اور جناب نادرحسین خاں صاحب کو میرا سلام فرما دیجیے گا -

[جولائی ۱۸۶۰]

۱۵

خداوند نعمت ' [۱۷۷]

شرف افزا نامہ پہنچا - شاہ اسرارالحق کے نام کا مکتوب اون کی خدمت میں بھیج دیا گیا - جناب شاہ صاحب سالکِ مجذوب یا مجذوبِ سالک ہیں ؛ اگر جواب بھجوا دیں گے تو جناب میں اِرسال کیا جائے گا -

قصیدے کو بارہا دیکھا اور غور کی - جس طرز پر ہے اوس میں گنجایش اِصلاح کی نہ پائی' یعنی لفظ کی جگہ لفظ مرادف بالمعنی لانا صرف اپنی

---

۱ - ع ''اگست یہاں ''-

دستگاہ کا اظہار ہے ' ورنہ کوئی لفظ بے محل اور بے موقع نہیں ' کوئی ترکیبِ فارسی ٹکسال باہر نہیں ہے ؛ مگر ہاں ' طرز گفتار کا بدلنا - اوس کے واسطے چاہیے دوسرا قصیدہ اِس زمین میں ایک اور لکھنا ' اور وہ تکلّفِ بارد ہے - بلکہ شاید ' حضرت کو یہ منظور بھی نہ ہو - پس شرم کم‌خدمتی سے دلریش اور فرط خجلت سے سر درپیش ہو کر قصیدے کو اِس لفافے میں بھیجتا ہوں - خدا کرے مورد عتاب نہ ہوں -

حضرت ' اِنہدامِ مساکن و مساجد کا حال کیا گزارش کروں ؟ بانیِ شہر کو وہ اِہتمام مکانات کے بنانے میں نہ ہوگا جو اب والیانِ ملک کو ڈھانے میں ہے - اللّٰہ ' اللّٰہ ! قلعے میں اکثر اور شہر میں بعض بعض وہ شاہجہانی عمارتیں ڈھائی گئی ہیں کہ کدال ٹوٹ ٹوٹ گئے ہیں ؛ بلکہ قلعے میں تو اِن آلات سے کام نہ نکلا ' سرنگیں کھودی گئیں اور بارود بچھائی گئی اور مکاناتِ سنگین اوڑا دیے گئے -

غلّے کی گرانی ' آفتِ آسمانی ' امراضِ دموی بلاے جانی ' انواع و اقسام کے اورام و بثور شائع - چارہ ناسودمند اور سعی ضائع - میں نہیں جانتا ' کہ ۱۱ ماہ مئی سنہ ۱۸۵۷ع کو پہر دن چڑھے وہ فوج باغی میرٹھ سے دلّی آئی تھی یا جلود قہر اِلٰہی کا پےدرپے نزول ہوا تھا - بہ قدر خصوصیت سابق ' دلّی ممتاز ہے ' ورنہ سرتاسر قلمرو ہند میں فتنہ و بلا کا دروازہ باز ہے - اِنّا للّٰہ و اِنّا اِلیہ راجعون -

جناب میر امجدعلی صاحب کو بندگی - جناب منشی نادرحسین خاں صاحب کو سلام -

مرقومۂ سحرگاہ آدینہ ' ۲۴ ماہ اگست سنہ ۱۸۶۰ع -

نجات کا طالب ' غالب -

۱۶

۱۷۸] پیر و مرشد '

میں آپ کا بندۂ فرماں‌پزیر اور آپ کا حکم بہ طیبِ خاطر بجا لانے والا ہوں؛ مگر سمجھ تو لوں کہ کیا لکھوں' وہ مکتوب کہاں بھیجوں؟ آپ کے پاس بھیج دوں یا اونہیں منشی صاحب کے پاس بھیج دوں اور رحیم‌الدین و امیرالدین کو منشی'

میر' شیخ' خواجہ' کیا کرکے لکھوں؟ دو حاکم کی رائے کے شمول کا قیدی اور اوس زمانے میں دریائے شور کو بھیجا جاتا ہے جس زمانے میں سینکڑوں جزیرہ نشین رہائی پا کر اپنے گھر آگئے- بااینہمہ ' منشی کو کیا اختیار ہے کہ وہ چھوڑ دے- آیا امیرالدین نے ' جس محکمے کا وہ منشی ہے ' اوس محکمے میں یہ مقدمہ بہ طریقِ مرافعہ پیش کیا ہے' جو منشی کو کارپردازی و کارسازی کی گنجائش ہو؟ یہ آپ کی تحریر سے معلوم نہیں ہوا کہ اپیل ہو گیا ہے اور مقدمہ دائر ہے؛ بلکہ یہ بھی طرزِ تحریر سے نہیں معلوم ہوتا کہ اب سعی منحصر اِس میں ہے کہ قیدی دریائے شور کو نہ جائے اور یہیں محبوس رہے ' یا یہ منظور ہے کہ جزیرے کو بھی نہ جائے اور یہاں کی قید سے بھی رہائی پائے - خواہش کیا ہے اور کارپرداز سے کس طرح کی اِعانت چاہوں؟ پہلے تو یہ سونچتا ہوں کہ کیا لکھوں ' پھر جو کچھ لکھوں اوس کو کہاں بھیجوں؟ طریق تو یہ ہے کہ میاں امیرالدین وہ نگارش لے کر منشی صاحب کے پاس جائیں اور بہ ذریعۂ اوس خط کے روشناس ہوں - میں کیا جانوں کہ امیرالدین کا مسکن کہاں ہے؟ منشی صاحب کو خط بھیج دوں ' اون کے نزدیک احمق بنوں کہ کس امرِ موہوم مجہول میں مجھ کو لکھا ہے - کیوں کر ہو سکتا ہے کہ وہ اوس خط کو پڑھ کر تفحّص کریں کہ امیرالدین کون ہے اور کہاں ہے اور کیا چاہتا ہے - بہر حال اِسی خط کے ساتھ ایک اور لفافہ آپ کے نام کا روانا کرتا ہوں ' اوس میں صرف ایک خط موسومۂ منشی صاحب ہے کھلا ہوا ' اوس کو پڑھ کر میاں امیرالدین کے پاس بھیج دیجیے گا ' مگر گوند لگا کر - اور اگر یہ منظور نہ ہو' تو میری طرف سے منشی صاحب کے نام کے خط کا مسودہ لکھ کر میرے پاس بھیجیے اور لکھ بھیجیے کہ اوس مسودے کو صاف کرکے کہاں بھیجوں -

صبح یکشنبہ ۲ جون سنہ ۱۸۶۱ع -

۱۷

قبلہ و کعبہ ' [۱۷۹]

کیا لکھوں؟ امورِ نفسانی میں آضداد کا جمع ہونا محالاتِ عادیہ میں سے ہے - کیوں کر ہو سکے کہ ایک وقتِ خاص میں ایک امرِ خاص موجب اِنشراح کا بھی ہو اور باعث اِنقباض کا بھی ہو - یہ بات میں نے آپ کے اِس

خط میں پائی کہ اوس کو پڑھ کر خوش بھی ہوا اور غمگین بھی ہوا - سبحان اللہ ! اکثر امور میں تم کو اپنا ہم‌طالع اور ہم‌درد پاتا ہوں ؛ عزیزوں کی ستم‌کشی اور رشتہ‌داروں سے ناخوشی‌‌- میرا ہم‌قوم تو سراسر قلمرو ھند میں نہیں ؛ سمرقند میں دو چار یا دشت خفچاق میں سو دو سو ھوں گے ؛ مگر ہاں ' اقربائے سببی - پانچ برس کی عمر سے اون کے دام میں اسیر ہوں اِکسٹھ برس ستم اُٹھائے ھیں -

گر دھم شرح ستمہاے عزیزان '' غالب ''

رسم اُمید ھمانا ' ز جہان برخیزد -

نہ تم میری خبر لے سکتے ھو ' نہ میں تم کو مدد دے سکتا ھوں - اللّٰہ ' اللّٰہ ' اللّٰہ ! دریا سارا تیر چکا ھوں - ساحل نزدیک ھے ؛ دو ھات لگائے اور بیڑا پار ھے -

عمر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ مر گئے پر دیکھیے دکھلائیں کیا ؟

یہ بھی تو پوچھو کہ آپ کے خط کا جواب اِتنا جلد کیوں لکھا یعنی کم و بیش مہینا بھر کے بعد - کیا کروں ؟ شاہ اسرارالحق کو آپ کا اور حافظ نظام‌الدین صاحب کا خط بھجوا دیا ھفتہ بھر کے بعد جواب مانگا ؛ جواب دیا کہ اب بھیجتا ھوں - دس بارہ دن ھوئے کہ حضرت خود تشریف لائے - جواب آپ کے اور حافظ‌جی کے خط کا مانگا - کہا کہ کل بھیج دوں گا - اِس واقعے کو آج قریب دو ھفتے کے عرصہ ھوا - ناچار اون کے جواب سے قطع نظر کر کے آپ کو یہ چند سطریں لکھیں -

از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ

اِنّی رأیتُ دھراً مِن ھجرک القیامہ

حافظ جی صاحب کو میری بندگی کہیے گا اور یہ خط اون کو پڑھوا دیجیے گا - جناب منشی نادرحسین خاں صاحب کو میرا سلام پہنچے - اگرچہ آپ مبتلاے رنج و الم ھیں ' مگر یہ شرف کیا کم ھے کہ انورالدولہ کے ھمدرد ھو - موردِ ستمہاے روزگار ھونا شرافت ذاتی کی دلیل ھے ساطع' اور برھان ھے قاطع -

ہاں حضرت ' بہت دن سے جناب میر امجدعلی‌صاحب کا کچھ حال معلوم نہیں - اون کے تخلص نے مجھ کو حیران کر رکھا ھے ' یعنی قلق میں

مبتلا ہوں - آپ اون کا حال لکھیے - خواجہ اسمٰعیل خاں صاحب کہاں ہیں اور کس طرح ہیں ؟ سنیے قبلہ ' میں تو آپ سے شاہ انوارالحق کے خط کے جواب کا طالب نہیں ہوں کہ آپ اون کے خط کے حاصل ہونے کے اِنتظار میں مجھ کو خط نہ لکھ سکیں - مُتَرَصّد ہوں کہ اِس اپنے خط کا جواب جلد پاؤں -
صبح سہ‌شنبہ ' ۲۲ اکتوبر [۱۸۶۱ع] -
جواب کا طالب ' غالب -

۱۸

ناوکِ بیداد کا ہدف ' پیر خرف ' یعنی غالب آداب بجا لاتا ہے؛ [۱۸۰]
نوازش‌نامے کو دیکھ کر جانا کہ میں نے '' کمرے چند '' کے شعر پر خطِ بُطلان کھینچ دیا - یہ تو کوئی گمان نہ کرے گا کہ میں '' کمر '' کو '' کمر بند '' نہیں جانتا - معہذا ' وہاں پہلے مصرع میں اگر '' کمر '' بمعنی '' کمر '' فرض کیجیے ' تو بھی شعر کاٹ ڈالنے کے قابل نہیں - قصد کر کے بیٹھا تھا کہ اِس شعر پر صاد کروں گا - خدا جانے ' قلم خط کیوں‌کر کھینچ گیا ؟ اب حواس بجا نہیں؛ حافظہ رہا نہیں - اکثر الفاظ بے قصد لکھ جاتا ہوں - ستر برس کی عمر ہوئی ؛ کہاں تک خرافت نہ آئے - اوس شعر کا گنہگار اور حضرت سے شرمسار ہوں - میری خطا معاف کیجیے - زیادہ حدّ ادب -
پنجشنبہ ' ۱۹ ذی‌الحجہ ' سالِ غفر [۱۲۷۸ھ] [۱] -

۱۹

صبح دوشنبہ ' ۱۳ صفر [۱۲۷۹ھ] و ۱۱ ماہِ اگست سنہ ۱۸۶۲ع - [۱۸۱]
پیر و مرشد '
آداب - تتمۂ غلطنامۂ '' قاطع برہان '' کو بھیجے ہوئے تین دن اور آپ کی خیر و عافیت مولوی حافظ عزیزالدین کی زبانی سنے ہوئے دو دن ہوئے تھے کہ کل آپ کا نوازش‌نامہ پہنچا - '' قاطع برہان '' کے پہنچنے سے اِطلاع پائی - معتقدانِ '' برہان قاطع '' برچھیاں اور تلواریں پکڑ پکڑ کے اوٹھ کھڑے ہوئے ہیں - ہنوز دو اِعتراض مجھ تک پہنچے ہیں : ایک تو یہ کہ '' قاطع برہان '' غلط ہے ' یعنی ترکیب خلافِ قاعدہ ہے ؛ کلام قطع کیا جاتا ہے ' برہان قطع نہیں

۱ - مطابق ۱۹ جون ۱۸۶۲ء -

ہو سکتی ہے - لو صاحب ، '' برہانِ قاطع '' صحیح اور '' قاطع برہان '' غلط۔ مگر '' برہان '' '' قطع '' کی فاعل ہو سکتی ہے ، '' قطع '' کا فعل آپ نہیں قبول کرتی - '' قاطع برہان '' میں جو '' برہان '' کا لفظ ہے ، یہ مخفف '' برہان قاطع '' ہے - '' برہان قاطع '' کے رد کو '' قطع '' سمجھ کر '' قاطعِ برہان '' نام رکھا تو کیا گناہ ہوا ؟ دوسرا ایراد یہ ہے کہ

با اِنگلسیان ستیز بیجا ؛

اِنگلس کا نون تلفظ میں نہیں آتا - میں پوچھتا ہوں کہ خدا کے واسطے ''انگلس'' اور '' انگریز '' کا نون بہ اِعلان کہاں ہے ؟ اور اگر ہے بھی تو ضرورتِ شعر کے واسطے - لغات عربی میں سکون و حرکت کو بدل ڈالتے ہیں - اگر ''انگلس'' کے نون کو غنہ کر دیا تو کیا گناہ ہوا ؟

وہ ورق چھاپے کا جو آپ کے پاس پہنچا ہے ، اوس کو غلط نامۂ شاملہ کے بعد لگا کر جلد بندھوا لیجیے گا -

حضرت کیوں اپنے مراسلے اور میرے مکتوب کا حال پوچھا ؟

اینہم ، کہ جوابے نہ نویسند ، جوابست

سمجھ لو اور چپ رہو -

میں نے مانا ، جس کو تم نے لکھا ہے وہ لکھے گا کہ میں نے مختار سے پوچھا ، اوس نے یوں کہا ؛ پھر میں نے یہ کہا ؛ اب یہ بات قرار پائی ہے - تو اِس تقریر کو حضرت ہی باور کریں گے - فقیر کبھی نہ مانے گا - ایک حکایت سنو : امجدعلی شاہ کی سلطنت کے آغاز میں ایک صاحب ، میرے نیم آشنا یعنی خدا جانے کہاں کے رہنے والے کسی زمانے میں واردِ اکبرآباد ہوئے تھے؛ کبھی کہیں کے تحصیلدار بھی ہو گئے تھے ؛ زبان‌آور اور چالاک - اکبرآباد میں نوکری کی جستجو کی ، کہیں کچھ نہ ہوا - میرے ہاں دو ایک بار آئے تھے ؛ پھر وہ خدا جانے کہاں گئے - میں دلّی آ رہا - کم و بیش بیس برس ہوئے ہوں گے - امجدعلی شاہ کے عہد میں اون کا خط ناگاہ مجھ کو بہ سبیل ڈاک آیا - چونکہ اون دنوں میں دماغ درست اور حافظہ برقرار تھا ، میں نے جانا کہ یہ وہی بزرگ ہیں - خط میں مجھ کو پہلے یہ مصرع لکھا :

از بخت شکر دارم و از روزگار ہم -

آپ سے جدا ہو کر بیس برس آوارہ پھرا جےپور میں نوکر ہو گیا؛ وہاں سے دو برس کے بعد کہاں گیا اور کیا کیا - اب لکھنئو آیا ہوں - وزیر سے ملا ہوں - بہت عنایت کرتے ہیں - بادشاہ کی ملازمت اونھیں کے ذریعے سے حاصل ہوئی ہے - بادشاہ نے "خانی" اور "بہادری" کا خطاب دیا ہے؛ مصاحبوں میں نام لکھا ہے - مشاہرہ ابھی قرار نہیں پایا - وزیر کو میں نے آپ کا بہت مشتاق کیا ہے - اگر آپ کوئی قصیدہ حضور کی مدح میں اور عرضی یا خط، جو مناسب جانیے، وزیر کے نام لکھ کر میرے پاس بھیج دیجیے گا؛ تو بے شک بادشاہ آپ کو بلائیں گے اور وزیر کا خط مشعر فرمان‌طلب آپ کو پہنچے گا - میں نے اوسی عرصے میں ایک قصیدہ لکھا تھا جس کی بیتِ اِسم یہ ہے:

امجدعلی شہ آنکہ بہ ذوقِ دعاے او صد رہ نماز صبح قضا کرد روزگار -

متردد تھا کہ کس کی معرفت بھیجوں - توکّلتُ علی‌اللّٰہ بھیج دیا - رسید آ گئی صِرف - پھر دو ہفتے کے بعد ایک خط آیا کہ قصیدہ وزیر تک پہنچا، وزیر پڑھ کر بہت خوش ہوا، بہ آئینِ شایستہ پیش کرنے کا وعدہ کیا - میں متوقع ہوں کہ میاں بدرالدین مُہرکن سے میری مہر خطابی کھدوا کر بھیج دیجیے، چاندی کا نگینہ مربع، اور قلم جلی - فقیر نے سر انجام کر کے بھیج دیا - رسید آئی اور قصیدے کے بادشاہ تک گزرنے کی نوید، بس - پھر دو مہینے تک اودھر سے کوئی خط نہ آیا - میں نے جو خط بھیجا اولٹا پھر آیا - ڈاک کا یہ توقیع کہ مکتوب اِلیہ یہاں نہیں - ایک مدت کے بعد حال معلوم ہوا کہ اُس بزرگ کا وزیر تک پہنچنا اور حاضر رہنا سچ، بادشاہ کی ملازمت اور خطاب ملنا غلط، "بہادری" کی مہر تم سے بہ فریب حاصل کرکے مرشدآباد کو چلا گیا - چلتے وقت، وزیر نے دو سو روپئے دیے تھے -

ایک قاعدۂ کلیّہ دلّی کا سمجھ لو؛ خالق کی قدرت مقتضی اِس کی ہے کہ جو اِس شہرپناہ کے اندر پیدا ہو، مرد یا عورت؛ خَفَقان و مراق اوس کی خلقت و فطرت میں ہو - آٹھ دس برس کے بعد ساون کے اخیر، مینہ خوب برسا لیکن نہ دریا جاری ہوئے، نہ طوفان آیا - ہاں، شہر کے باہر ایک دن بجلی گری، دو ایک آدمی، کچھ جانور، تلف ہوئے - مکان گرے، دس بیس

آدمی دب کر مرے ، دو تین شخص کوٹھے پر سے گر کر مرے - مراقیوں نے غل مچانا شروع کیا - اپنے اپنے عزیزانِ بہ سفر رفتہ کو لکھا - جا بجا اخبار نویسوں نے اون سے سن کر درج اخبار کیا - لو ، اب دس بارہ دن سے مینھ کا نام نہیں ، دھوپ آگ سے زیادہ تر تیز ہے - وہی خفقانی صاحب اب روتے پھرتے ہیں کہ کھیتیاں جلی جاتی ہیں ؛ اگر مینھ نہ برسے گا تو پھر کال پڑے گا -

مکانات کے گرنے کا حال یہ ہے کہ چار پانچ برس ضبط رہے ؛ یغمائی لوگ کڑی ، تختہ ، کواڑ ، چوکھٹ ، بعض مکانات کی چھت کا مسالا ، سب لے گئے - اب اون غربا کو وہ مکان ملے تو اون میں مرمت کا مقدور کہاں ! فرمائیے ، مکانات کیوں کر نہ گریں -

۲۰

[۱۸۲] پیر و مرشد ،

آداب - مزاج مقدس - میرا جو حال آپ نے پوچھا ، اِس پرسش کا شکر بجا لاتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ آپ کا بندۂ بےدرم خریدہ اچھی طرح ہے - ایک فصد ، بائیس منضج ، چار مسہل ، کہاں تک آدمی کو ضعیف نہ کرے ! بارے ، آفتاب عقرب میں آ گیا ؛ پانی برفاب ہو گیا ہے ؛ کابل و کشمیر کا میوہ بکنے لگا ہے - یہ ضعف ، ضعفِ قسمت تو نہیں کہ ایسے ایسے امور اوس کو زائل نہ کر سکیں -

غزلوں کو پرسوں سے پڑھ رہا ہوں اور وجد کر رہا ہوں - خوشامد میرا شیوہ نہیں ہے - جو اِن غزلوں کی حقیقت میری نظر میں ہے ، وہ مجھ سے سن لیجیے اور میرے داد دینے کی داد دیجیے - مولانا " قلق " نے متقدمین ، یعنی " امیرخسرو " و " سعدی " و " جامی " کی روش کو سرحد کمال کو پہنچایا ہے ، اور میرے قبلہ و کعبہ مولانا " شفق " اور مولانا " ہاشمی " اور مولانا " عسکری " متاخرین یعنی " صائب " و " کلیم " و " قدسی " کے انداز کو آسمان پر لے گئے ہیں - اگر تکلّف اور تملّق سے کہتا ہوں تو مجھ کو ایمان نصیب نہ ہو - یہ جو آپ اپنے کلام کے حک و اِصلاح کے واسطے مجھ سے فرماتے ہیں ، یہ آپ میری آبرو بڑھاتے ہیں - کوئی بات بیجا ہو ، کوئی لفظ ناروا ہو ، تو میں حکم بجا لاؤں - زیادہ ؛ حدِّ ادب -

۲۱

[۱۸۳] ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جـریدۂ عالم دوامِ ما

خداوند نعمت،

آج دوشنبہ، ۶ رمضان [۱۲۸۰ھ] کی اور ۱۵ فروری [۱۸۶۴ع] کی ہے؛ اِس وقت کہ بارہ پر تین بجے ہیں، عطوفت نامہ پہنچا - اودھر پڑھا اِدھر[۱] جواب لکھا - ڈاک کا وقت نہ رہا - خط کو معنوَن کر رکھتا ہوں - کل شنبہ، ۱۶ فروری کو ڈاک میں بھجوا دوں گا - سال گزشتہ مجھ پر بہت سخت گزرا - ۱۲، ۱۳ مہینے صاحب فراش رہا؛ اوٹھنا دشوار تھا؛ چلنا پھرنا کیسا؟ نہ تپ، نہ کھانسی، نہ اِسہال، نہ فالج، نہ لقوہ؛ اِن سب سے بدتر ایک صورتِ پُر کدورت یعنی اِحتراق کا مرض - مختصر یہ کہ سر سے پانو تک بارہ پھوڑے، ہر پھوڑا ایک زخم، ہر زخم ایک غار؛ ہر روز بے مبالغہ بارہ تیرہ پھائے اور پاؤ بھر مرہم درکار - نو دس مہینے بے خور و خواب رہا ہوں اور شب و روز بیتاب - راتیں یوں گزری ہیں کہ اگر کبھی آنکھ لگ گئی، دو گھڑی غافل رہا ہوں گا، کہ ایک آدھ پھوڑے میں ٹیس اوٹھی، جاگ اوٹھا، تڑپا کیا پھر سو گیا، پھر ہوشیار ہو گیا - سال بھر میں سے تین حصے دن یوں گزرے، پھر تخفیف ہونے لگی - دو تین مہینے میں لوٹ پوٹ کر اچھا ہو گیا - نئے سر سے روح قالب میں آئی؛ اجل نے میری سخت جانی کی قسم کھائی - اب، اگرچہ تندرست ہوں لیکن ناتواں اور سست ہوں - حواس کھو بیٹھا - حافظے کو رو بیٹھا - اگر اوٹھتا ہوں تو اِتنی دیر میں اوٹھتا ہوں کہ جتنی دیر میں قدِ آدم دیوار اوٹھے - آپ کی پرسش کے کیوں نہ قربان جاؤں کہ جب تک میرا مرنا نہ سنا، میری خبر نہ لی - میرے مرگ کے مخبر کی تقریر اور مِثلُہٗ میری یہ تحریر، آدھی سچ اور آدھی جھوٹ؛ در صورت مرگ نیم مردہ اور در حالت حیات نیم زندہ ہوں -

در کشاکش ضعفم نگسلد روان از تن
این کہ من نمی‌میرم هم ز ناتوانیهاست

---

۱ - ع ۱ : " ادھر پڑھا ادھر " ؛ ع ۲ : " اِدھر پڑھا اُدھر " -

اگر اِن سطور کی نقل میرے مخدوم مولوی غلام غوث خاں بہادر، میر منشی لفٹنٹ گورنری غرب و شمال، کے پاس بھیج دیجیے گا، تو اون کو خوش اور مجھ کو ممنون کیجیے گا۔

سید یوسف مرزا

۱

کوئی ہے ؟ زرا یوسف مرزا کو بلائیو - لو صاحب وہ آئے - میاں، میں [۱۸۴]
نے کل خط تم کو بھیجا ہے ؛ مگر تمھارے ایک سوال کا جواب رہ گیا ہے - اب
سن لو : تفضل‌حسین خاں اپنے ماموں مؤیدالدین خاں کے پاس میرٹھ ہے -
شاید دلّی آیا ہو، مگر میرے پاس نہیں آیا - والد اون کے غلام‌علی خاں
اکبرآباد میں ہیں - مکتب‌داری کرتے ہیں - لڑکے پڑھاتے ہیں، روٹی
کھاتے ہیں -

تم لکھتے ہو کہ پچاس محل واجدعلی شاہ کے کلکتے گئے - تمھارے
ماموں، محمدقلی خاں کے خط میں، لکھتے ہیں کہ شاہ آودھ بنارس آ گئے -
اِس خبر کو اوس خبر کے ساتھ منافات نہیں ہے : اودھر سے آپ بنارس کو چلے
ہوں، اِدھر سے بیگمات کو وہاں بلایا ہو - مگر میری جان، ہم کو کیا ؟

عالم پسِ مرگ ما، چہ دریا چہ سراب ؟

[۱۸۵۶ع] -

۲

اے میری جان، اے میری آنکھیں، [۱۸۵]

ز ہجرانِ طفلے، کہ در خاک رفت،
چہ نالی!؟ کہ پاک آمد و پاک رفت -

وہ خدا کا مقبول بندہ تھا - وہ اچھی روح اور اچھی قسمت لے کر آیا تھا -

یہاں رہ کر کیا کرتا ؟ ھرگز غم نہ کرو ؛ ایسی ھی اولاد کی خوشی ھے تو ابھی تم خود بچّے ھو - خدا تم کو جیتا رکھے ؛ اولاد بہت - نانا نانی کے مرنے کا ذکر کیوں کرتے ھو ؟ وہ اپنی اجل سے مرے ھیں - بزرگوں کا مرنا بنی‌آدم کی میراث ھے - کیا تم یہ چاھتے تھے کہ وہ اِس عہد میں ھوتے اور اپنی آبرو کھوتے ؟ ھاں ، مظفرالدولہ کا غم منجملہ واقعاتِ کربلاے معلیٰ ھے - یہ داغِ ماتم جیتے جی نہ مٹے گا - والد کی خدمت بجا نہ لانے کا ھرگز افسوس نہ چاھیے - کچھ ھو سکتا ھو اور نہ کیا ھو ، تو مستحق ملامت ھوتے - کچھ ھو ھی نہ سکے ، تو کیا کرو ؟ اب تو فکر یہ پڑی ھوئی ھے کہ رھیے کہاں اور کھائیے کیا ؟

مولانا کا حال کچھ تم سے مجھ کو معلوم ھوا ، کچھ تم مجھ سے معلوم کرو - مرافعے میں حکمِ دوامِ حبس بحال رھا ، بلکہ تاکید ھوئی کہ جلد دریاے شور کی طرف روانا کرو - چنانچہ تم کو معلوم ھو جائے گا - اون کا بیٹا ولایت میں اپیل کیا چاھتا ھے - کیا ھوتا ھے جو ھونا تھا ، سو ھو لیا - اِنّا للّٰہ و اِنّا اِلیہِ راجعون -

ناظر جی کو سلام کہنا اور کہنا کہ حال اپنا مفصل تم کو لکھ چکا ھوں - وہ " دھلی اُردو اخبار " کا پرچہ اگر مل جائے تو بہت مفید مطلب ھے ؛ ورنہ خیر ، کچھ محلِ خوف و خطر نہیں ھے - حکام صدر ایسی باتوں پر نظر نہ کریں گے - میں نے " سکہ " کہا نہیں اور اگر کہا تو اپنی جان اور حرمت بچانے کو کہا - یہ گناہ نہیں ؛ اور اگر گناہ بھی ھے ، تو کیا ایسا سنگین ھے کہ ملکۂ معظمہ کا اِشتہار بھی اوس کو نہ مٹا سکے ؟ سبحان اللّٰہ ! گولہ انداز کا بارود بنانا ، اور توپیں لگانی ، اور بنک گھر اور میگزین کا لوٹنا ، معاف ھو جائے؛ اور شاعر کے دو مصرعے معاف نہ ھوں ! ھاں صاحب ، گولہ انداز کا بہنوئی مددگار ھے ، اور شاعر کا سالا بھی جانب‌دار نہیں !

لو حضرت ، میر عنایت‌حسین صاحب کل آئے - میر ارتضیٰ‌حسین کا خط دے دیا - عینک لگا کر خوب پڑھا - کہہ گئے ھیں کہ اِس کا جواب کل لاؤں گا - میں تو صبح کو یہ خط روانا کرتا ھوں ؛ وہ ، آج یا کل ، جب خط لاویں گے اوس کو جداگانہ لفافے میں روانا کر دوں گا - مظفر مرزا دیکھیے کب

تک آوے اور مجھ سے کیونکر ملے - ایک لطیفہ پرسوں کا سنو "حافظ ممّو" بےگناہ ثابت ہو چکے ؛ رہائی پا چکے - حاکم کے سامنے حاضر ہوا کرتے ہیں - آملاک اپنی مانگتے ہیں - قبض و تصرف اون کا ثابت ہو چکا ہے ؛ صرف حکم کی دیر - پرسوں ' وہ حاضر ہیں ؛ مسل پیش ہوئی - حاکم نے پوچھا : حافظ محمدبخش کون ؟ عرض کیا کہ میں - پھر پوچھا کہ حافظ ممّو کون ؟ عرض کیا کہ میں ؛ اصل نام میرا محمدبخش ہے ' "ممّو" ' "ممّو" مشہور ہوں - فرمایا ؛ یہ کچھ بات نہیں - حافظ محمدبخش بھی تم ' حافظ ممّو بھی تم ' سارا جہان بھی تم ' جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی تم - ہم مکان کس کو دیں ؟ مسل داخل دفتر ہوئی - میاں ممّو اپنے گھر چلے آئے -

ہاں صاحب ' خواجہ بخش درزی کل سہپہر کو میرے پاس آیا - میں نے جانا ایک ہاتھی کوٹھے پر چڑھ آیا - کہتا تھا کہ آغا صاحب کو میری بندگی لکھ بھیجنا - میرن صاحب آج کل پانی‌پت کو جانا چاہتے ہیں - میر کاظم‌علی ابن میر قلندرعلی الور سے آئے ہوئے ' "سلطان جی" میں اوترے ہوئے ہیں - دن پندرہ ایک ہوئے ' محمدقلی خاں میری ملاقات کو آئے تھے ؛ "علی جی" میں رہتے ہیں - رضا شاہ "پاتودی" گئے ہوئے ہیں - میر اشرف علی ابن میر اسدعلی مرحوم نے رہائی پائی - ابھی آملاک کی درخواست نہیں دی - ہماری بھابی صاحبہ یعنی زوجۂ میر احمدعلی خاں مغفور اپنی حویلی میں چین کر رہی ہیں - ایک آدھ دن میں جاؤں گا - خدا جانے ' جمعے کے دن ناظر جی کی درخواست پر کیا گزری - اِس وقت تک اون کا کوئی خط نہیں آیا ؛ دھیان لگا ہوا ہے زیادہ کیا لکھوں -

[جون ۱۸۵۹ع]

۳

میری جان ' خدا تیرا نگہبان ' [۱۸۹]

میں نے "گز پھنک" کو دام میں پھنسایا ' پھر قفس میں بند کر کے یہ رقعہ لکھوایا - میر ارتضی حسین کو فقط اون کے نام کی جو عبارت ہے وہ پڑھا دینا ' تاکہ اون کی خاطر جمع ہو جائے - مثنوی کبھی اِصلاح نہ پائے گی

جب تک سب نہ آئے گی؛ لاکھ باتیں بناؤ، مجھ کو غیرت دلواؤ۔ غزل جب تک پوری نہ ہو، قصیدہ جب تک تمام نہ ہو، مثنوی جب تک سب نہ لکھی ہو، کیونکر اِصلاح دی جائے؟ اپنے چھوٹے ماموں صاحب کو میرا سلام بہ اِعتبار محبت کے، اور بندگی بہ اِعتبار سیادت کے، اور دعا بہ اِعتبار یگانگی اور اُستادی کے، کہنا؛ اور کہنا کہ بھائی اور کیا لکھوں؟ جس حکم کی نقل کے واسطے تم لکھتے ہو وہ اصل کہاں ہے کہ جس کی نقل لوں؟ ہاں، زبان زدِ خلق ہے کہ قدیم نوکروں سے بازپرس نہیں۔ مشاہدہ اِس کے خلاف ہے۔ اے لو! کئی دن ہوئے کہ حمیدخاں گرفتار آیا ہے؛ پانوؤں میں بیڑیاں، ہاتھوں میں ہتکڑیاں۔ حوالات میں ہیں۔ دیکھیے، حکم اخیر کیا ہو۔ صرف نوند رائے کی مختارکاری پر قناعت کی گئی۔ جو کچھ ہونا ہے وہ ہو رہے گا؛ ہر شخص کی سرنوشت کے موافق حکم ہو رہے ہیں۔ نہ کوئی قانون ہے، نہ قاعدہ ہے؛ نہ نظیر کام آئے، نہ تقریر پیش جائے۔ اِرتضیٰ خاں ابن مرتضیٰ خاں کی پوری دو سو روپئے کے پنسن کی منظوری کی رپوٹ گئی، اور اون کی دو بہنیں، سو سو روپیہ مہینا پانے والیوں، کو حکم ہوا کہ چونکہ تمھارے بھائی مجرم تھے، تمھاری پنسن ضبط۔ بہ طریقِ ترحم دس دس روپیہ مہینا تم کو ملے گا۔ ترحم یہ ہے، تو تغافل کیا قہر ہوگا؟ میں خود موجود ہوں اور حکام صدر کا روشناس؛ پشم نہیں اوکھیڑ سکتا۔ ۵۳ برس کا پنسن، تقرر اوس کا بہ تجویزِ لارڈ لیک و منظوریِ گورمنٹ، اور پھر نہ ملا ہے نہ ملے گا۔ خیر، احتمال ہے ملنے کا۔ جانتے ہو کہ علی کا بندہ ہوں۔ اوس کی قسم کبھی جھوٹ نہیں کھاتا۔ اِس وقت کلّو کے پاس ایک روپیہ سات آنے باقی ہیں۔ بعد اوس کے، نہ کہیں سے قرض کی اُمید ہے، نہ کوئی جنس رھن و بیع کے قابل۔ اگر رامپور سے کچھ آیا تو خیر؛ ورنہ: اِنا للّٰہ و اِنا اِلیہ راجِعون۔ بعض لوگ یہ بھی گمان کرتے ہیں کہ اِس مہینے میں پنسن کی تقسیم کا حکم آ جائے گا۔ دیکھیے، آتا ہے یا نہیں؟ اگر آتا ہے تو میں مقبولوں میں ہوں یا مردودوں میں؟ مظفر مرزا کا خط الور سے آ گیا۔ بہ خیر و عافیت پہنچے۔ میر قاسم‌علی کا قافلہ بھی وہیں ہے۔ میر قاسم‌علی کی بی‌بی الور کی تنخواہ میں سے بموجبِ سہامِ شرعیّہ دو ثلث مظفر مرزا کو اور ایک ثلث اپنے کو

تجویز کرتی ھے - ظاھرا بموجب تعلیم میر قاسم‌علی کے ھے -
محررۂ جمعہ ' ۱۳ ذی‌الحجہ [۱۲۷۵ھ]
و ۱۵ جولائی سال حال [۱۸۵۹ع] -

غالب -

۴

میاں ' [۱۸۷]

پرسوں قریبِ شام مرزا آغا جانی صاحب آئے ؛ وہ اور اون کے متعلق ' سب اچھی طرح ھیں- حسّو بیگ ھانسی گئے - کل تمھارا خط آیا - بھائی ' تمھیں خارش کیوں ھوئی ؟ حسین مرزا صاحب کیوں بیمار ھوئے ؟ خدایا ! اِن آوارگانِ دشتِ غربت کو جمعیّت ' جب تو چاھے ' عنایت کر ؛ مگر ' تصدّق مرتضیٰ علی کا ' تندرست رکھ - اللّہ' اللّہ ! حسین‌مرزا کی ڈاڑھی سفید ھو گئی - یہ شدت غم و رنج کی خوبیاں ھیں - اِس خط کے پہنچتے ھی اپنی اور اون کی خیر و عافیت لکھنا - جہاں تم نے اپنے نام کا خط پڑھا وھاں کا حال یہ ھے :

بگفت احوالِ ما برقِ جہان است دمے پیدا و دیگر دم نہان است
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم گہے بر پشتِ پاے خود نہ بینم

ھمارے خداوند ھیں' قبلہ و کعبہ ھیں - خدا اون کو سلامت رکھے- آغا باقر کا اِمام باڑا ' اِس سے علاوہ کہ خداوند کا عزاخانہ ھے ' ایک بناے قدیم رفیع مشہور- اِس کے اِنہدام کا غم کس کو نہ ھوگا ؟ یہاں دو سڑکیں دوڑتی پھرتی ھیں : ایک ٹھنڈی سڑک اور ایک آھنی سڑک ؛ محل اِن کا الگ الگ - اِس سے بڑھ کر یہ بات ھے کہ گوروں کا بارک بھی شہر میں بنے گا ؛ اور قلعے کے آگے ' جہاں لال ڈِگّی ھے' ایک میدان نکالا جائے گا - محبوب کی دُکانیں ' بھیلیوں کے گھر ' فیل‌خانہ ' بلاقی‌بیگم کے کوچے سے " خاص بازار " تک ' یہ سب میدان ھو جائے گا - یوں سمجھو کہ اَمّو جان کے دروازے سے قلعے کی خندق تک' سواے لال ڈِگّی اور دو چار کنوؤں کے ' آثارِ عمارات باقی نہ رھیں گے - آج جاں نثار خاں کے چھتّے کے مکان ڈھنے شروع ھو گئے ھیں - کیوں میں دلّی کی ویرانی سے خوش نہ ھوں ؟ جب اھل شہر ھی نہ رھے' شہر کو لے کے کیا چولھے

میں ڈالوں ؟ حسین‌مرزا صاحب کو میرا سلام کہنا ' یہ رقعہ پڑھا دینا - اون کا خط موسومۂ محمدقلی خاں آیا - کلو کے ھات اون کے گھر بھجوایا - اون کا گھر کہاں ! وہ تو میر احمدعلی خاں مرحوم کی بی‌بی کے ھاں رھتے ھیں - وہ نہ تھے ؛ جب بھابی صاحب کو معلوم ھوا کہ میرے دیور کا آدمی ھے ' اونھوں نے مدعا دریافت کر کے خط رکھ لیا اور کلّو سے کہا کہ بھائی کو سلام کہنا اور کہنا کہ محمدقلی خاں " علی جی " گئے ھوئے ھیں ؛ خط اون کے پاس بھیجوا دوں گی - کل رضا شاہ آئے تھے' میں نے اون کو کہا تھا کہ تم میر احمد علی خاں کی بی‌بی کو تاکید کر دینا کہ خط ضرور کا ھے اوس کو بہ اِحتیاط پہنچا دینا - صاحب' تمھاری انّا کو میں کیا جانوں ؟ کس پتے سے ڈھونڈھوں ؟ ددا سے میں نے پوچھا - " امیرالنسا " کو وہ نہ سمجھی ؛ " واجدعلی کی ماں" کر کے پہچانا - سو وہ کہتی تھی کہ واجدعلی مع اپنی ماں کے " پہاڑ گنج " ھے - ھمشیرہ کی عرضی کے روانا ھونے کا حال معلوم ھوا - تم سمجھو ' اگر وہ عرضی فی‌الحقیقت کمشنر نے بھیج دی ھے ' تو بے شک مدعاے سائلہ قبول کر کے بھیجی ھے - اگر خود نہ منظور کرتا تو کبھی نہ بھیجتا - باقرعلی اور حسین‌علی اپنی دادی کے ساتھ ضیاءالدین خاں کی والدہ کے پاس " قطب صاحب " گئے ھوئے ھیں - ایاز اور نیازعلی اون کے ساتھ ھیں - دو بندگیاں اور ایک دعا اور دو آداب ملتوی - ددا اور کلّو اور کلیان کی بندگیاں پہنچیں - قمرالدین خاں پرسوں آیا تھا - اب آئے گا تو دعا تمھاری اوس کو کہہ دوں گا -

[۲۸ جولائی ۱۸۵۹ع]

غالب -

۵

[۱۸۸] حق تعالیٰ تمھیں عمر و دولت و اقبال و عزت دے '

خط محررۂ دوم محرم میں کوئی مطلب جواب‌طلب نہ تھا - مرزا حیدر صاحب کی رحلت کی خبر تھی اور بس - کل بدھ کا دن ' دونوں مہینوں کی ۱۷ تاریخ تھی - صبح کے وقت مرزا آغاجانی صاحب آئے اور اونھوں نے فرمایا کہ حسین‌مرزا کی حرم لکھنئو سے آئی تھی - بی فتّن کے یہاں اوتری تھی - اب وہ " پاتودی " کو اپنے بیٹے کے پاس گئی - کہتی تھی کہ

نصیبِ اعدا ناظر جی بہت بیمار ہیں - خدا خیر کرے! یوسف مرزا، میری جان نکل گئی - کیا کروں کیوں کر خبر منگاؤں؟ یا علی، یا علی، یا علی! دس بارہ بار دل میں کہا ہوگا کہ مداری کا بیٹا دوڑا ہوا آیا اور تین خط لایا - یعنی وہ نیچے حویلی میں تھا، ڈاک کے ہرکارے نے خط لا کر دیے، نیازعلی اوپر لے آیا - ایک خط یار عزیز کا اور ایک خط ہرگوپال "تفتہ" کا اور ایک خط ذوالفقارالدین حیدر، مولوی کا - میاں، قریب تھا کہ خوشی کے مارے مجھ کو رونا آ جائے - بارے، اوس خط کو میں نے آنکھوں سے لگا لیا؛ مچھیاں لیں - اب تم تماشا دیکھو: ۱۳ محرم کا خط ۱۷ کو مجھے پہنچا - اوس میں مندرج کہ جمعے کے دن ۱۹ کو بسبیلِ ڈاک کلکتے جاؤں گا، اور پھر حضرت مجھ سے مطالب کا جواب مانگتے ہیں! ہاں، جب کلکتے پہنچ لیں گے اور وہاں سے مجھ کو خط بھیجیں گے، اور اپنے مسکن کا پتا لکھیں گے؛ تب جو کچھ مجھ کو لکھنا ہوگا لکھوں گا - آغا صاحب کو سب خط سنا دیا اور اون کو اوسی وقت کاشی ناتھ کے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ اوس کو گرمائیں اور شرمائیں اور کچھ سجاد مرزا کے واسطے بھجوائیں - ضیاءالدین خاں دو ہفتے سے یہاں ہیں - اپنے باغ میں اوترے ہوئے ہیں - دو بار میرے پاس بھی دو دو گھڑی کے واسطے آئے تھے - کچھ اون کو منظور ہے رعایتِ اِخلاص و محبت قدیم - خدا چاہے تو کچھ سجاد مرزا کو، اور کلکتے سے اون کے خط کے آنے کے بعد، کچھ ناظرجی کو اون سے بھجواؤں - میرا وہی حال ہے - بھوکا نہیں ہوں مگر کسی کی خدمت‌گزاری کی توفیق نہیں ہے - برے بھلے حال سے گزرے جاتی ہے - افسوس، ہزار افسوس! جو، تم سے اور ناظر جی سے، میرے دل کا حال ہے اگر کہوں، تو کون باور کرے - اور وہ بات خود کہنے کی نہیں، کرنے کی ہے؛ سو کرنے کا مقدور نہیں - تفضل حسین خاں ابن غلام‌علی خاں میرٹھ میں اپنے ماموں کے پاس ہے - شہر میں آیا تھا - میرے پاس بھی آیا تھا؛ تمھارا سلام کہہ دیا - پرسوں پھر وہ میرٹھ گیا - بھائی فضلو عرب سرا میں رہتے ہیں - پرسوں سے آئے ہوئے ہیں - یہیں اوترے ہوئے ہیں - دوڑتے ہیں؛ عرضیاں دیتے پھرتے ہیں - کوئی سنتا نہیں - تم کو سلام کہتے ہیں - آمد و رفت کا ٹکٹ موقوف ہو گیا - فقیر، اور ہتھیار جس پاس ہو وہ، نہ آئے - اور باقی

ہندو، مسلمان، عورت، مرد، سوار، پیادہ، جو چاہے چلا آئے، چلا جائے - مگر بغیر آبادی کے ٹکٹ کے، رات کو شہر میں رہنے نہ پائے - وہ، شور و غل تھا کہ سڑکیں نکلیں گی اور گوروں کی چھاونی شہر میں بنے گی، کچھ بھی نہ ہوا - مر پٹ کر ایک جان‌نثار خاں کے چھتّے کی سڑک نکلی ہے - دلّی والوں نے لکھنؤ کا خاکا اوڑا رکھا ہے - کہتے ہیں کہ لاکھوں مکان ڈھا دیے اور صاف میدان کر دیا - میں جانتا ہوں، ایسا نہ ہوگا - بات اِتنی ہی ہے جو تم نے لکھی ہے - بہر حال، اب جو کچھ ہو لکھو؛ اور ناظر جی کے روانا ہو جانے کی خبر اور سجاد اور اکبر اور اون کی ماں کی خیریت اور اپنے باپ کا حال لکھو -

پنجشنبہ، ۱۸ محرم‌الحرام [۱۲۷۶ھ][۱]

۹

[۱۸۹] میری جان؛ شکوہ کرنا سیکھو - یہ باب میں نے تم کو ابھی پڑھایا نہیں - کوئی خط تمھارا نہیں آیا کہ میں نے اوسی دن یا دوسرے دن جواب نہ لکھا ہو؛ بلکہ میں ایسا جانتا ہوں کہ یہ جو تم نے مجھ کو شکایت‌نامہ بھیجا ہے اِس کے بعد ایک خط میرا بھی تم کو پہنچا ہوگا - یہ خط کل آیا آج میں اِس کا جواب لکھتا ہوں - سنو صاحب، تم جانتے ہو کہ میں ۱۴ پارچے کا خلعت ایک بار، اور ملبوس خاص شالی رومال دوشالہ ایک بار، پیشگاہ حضرت سلطان عالم سے پاچکا ہوں؛ مگر یہ بھی جانتے ہو کہ وہ خلعت مجھ کو دو بار کس کے ذریعے سے ملا ہے؛ یعنی جناب قبلہ و کعبہ حضرت مجتہد العصر مدّ ظلّہٗ العالی - اب آدمیّت اِس کی مقتضی نہیں ہے کہ میں بے اون کے توسط کے مدح‌گستری کا قصد کروں - چنانچہ قصیدہ لکھ کر اور، جیسا کہ میرا دستور ہے، کاغذ کو بنوا کر حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں بھیج دیا ہے - یقین ہے کہ حضرت نے وہاں بھیج دیا ہوگا اور میں تم کو بھی لکھ چکا ہوں کہ میں نے قصیدہ لکھنؤ کو بھیج دیا ہے - اوسی خط میں یہ بھی تم کو لکھا ہے کہ حضرت زبدۃ العلما سیّد نقی صاحب اگر کلکتے پہنچ گئے ہوں تو مجھ کو

---

۱ - مطابق ۱۸ اگست ۱۸۵۹ م -

اطلاع دو - داروغگیِ اَملاک کے باب میں جو مناسب اور معقول اور واقعی ہے ' وہ میں بے پردہ عالی شان مظفرحسین خاں کے خط میں لکھتا ہوں - یہ ورق پڑھ کر اون کی خدمت میں گزران دو ' اور جو وہ ارشاد کریں مجھ کو لکھو - تمھارے اِس خط کے مطالبِ مندرجہ کا جواب ہو چکا ۔ اِس سے زیادہ میرے پاس کوئی بات اِس وقت لکھنے کو نہیں ہے ' مگر یہ کہ ایک خط تمھارے ماموں صاحب کے نام کا بھیج چکا ہوں ' اگر وہ پہنچے گا ' اور خدا کرے پہنچے ' تو اوس سے تم کو ایک حال معلوم ہوگا -

شنبہ ' ۵ نومبر سنہ ۱۸۵۹ع -

غالب -

۷

یوسف مرزا ' [۱۹۰]

میرا حال سوائے میرے خدا اور خداوند کے کوئی نہیں جانتا - آدمی کثرتِ غم سے سودائی ہو جاتے ہیں ' عقل جاتی رہتی ہے - اگر اِس ہجوم غم میں میری قوت متفکّرہ میں فرق آ گیا ہو تو کیا عجب ہے؟ بلکہ اِس کا باور نہ کرنا غضب ہے - پوچھو کہ غم کیا ہے؟ غم مرگ ' غم فراق ' غم رزق ' غم عزّت؟ غم مرگ میں ' قلعۂ نامبارک سے قطع نظر کرکے ' اَہل شہر کو گنتا ہوں : مظفرالدولہ میر ناصرالدین ' مرزا عاشور بیگ میرا بھانجا ' اوس کا بیٹا احمدمرزا اُنیس برس کا بچہ ' مصطفیٰ خاں ابن اعظم‌الدولہ ' اوس کے دو بیٹے : ارتضیٰ خاں اور مرتضیٰ خاں ' قاضی فیض اللّٰہ - کیا میں اِن کو اپنے عزیزوں کے برابر نہیں جانتا تھا؟ اے لو ' بھول گیا : حکیم رضی‌الدین خاں ' میر احمدحسین ''میکش'' اللّٰہ اللّٰہ! اِن کو کہاں سے لاؤں؟ غم فراق : حسین مرزا ' یوسف مرزا ' میر مہدی ' میر سرفرازحسین ' میرن صاحب ' خدا اِن کو جیتا رکھے - کاش یہ ہوتا کہ جہاں ہوتے وہاں خوش ہوتے - گھر اون کے بےچراغ ' وہ خود آوارہ - سجاد اور اکبر کے حال کا ' جب تصور کرتا ہوں کلیجا ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے - کہنے کو ہر کوئی ایسا کہہ سکتا ہے ؛ مگر میں علی کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ اون اموات کے غم میں اور زندوں کے فراق میں عالَم میری نظر میں تیرہ و تار ہے - حقیقی میرا ایک بھائی دیوانہ مر گیا - اوس کی

بیٹی ، اوس کے چار بچّے ، اون کی ماں یعنی میری بھاوج جےپور میں پڑے ہوئے ہیں - اِس تین برس میں ایک روپیہ اون کو نہیں بھیجا - بھتیجی کیا کہتی ہوگی کہ میرا بھی کوئی چچا ہے ! یہاں اغنیا اور اُمرا کے ازواج و اولاد بھیک مانگتے پھریں اور میں دیکھوں ! اِس مصیبت کی تاب لانے کو جگر چاہیے - اب خاص اپنا دُکھ روتا ہوں - ایک بیوی ، دو بچّے ، تین چار آدمی گھر کے ؛ کلّو ، کلیان ، ایاز ، یہ باہر - مداری کے جورو بچّے بدستور ؛ گویا مداری موجود ہے - میاں گھمن گئے گئے مہینا بھر سے آ گئے کہ بھوکا مرتا ہوں - اچھا بھائی ، تم بھی رہو - ایک پیسے کی آمد نہیں ؛ بیس آدمی روٹی کھانے والے موجود - مقامِ معلوم سے کچھ آئے جاتا ہے ؛ وہ بقدرِ سدِّ رمق ہے - محنت وہ ہے کہ دن رات میں فرصت کام سے کم ہوتی ہے - ہمیشہ ایک فکر برابر چلی جاتی ہے - آدمی ہوں ، دیو نہیں ، بھوت نہیں - اِن رنجوں کا تحمل کیونکر کروں ؟ بُڑھاپا ، ضعفِ قویٰ ؛ اب مجھے دیکھو تو جانو کہ میرا کیا رنگ ہے - شاید کوئی دو چار گھڑی بیٹھتا ہوں ، ورنہ پڑا رہتا ہوں ؛ گویا صاحبِ فراش ہوں - نہ کہیں جانے کا ٹھکانا ، نہ کوئی میرے پاس آنے والا - وہ عرق جو ، بقدرِ طاقت ، بنائے رکھتا تھا اب میسر نہیں - سب سے بڑھ کر ، آمد آمدِ گورمنٹ کا ہنگامہ ہے - دربار میں جاتا تھا خلعتِ فاخرہ پاتا تھا ، وہ صورت اب نظر نہیں آتی - نہ مقبول ہوں ، نہ مردود ہوں ، نہ بےگناہ ہوں ، نہ گنہگار ہوں ، نہ مخبر ، نہ مفسد - بھلا ، اب تم ہی کہو کہ اگر یہاں دربار ہوا اور میں بُلایا جاؤں تو نذر کہاں سے لاؤں ؟ دو مہینے دن رات خونِ جگر کھایا اور ایک قصیدہ چونسٹھ بیت کا لکھا - محمد فضل مصور کو دے دیا وہ پہلی دسمبر کو مجھ کو دےگا - یہ اوس کا مطلع ہے :

ز سالِ نو ، دگر آبے بروے کار آمد   ہزار و ہشت صد و شست در شمار آمد

اِس میں اِلتزام اپنی تمام سرگزشت کے لکھنے کا کیا ہے - اِس کی نقل تم کو بھیجوں گا - میرے آقازادۂ روشن‌گہر جناب مفتی میر عباس صاحب کو دکھانا - اِس بجھے ہوئے ، بلکہ مرے ہوئے دل پر کلام کا یہ اسلوب ہے ! جہاں پناہ کی مدح کی فکر نہ کر سکا - یہ قصیدہ ممدوح کی نظر سے گزرا نہ تھا ؛ میں نے اِسی میں امجد علی شاہ کی جگہ واجد علی شاہ کو بٹھا دیا -

خدا نے بھی تو یہی کیا تھا - ''انوری'' نے بارہا ایسا کیا ھے کہ ایک کا قصیدہ دوسرے کے نام پر کر دیا - میں نے اگر باپ کا قصیدہ بیٹے کے نام کر دیا تو کیا غضب ھوا ؟ اور پھر کیسی حالت ' اور کیسی مصیبت میں ' کہ جس کا ذکر بہ طریقِ اختصار اوپر لکھ آیا ھوں - اِس قصیدے سے مجھ کو عرضِ دستگاہِ سخن منظور نہیں ' گدائی منظور ھے - بہر حال ' یہ تو کہو قصیدہ پہنچا یا نہیں پہنچا - پرسوں تمھارے ماموں کا خط آیا وہ قصیدے کا پہنچنا لکھتے ھیں - کل تمھارا خط آیا ' اوس میں قصیدے کے پہنچنے کا ذکر نہیں - اِس تفرقے کو مٹاؤ اور صاف لکھو کہ قصیدہ پہنچا یا نہیں ؟ اگر پہنچا ' تو حضور میں گزرا یا نہیں ؟ اگر گزرا ' تو کس کی معرفت گزرا اور کیا حکم ھوا ؟ یہ امور جلد لکھو - اور ھاں ' یہ بھی لکھو کہ آملاک واقع شہر دھلی کے باب میں کیا حکم ھوا ؟ میں تم کو اِطلاع دیتا ھوں کہ کل میں نے فردِ فہرستِ دیہات و باغات و آملاک معِ حاصلِ ھر یک باغ و دہ و مِلک ناظرجی کو بھیج دی ھے - اِس خط سے ایک دن پہلے وہ فرد پہنچے گی - یہ فرد کلکٹری کے دفتر سے لی ھے؛ مگر اِتنا ھی معلوم ھے کہ شہر کی عمارت ' جو سڑک میں نہیں آئی اور برسات میں ڈھ نہیں گئی ' وہ سب خالی پڑی ھے - کرایہ‌دار کا نام نہیں - مجھ کو یہاں کی املاک کا علاقہ' حسین‌مرزا صاحب کے واسطے مطلوب ھے - میں تو پنسن کے باب میں حکمِ اخیر سن لوں ' پھر رامپور چلا جاؤں گا - جمادی‌الاول سے ذی‌الحجہ تک آٹھ مہینے؛ اور پھر محرم سے سنہ ۱۲۷۷ھ سال شروع ھوگا ' اِس سال کے دو چار ' حد دس گیارہ مہینے؛ غرض کہ اُنیس بیس مہینے ھر طرح بسر کرنے ھیں - اِس میں رنج و راحت و ذلت و عزت ' جو مقسوم میں ھے ' وہ پہنچ جائے؛ اور پھر ''علی' علی'' کہتا ھوا ملکِ عدم کو چلا جاؤں - جسم رامپور میں' اور روح عالمِ نور میں؛ ''یا علی'' ''یا علی'' ''یا علی''!

میاں ' ھم تمھیں ایک اور خبر لکھتے ھیں - برھما کا پُتر دو دن بیمار پڑا - تیسرے دن مر گیا - ھے ' ھے ! کیا نیک‌بخت غریب لڑکا تھا - باپ اوس کا شیوجی رام' اوس کے غم میں مردے سے بدتر ھے - یہ دو مصاحب میرے یوں گئے؛ ایک مردہ ایک دل افسردہ - کون ھے جس کو تمھارا سلام کہوں ؟ یہ خط اپنے ماموں صاحب کو پڑھا دینا اور فرد اون سے لیکر پڑھ لینا ' اور جس

طرح اون کی راے میں آئے، اوس پر حصولِ مطالب کی بنا اوٹھانا ؛ اور اِن سب مدارج کا جواب شتاب لکھنا - ضیاءالدین خاں رُھتک چلے گئے اور وہ کام نہ کر گئے - دیکھیے، آ کر کیا کہتے ہیں ؟ یا رات کو آگئے ہوں یا شام تک آ جائیں - کیا کروں ؟ کس کے دل میں اپنا دل ڈالوں ؟ بہ مُرتضیٰ علی ! پہلے سے نیت میں یہ ہے کہ جو شاہِ اَودھ سے ہات آئے حصۂ برادرانہ کروں - نصف ؛ حسین مرزا اور تم اور سجاد ! نصف میں مفلسوں کا مدار - حیات خیالات پر ہے - مگر اوسی خیالات سے اون کا حسنِ طبیعت معلوم ہو جاتا ہے - والسلام خیر ختام -

دوشنبہ ، دوم جمادی الاول سنہ ۱۲۷۶ ہجری ،

مطابق ۲۸ نومبر سنہ ۱۸۵۹ع ، وقت صبح -

۸

[۱۹۱] میاں ،

کل صبح کو تمھارے نام کا خط روانا کیا - شام کو تمھارا ایک خط اور آیا - حضرت زبدۃ العلما کا اب تک وہاں نہ پہنچنا ، تعجب کی بات ہے - حق تعالیٰ اون کو ، جہاں رہیں ، اپنے حفظ و امان میں رکھے - جب چاہیں وہاں پہنچیں - میرا مقصود تو اِتنا ہی ہے کہ قصیدہ گزرے اور کچھ ہمارے تمھارے ہات آئے ؛ لیکن کل کے خط کی پشت پر جو سطریں ناظرجی کے ہات کی لکھی ہوئی تھیں ، اوس کے دیکھنے سے آس ٹوٹ گئی - کچھ ہات آتا نظر نہیں آتا -

اَملاک واقعِ شہرِ دھلی کے سوال کا جواب اب کے بار قلم‌انداز ہوا - مکرر اگر کہا جائے گا تو بےشک یہ جواب آئے گا کہ ہم نے تم کو عوض اون مکانات کے یہ مکانات دیے ؛ معاوضہ ہو گیا - بھائی ، میں پہلے ہی جانتا تھا کہ یہ اَملاک قتل ہوئی اور وہ سوا لاکھ روپیہ ، جو علاوہ زر مقررہ ملا ہے ، وہ دِلّی کی اَملاک کا خونبہا ہے - پرسوں ناظرجی کے نام کے سرنامے میں فرد فہرست مجموع املاک بھیج چکا ہوں - خیر ، یہ وار بھی خالی گیا - مولانا غالب علیہ‌الرحمۃ خوب فرماتے ہیں :

منحصر مرنے پہ ہو جس کی اُمید ناامیدی اوس کی دیکھا چاہیے

تمھارے ماموں صاحب کی دستخطی تحریر نے جو میرا حال کیا ھے ' وہ کس زبان سے ادا کروں ؟ ھے ' ھے ! حسین‌مرزا ' اور یہ کہے کہ میں کہاں جاؤں ' اور کیا کروں ؟ اور مجھ کمبخت سے اوس کا جواب سر انجام نہ ھو سکے - بہت بڑا آسرا تھا اوس سرکار کا - خدمت نہ سہی ' عہدہ نہ سہی ' علاقہ نہ سہی ' سو ڈیڑھ سو روپئے درماھہ مقرر ھو جانا ' کیا مشکل تھا ؟ دلّی کے آدمی ' خصوصاً اُمرائے شاھی' ' ھر شہر میں بدنام اِتنے ھیں کہ لوگ اون کے سائے سے بھاگتے ھیں - مرشدآباد بھی ایک سرکار تھی ؛ حیدرآباد بہت بڑا گھر ھے ' مگر بے ذریعہ و واسطہ کیوں‌کر جائیے ؟ اور جائیے تو کس سے ملے ' کیا کہے ؟ ناچار وھیں رھو - کسی طرح شاہِ آودھ کا سامنا ھو جائے - اور میں کہاں کی صلاح بتاؤں ؟ وہ صاحب رھتک گئے ھیں - کل یقین ھے کہ آ گئے ھوں گے - مجھ کو ابھی خبر نہیں آئی - اگر مشیت اِلٰہی میں ھے ' تو دسمبر مہینے میں کچھ ظہور میں آ جائے گا - نواب گورنر جنرل بہادر ' یقین ھے کہ آج آگرے میں رونق‌افروز ھوں - الور ' جےپور ' دھول‌پور ' گوالیار ' ٹونک ' جاورہ ' چھ رئیسوں کی وھاں ملازمت کی خبر ھے - خیر ' ھم کو کیا ؟ لیث‌الدولہ حسین‌علی خاں بہادر کی خدمت میں میرا سلام و نیاز اور شکر یادآوری -

مرقومۂ صبح سہ‌شنبہ ۲۹ نومبر ' ۳ جمادی‌الاول ' بحساب جنتری -

[۱۸۵۹ع ' ۱۲۷۶ھ]

۹

میاں ' [۱۹۲]

تمھارا خط رام‌پور پہنچا اور رام‌پور سے دلّی آیا - میں ۲۳ شعبان کو رام‌پور سے چلا اور ۳۰ شعبان کو دلی پہنچا - اوسی دن چاند ھوا - یکشنبہ رمضان کی پہلی ' آج دوشنبہ ۹ رمضان کی ھے ؛ سو نواں دن مجھے یہاں آئے ھوئے ھے - میں نے حسین‌مرزا صاحب کو رام‌پور سے لکھا تھا کہ یوسف مرزا کو میرے آنے تک الور نہ جانے دینا - اب اون کی زبانی معلوم ھوا کہ وہ میرا خط اون 'کو تمھاری روانگی کے بعد پہنچا - جو مجھ کو اپنے ماموں کے مقدمے میں لکھتے ھو ' کیا مجھ کو اون کے حال سے غافل اور اون کی فکر سے فارغ جانتے ھو ؟ کچھ بِنا ڈال آیا ھوں - اگر خدا چاھے تو کوئی صورت نکل آئے -

اب تم کہو کہ کب تک آؤگے - صرف تمھارے دیکھنے کو نہیں کہتا ؛ شاید تمھارے آنے پر کچھ کام بھی کیا جائے - مظفرمرزا کا اور ہمشیرہ صاحبہ کا آنا تو کچھ ضرور نہیں ؛ شاید آگے بڑھ کر کچھ حاجت پڑے - بہر حال ' جو ہوگا وہ سمجھ لیا جائے گا - تم چلے آؤ - ہمشیرہ عزیزہ کو میری دعا کہہ دینا - مظفرمرزا کو دعا پہنچے - بھائی ' تمھارا خط رامپور پہنچا - اِدھر کے چلنے کی فکر میں جواب نہ لکھ سکا - بخشی صاحبوں کا حال یہ ہے کہ آغا سلطان پنجاب کو گئے ؛ جگراؤں میں منشی رجب‌علی کے مہمان ہیں - صفدر سلطان اور یوسف‌سلطان وہاں ہیں - نواب مہدی‌علی خاں بہ قدر قلیل بلکہ اقل کچھ اون کی خبر لیتے ہیں - میر جلال‌الدین خوشنویس اور وہ دونوں بھائی باہم رہتے ہیں - میں وہیں تھا کہ صفدرسلطان دلّی کو آئے تھے - اب جو میں یہاں آیا تو سنا کہ وہ میرٹھ گئے - خدا جانے ' رامپور جائیں یا کسی اور طرف کا قصد کریں - تباہی ہے ' قہر اِلٰہی ہے - مجھ کو لڑکوں نے بہت تنگ کیا ' ورنہ چند روز اور رامپور میں رہتا - زیادہ کیا لکھوں -

مرقومۂ دوشنبہ ' ۹ رمضان و ۲ اپریل -

[۱۲۷۶ھ ' ۱۸۶۰ع]

راقم ' غالب -

۱۰

[۱۹۳] آؤ صاحب ' میرے پاس بیٹھ جاؤ -

آج یکشنبے کا دن ہے - ساتویں تاریخ شوال[۱] کی اور اُنتیسویں اپریل کی - صبح کو بھائی فضلو ' جن کو میر کاظم‌علی بھی کہتے ہیں اور ہم نے اِحتلام‌الدولہ خطاب دیا ہے ' وہ تین پاو کھجوریں اور ایک تین کا لوٹا اور دو سوت کی رسیاں لے کر ' بھٹیارے کے ٹٹو پر سوار ہو کر ' الور کو روانا ہوئے - پھر دن چڑھے ڈاک کا ہرکارہ تمھارا خط میرے نام کا ' اور ایک حکمنامۂ محکمۂ لاہور موسومۂ میر کاظم‌علی لایا - یہاں تک لکھ چکا تھا کہ تمھارے ماموں صاحب مع سجاد مرزا تشریف لائے - تمھارا خط اون کو دے دیا - وہ اوس کو پڑھ رہے ہیں اور میں یہ خط تم کو لکھ رہا ہوں - پہلے تو یہ لکھتا ہوں کہ

۱ - م : " رمضان " مگر یہ صحیح نہیں -

حکمنامہ میر کاظم‌علی کو دے دینا ' اور میری طرف سے تعزیت کرنا کہ خیر بھائی صبر کرو اور چپ ہو رہو -

تاریخ کے دو قطعوں میں ایک قطعہ رہا - '' ماہ‌رو خوش‌خرام '' کی جگہ '' مہ رخ خوش خرام '' بنا دیا ہے - قطعہ اچھا ہے ' بشرطِ آں کہ متوفّیہ کا شوہر یہ الفاظ اپنی زوجہ کے واسطے گوارا کرے -

خواجہ جان جھوٹ بولتا ہے - والیِ رام‌پور کو اِس پنسن کے اِجرا میں کچھ دخل نہیں - یہ کام خداساز ہے ' بہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام - ناظرجی نے تمھارے قول کی تصدیق کی اور کہا کہ ہاں مسودہ عرضی کا میرے پاس آگیا ؛ میں تم کو دکھا دوں گا - خیر تم نے جو لکھا ہوگا وہ مناسب ہوگا - خدا راس لائے اور کام بن جائے -

الکزنڈر ھڈرلی صاحب میرے دوست کے فرزند ہیں اور نیک‌بخت اور سعادت مند ہیں -

میر کاظم‌علی وغیرہ کی تنخواہ میں میری سپارش کو دخل نہیں ہے - تم میر کاظم‌علی سے دریافت کر لو - ہاں' دو مقدموں میں میں نے اون کو دو خط لکھے ؛ مگر اونھوں نے ایک کا بھی جواب نہیں لکھا اور اون مقدموں میں کوشش بھی نہیں کی - اب اِس کو سمجھ کر جو کچھ تم لکھو اوس کے موافق عمل میں لاؤں -

ناظرجی صاحب اور سجاد مرزا اپنے گھر گئے - وہ تم کو دعا ' اور سجاد بندگی کہہ گیا ہے - اپنے آنے میں جلدی نہ کرو - ماں کی رضاجوئی کو سب امور پر مقدم جانو - میں ابھی رام‌پور نہیں جاتا - برسات بعد بشرط حیات جاؤں گا ؛ یعنی اواخر اکتوبر یا اوائل نومبر میں قصد ہے - یقین ہے کہ یہ خط ' دو دن میر کاظم‌علی کے پہنچنے سے پہلے ' تمھارے پاس پہنچے - اون کے نام کا حکمنامہ بہت احتیاط سے اپنے پاس رہنے دینا - خبردار ! جانا نہ رہے - جب وہ پہنچیں تب اون کو حوالے کرنا -

صاحب ' نہ خُمس نہ نذر - یہ باتیں غیریت کی ہیں - جس طرح اپنے اور بچوں کو دوں گا ' مظفرمرزا کو اور تم کو بھی اوسی طرح بھجوا دوں گا -

ہمشیرہ عزیزہ کو یعنی اپنی والدہ کو میری دعا کہنا -
مرقومۂ یکشنبہ، وقتِ نیمروز، ہفتم شوال و ۲۹ اپریل -
[۱۲۷۶ھ، ۱۸۶۰ع]

غالب -

۱۱

[۱۹۴] یوسف مرزا کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ تمہارا خط کل منگل کو پہنچا - آج بدھ، ۱۷ شوال اور ۹ مئی کی؛ اوس کا جواب بھیجتا ہوں - خدا کی قسم! تامس ہڈرلی صاحب سے میری ملاقات نہیں ہے - ہاں، الکھ صاحب سے ہے؛ سو اون کے نام کا خط لکھا ہوا تم کو بھیجتا ہوں؛ پڑھ کر، بند کر کر، اون کو دو اور اون سے ملو، اور جو کچھ وہ کہیں مجھ کو لکھو -

اِحتلام‌الدولہ بھائی فضلو میر کاظم‌علی بہادر کیا جانے، کتاب کس کو کہتے ہیں، اور آگرہ کس ہتھیار کا نام اور سکندرشاہ کون سے درخت کا پھل ہے؟ میرا اُردو کا دیوان میرٹھ کو گیا - سکندر شاہ لے گئے؛ مصطفیٰ خاں کو دے آئے - ڈاک میں اوس کی رسید آ گئی - نہ "برہان قاطع"، نہ "قاطع برہان" -

کل جس وقت تمہارا خط آیا اوس وقت منشی میر احمد حسین میرے پاس بیٹھے تھے اور اِس وقت سالک مجذوب بیٹھا ہوا ہے - یہ دونوں صاحب تم کو اور بھائی فضلو کو سلام کہتے ہیں - اور بھائی فضلو سے یہ کہہ دینا کہ بہ اِتفاقِ راے منشی میر احمد حسین، اب باغ کی درخواست کی عرضی بے فائدہ، بلکہ مضر ہے - تمہارا کاغذ قیمتی ایک روپئے کا منشی‌جی کے پاس موجود ہے - وہ اوس کو بیچ کر روپیہ تم کو بھجوا دیں گے -
[۱۲۷۶ھ، ۱۸۶۰ع]

غالب -

۱۲

[۱۹۵] یوسف مرزا،

کیوں کر تجھ کو لکھوں کہ تیرا باپ مر گیا! اور اگر لکھوں، تو پھر آگے کیا لکھوں کہ اب کیا کرو، مگر صبر؟ یہ ایک شیوۂ فرسودہ ابناے روزگار کا ہے - تعزیت یوں ہی کیا کرتے ہیں اور یہی کہا کرتے ہیں کہ صبر کرو - ہاے! ایک کا کلیجا کٹ گیا ہے اور لوگ اوسے کہتے ہیں کہ تو نہ تڑپھ - بھلا کیوں کر

نہ تڑپے گا ؟ صلاح اِس امر میں نہیں بتائی جاتی ' دعا کو دخل نہیں ' دوا کا لگاو نہیں - پہلے بیٹا مرا ' پھر باپ مرا - مجھ سے اگر کوئی پوچھے کہ بےسر و پا کس کو کہتے ہیں ' تو میں کہوں گا یوسف مرزا کو -

تمھاری دادی لکھتی ہیں کہ رہائی کا حکم ہو چُکا تھا - یہ بات سچ ہے ؟ اگر سچ ہے تو جواں‌مرد ایک بار دونوں قیدوں سے چُھوٹ گیا : نہ قیدِ حیات رہی ' نہ قیدِ فرنگ - ہاں صاحب ' وہ لکھتی ہیں کہ پنسن کا روپیہ مِل گیا تھا ؛ وہ تجہیز و تکفین کے کام آیا - یہ کیا بات ہے ؟ جو مجرم ہو کر ۱۴ برس کو مقیّد ہُوا ہو ' اوس کا پنسن کیوں کر ملے گا ؟ اور کس کی درخواست سے ملے گا ؟ رسید کس سے لی جائے گی ؟ مصطفیٰ خاں کی رہائی کا حکم ہوا مگر پنسن ضبط - ہر چند اِس پُرسش سے کچھ حاصل نہیں ' لیکن بہت عجیب بات ہے - تمھارے خیال میں جو کچھ آئے وہ مجھ کو لکھو - دوسرا امر یعنی تبدیل مذہب ' عیاذاً باللّٰہ ! علی کا غلام کبھی مرتد نہ ہوگا - ہاں ' یہ ٹھیک کہ حضرت چالاک اور سخن‌ساز اور ظریف تھے ' سونچے ہوں گے کہ اِن دموں میں اپنا کام نکالو اور رہا ہو جاؤ - عقیدہ کب بدلتا ہے - اگر یہ بھی تھا تو اون کا گمان غلط تھا - اِس طرح رہائی ممکن نہیں - قصّہ مختصر ' تمھاری دادی کا خط ' جو تمھارے بھائی نے مجھ کو بھیجا تھا ' وہ میں نے تمھارے ماموں کے پاس بھیج دیا - اون کی جاداد کی واگزاشت کا حکم ہو تو گیا ہے ' اگر اون کے بڑے بھائی کے یار اون کو چھوڑیں - دیکھیے ' انجام کار کیا ہوتا ہے - مظفرمرزا کو دعا پہنچے -

تمھارا خط جواب طلب نہ تھا - تمھارے چچا کا آغاز اچّھا ہے ' خدا کرے ' انجام اِسی آغاز کے مطابق ہو - اون کا مقدمہ دیکھ کر تمھاری پھوپھی کا اور تمھارا سر انجام دیکھا جاوے گا کہ کیا ہوتا ہے - ہوگا کیا ؟ اگر جادادیں مل بھی گئیں ' تو قرضدار دام دام لے لیں‌گے - رزّاقِ حقیقی پنسن دلوا دے کہ روٹی کا کام چلے -

جناب میر قربان‌علی صاحب کو میرا سلام نیاز اور میر کاظم‌علی کو دُعا -

مرقومۂ شنبہ ' ۲۷ شوال و ۱۹ مئی سال حال

[۱۲۷۶ھ ' ۱۸۶۰ع] - غالب -

مرزا یوسف علی خاں "عزیز"

ا

[۱۹۶] سعادت و اقبال نشان مرزا یوسف علی خاں کو بعد دُعا کے دل‌نشین ہو کہ تذکیر و تانیث ہرگز متفق‌علیہِ جمہور نہیں - اے لو! "لفظ" اِس ملک کے لوگوں کے نزدیک مذکر ہے - اہل پورب اِس کو مونث بولتے ہیں - خیر ' جو میری زبان پر ہے وہ میں لکھ دیتا ہوں - اِس باب میں کسی کا کلام حُجّت اور برہان نہیں ہے - ایک گروہ نے کچھ مان لیا ' ایک جماعت نے کچھ جان لیا' اِس کا قاعدہ منضبط نہیں - الف مذکر ' ب ت ث مونث ' جیم مذکر ' ح خ مونث ' دال ذال مونث ' رے زے مونث ' سین شین مذکر ' ص ض ط ظ مونث ' عین غین مذکر ' ف مونث ' قاف کاف لام میم نون مذکر ' واو ہے یے مونث ' ہمزہ مذکر ' لام‌الف حروف مفردہ میں نہیں ' مگر بولنے میں مذکر بولا جائے گا - مثلاً "لام‌الف کیا خوب لکھا ہے!" کہیں گے' "کیا خوب لکھی ہے!" نہ کہیں گے -

"خُزادہ" "خداوند زادہ" کا مخفف ہے ؛ لیکن فارسی عربی نہیں ' اُردو کا روزمرہ تھا - "خُزادہ" اور "خُزادی" مرادف "صاحبزادہ" اور "صاحبزادی" ہے ' مگر فی زماننا متروک ہے -

"فق" فارسی لغت نہیں ہو سکتا ' عربی بھی نہیں' روزمرۂ اُردو ہے ؛ جیسا کہ میر حسن لکھتا ہے :

کہ رستم جسے دیکھ رہ جائے فق -

شعرائے حال کے کلام میں نظر نہیں آتا -

"تکیہ" لفظ عربی الاصل ہے ' فارسی و اُردو میں مستعمل ' دونوں زبانوں

میں ہم بہ معنی "بالش" اور ہم بہ معنی "مکانِ فقیر" آتا ہے ؛ ایران میں "تکیۂ مرزا صائب" مشہور ہے - "گل تکیہ" لفظ مرکب ہے ہندی اور فارسی سے ' "گل" مخفف "گال" کا اور "تکیہ" بہ معنی "بالش" - وہ چھوٹا گول تکیہ جو رخسار کے تلے رکھیں "گل تکیہ" کہلاتا ہے - "گل" بہ معنی پھانسی انگریزی لغت ہے[1] - انگریزی زبان نے بنگالے میں سو برس سے اور دلّی ' اکبرآباد میں ساٹھ برس سے رواج پایا ہے - "گل تکیہ" وضع کیا ہوا نورجہاں بیگم کا ہے - جہاں گیر کے عہد میں اہلِ ہند کیا جانتے تھے کہ "گل" کیا چیز ہے؟

"معنی مفرد بہ لفظ جمع" - اِس جملے کو میں اچّھی طرح نہیں سمجھا ؛ "معنی" مفرد "معانی" جمع - اور یہ جو اُردو کے محاورے میں تقریر کرتے ہیں کہ "اِس شعر کے معنی کیا ہیں" یا "اِس شعر کے معنی کیا خوب ہیں" اِس میں دخل نہیں کیا جاتا - خاص و عام کی زبان پر یوں ہی ہے - "معانی" کی جگہ "معنی" بولتے ہیں -

"رت" لفظ ہندی الاصل "رتھ" ہے ' بہ ہاے مضمرہ - بعض مذکر بولتے ہیں ' بعض مونث - شعر بہت اچھا ہے' صاف و ہموار -

[۱۸۵۹ع] -

راقم ' غالب -

۲

میاں ؛ [۱۹۷]

کل زین العابدین " فوق " کا خط ' مع اشعار کے ' ٹکٹ دار لفافے کے اندر رکھ کر بہ سبیل ڈاک بھجوا دیا ہے - آج صبح کو تمھارا خط آیا ' دوپہر کو میں نے جواب لکھا ' تیسرے پہر کو روانا کیا - " موتیوں کا پھندا " البتہ بہت مناسب ہے - خیر ' " موتیوں کا نوالہ " بھی سہی -

" حافظ " کے شعر کی حقیقت جب سمجھو گے کہ قواعدِ[2] مقررۂ اہل سخن دریافت کر لوگے - قاعدہ یہ ہے کہ اگر مطلع میں یا اور اشعار میں قافیے کی اِحتیاج[3] آ پڑے اور اوس کی اِطلاع ایک شعر میں کر دیں' تو وہ عیب جاتا رہتا ہے - جیسا کہ اُستاد کا قطعہ ہے ' اوس میں " ریو " و " غریو " و

[۱ - شاید gallows مراد ہے - م - ص -]
۲ - م ۲ : " سمجھوگے جب قواعد "
۳ - م : " قصیدہ کی احتیاط " -

" کالیو " قافیہ ہے اور شعر اخیر قطعے کا یہ ہے :—

غلط کردم درین معنی کہ گفتم زنخدانِ نگارِ خویش را "سیو" -

حالانکہ صحیح " سیب " ہے بہ بائے موحّدہ ' شاعر نے اِطلاع دی کہ میں نے غلط کیا جو " سیو " لکھا - اِسی طرح حافظ فرماتا ہے :

" ببین ' تفاوتِ رہ از کجا ست تا بکجا ! "

حاصل اِس کا یہ کہ " دیکھ کتنا تفاوت ہے ! " ایک حرفِ روی ساکن اور ایک جگہ متحرک - مگر یہاں ابھی معترض کو گنجایش ہے کہ وہ یہ کہے کہ ' ہاں' تفاوت کو ہم بھی جانتے ہیں - سوال یہ ہے کہ یہ تفاوت تم نے کیوں رکھا ؟ ' اِس کا جواب پہلا مصرع ہے :

صلاحِ کار کجا و منِ خراب کجا !

یعنی " حافظ " فرماتا ہے کہ میں عاشقِ زار و دیوانہ ہوں ' صلاحِ کار سے مجھ کو کیا کام ؟

پورب کے ملک میں جہاں تک چلے جاؤگے تذکیر و تانیث کا جھگڑا بہت پاؤگے - "سانس" میرے نزدیک مذکر ہے؛ لیکن اگر کوئی مونث بولے گا' تو میں اوس کو منع نہیں کر سکتا - خود ' سانس کو مونث نہ کہوں گا -

" سیف " کو " عدوکُش " کہو اور " کمند " کو " عدوبند " ' "سیف" " عدوبند " نہیں ہو سکتی - تم کو کہتا ہوں کہ تم " تلوار " کو " عدوبند " نہ کہو ' کوئی اور اگر کہے تو اوس سے نہ لڑو -

" زلف " کو " شب‌رنگ " اور " شب‌گوں " کہتے ہیں ' " شب‌گیر " " زلف " کی صفت ہرگز نہیں ہو سکتی - شب‌گیر اوس سفر کو کہتے ہیں کہ پہر چھ گھڑی رات رہے چل دیں - " نالۂ شب‌گیر " ' آہ و زاری آخر شب کو کہتے ہیں - " زلفِ شب‌گیر" نہ مسموع نہ معقول -

" سخن " کا قافیہ " بُن " بھی درست ہے اور " تَن " بھی جائز ہے - یعنی " سخن " کا دوسرا حرف مضموم بھی ہے اور مفتوح بھی ہے اور اِس پر متقدمین اور متاخرین اور اہل ایران اور اہل ہند کو اِتفاق ہے -

" قبّۂ خشخاش " " پوست کے ڈوڈے ۱ " کو کہتے ہیں' اِس میں کچھ

---

۱ - م : " ڈوڑے " -

تامل نہ چاہیے - تم اپنی تکمیل کی فکر میں رہا کرو؛ زنہار کسی پر اعتراض نہ کیا کرو - والدعا -

۳

[۱۹۸] بھائی،

تم کیا فرماتے ہو؟ جان بوجھ کر انجان بنے جاتے ہو - واقعی غدر میں میرا گھر نہیں لٹا - مگر میرا کلام میرے پاس کب تھا کہ نہ لٹتا؟ ہاں، بھائی ضیاءالدین خاں صاحب اور ناظر حسین مرزا صاحب ہندی اور فارسی نظم اور نثر کے مسودات مجھ سے لے کر اپنے پاس جمع کر لیا کرتے تھے، سو اون دونوں گھروں پر جھاڑو پھر گئی؛ نہ کتاب رہی نہ اسباب رہا - پھر اب میں اپنا کلام کہاں سے لاؤں؟ ہاں، تم کو اطلاع دیتا ہوں کہ مئی کی گیارھویں سنہ ۱۸۵۷ عیسوی سے جولائی کی اِکتسویں سنہ ۱۸۵۸ع تک پندرہ مہینے کا اپنا حال میں نے نثر میں لکھا ہے اور وہ نثر فارسی زبانِ قدیم میں ہے کہ جس میں کوئی لفظ عربی نہ آئے اور ایک قصیدہ فارسی متعارف، عربی اور فارسی ملی ہوئی زبان، میں حضرت فلک‌رفعت جناب ملکۂ معظمۂ انگلستان کی ستایش میں اوس نثر کے ساتھ شامل ہے - یہ کتاب مطبع مفید خلائق، آگرہ، میں منشی نبی‌بخش صاحب "حقیر" اور مرزا حاتم‌علی بیگ "مہر" اور منشی ہرگوپال "تفتہ" کے اِہتمام میں چھاپی گئی ہے - فی‌الحال مجموعہ میری نظم و نثر کا اوس کے سوا اور کہیں نہیں - اگر جناب منشی امیرعلی خاں صاحب میرے کلام کے مشتاق ہیں تو یہ نسخہ موسوم بہ "دستنبو" مطبعِ مفیدِ خلائق میں سے منگا لیں اور ملاحظہ فرمائیں - فقط -

[۱۸۵۹ع] -

میر احمد حسین " میکش "

۱

[۱۹۹] میاں '

عجب اِتفاق ھے ! نه میں تمھارے دیکھنے کو آ سکتا ھوں' نه تم میرے دیکھنے کو قدم رنجه فرما سکتے ھو - وہ قدم رنجه کہاں سے کرو ؟ سراپا رنجه ھو - لا حولَ و لا قوۃ ' یه تعطیل کے دن کیا ناخوش گزرے ! یوسف مرزا سے' میر سرفرازحسین سے تمھارا حال سن لیتا ھوں اور رنج کھاتا ھوں- خدا تمھارے حال پر رحم کرے اور تم کو شفا دے - خواھش یه ھے که ناتوانی کا عذر نه کرو اور اپنا حال اپنے ھات سے لکھو - والدعا -

[۱۸۵۶ع]

اسد -

۲

[۲۰۰] بھائی میکش '

آفریں' ھزار آفریں ! تاریخ نے مزا دیا - خدا جانے' وہ خُرمے کس مزے کے ھوں گے ' جن کی تاریخ ایسی ھے - دیکھو صاحب '

قلندر ھر چه گوید دیدہ گوید -

تاریخ دیکھی ' اوس کی تعریف کے خرمے کھائیں گے ' اوس کی تعریف کریں گے- کہیں یه تمھارے خیال میں نه آوے که یه حسن طلب ھے که ناحق تم دین محمد غریب کو دوبارہ تکلیف دو - ابھی رقعه لے کر آیا ھے ' ابھی خرمے لے کر آوے - لا حولَ و لا قوۃ اِلا باللّٰہ العلی العظیم - اگر به فرض محال تم یوں ھی عمل میں لاؤ گے اور میاں دین محمد صاحب کے ھات خرمے بھجواؤگے' تو ھم بھی کہیں گے : "تازہ شے بہتر " بارہ سے بَہتّر " -

[۱۲۷۲ھ ' ۱۸۵۶ع] -

سید غلام حسنین "قدر" بلگرامی

۱

بندہ پرور ، [۲۰۱]

آپ کے عنایت نامے کے آنے سے تین طرح کی خوشی مجھ کو حاصل ہوئی۔ ایک تو یہ کہ آپ نے مجھ کو یاد کیا ، دوسرے آپ کی طرزِ عبارت مجھ کو پسند آئی، تیسرے آپ حضرت علامہ عبدالجلیل اور " آزاد " مغفور کی یادگار ہیں اور میں اون کے حسن کلام کا معتقد ۔ خواہش آپ کی کیا ممکن ہے کہ مقبول نہ ہو ؟ جب مزاج میں آئے ، آپ نظم و نثر بھیج دیں، میں دیکھ کر بھیج دیا کروں گا ۔ اور آرایش گفتار یعنی حکّ و اِصلاح میں کوشش دریغ نہ ہوگی ۔

بارہ برس کی عمر سے کاغذ نظم و نثر میں مانند اپنے نامۂ اعمال کے سیاہ کر رہا ہوں ۔ باسٹھ برس کی عمر ہوئی ، پچاس برس اِس شیوے کی ورزش میں گزرے ۔ اب جسم و جان میں تاب و تواں نہیں ۔ نثر فارسی لکھنی یک قلم موقوف ؛ اُردو ، سو اوس میں بھی عبارت آرائی متروک ؛ جو زبان پر آوے وہ قلم سے نکلے ۔ پانو رکاب میں ہے اور ہات باگ پر ، کیا لکھوں اور کیا کروں؟ یہ شعر اپنا پڑھا کرتا ہوں :

عمر بھر دیکھا کیے مرنے کی راہ　　مر گئے پر ، دیکھیے، دکھلائیں کیا ؟

آپ ملاحظہ فرمائیں ؛ ہم اور آپ کس زمانے میں پیدا ہوئے ہیں ؟ اور کی فیض‌رسانی اور قدردانی کو کیا روئیں ؟ اپنی تکمیل ہی کی فرصت نہیں ۔ تباہی ریاستِ اوَد نے با آں‌کہ بیگانۂ محض ہوں، مجھ کو اور بھی افسردہ‌دل کر دیا ؛ بلکہ میں کہتا ہوں کہ سخت ناانصاف ہوں گے وہ اہل ہند جو افسردہ‌دل نہ ہوئے ہوں گے ۔ اللّٰہ ہی اللّٰہ ہے!

کل آپ کا خط آیا ، آج میں نے جواب لکھا ؛ تاکہ اِنتظار جواب میں آپ کو ملال نہ ہو - والسلام مع الکرام -
نگاشتۂ بست و سوم فروری سنہ ۱۸۵۷ع -

از اسد اللہ -

۲

[۲۰۲] حضرت ،

میں نے چاہا کہ حکم بجا لاؤں اور عبارت کو اِصلاح دوں؛ مگر میں کیا کروں ؟ آپ غور کریں کہ اِصلاح کی جگہ کہاں ہے ؟ اگر بہ مثل آپ خود نظرِ ثانی میں کوئی لفظ بدلا چاہیں، تو ہرگز جگہ نہ پائیں - جس کاغذ پر اِصلاح منظور ہوتی ہے، تو بین‌السطور زیادہ چھوڑتے ہیں - جب اِس عبارت کو اور کاغذ پر نقل کروں، تب حکّ و اِصلاح کا طور بنے - میرا کام اِصلاحِ عبارت ہے، نہ کتابت -

'' زردشتِ آتشکدہ الخ '' - زردشت کو آتش‌کدے سے وہ نسبت نہیں، جو ساقی کو میخانے سے - زردشت، بہ اِعتقادِ مجوس، پیغمبر تھا - آتش‌کدے کے پجاری کو '' موبد '' اور '' ہیربد '' کہتے ہیں -

'' آبِ حرامِ اِشتیاق '' - '' آب حرام '' ، '' شراب '' کو محلِّ مناسب پر کہیں تو کہیں ؛ ورنہ '' نبیذ '' اور '' بادہ '' اور '' رحیق '' اور '' مے '' اور ''قرقف'' اور ''راوق'' کی طرح اِسم نہیں - ناچار ''شرابِ شوق'' یا ''بادۂ شوق'' لکھنا چاہیے - '' اِشتیاق '' سے '' شوق '' بہتر ہے -

'' ما هم دو سہ جامگی علی‌التواتر زدہ بودم'' - '' ما زدہ بودم '' ، تمھارا دل اِس ترکیب کو قبول کرتا ہے ؟ ''من زدہ بودم'' یا ''ما زدہ بودیم''- اِس کے علاوہ ''دو سہ جامگی'' بہ کافِ فارسی، یعنی چہ ؟ ''جام'' 'معلوم' کافِ تصغیر کا '' جامک '' چاہیے - '' جامگ '' کیا ؟ مگر یہ پیروی '' قتیل '' کی ہے کہ وہ ایرانیوں کی تقریر کے موافق تحریر اپنی بنانا چاہتا ہے - ''ظہوری'' ، '' جلال '' ، '' ظہیر '' ، '' طاہرِ وحید '' ، کسی کے ہاں '' جام '' کو ''جامگ'' نہیں لکھا - '' دو سہ جامگی '' کی جگہ '' دو سہ ساغر '' یا '' دو سہ قدح '' لکھو -

"پاچناری گلستاں بر باغباں است و تیماری او بر قدرداں"- میں اِس فقرے کو نہیں سمجھا - یعنی " بر باغباں " کیا ہے ؟ " تیماری " کیا ہے ؟ " تیمار " بہ معنی " بیمارداری " و " غم‌خواری " ہے - جب یہ لفظ خود اِفادۂ معنی مصدری کرتا ہے، تو یاے مصدری کیسی ؟

" تیرہ شبی ھا بسر آمد "- " تیرہ شبیہا بسر آمد " ' خیر - " تیرہ شبی ھا بسر آمد " ' یعنی چہ ؟

" لیلائے دیدم کہ با ھزار طرّۂ طرار "- " طرہ " " زلف " کو کہتے ہیں، وہ دو ہوتی ہیں، نہ کہ ہزار در ہزار -

"جامگی" مکرر دیکھا گیا - معلوم ہوا کہ حضرت نے جو کہیں "جامگی خوار" دیکھا ہے ' تو اوس کو "جام‌خوار" بہ معنی "شراب‌خوار" سمجھا ہے - یہ غلط ہے - "جامگی خوار" اوس نوکر کو کہتے ہیں کہ جس کی تنخواہ کچھ نہ ہو ' روٹی کپڑے پر اوس سے کام لیتے ہوں - "نظامی" ' نوکر حضرت خضر کے ' کتنا روزینۂ سخن پاتے ہیں ' جو خضر فرماتے ہیں :

کہ اے جامگی خوارِ تدبیرِ من ز جام سخن چاشنی گیرِ من ؟

"درِ توبہ باز است و باب رحمت فراز"- معنی اِس کے یہ کہ "توبہ کا در کھلا ہے، اور دروازہ رحمت کا بند" - "فراز" اضداد میں سے نہیں ہے - "باز" کھلا ' "فراز" بند -

"قدر زعفران زار را بوے گل کرد" - اِس کا لطف کچھ میری سمجھ میں نہیں آیا - "قدر زعفران زار" کیا ؟ اور پھر اوس کو کس نے "بوے گل" کر دیا ؟

"سِکرر" کدام زبان است ' عربی یا فارسی ؟

"حسبِ لیاقتِ خود" کافی است - "خودم" چہ محل دارد ؟ مگر ہماں شیوۂ "قتیل" - "بندہ مجبورم" ہماں سکۂ "قتیل" - صاحبِ بندہ ' تحریر میں اساتذہ کا تتبع کرو ' نہ مغل کے لہجے کا - لہجے کا تتبع بھانڈوں کا کام ہے ' نہ دبیروں اور شاعروں کا - ایسی تقلید کو میرا سلام - فقط - زیادہ زیادہ -

جناب نوروزعلی صاحب کی خدمت میں میرا سلام نیاز عرض کیجیے گا اور یہ کہیے گا کہ بیرنگ خط کا ایک آنہ دینا پڑے گا - ہر مہینے میں آٹھ

خط تک بلکہ سولہ خط تک میں نہ گھبراؤں گا؛ بھیجیے - رہا جواب کا لکھنا ؛ کاش آپ یہاں ہوتے اور میرا حال دیکھتے ' تو جانتے - ہر روز صبح کو قلعے جانا ' دوپہر کو آنا ' بعد کھانا کھانے کے حضرت کے مسودوں کا درست کرنا - احباب کے خط لکھنے کی فرصت بہت کم ہاتھ آتی ہے - والسلام -

[قبل غدر ۱۸۵۷ع] -

۳

[۲۰۳] [سوال :]

یار سے چھیڑ چلی جائے اسد گر نہیں وصل' تو حسرت ہی سہی -

"ناسخ" :

رهن رکھوا کر ترا عمّامہ دلوادوں شراب

زاہدا ' تجھ کو کروں مرہونِ اِحسان' تو سہی

اِس "سہی" اور "تو سہی" کا ترجمہ فارسی لغت میں کیا آیا ہے ؟

قدر -

[جواب :]

اسما کے یا لغات کے واسطے یہ بات ہے کہ عربی میں یہ کہتے ہیں اور فارسی میں یہ اور ہندی میں یہ - طرز گفتار ہندی کا فارسی' اور فارسی کا ہندی کبھی نہیں ہو سکتا ؛ مثلاً "چوری کا گُڑ میٹھا" ' اِس کی فارسی نہ پوچھے گا مگر نادان - "سہی" اور "تو سہی" کی فارسی کیوں کر بنے ؟ یہ روزمرۂ اُردو ہے :

گر نہیں وصل' تو حسرت ہی سہی -

اِسی مطلب کے مطابق فارسی عبارت یوں ہوسکتی ہے: وصل اگر نیست' حسرت نیز عالمے دارد -

زاہدا تجھ کو کروں مرہونِ اِحساں' تو سہی

ایک نوع کی تنبیہ' ایک قسم کا دعویٰ ہے - "نامرد باشم' اگر فلاں کار نکنم - تا فلاں کار نکنم نیاسایم"- اہلِ ہند کی فارسی اِسی طرح خام اور ناتمام رہی کہ اُصول میں اونھوں نے فارسی کے قواعد کی تطبیق عربی سے چاہی اور اُردو کے خاص روزمرے کی فارسی بنایا کیے - ہندی میں "کچھ نہیں" کی جگہ "خاک نہیں" بولتے ہیں - فارسی میں "ہیچ نیست" کی جگہ

''خاک نیست'' کبھی کوئی نہ کہے گا - ''قتیل'' چاروں شانے چت گرا ھے :

''کشتہ بر کشتہ تپاں بود ، دگر خاک نہ بود'' -

یعنی ''ھیچ نہ بود'' - لا حولَ و لا قوۃّ ! ایک جگہ سے مجھ کو خط آیا ؛ چونکہ میں بلّی ماروں کے محلے میں رھتا ھوں ، اوس نے پتا لکھا کہ ''در محلہ گربہ کُشاں'' - واہ فارسی !

غالب :

مردم از من داستان رانند و از دوران چرخ
گشت صرفِ طعمۂ زاغ و زغن عَنقاے من -

۴

[۲۰۴] قدر :

کاٹ کر غیروں کے سر لائے جو میری نذر کو ،
ڈال دوں سونے کا آنڈو پانو میں جلّاد کے -

''آنڈو'' ، بہ دالِ ھندی یا بہ دالِ عربی - بھائی ، واللّٰہ ! یہ لفظ کبھی میری زبان پر نہیں آیا - میں اِس کی حقیقت سے آگاہ نہیں - ھاں ، سنا ھے کہ فلانا سردار ایسا بہادر ثابت قدم تھا کہ معرکۂ کارزار میں ھاتھی کے پانوؤں میں ''آنڈو'' ڈلوا دیے - ظاھرا کوئی چیز ھوگی کہ ھاتھی کو مانعِ رفتار ھو - اِس سے یہ معلوم ھوتا ھے کہ وہ ایک بندِ خاص ھے - اِستعمال اِس لفظ کا محلِّ اِنعام میں نہ چاھیے -

غالب -

''آبستن'' اور ''آبست'' کے باب میں یہ قول معترض کا غلط ھے کہ ''آبست'' کو بہ جاے ''آبستن'' جائز سمجھتا ھے - ''آبست'' کوئی لفظ نہیں - ''آبستن'' اصل لفظ اور ''آبستنی'' مزید علیہ - یہ دونوں صحیح ؛ بلکہ آبستنی زیادہ فصیح - اگر معترض ''فیضی'' کو نہیں مانتا ، تو آپ معترض کو کیوں مانتے ھیں ؟ ''فیضی'' کی سند مقبول اور مسموع - ''ارمغان'' اور ''ارمغانی'' ، ''آبستن'' اور ''آبستنی'' ، اے یہ تو فارسی لغت ھیں - فارسی گویوں نے ''حضور'' کو ''حضوری'' اور ''فضول'' کو ''فضولی'' اور ''نقصان'' کو ''نقصانی'' لکھا ھے -

آج تک سُنا نہیں کہ ''ربِّ کبریا'' کسی نے لکھا ھو - ھاں ، ''کبریاے اِلٰہی''

یعنی خدا کی بزرگی - اِس نظر پر "ربِّ کبیر" لکھیں گے ' نہ "ربِّ کبریا" - "کبریا" صفت واقعی ھے ' لیکن اگر صفت سے موصوف مراد رکھیں ' تو ممکن ھے؛ جیسا کہ "زیدٌ عدلٌ" بجاے "زیدٌ عادلٌ" - "جنابِ کبریا" بجاے "جنابِ اِلٰہی" جائز - ایک نکتہ دقیق ھے یعنی مذھب حقۂ امامیہ میں مجموعِ صفات عینِ ذات ھیں - پس اگر ھم نے خدا کو محض قدرت یا محض عظمت کہا ' تو موافق ھدایت نبی اور آئمہ کے ھمارا قول درست ھے -

"حال" کی جگہ "حالات" یا "احوال" لکھنا قبیح نہیں ھے ' خصوصاً "احوال" کہ یہ بہ معنیِ واحد مستعمل ھے اور یہ اِستعمال یہاں تک پہنچا ھے کہ "احوال" بہ معنیِ جمع مستعمل نہیں ھوتا ؛ جیسے "حور" کہ بہ معنی "حوراء" کے - اھلِ فارس اِس کو صیغۂ واحد قرار دے کر الف نون کے ساتھ اِس کی جمع لاتے ھیں - "سعدی" کہتا ھے :

حورانِ بہشتی را دوزخ بود اعـــراف
از دوزخیان پرس کہ اعراف بہشت است -

بلکہ "حور" کو "حوری" کہہ کر جمع "حوریان" لاتے ھیں - "حافظ" لکھتا ھے :

شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد
حوریان رقص کنان ساغرِ شکرانہ زدند -

میں نے ایک مقطع میں "حال" کی جگہ "احوال" لکھا ھے :

جانِ غالب تابِ گفتاری گمان داری ھنوز
سخت بےدردی کہ می‌پرسی ز ما احوالِ ما

آخر مجھ کو اور "فیضی" کو معترض سے زیادہ اساتذۂ عجم کے کلام پر اِطلاع ھے - وہ "آبستنی" کیوں لکھتا اور میں "احوال" کیوں لکھتا ؟ "صائب" کی ایک غزل ھے کہ جس کا ایک مصرع یہ ھے :

ھر لحظہ دارم نیتے چون قرعۂ رمّالہا -

اِس غزل میں اوسی نے ایک جگہ "احوالہا" لکھا ھے -

داد کا طالب ' غالب -

"ملکِ مغرب ' بلدۂ دھلی ' کٹرۂ رودگران" - یہ کیا لکھا کرتے ھو ؟ شہر کا نام اور میرا نام کافی ھے - "محلہ" غلط ' "ملک" زائد - ھندستان میں دلّی کو

سب جانتے ہیں اور دلّی میں مجھ کو سب پہچانتے ہیں -
[قبل غدر ١٨٥٧ع]

اِنصاف کا طالب ' غالب -

٥

''تئیں'' کا لفظ متروک اور مردود' قبیح' غیرِفصیح - یہ پنجاب کی بولی [٢٠٥]
ہے - مجھے یاد ہے کہ میرے لڑکپن میں ایک اصیل ہمارے ہاں نوکر رہی تھی'
وہ ''تئیں'' بولتی تھی' تو بیبیاں اور لونڈیاں سب اوس پر ہنستی تھیں -

خروشِ رعدِ غرّان می‌شود پا در رکاب از بیم
عنان بر سینہ چون پیچد کُرنگِ برق جولانش -

یہ شعر ''ناطق'' کا ہے اور ''ناطق'' قوم کا بلوچ ' سندھ کا رہنے والا اوس کا منطق کیا اور اوس کی زبان کیا ؟ ''پا در رکاب ہونا'' ' عبارت ہے سیرؔ و سفر کے آمادہ و مستعد ہونے سے ; خواہی منشاے عزیمت خوف ہو ' خواہی کوئی اور سبب - ''عنان بر سینہ پیچیدن'' مہمل و محض مہمل ' نہ روزمرہ ' نہ محاورہ ' نہ اِصطلاح ' نہ مفیدِ معنیِ درنگ ' نہ مفیدِ معنیِ شتاب - غالب -

''طیّار'' صیغہ مبالغے کا ہے - لغتِ عربی; اِملا اِس کی طاے حطّی سے - ''طیر'' ثلاثی مجرد' ''طائر'' فاعل' ''طُیور'' جمع - بازداروں میں اِس لفظ نے جنم لیا ' حقیقت بدل گئی' طوے تے بن گئی - یعنی جب کوئی شکاری جانور شکار کرنے لگا ' بازداروں نے بادشاہ سے عرض کی کہ ''فلان باز ' فلان شکرہ ' طیار شدہ است و صید می گیرد''- بہر حال' اب تاے قرشت سے یہ لفظ نیا نکل آیا - اِس لفظ کو مُستَحدث ' اور در اصل اُردو ' اور بہ تاے قرشت ' بہ معنی آمادہ ' اشخاص اور اشیا پر عام تصور کرنا چاہیے - اور عبارتِ فارسی میں اِستعمال اِس کا کبھی جائز نہ ہوگا - غالب -

فقیر کے نزدیک ''نقاب'' اور ''قلم'' اور ''دہی' ترجمۂ جُغرات'' - یہ تینوں اِسم مذکر ہیں - ملکر سے مجھے بحث نہیں ' مجیب کا میں اِحسان‌مند نہیں - لغت فارسی اور روزمرہ فارسی ہو تو اہل زبان کے کلام سے سند کریں - منطقِ فارسی میں تذکیر و تانیث کہاں ؟ اِس امر کے مالک اور اہل زبان ہم ہیں اور یہ ہم صیغہ متکلم مع‌الغیر ہے ' یعنی ہم اور تم اور مجموعِ شرفا اور

شعرائے دهلی و لکھنئو - ایسے دس آدمی کا اِتفاق سند هے ' زیادہ جھگڑا بےفائدہ -
غالب -

بنائیں ''قدر'' کی غزلیں جناب ''غالب'' نے
تمـــام جوهـــرِ تیغ زباں اوبھـــر آئے

''غزل'' کی زے یہاں ساکن هے ' لیکن یہ سکون جائز هے - ''قدم'' مفرد ' ''قدموں'' جمع هے -

''کھو رھا هوں'' متعدی هے - پوربی اِس کو لازمی جانتے هیں؛ لازمی ''کھو گیا هوں''- هم کہیں گے ''جاگتے هیں''؛ اهلِ پورب کہیں گے ''جگتے هیں''-
''جان و دل'' ' ''دل و جگر'' یہ صحیح ' ''جان و جگر'' ٹکسال باهر -

''فریاد'' مونث هے- ''فریاد کرنی''[۱] چاهیے- ''فریاد کرنا'' انگریزی بولی هے-
''فکر'' مونث هے -
''معشوق'' کو همزاد بنانا ' ظُرفا کو اپنے اوپر هنسانا هے -

لراقمہ :

اندیشـۂ بلنـدروِ لامـکاں نورد چون خواست بام جاہ ترا نردبان نهاد
دیدش همان بجا چو سپهر از فرازِ کوہ بعد از هزار پایہ کہ بر فرقدان نهاد

پہلے مصرع میں ''اندیشہ'' فاعل هے ''خواست'' کا جو مصرعِ ثانی میں [هے] - ''نہاد'' بہ معنی مصدری هے - دوسرے شعر میں ''دید'' کا اور ''نہاد'' کا فاعل وهی ''اندیشہ'' هے - اب ایک بات سمجھو کہ جب پہاڑ کے پاس سے آسمان کو دیکھوگے ' تو یہ معلوم هوگا کہ هم پہاڑ پر چڑھ جائیں ' تو آسمان کو چھو لیں - مگر جب چوٹی پر پہنچو گے ' تو آسمان کو اوتنا هی دور پاؤ گے' جتنا زمین سے نظر آتا تھا - ''فرقدان'' ایک صورت هے یا ایک کوکب هے آٹھویں آسمان پر - همارے قیاس میں آیا کہ فرقدان پر سے بامِ جاہِ ممدوح نظر آوے گا بہت قریب - هم فرقدان پر گئے؛ وهاں بھی قریب نہ پایا- فرقدان پر هزار پائی رکھی' اوس پر چڑھ کے دیکھا ؛ تو بامِ ممدوح میں اور اوس مقام میں اوتنا هی بُعد هے جتنا پہاڑ میں اور آسمان میں- یہ مبالغہ حد تبلیغ و غلو سے گزر گیا -

---

۱- رسالۂ ''اردوے معلیٰ'' ص ۱۲ : ''فر.. لنی'' ' جسے لاهوری ''اردوے معلیٰ'' میں صاف صاف ''ہولیئی'' لکھا ؛ مگر یہ بے معنی هے -

''لگا دیتے ہو'' اور ''اُوٹھا دیتے ہو'' خطابِ جمع حاضر ہے اور تعظیماً مفرد پر آتا ہے یعنی تم - معشوقِ مجازی کو تم اور تو دونوں طرح یاد کرتے ہیں - خدا کو یا ''تو'' کہتے ہیں یا صیغۂ جمع غائب - یعنی صیغہ جمع غائب کا' نظر بہ قرینہ ' اِفادہ قضا و قدر کا رکھتا ہے - تمھاری غزل میں دو چار جگہ ''دیتے ہو'' اِس طرح آیا ہے کہ محبوبِ مجازی اوس سے مراد کبھی نہیں ہو سکتا :

''لا کے دنیا میں ہمیں زہرِ فنا دیتے ہو
ہاے' اس بھول بُھلیّاں میں دغا دیتے ہو''-

کہو ' کس سے کہتے ہو؟ سواے قضا و قدر کے کوئی رنڈی' کوئی لونڈا ' اِس کا مخاطب نہیں ہو سکتا - اور علیٰ ہذا القیاس دو ایک شعر اور بھی - ناچار صیغۂ جمع رکھ دیا تاکہ ''خوبان'' اور ''بُتان'' کی طرف ضمیر راجع ہو یا شخصِ واحد کی طرف ''آپ'' کے لفظ کے ساتھ ' یا قضا و قدر کی طرف - اب خطاب معشوقانِ مجازی اور قضا و قدر میں مشترک رہا [۱] - غالب -

(س) ''بود'' اور ''باشد'' کہ دونوں صیغے مضارع کے ہیں بہ معنی ''ہست'' آتے ہیں یا نہیں؟ — قدر -

(ج) البتہ آتے ہیں — غالب -

(س) نظم و نثر میں ماضی مطلق کو ماضی اِستمراری کے معنی پر لکھنا کیسا ہے؟ — قدر -

(ج) بیجا ہے - جب تک علامتِ اِستمرار نہ ہو ' معنی اِستمراری کیوں کر لیے جائیں گے؟ — غالب -

(س) فارسی میں مصدر مقتضب اور غیرمقتضب کی کیا شناخت ہے؟ — قدر -

(ج) خود عربی میں مصدر کی صفت مقتضب نہیں آئی' فارسی میں کہاں سے ہوگی؟ مقتضب صفت بحر کی ہے ' نہ صفت مصدر کی — غالب -

---

۱ - مطلب یہ کہ مذکورۂ بالا شعر یوں کر دیا گیا :—

لا کے دنیا میں ہمیں زہر فنا دیتے ہیں ہاے' اِس بھول بھلیاں میں دغا دیتے ہیں -

(''کلیات قدر'' مطبوعۂ مطبع مفید عام آگرہ ص ۲۳۰)

(س) کس قسم کے مصدر لازمی سے مصدر متعدی بنتا ہے اور کس طور کے مصدر سے نہیں بنتا ہے؟ — قدر -

(ج) جب لازمی کو متعدی کرنا چاہیں، تو مضارع میں سے مصدر بنائیں اور اوس میں فقط الف نون یا الف نون اور تحتانی بڑھائیں؛ مثلاً ''گشتن'' کو ''گشتاندن'' نہ لکھیں گے - ''گردد'' سے مصدر بنائیں گے ''گردیدن'' اور اوس کو ''گرداندن'' اور ''گردانیدن'' کہیں گے - جس مصدر کے ساتھ مضارع نہ ہوگا، وہ متعدی نہ بنے گا؛ جیسے ''برشتن'' اور ''خستن'' — غالب -

(س) ''پناہ'' کا ترجمہ لغت اردو میں کیا آیا ہے؟ — قدر -

(ج) اُردو مرکب ہے فارسی اور ہندی سے یعنی ''پناہ'' کا لفظ مشترک ہے اُردو میں اور فارسی میں - ''پناہ'' کا ترجمہ اُردو میں پوچھنا نادانی ہے - ہاں، ''پناہ'' کی ہندی ''آسرا''، ہے — غالب -

''بر نہ آنا'' فصیح، ''نہ بر آنا'' ٹکسال باہر - قافیہ‌ہائے اصلی الفیہ سیکڑوں ہیں، اون کو چھوڑ کر ''نسخہ'' اور ''نامہ'' اور ''افسانہ'' اِن الفاظ کو قافیہ کرنا تمہارے نزدیک نامناسب نہیں؟ ایسا قافیہ غزل بھر میں ایک جگہ لکھو -

غالب -

۹

[۲۰۹] حضرت،

آپ کے خط کا کاغذ باریک اور ایک طرف سے سراسر سیاہ، دوسری طرف اگر کچھ لکھا جائے، تو میری تحریر ایک طرف، تم خود اپنی عبارت کو درست نہ پڑھ سکو گے - ناچار جداگانہ ورق پر سوالات کا جواب لکھتا ہوں -

''رنگ'' بہ وزن ''سنگ'' ترجمۂ ''لون'' اور لفظ فارسی‌الاصل ہے - جب اس کو اُردو میں منصرف یا بہ قولِ بعضے منصرف کریں گے، تو نون کا تلفظ موہوم سا رہ جائے گا -

''رنگنا'' بہ وزنِ ''چند جا'' نہ کہیں گے - بلکہ وہ لہجہ اور ہے؛ جیسا کہ اِس مصرع میں:

''ہم نے کپڑے رنگے ہیں شنگرفی''،

یہ صحیح ہے اور فصیح ہے -

''ہم نے رنگے ہیں کپڑے شنگرفی'' '

بہ اعلان نون ' گنواری بولی اور غیر صحیح اور قبیح ہے -

''خرام'' کو کون مونث بولے گا ؛ مگر وہ کہ دعوائے فصاحت سے ھات دھو لے گا - ''رفتار'' مونث اور ''خرام'' مذکر ہے - ''رفتار'' کی تانیث کو ''خرام'' کی تانیث کی سند ٹھہرانا قیاس مع الفارق ہے -

حرف مسروری ' جس کو ثنائی بھی کہتے ھیں ' موحدہ سے زاے معجمہ تک الف کی جگہ تحتانی بھی قبول کرتے ھیں - مولوی آل نبی سہارن‌پوری اور مولوی امام‌بخش دھلوی میں اِس بات پر بڑا جھگڑا ہوا - مولوی امام‌بخش با کو بے کہنا جائز نہیں رکھتے تھے - آخر مولوی آل نبی نے آئمۂ ''فن کلام'' کے کلام سے اوس کا جواز ثابت کر دیا مگر صرف اَز روے تلفظ ؛ اور اوس کی اِجازت کا کوئی قاعدہ خاص اِس کے واسطے نہیں - اُردو میں طا کو طوے اور ظا کو ظوے کہتے ھیں اور باقی حروف کے آخر میں تحتانی بولتے ھیں - لسان عرب و عجم میں موحدہ سے زاے معجمہ تک اواخرِ حروف میں الف بھی لاتے ھیں اور تحتانی بھی ؛ ''طا ' ظا '' کو ''طا ' ظا'' ھی کہیں گے ' نہ ''طوے ' ظوے'' نہ ''طے' ظے'' علیٰ ھذا القیاس حروف باقیہ -

راقم ' اسد اللّٰہ خاں -

انوری :

بعہدِ جودِ تو دائم بیک شکم زاید	ز غایت کرم اندر کلام تو ''بے'' نیست
زمانہ صوتِ سوال و صداے ''آرے'' را	باعتقادِ تو صد جُستَ نون مگر بے را

۷

حضرت ' [۲۰۷]

کیا فرماتے ہو ؟ ''ھوا بھی ہو'' ' ''قضا بھی ہو'' ' اس ردیف کے ساتھ قافیہ معمولی آ نہیں سکتا ؛ ''بیتابی ہو'' ' ''مہتابی ہو'' کیوں کر درست ہوگا ؟ وھاں موحّدہ کے مابعد ھاے ھوّز ہے ' یہاں موحدہ کے آگے - ''چاپی'' ' کہ باے فارسی اور یاے حطی [سے] ہے ؛ ''چاپی'' اور ''کاپی'' اور ''راپی''

اور "باپی" ۱ یہ قافیۂ ہمدگر ہو سکتے ہیں - "چاپی" لغت انگریزی ہے - اِس زمانے میں اِس اِسم کا شعرمیں لانا جائز ہے ' بلکہ مزا دیتا ہے - تار بجلی اور دخانی جہاز کے مضامین میں نے اپنے یاروں کو دیے ہیں ؛ اوروں نے بھی باندھے ہیں - "روبکاری" اور "طلبی" اور "فوجداری" اور "سررشتہ‌داری" خود یہ الفاظ میں نے باندھے ہیں - "چابی" بہ معنی "کلید" شوق سے لکھو ' نہ "چابھی" - "ناسخ" لکھتا ہے - میم صاحب کے آگے کے الفاظ بھول گیا ہوں ' آخر مصرع یہ ہے :

.... مس کے ناز بیجا اوٹھاؤں کس کس کے

آلہی بخش خاں "معروف" لکھتے ہیں :

نگین ِ دل سوا کھودے تو گھر نیلام ہو جائے -

والسلام ' غالب -

صاحب ' تم نے مثنوی خوب لکھی ہے ! کہیں اِملا میں ' کہیں اِنشا میں ' جو اغلاط تھے دور کیے اور ہر اِصلاح کی حقیقت اوس کے تحت میں لکھ دی - فکرِ تاریخ مثنوی سے مدّتُ العمر معاف رہوں -

[۱۲۷۴ھ ' ۱۸۵۸ع] -

غالب -

۸

[۲۰۸] مشفق میرے '

میں بعد آپ کے جانے کے دلّی سے رامپورُ آیا اور یہاں میں نے آپ کا دوسرا خط پایا - پہلا خط مجھے دلّی میں پہنچا تھا ' مگر چونکہ اوس خط میں آپ نے مسکن کا پتا نہیں لکھا تھا ' میں تحریرِ جواب میں قاصر رہا - اب جو یہ خط رامپور میں پہنچا ' اوس میں پتا مرقوم تھا ؛ میں پاسخ نگار ہوا - آپ کے مسودات ایک بکس میں تھے ' وہ بکس وہیں رہا - اب جب تک دلّی نہ جاؤں گا ' اون کو نہ پاؤں گا - اور ایک آپ کو اِطلاع دیتا ہوں کہ جب میں دلّی میں تھا ' تو ایک خط میاں نوروز علی خاں کا تمھارے نام بہ نشان میرے مقام کے آیا تھا - چونکہ اون دنوں میں مجھ کو آپ کا مسکن معلوم

---

۱ - غالباً "پاپی" ہو -

نہ تھا ' میں نے اوس پر لکھ دیا کہ "وہ بلگرام گئے - خدا جانے ' تمھارے پاس وہ خط پہنچا یا نہیں ؟

برخوردار میرزا عباس کو دوبارہ تحریر کی حاجت نہیں - اگر وہ سعادت‌مند ہیں ' تو وہی ایک خط کافی ہے - اب آپ جو مجھ کو خط بھیجیے ' تو رام‌پور بھیجیے - پتا مقام کا کچھ ضرور نہیں ' رام‌پور کا نام اور میرا نام کفایت کرتا ہے -

[۱۸۶۰ع] - خوشنودی کا طالب ' غالب -

۹

سید صاحب ' [۲۰۹]

تمھارا مہربانی نامہ مع دو غزلوں کے پہنچا - جواب کے لکھنے میں اگر درنگ ہوئی: تو آزردہ نہ ہونا - اب غزلوں کو دیکھا ' کہیں حکّ و اصلاح کی حاجت نہ پائی - مدعاے خاص کا جواب یہ ہے کہ اجزاے خطابی یہاں شاملِ اِسم نہیں ہیں ' صرف اِسم مبارک خطوط و عرائض پر لکھا جاتا ہے - رہا قصیدے کا بھیجنا ' زائد محض اور بےفائدہ - اگر میں یہاں رہتا اور تم بھی تکلیفِ رہروی اوٹھاتے اور یہاں آتے اور قصیدہ گزرانتے' تو بہ طریق صلہ کچھ ملنے کا اِحتمال تھا - یہ طرز کہ تم بھیجو اور میں گزرانوں ' اِس سے قطع نظر کہ اِحتمال نفع بھی نہیں رکھتی بہ توسّط میرے' خلافِ وضع ہے - مجھ کو معاف رکھیے اور اب جو خط بھیجیے ' دلی کو بھیجیے گا کہ میں اِس مہینے میں اودھر کو جاؤں گا - رویتِ ہلالِ ماہِ صیام اغلب ہے کہ دلّی ہی میں ہو - والسلام مع الاکرام -

سہ‌شنبہ ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۶۰ عیسوی - غالب -

۱۰

سعادت و اِقبال نشان میر غلام حسنین کو غالبِ گوشہ‌نشین کی دعا پہنچے - [۲۱۰]

حضرت ''کشفی'' کے دیوان کے اِنطباع کی تاریخ اچھی ہے ؛ کہیں اِصلاح کی حاجت نہیں - مگر دوسری تاریخ میری سمجھ میں نہیں آئی - اِس فن کے قاعدے کے موافق مصرعِ تاریخ میں سے ''تکلّف'' کے عدد نکالنے چاہییں یعنی پانسو تیس -

کلوخ انداز را پاداش سنگ است '
اِس مصرع کے اعداد میں اِتنی گنجایش کہاں کہ پانسو تیس نکل جائیں اور ۱۲۷۸ بچ رہیں ؟

صاحب ' تم بہت دن سے بےکار ہو - ایک جگہ مساعدتِ روزگار کی صورت ہے - تم بےتکلف میرا یہ رقعۂ مُہری لے کر لکھنئو چلے جاؤ - مطبع اودھ اخبار میں میرے شفیق دلی یعلی منشی نول‌کشور صاحب سے ملو اور یہ رقعہ اون کو پڑھوا دو اپنی نظم و نثر اون کو دکھاؤ اور اپنا مَبلغ علم اون پر ظاہر کرو - اگر وہ اپنی مرضی کے موافق تم کو کارگزار سمجھیں گےَ' تو مطبع کا کام تمھارے سپرد کر دیں گے ؛ مشاہرہ خاطر خواہ تم کو مقرر ہو جائے گا ' معزز و مکرم رہو گے ' زندگی کا لطف اُٹھاؤ گے - لیکن شرط یہ ہے کہ جلد چلے جاؤ - لکھنئو تم سے نزدیک ہے - اِتنی راہ کا قطع کرنا کچھ دشوار نہیں - اگر نوکر نہ ہو جاؤگے' پھر چلے آنا ' بخت‌آزمائی ہے -
[۱۲۷۸ھ ' ۱۸۶۱ع] -

۱۱

[۲۱۱] بندہ پرور '

آپ کا خط لکھنئو سے آیا ' حالات معلوم ہوئے - یہ نہ معلوم ہوا کہ کیا کام آپ کے سپرد ہوا ہے - یہ بھی لکھیے - چند روز صبر کرو - اگر وطن میں ہوتے' تو اِس بےکاری میں گھر کی خبر کیا لیتے؟ جس طرح جب گزرتی' اب بھی گزر جائے گی؛ بلکہ تمھارا خرچ کم ہوگیا - بہر حال' ابھی اِضافے کے واسطے نہ تم کہو ' نہ میں لکھوں - دو چار مہینے کام کرو ' اِس میں اگر بلگرام میں چھاپے خانہ جاری ہوگیا ' تو اِستعفا دے کر چلے جائیو - یہاں بعد چند روز کے اِضافہ ہونا بھی تو حیّزِ اِمکان سے باہر نہیں ۔
[۱۸۶۱ع] -

۱۲

[۲۱۲] سید صاحب سعادت و اقبال نشان میر غلام حسنین صاحب کو غالب کی دعا پہنچے -

آپ کا خط آیا اور میں نے اوس کا جواب بھجوایا - اِس رقعے کی تحریر

سے مراد یہ ہے کہ جناب منشی صاحب سے میرا سلام کہیے اور یہ رقعہ اون کو پڑھا کر عرض کیجیے کہ غالب پوچھتا ہے کہ فارسی کے کلیات کا چھاپا ملتوی ہے یا جاری ہے؟ ملتوی ہے، تو کب تک کھلے گا؟ جاری ہے، تو تصحیح کس طور پر ہے؟ قصیدے اور تاریخ کلیات کا مطبع میں پتا لگا ہے یا نہیں؟ اگر وہ دونوں کاغذ گم ہو گئے ہوں، تو مثنّی بھیج دوں -

یوسف میرزا صاحب بہ ذریعۂ میرے خط کے آپ سے مل گئے یا نہیں ؟ "قاطع برہان" کے اجزا کی جلدیں بندھ گئی ہیں یا نہیں؟ اگر بندھ گئی ہوں، تو جناب منشی صاحب سے کہہ کر وہ جو پچاس جلدیں میں نے لی ہیں، اون میں سے ایک جلد لے کر جناب فیض مآب خداوند نعمت آیۂ رحمت قبلہ و کعبہ جناب مجتہد العصر کی خدمت میں حاضر ہو اور میری طرف سے کورنش عرض کرو اور کتاب نذر کرو اور کہو کہ غلام نے بہت خون جگر کھا کر فارسی کی تحقیق کو اوس پائے پر پہنچایا ہے کہ اوس سے بڑھ کر متصور نہیں - یہ مجال کہاں کہ داد کا طلب‌گار ہوں؟ صرف عزّ قبول کا امیدوار ہوں -

سمجھے سید صاحب؟ منشی صاحب سے چاروں سوالوں کا جواب اور جو قبلہ و کعبہ فرمائیں، اوس تقریر میں تغیر بالمرادف بھی نہ ہو - جو الفاظ حضرت کی زبان سے سنو، ہوبہو لکھ بھیجو - ہاں، مولوی ہادی علی صاحب کا جو حال معلوم ہو، وہ بھی ضرور لکھنا اور اِس خط کا جواب بہت جلد بھیجنا - بھائی، میں از راہِ اِحتیاط، تلف ہونے کے ڈر سے، اِس خط کو بیرنگ بھیجتا ہوں -

دوشنبہ پنجم ذی‌القعدہ و مئی سال رستاخیز -

[۱۲۷۸ھ، ۱۸۶۲ع] -

۱۳

سید صاحب، [۲۱۳]

آپ کا خط، جس میں قبلہ و کعبہ کا مہری و دستخطی توقیع ملفوف تھا، پہنچا - میں تم سے بہت راضی ہوا کہ تم نے تکلیف اوٹھائی اور میری نذر وہاں پہنچائی - اب ایک اور تکلیف دیتا ہوں کہ جناب منشی صاحب سے میرا سلام کہہ کر اون کے حکم سے ایک نسخہ "قاطع برہان" کا مطبع میں

سے لو اور مکان معلوم کر کے جناب مفتی میر عباس صاحب کے پاس جاؤ اور میرا سلام کہو اور کتاب دو اور عرض کرو کہ جو خونِ جگر میں نے اِس تالیف میں کھایا ہے ' یقین ہے کہ اوس کی داد تمہارے سوا اور سے نہ پاؤں گا -

ہاں صاحب ' جناب منشی صاحب سے یہ کہہ دینا کہ پچاس میں سے تین جلدیں میں نے پائیں - اب قیمت کا روپیہ بھیج کر سینتالیس اور منگائے لیتا ہوں - " کلیات " کے اِنطباع کی تاریخ میں کیوں لکھوں ؟ اہلِ مطبع کو خدا منشی صاحب کے سایۂ عطوفت میں سلامت رکھے ' کہہ لیں گے - چھاپا ۷۸ میں شروع ہوا ' ۷۹ میں تمام ہوگا - مولوی ہادی علی صاحب کے مطبع میں آنے کا حال تم لکھو اور " کلیات " کے کاپی‌نگار کے آنے کا بھی حال معلوم کر کے لکھو -

۲۴ مئی سنہ ۱۸۶۲ع -

جواب کا طالب ' غالب -

۱۴

[۲۱۴] سید صاحب '

آپ نے خوب کیا کہ مفتی میر عباس کا ہدیہ غیر کو نہ دیا - اپنے پاس امانت رکھیے - جب مفتی صاحب آئیں ' اون کو پہنچا دیجیے -

تمہارا قصد یکم جون کو بلگرام جانے کا تھا - وہاں کے [ہنجار] میں کچھ سستی پائی جو فسخِ عزیمت کیا ؟ اِس کی کیفیت ضرور لکھیے - اور جو کچھ تم نے سپارش کے باب میں لکھا ہے ' میں اِس خواہش کو کیوں کر قبول کروں ؟ وہ شخص میرا شاگرد نہیں' مرید نہیں' صورت آشنا بھی تو نہیں' کیوں کر لکھوں ؟ معہذا تمہارے واسطے میرا لکھنا مضر ہے - یعنی وہ صاحب سمجھیں گے کہ حضرت نے کچھ میری شکایت و حکایت لکھی ہوگی' جب غالب نے مجھ کو یہ لکھا ہے -

اِس وقت آپ کی وحشت‌انگیز تحریر پہنچی' اودھر اوس کو پڑھا اور اِدھر یہ خط تمہیں اور ایک میرزا عباس کو اور ایک خط تہنیت کا منشی صاحب کو لکھا - لیکن چونکہ بلاد شرقیہ کو ڈاک نو دس بجے روانا ہوتی ہے ' ناچار یہ تینوں خط بند کر کے تمہارا اور میرزا عباس کا خط بیرنگ اور منشی

جی کا خط پیڈ رکھ چھوڑتا ہوں - کل صبح کو بعد از طلوع آفتاب ڈاک میں بھجوا دوں گا - خاطر جمع رکھو؛ میں نے برخوردار کو ایسا کچھ لکھا ہوگا کہ مفید مطلب ہوگا ' اِن شاء اللّٰہ العلی العظیم -

چہارشنبہ ' ۱۲ پر تین بجے -

[جون ۱۸۶۲ع] - خوشنودی احباب کا طالب ' غالب -

۱۵

صاحب ' [۲۱۵]

واللّٰہ ! سوائے اِس خط کے تمہارا کوئی خط نہیں آیا - کیسے چار خط تم نے بھیجے؛ کیوں باتیں بناتے ہو؟ یہاں بھی ٹکٹ پر تحریر کی ممانعت ہے- بہتر یہی ہے کہ طرفین سے خطوط بیرنگ بھیجے جائیں کہ یہ قصہ مٹ جائے - برخوردار میرزا عباس کی بدلی کی خبر میں نے پہلے ہی سے سنی ہے' مگر یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں گئے - اب دریافت ہوا کہ تمہارے ہمسایے میں آئے ہیں - اب اون سے ملیے' خدا اون کو مروت کی توفیق دے- ''مطلع'' میں نام اپنا لکھنا رسم نہیں ہے ''میر'' کا تخلص اور صورت رکھتا ہے : ''میر جی'' اور ''میر صاحب'' کر کے وہ اپنے کو لکھ جاتا ہے- اور کو اِس بدعت کا تتبع نہ چاہیے-

غالب -

۱۶

صاحب ' [۲۱۶]

تم سے پہلے یہ پوچھا جاتا ہے کہ جب تم جانتے ہو کہ میرزا عباس میری حقیقی بہن کا بیٹا ہے ' تو پھر میں میرزا کی اولاد کا نانا کیوں کر بنا ؟ میرزا کی بی‌بی میری بہو ہے' بیٹی نہیں - تم نے جو لکھا ہے کہ میرے نواسے کی شادی ہے' کیا سمجھ کے لکھا ؟ میں میرزا کی اولاد کا نانا کیوں کر بنا ؟ بھانجے کی اولاد پوتا پوتی ہے ' نہ نواسا نواسی - مجھ کو اوس کی اولاد کا جدّ فاسد لکھنا ٹکسال باہر بات ہے -

خیر ' یہ تو ظرافت تھی - تم یہ تو بتاؤ کہ میرزا لکھنئو کیوں جاتا ہے؟ اگر کچھ اسباب خریدنا تھا ' تو ایک معتمد کو بھیج دیا ہوتا ؛ بہ ذات خود اِس تکلیف بیجا کو گوارا کرنا کیا ضرور ؟ یہ بات جواب طلب ہے -

میرے آنے کی یہ صورت ہے کہ میرزا کی اِستدعا سے قطع نظر ' میرا دل بھی تو پتھر یا لوہے کا نہیں' جو اپنے بچوں کو دیکھنے کو نہ چاہے - ایک بہن' اوس کی مجموع اولاد وہاں؛ میرا تو وہ خانہ باغ ہے - بہار کے موسم میں باغ کی سیر کو کسں کا جی نہ چاہے گا؟ بہ شرط صحت آؤں گا' اِن شاء اللّٰہ -

صبح یکشنبہ' ۳ رمضان ' ۲۲ فروری' سال حال -

[۱۲۷۹ھ' ۱۸۶۳ع] -

۱۷

[۲۱۷] میر صاحب '

ماجرا یہ ہے کہ میں ہمیشہ نواب گورنرجنرل بہادر کے دربار میں سیدھی صف میں دسواں لمبر اور سات پارچہ اور تین رقم جواہر خلعت پاتا تھا - غدر کے بعد پنسن جاری ہوگئی ' لیکن دربار اور خلعت بند - ابکے جو لارڈ صاحب یہاں آئے' تو اہلِ دفتر نے بموجب حکم کے مجھ کو اِطلاع دی کہ تمہارا دربار اور خلعت واگزاشت ہو گیا ؛ مگر دلی میں دربار نہیں - انبالے آؤ گے' تو دربار میں لمبر اور خلعت معمولی پاؤ گے - میں نے خبر میں وجدان کا مزا پایا اور انبالے نہ گیا - رابرٹ منٹ‌گمری صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر قلمرو پنجاب یہاں آئے ' دربار کیا ' میں دربار میں نہ گیا - دربار کے بعد ایک دن بارہ بجے چپراسی آ کر مجھ کو بلا لے گیا - بہت عنایت فرمائی اور اپنی طرف سے خلعت عطا کیا -

آغاز دیوان کے شعر یعنی مطلع میں ہرگز حروف و الفاظ کی قید نہیں ہے - ہاں' ردیف الف کی ' یہ امر قابل پرسش کے نہیں ' بدیہی ہے - دیکھ لو اور سمجھ لو - یہ جو دیوان مشہور ہیں: ''حافظ'' و ''صائب'' و ''سلیم'' و ''کلیم''' اِن کے آغاز کی غزل کے مطلعے دیکھو اور حروف و الفاظ کا مقابلہ کرو؛ کبھی ایک صورت ' ایک ترکیب ' ایک زمین ' ایک بحر نہ پاؤ گے ' چہ جائے اتحاد حروف و الفاظ؛ لا حولَ و لا قوۃ اِلّا باللّٰہ -

[۱۸۶۳ع] -

۱۸

[۲۱۸] صاحب '

میں برس دن سے بیمار تھا - ایک پھوڑا اچھا ہوا دوسرا پیدا ہوا -

اب فی الحال دونوں پانوؤں ہاتوں میں تو پھوڑے ہیں - دونوں پانوؤں پر دو پھوڑے پنڈلی کی ہڈی پر ایسے ہیں کہ جن کا عُمق ہڈی تک ہے - اونھوں نے مجھ کو بٹھا دیا - اوٹھ نہیں سکتا ' حاجتی دھری رھتی ہے' پلنگ پر سے کھسل پڑا ' پھر پڑ رہا - روٹی بھی اِسی طرح کھاتا ہوں - پاخانے کیا کہوں' کیوں کر جاتا ہوں ؟ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک پڑا رھتا ہوں - یہ سطور لیٹے لیٹے لکھے ہیں - نیم مردہ ہوں' قریب بہ مرگ ہوں' اِفادہ و اِستفادہ و اِصلاح کے حواس نہیں - غزل رھنے دی' یہ حال تم کو لکھ بھیجا - شنبہ ' ۲۲ اگست سنہ ۱۸۶۳ع -

نجات کا طالب ' غالب -

۱۹

سید صاحب ' [۲۱۹]

تم نے جو خط میں برخوردارِ کامگار میرزا عباس بیگ خاں بہادر کی رعایت اور عنایت کا شکریہ ادا کیا ہے' تم کیوں شکرگزار ہوتے ہو ؟ جو کچھ نیکی اور نکوئی اوس اقبال نشان نے تمھارے ساتھ کی ہے' وہ بعینہ میرے ساتھ کی ہے - اوس کا سپاس میں ادا کروں - خدا کی قسم' دل سے دعائیں دے رہا ہوں - بھائی' اوس کا جوھرِ طبع از روے فطرت شریف ہے - پروردگار اوس کو سلامت رکھے اور مدارجِ اعلیٰ کو پہنچائے - یہ اپنے والدین کے خاندان کا فخر ہے اور چونکہ اوس کی ماں کا اور میرا لہو اور گوشت اور ہڈی اور قوم اور ذات ایک ہے' پس وہ فخر میری طرف بھی عائد ہوتا ہے - وہ اپنے جی میں کہتا ہوگا کہ ماموں میری بیٹی کے بیاہ میں نہ آیا اور صَرف زر سے جی چرایا ہے - میں تو زر کو خاک و خاکستر کے برابر بھی نہیں سمجھتا ' مگر کیا کروں کہ مجھ میں دم ہی نہ تھا - کاشکے جب ایسا ہوتا جیسا کہ اب ہوں' تو سب سے پہلے پہنچتا - جی اوس کے دیکھنے کو بہت چاھتا ہے ؛ دیکھوں' اوس کا دیکھنا کب میسر آتا ہے ؟ میں اب اچھا ہوں - برس دن صاحب فراش رہا ہوں ' چھوٹے بڑے زخم بارہ اور ہر زخم خوں‌چکاں ؛ ایک درجن پھائے لگ جاتے تھے - جسم میں جتنا لہو تھا ' پیپ ہو کر نکل گیا ؛ تھوڑا سا جو جگر میں باقی ہے ' وہ کھا کر جیتا ہوں ؛ کبھی کھاتا ہوں' کبھی

پہنتا ہوں- مرض کے آثار میں سے اب بھی یہ نشان موجود ہے کہ دونوں پانؤوں کی دو دو انگلیاں تیڑھی ہو گئی ہیں ' معہذا متورم ہیں ؛ جوتا نہیں پہنا جاتا - ضعف کا تو بیان ہو ہی نہیں سکتا ' مگر ہاں یہ میرا شعر :

در کشاکشِ ضعفم نگسلد روان از تن
این کہ من نمی‌میرم ہم ز ناتوانیہا ست -

ابکے رجب یعنی ماہِ آیندہ کی آٹھویں تاریخ سے ستروان برس شروع ہوگا -

چو ہفتاد آمد اعضا رفت از کار -

پس اب شکوۂ ضعف نادانی ہے ؛ ایمان سلامت رہے -
سہ‌شنبہ ' ۲۴ نومبر ۱۸۶۳ع -

نجات کا طالب ' غالب -

۲۰

[۲۲۰] قرۃ العین میر غلام حسنین ' سلمکم اللّٰہ تعالیٰ -

تمہارا خط پہنچا ' دل خوش ہوا - مولوی نجف علی صاحب کی کیا تعریف کرتے!ہو؛ تم کچھ لکھو ' تو جانوں - واللّٰہ ' اگر کبھی مولوی صاحب میرے گھر آئے ہوں' یا میں نے اون کو دیکھا ہو؛ چہ جاے اِختلاط و اِرتباط! صرف بہ رعایت جانب حق چند کلمات اونھوں نے لکھے ہیں - تم میرے یار ہو اور میری خدمت‌گزاری کے حقوق ہیں تم پر ' مجھ کو مدد دو اور اپنی قوت علمی صرف کرو - ''محرق قاطع برہان'' میرے پاس موجود ہے ؛ مجھ سے منگواؤ - میں ہر موقع پر خطا اور زَلّتِ مولف کا اِشارہ کر دوں گا - تم ہر فقرے کو بہ غور دیکھو اور بےربطی الفاظ اور لغوِیّت معانی کو میزانِ نظر میں تولو - عامی نہیں ہو ' عالم ہو - آخر مولوی نجف علی صاحب نے بھی تو اپنی قوت عاقلہ سے بےاِعانت غیر ''محرق'' کے جامع کی دھجیاں اوڑائی ہیں - تمہارے پاس دو نسخے : ایک ''دافع ہذیان'' ایک ''سوالات عبدالکریم'' مع اِستفتاء و اِفتاے دستخطی علماے دہلی موجود ہیں ' اور اب اوس کتاب کے ساتھ میرے اِشارات سودمند پہنچیں گے - تم کو معارضہ بہت آسان ہوگا - مدعی کا کلام در اصل لغو ' پھر تمہارے پاس سرمایۂ علمی موجود

اور یہ تین نسخے معقول اوس پر مزید علیہ اوس پر[1] - "محرق" اور "صاحب محرق" کا خاکا اوڑجائے گا - میرے اِس خط کے پہنچتے ہی جواب لکھیے اور اجازت بھیجیے کہ میں نسخۂ مطبوعۂ نامطبوعۂ "محرق" بہ سبیل ڈاک بھیج دوں - مگر جس دن سے کہ کتاب پہنچ جائے' اوسی دن سے آپ اُردو زبان میں رسالہ لکھنا شروع کیجیے اور بعد اِختتام مجھے اِطلاع دیجیے - پھر میں جیسا لکھوں ' ویسا عمل میں لائیے -

غالبِ اثناعشریِ حیدری -

ھاں صاحب ' آغا محمد حسین ناخدائے شیرازی کا خط مع اشعار آیا اور میں نے اوس کا جواب بھجوا یا - اب جو ڈھونڈھا ' تو میرا مسودہ ھات آیا' مگر آغا کا خط نہ آیا - اوس مسودے[2] کو صاف کر کے تمھارے پاس بھیجتا ھوں- آغا صاحب کا جب خط نکل آوے گا ' وہ بھی بھجوا دیا جائے گا - سعادت و اقبال نشان میرزا عباس بیگ خاں کو میری دعا کہنا اور یہ ورق اون کو سرا سر پڑھا دینا -

[۱۸۹۵ع] -

۲۱

سید صاحب' [۲۲۱]

تم "قدر" اور نورچشم میرزا عباس قدردان - خاطر جمع رکھو ' نوکری تمھاری ھو جاوے گی - صاحب[3] کی اور راجہ[4] کی تعریف کے قصیدے واقعی گلدستے ھیں ' مگر میرزا[5] کی مدح کے قصیدے کو گلدستہ نہ کہو؛ یہ تو ایک باغ ھے ' سرسبز و شاداب ' جس میں گلبن ہزار در ہزار ' میوہ دار درخت بےشمار ' زمین سراسر سبزہ زار ' بہت حوض' بہت نہریں؛ متی نظر نہیں

۱ - یہاں "اوس پر" زائد ھے -

۲ - اِس خط کے آخر میں وہ مسودہ درج ھے' مگر اوس کے اِضافے کی یہاں ضرورت نہیں اِس لیے کہ وہ فارسی میں ھے اور "پنج آھنگ" میں بھی موجود ھے -

۳ - ولیم ھینڈفورڈ ' ڈائرکٹر تعلیمات ' اودھ (کلیات قدر ' ص ۳۹) -

۴ - مہاراجہ مان‌سنگھ (کلیات قدر ' ص ۴۶) -

۵ - میرزا محمد عباس بیگ ' اکسٹرا اسسٹنٹ کلکٹر ' لکھنؤ (کلیات قدر ' ص ۵۳) -

آتی؛ سبزہ، یا لہریں - فقیر غالب تمہارا خیرخواہ اور تمہارے ممدوح کا دعاگو ہے -

سنہ ۱۲۸۴ھ [۱۸۶۷ع] -

۲۲

[۲۲۲] حضرت،

فقیر نے شعر کہنے سے توبہ کی ہے؛ اِصلاح دینے سے توبہ کی ہے - شعر سننا تو ممکن ہی نہیں؛ بہرا ہوں - شعر دیکھنے سے نفرت ہے - پچھتر برس کی عمر، پندرہ برس کی عمر سے شعر کہتا ہوں - ساٹھ برس بکا، نہ مدح کا صلہ ملا، نہ غزل کی داد، بقولِ "انوری":

اے دریغا، نیست ممدوحے سزاوار مدیح
وے دریغا، نیست معشوقے سزاوار غزل -

سب شعرا سے اور احباب سے متوقع ہوں کہ مجھے زمرۂ شعرا میں شمار نہ کریں اور اِس فن میں مجھ سے کبھی پرسش نہ ہو -

[۱۸۶۸ع] -

اسد اللّٰہ خاں المتخلص بہ غالب و المخاطب
بہ نجم‌الدولہ، خدایش بیامرزاد -

نواب محمد یوسف علی خاں بہادر
والی رام‌پور

۱

حضرت ولیِ نعمت آیۂ رحمت سلامت ' [۲۲۳]

آداب بجا لاتا ہوں - غزلوں کے مسودات صاف کر کر حضور میں بھیجتا ہوں - مسودات اپنے پاس رہنے دیے ہیں - اِس نظر سے کہ اگر احیاناً ڈاک میں لفافہ تلف ہو جائے ' تو میں پھر اوس کو صاف کر کر بھیج دوں ؛ ورنہ موقعِ حک و اِصلاح مجھے کیا یاد رہے گا -

میں نہیں چاہتا کہ آپ کا اِسمِ سامی اور نامِ نامی تخلص رہے - ناظم ' عالی ' انور ' شوکت ' نیساں ' اِن میں سے جو پسند آئے وہ رہنے دیجے مگر یہ نہیں کہ خواہی نخواہی آپ ایسا ہی کریں - اگر وہی تخلص منظور ہو ' تو بہت مبارک - زیادہ حدِ ادب -

تم سلامت رہو قیامت تک -

روز یکشنبہ ' ۱۵ فروری سنہ ۱۸۵۷ -

عنایت کا طالب ' غالب -

۲

جناب عالی ' [۲۲۴]

کچھ کم مہینا ہوا ' کہ میں نے حضور کی غزلوں کو دیکھ کر خدمت میں روانا کیا ہے اور اوس کے پہنچنے سے اِطلاع نہیں پائی - اب ڈاک میں خط تلف بھی ہو جایا کرتے ہیں - اِس واسطے میں متردد ہوں اور مدعا اِس تحریر سے یہ ہے کہ اگر وہ لفافہ نہ پہنچا ہو تو میں اوس مسودے کو پھر صاف کر کر روانا کروں - زیادہ حد ادب -

نگاشتہ ' صبحِ پنجشنبہ ' ۲۷ شعبان سنہ ۱۲۷۳ ہجری -

از غالب -

۳

[۲۲۵] جناب عالی،

آداب بجا لاتا ہوں۔ اور عرض کرتا ہوں کہ اُجورہ‌دار پہنچا مگر لُٹتا ہوا، اور بھیگتا ہوا، اور بھاگتا ہوا۔ گوجروں نے اوسے لوٹ لیا، روپیہ کُل سب لے لیا۔ خط اوس داروگیر میں گر پڑا۔ بھیگ گیا۔ لفافہ مجھ تک نہ پہنچا۔ خط مع ہنڈوی کے پہنچا۔ خط میں سے القاب بتکلف پڑھا۔ اور یہ جملہ "سفتچۂ مبلغ دو صد و پنجاہ روپیہ" پڑھا گیا۔ اور باقی خیر و عافیت۔ "مکرر آنکہ" اِس کے بعد جو کچھ لکھا تھا اوس میں سے "مولوی" یہ لفظ، اور بعد ایک لفظ کے "خاں صاحب" یہ پڑھا گیا؛ اور کچھ نہیں۔ مجھ کو غم یہ ہے کہ غزلہاے اِصلاحی اور دیوانِ اُردو کی رسید میں نے نہ پائی۔

ہنڈوی کا بعینہ وہ حال جو میرے خط کا تھا۔ کچھ پڑھا جائے، کچھ نہ پڑھا جائے۔ آپ کا نام اور "ڈھائی سو روپیہ" یہ پڑھا گیا۔ چونکہ مہاجن مجھ کو جانتا تھا، اوس نے اوس بھیگے ہوئے کاغذ کو اپنی چٹھی میں لپیٹ کر رام‌پور اوس مہاجن کے پاس بھیجا ہے۔ جب وہ صحیح کر کر بھیجے گا، تب وہ مجھ کو روپیہ دے گا۔ اوس کے صحیح کرنے میں کیا تامل ہے۔ میں نے صرف بطریقِ اِطلاع لکھا ہے۔ اور غزلوں کی اور دیوان کی رسید اور جو اِس خط میں "مکرر آنکہ" [کے] بعد مطالب مندرج تھے، وہ پھر ایسے ہی باریک کاغذ پر لکھ کر اوس ساھوکار کو دیجے گا، اور اوس کو تاکید کیجے گا کہ اِس کو بھیج دے۔ یہاں کے ساھوکار نے میری خاطر سے اِس رقعے کو اپنی چٹھی میں روانا کیا ہے۔

پنجم ذی‌الحجہ۔

غالب۔

۴

[۲۲۶] حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت،

منشورِ عطوفت کے دیکھنے سے زندگی کی صورت نظر آئی۔ مخمس اور غزلوں کے پہنچنے کی اِطلاع پائی۔ یہ بھی ایک بخشش کا بہانہ پیدا کرنا ہے؛ ورنہ حضور کے کلام کو اِصلاح کی اِحتیاج کیا ہے؟ میری کیا سخنوری اور سخن

سرائی ہے ؟ آپ کی قدردانی بلکہ قدرافزائی ہے - تکلف ہے اگر کہوں کہ تا قیامت رہو - بےتکلف دعا یہ ہے کہ خدا کرے ایک سو بیس برس تک سلامت رہو -

اِس قرینے سے کہ بہ سبب کم‌فرصتی کے اون کا ملاحظہ نہ کرنا مرقوم ہوا ' ریختہ کے دیوان اور اِس کتاب کا پہنچنا معلوم ہوا - دیوان کے دیکھنے نہ دیکھنے میں آپ کو اِختیار ہے - مگر یہ چار جزو کا رسالہ جو اب بھیجا ہے اِس کا دیکھنا ضرور درکار ہے - فارسیِ قدیم اور پھر حسنِ معنی اور صنعتِ الفاظ ؛ با ایں‌ہمہ ہر امر کی احتیاط ' اور ہر بات کا لحاظ -

جناب عالی' طرفہ معاملہ ہے - خدا کا شکر ہے ' اور اپنی قسمت کا گلہ ہے - خدا کا شکر یہ کہ باوجودِ تعلقِ قلعہ کسی طرح کے جرم کا بہ نسبت میرے اِحتمال بھی نہیں - قسمت کا گلہ یہ کہ عطاے پنسنِ قدیم کا حکام کو خیال بھی نہیں - یہ نومبر سنہ ۱۸۵۸ اُنیسواں مہینا ہے - گویا بن کھائے جینا ہے - کہتے ہیں کہ جنوری شروع سال میں پنسن‌داروں کو روپیہ ملے گا - دیکھیے کیا نیا گل کھلے گا - پہلی نومبر کو یہاں اِشتہارِ عام ہو گیا ہے کہ اب قلمروِ ہندستان میں عملِ ملکۂ معظمۂ عالیمقام ہو گیا ہے - میں پہلے سے مداحوں میں اپنا نام لکھوا چکا ہوں اور وزراے ملکۂ دارادربان کے دو سارٹی‌فکٹ پا چکا ہوں - اگر اِس اِجمال کو بہ تفصیل معلوم کیا چاہیے ' تو اِسی کتاب موسوم بہ ''دستنبو'' میں دیکھا چاہیے -
نگاشتۂ روزِ یکشنبہ ' ہفتم نومبر سنہ ۱۸۵۸ع -

خوشنودی کا طالب ' غالب -

۵

خداوند نعمت سلامت ' [۲۲۷]

جو آپ بن مانگے دیں ' اوس کے لینے میں مجھے اِنکار نہیں - اور جب مجھ کو حاجت آ پڑے ' تو آپ سے مانگنے میں عار نہیں -
بارِ گرانِ غم سے پست ہو گیا ہوں - آگے تنگ‌دست تھا ' اب تہی‌دست

ہو گیا ہوں - جلد میری خبر لیجیے اور کچھ بھجوا دیجیے -

چارشنبہ ' یازدہم ربیع‌الثانی سنہ ۱۲۷۵ ھجری

و ۱۷ نومبر سنہ ۱۸۵۸ع - عنایت کا طالب ' غالب -

۶

[۲۲۸] حضرت ولیِ نعمت آیۂ رحمت سلامت '

بعد آداب بجا لانے کے عرض کرتا ہوں کہ منشورِ رافت لکھا ہوا ۲۵ نومبر کا جمعے کے دن ' تیسری دسمبر کو اِس دعاگوے دولت کے پاس پہنچا - ڈھائی سو روپئے کی ھنڈوی معتمد کے حوالے کی گئی- آج یا کل روپیہ آ جائے‌گا- خاطرِ اقدس جمع رھے -

میرے حاضر ہونے کو جو اِرشاد ہوتا ھے' میں وھاں نہ آؤں گا ' تو اور کہاں جاؤں گا ؟ پنشن کے وصول کا زمانہ قریب آپہا ھے - اِس کو ملتوی چھوڑ کر کیوں‌کر چلا آؤں - سنا جاتا ھے ' اور یقین بھی آتا ھے کہ جنوری ' آغازِ سال ۵۹ عیسوی' میں یہ قصہ انجام پائے - جس کو روپیہ ملنا ھے اوس کو روپیہ ' جس کو جواب ملنا ھے اوس کو جواب مل جائے -

حضور نے یہ کیا تحریر فرمایا ھے کہ اِن بارہ غزلوں کی اِصلاح میں کلام خوش مطلوب ھے ' اگلی غزلوں کی طرح نہ ہوں - مگر اگلی غزلوں کی اِصلاح پسند نہ آئی' اور اون اشعار میں کلام خوش نہ تھا - حضرت کا تو اون غزلوں میں بھی وہ کلام ھے کہ شاید اوروں کے دیوان میں ویسا ایک شعر بھی نہ نکلے گا - میں بقدر اپنی فہم و استعداد کے کبھی اِصلاح میں قصور نہیں کرتا - زیادہ حد ادب -

معروضۂ جمعہ' ۲۶ ربیع‌الثانی سنہ ۷۵

و ۳ دسمبر ۵۸ - عرضداشتِ غالب -

۷

[۲۲۹] حضرت ولیِ نعمت آیۂ رحمت سلامت '

میں اِس دولتِ ابد مدت کا از راہِ مودت خیرخواہ ہوں - امرِ ملال انگیزِ اندوہ‌آور میں آرایشِ گفتار گوارا نہیں کر سکتا - نواب مرزا نے دلی آ کر

پہلے نوید بزم‌آرائی سنائی - چاہتا تھا ' کہ اوس کی تہنیت لکھوں - کل اوس نے' از روے خطِ آمدِ رامپور ' حضرت جناب عالیہ کے اِنتقال کی خبر سنائی- کیا کہوں ' کیسا غم و اندوہ کا ہجوم ہوا - حضرت کے غمگین ہونے کا تصور کر کر اور زیادہ مغموم ہوا - بیدرد نہیں ہوں ' کہ ایسے مقام میں بطریقِ اِنشاپردازی عبارت‌آرائی کروں - نادان نہیں ہوں ' کہ آپ جیسے دانادلِ دیدہ‌ور کو تلقینِ صبر و شکیبائی کروں -

از دستِ گدائے بےنوا ناید ہیچ جز آن کہ بصدقِ دل دعائے بکند -

حق تعالیِ ذاتِ ستودہ صفات کو دائماً اور ابداً جاہ و جلال و دولت و اِقبال کے ساتھ سلامت با کرامت رکھے -

مرقومۂ یکشنبہ ' ۲۱ شعبان و ۲۸ مارچ سال حال-

عریضہ نگار : اسد اللّٰہ المتخلص بہ غالب -

۸

حضرت ولیِ نعمت آیۂ رحمت سلامت ' [۲۳۰]

ایک خط مشتمل اپنے حال پر ' اور ایک خط جناب بیگم صاحبہ و قبلہ مغفورہ کی تعزیت میں روانا کر چکا ہوں - اب ایک قطعۂ تاریخ بھیجتا ہوں - اگرچہ ایک کا تعمیہ ہے ' لیکن تعمیہ کتنا خوب اور بےتکلف ہے -

معروضۂ ۱۳ رمضان و ۱۷ اپریل سالِ حال -

عرضداشتِ اسد اللّٰہ -

قطعہ

جنابِ عالیہ از بخششِ حق بفردوسِ برین چون کرد آرام '
سخن پرداز غالب سالِ رحلت ''خلودِ خلد'' گفت از روے اِلہام -

سنہ ۱۲۷۵ ہجری

۹

حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت ' [۲۳۱]

بعد تسلیم کے عرض کرتا ہوں : آج دوشنبے کا دن ۱۴ رمضان‌المبارک کی اور ۱۸ ماہِ اپریل کی' صبح کے وقت ڈاک کا ہرکارہ آیا ' اور منشورِ عطوفت لایا - میں نے سر پر رکھا ' آنکھوں سے لگایا - تعجب ہے کہ میرے دو خطوں کے

رسید اِس عنایت نامے میں مرقوم نہیں - آیا نہ پہنچے' یا پہنچے اور نہ پڑھے گئے ؛ کچھ معلوم نہیں -

پہلے خط میں یہ عرض کیا ھے کہ مجموع پنسن‌داروں کی مثل مرتب ھے ' اور ھنوز صدر کو روانا نہیں ھوئی - نواب گورنر جنرل لارڈ کیننگ بہادر نے کلکتے سے میرے پنسن کے کواغذ طلب کیے ' اور وہ کاغذ فہرست میں سے الگ ھو کر لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت میں اِرسال ھوئے - وھاں سے کلکتے کو بھیجے جائیں گے - پھر وھاں سے حکم منظوری پنجاب ھوتا ھوا یہاں آئے گا - اور یہاں مجھ کو روپیہ مل جائے گا - آج روپیہ ملا ' کل میں نے آپ سے سواری اور باربرداری مانگی - آج سواری اور باربرداری پہنچی ' اور کل میں نے رامپور کی راہ لی - بلکہ اوسی نیازنامے میں کچھ حسنِ طلب بھی تھا - افسوس کہ ایسا خط ضروری نہ پہنچے -

دوسرا خط جنابِ عالیۂ مغفورہ کی تعزیت میں تھا - اوس کا بھی ذکر اِس عنایت‌نامے میں نہ تھا - ناچار پہلے خط کا مضمون اِس ورق میں مکرر لکھ دیا ' اور دوسرے خط کے صرف ذکر پر اِکتفا کیا - حق تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے - اور صبر و ثبات و دولت و اقبال و عمر و جاہ و جلال بطریقِ دوام عنایت کرے -

دو غزلیں منجملہ بارہ غزلوں کے بعدِ اِصلاح ارسال کر چکا ھوں - خدا کرے پہنچ گئی ھوں - پرسوں ایک قطعہ جناب بیگم صاحب و قبلہ کی تاریخ وفات کا بھیجا ھے - یقین ھے کہ پہنچے گا - از راہِ اِحتیاط وہ قطعہ اِس ورق میں پھر لکھتا ھوں - اور نیز از راہِ اِحتیاط یہ خط بیرنگ روانا کرتا ھوں - زیادہ حدِ ادب -

معروضۂ دوشنبہ ' چہاردھم رمضان سنہ ۱۲۷۵ '

مطابق ھژدھم اپریل سنہ ۱۸۵۹ - عریضۂ اسد اللّٰہ خاں -

قطعہ

جنابِ عالیہ از بخشش حق بفردوسِ برین چون کرد آرام

سخن پرداز غالب سالِ رحلت ''خلودِ خلد'' گفت از روے اِلہام -

سنہ ۱۲۷۵

۱۰

حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت ' [۲۳۲]

نوازش‌نامے کے ورود مسعود کی اِطّلاع دیتا ہوں ' اور ہنڈوی کے پہنچنے کا شکر بجا لاتا ہوں - ستمبر سنہ ۱۸۵۹ کے مہینے کے سو روپئے پہنچے - خاطر اقدس جمع رہے -

عزم ولایت کا حال معلوم ہوا - حق تعالیٰ آپ کو ہر جگہ مظفر و منصور و کامیاب رکھے - خدمت‌گزار ہوں اور دعا و ثنا میرا کام ہے - بڑھاپے نے کھودیا - جز نفسے چند مجھ میں کچھ باقی نہیں - زیادہ حد ادب -

معروضۂ یکم اکتوبر سنہ ۱۸۵۹ عیسوی -

عرضداشت غالب -

۱۱

حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت ' [۲۳۳]

بعد تقدیم تسلیم گزارش کرتا ہوں : پرسوں ایک نیازنامہ بھیجا ہے - یقین ہے کہ پہنچے گا ' اور اوس کا جواب جلد عنایت ہوگا - کل نوازش‌نامہ ' جس میں سو روپئے کی ہنڈوی بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۵۹ تھی ' شرف ورود لایا - زر مندرجۂ ہنڈوی معرض وصول میں آیا - خاطر اقدس جمع رہے -

[شنبہ ۵ نومبر سنہ ۱۸۵۹] -

۱۲

حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت ' [۲۳۴]

بعد بجا لانے آداب نیاز کے عرض کرتا ہوں - یہ میرا درد دل ہے - نامۂ تہینت میں اِس کا اِندراج مناسب نہیں جانا - میں انگریزی سرکار میں علاقہ ریاست دودمانی کا رکھتا ہوں - معاش اگرچہ قلیل ہے ' مگر عزت زیادہ پاتا ہوں - گورمنٹ کے دربار میں داہنی صف میں دسواں نمبر اور سات پارچے اور جیغہ ' سرپیچ ' مالاے مروارید ' خلعت مقرر ہے - لارڈ ہارڈنگ صاحب کے عہد تک پایا - لارڈ دلہوسی یہاں نہیں آئے؛ اب یہ نواب معلی القاب آتے ہیں - زمانے کا رنگ اور ؛ کوئی حاکم کوئی سکرتر میرا آشنا نہیں - بڑے میرے مربی قدردان جناب اڈمنسٹن صاحب وہ بھی چیف سکرتر نہ رہے ؛

لفٹننٹ گورنر ہوگئے - وہ سکرتر رہتے تو مجھے کچھ غم نہ تھا - اب تک میں اپنے کو یہ بھی نہیں سمجھا کہ بیگناہ ہوں یا گناہگار ' مقبول ہوں یا مردود - مانا کہ کوئی خیرخواہی نہیں کی' جو نئے انعام کا مستحق ہوں ؛ لیکن کوئی بیوفائی بھی سرزد نہیں ہوئی' جو دستور قدیم کو برھم مارے - بھر حال اِس تشویش میں ہوں - راہِ چارہ مسدود ؛ اور دکھ موجود - ''عرفی'' خوب کہتا ہے :

مرا زمانۂ طناز دست بستہ و تیغ زند بفرقم و گوید کہ ہاں سرے میخار

مرقومۂ صبح یکشنبہ ' ۷ نومبر سنہ ۱۸۵۹ -

۱۳

[۲۳۵] حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت '

بعد بجا لانے آدابِ نیاز کے عرض کرتا ہوں : منشورِ عطوفت پہنچا نوابِ عالی جناب کی ملازمت کا حال بسبیل اجمال مندرج تھا - میں از روے اخبار بہ تفصیل دریافت کر چکا ہوں - ہندستان میں کسی رئیس کے واسطے یہ بات کاہےکو ہوئی ہے ؛ مسند تکیہ کسی کو کب ملا ہے ؟ یہ کمالِ عز و شان اور اِستحکامِ بناے ریاست کا نشان ہے - لطف یہ ہے کہ اب صاحبانِ کورٹ آف ڈرکٹر حائل نہیں رہے ؛ نواب گورنر جنرل بہادر نائب سلطنت ہیں - اِس صورت میں جو کچھ اُنھوں نے دیا ہے ' وہ عطیہ حضرتِ فلک رفعت ملکۂ معظمہ کا ہے - ایسے شاھنشاہ کی سرکار سے وسادۂ سروری کا عطا ہونا بہت بڑی نوازش اور سزاوارِ صدگونہ نازش ہے - یہ چاربالش اِمارت اور ''کاشی‌پور'' کا ضمیمۂ ملکِ موروثی ہونا پہلے آپ کو اور پھر ولیعہد بہادر کو اور پھر آپ کے اولاد و اِخوان و انصار کو اور سب کے بعد غالبِ دعاگوے گوشہ‌نشین کو مبارک ہو - زیادہ حد ادب -

مرقومۂ صبح یکشنبہ ' ۲۷ نومبر ۱۸۵۹ع -

۱۴

[۲۳۶] حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت '

آدابِ نیاز بجا لا کر عرض کرتا ہوں کہ سو روپئے کی ہنڈوی بابت مصارفِ ماہ نومبر ۱۸۵۹ پہنچی اور روپیہ وصول میں آیا ' اور صرف ہو گیا ؛

اور میں بدستور بھوکا اور ننگا رہا - تم سے نہ کہوں تو کس سے کہوں ؟ اِس مشاہرۂ مقرری سے علاوہ دو سو روپیہ اگر مجھ کو اور بھیج دیجے گا تو جلا لیجے گا - لیکن اِس شرط سے کہ اِس عطیۂ مقرری میں محسوب نہ ہو' اور بہت جلد مرحمت ہو - زیادہ حد ادب -

معروضۂ صبح پنجشنبہ ' ہشتم دسمبر سنہ ۱۸۵۹ '

بمجرد ورودِ عنایت نامۂ مرقومۂ ماہِ حال -

عرضداشت غالب -

۱۵

[۲۳۷]

حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت '

آدابِ نیاز بجا لاتا ہوں اور مزاج اقدس کی خیر پوچھتا ہوں اور بکمال ناچاری' بصد گونہ شرمساری' عرض کرتا ہوں کہ آج سہ‌شنبہ' ۷ فروری کی ہے - جو لوگ کہ میرے ساتھ ہیں گوش بر آواز ہیں - اور جو وظیفہ‌خوار دلی میں ہیں وہ چشم براہ ہوں گے - زیادہ حدِ ادب -

صبحِ سہ‌شنبہ ' ۷ فروری سنہ ۱۸۶۰ -

خوشنودی کا طالب ' غالب -

۱۶

[۲۳۸]

حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت '

تقدیم مراسم تسلیم مقدمہ اِس گزارش کا ہے کہ عالم دو ہیں - ایک عالم شہادت ' ایک عالم غیب - جس طرح عالم شہادت میں آپ میری دستگیری کر رہے ہیں' عالم غیب میں آپ کا اِقبال مجھ کو مدد پہنچا رہا ہے - تفصیل اِس اجمال کی یہ کہ وہ نقشہ پنسن‌داروں کا جو یہاں سے صدر کو گیا تھا وہ اب صدر سے بعد صدور حکم آ گیا - حکم بہ نسبت ہر واحد کے مختلف ہے - تقلیل بہت ہے سو روپیہ مہینے والے کو پچھتر بھی ہیں' اور پچیس بھی ہیں' اور دس بھی ہیں - اب فرمائیے میرے واسطے کیا اِحتمال گزرتا ہے ؟ یاس کلی ہے - لیکن واقعہ یہ ہوا ہے کہ سب سے پہلے میرا نام اور پورے پنسن کی واگزاشت کا حکم - طرفہ یہ کہ میرے نام کے ساتھ ایک انگریزی تحریر ہے کہ جس کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گورمنٹ کا حکم منظوری اِس تحریر

پر متفرع ہے - حکام کے عملے میں اور وکلا اور اہل شہر میں یہ مشہور ہے کہ وہ تحریر ولایت سے آئی ہے - بہر حال دو امر ہنوز مبہم ہیں ایک اِس انگریزی تحریر کا حال اور دوسرے میرے بھائی کے پنسن کی حقیقت - سو یہ دونوں امر چند روز میں معلوم ہو جائیں گے اور جو معلوم ہوگا وہ عرض کیا جائے گا -

۲۲ اپریل سنہ ۱۸۶۰ -

غالب -

۱۷

[۲۳۹] حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت '

شکر بندہ‌پروری بجا لا کر عرض کرتا ہوں کہ کل ۱۲ جولائی کو نوازش‌نامہ مع سو روپئے کی ہنڈوی کے پہنچا اور روپیہ معرض وصول میں آیا - متوقع ہوں کہ یہ عطیہ چوتھی پانچویں انگریزی کو ' جیسا کہ ہمیشہ پہنچتا تھا ' پہنچا کرے - دسویں بارھویں نہ ہوا کرے -

تم سلامت رہو قیامت تک -

صبح جمعہ ' ۲۳ ذی‌الحجہ سنہ ۱۲۷۶ '

مطابق ۱۳ جولائی سنہ ۱۸۶۰ - خوشنودی کا طالب ' غالب -

۱۸

[۲۴۰] ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت '

بعد تسلیم معروض ہے : عنایت‌نامے کے ورود سے میں نے عزت پائی - سو روپئے کی ہنڈوی بابت مصارف مارچ سنہ ۱۸۶۱ کے پہنچی ؛ زر مندرجہ معرض وصول میں آیا - خاطر اقدس قرین جمعیت رہے - کلیات فارسی کے پہنچنے سے اور اِس نذر کے مقبول ہونے سے مجھ کو بہت خوشی حاصل ہوئی -

تم سلامت رہو قیامت تک -

صبح یکشنبہ ' ۷ اپریل سنہ ۱۸۶۱ع -

عنایت کا طالب ' غالب -

۱۹

[۲۴۱] ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت '

بعدِ تسلیم تورے اور خلعت کے عطیے کا آداب بجا لاتا ہوں - خدا آپ

کو سلامت رکھے - اور اپنی اولاد کی اولاد کی شادیاں کرنی اور اون شادیوں میں تورہ و خلعت کی تقسیم نصیب ہو -

یہ تحریر نہیں' مکالمہ ہے - گستاخی معاف کروا کے اور آپ سے اجازت لے کے بطریق انبساط عرض کرتا ہوں کہ یہ سوا سو روپئے جو تورہ و خلعت کے نام سے مرحمت ہوئے ہیں' میں کال کا مارا اگر یہ سب روپیہ کھا جاؤں گا' اور اِس میں لباس نہ بناؤں گا' تو میرا خلعت حضور پر باقی رہے گا یا نہیں ؟

تم سلامت رہو ہزار برس   ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

دوشنبہ' بحسابِ تعزیہ‌داران پانچویں'
اور از روے دوج ۶ محرم‌الحرام سنہ ۱۲۷۸ -   داد کا طالب' غالب -

۲۰

ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت' [۲۴۲]

بعدِ تسلیم معروض ہے : آٹھ سات برس سے مصدرِ خدمت اور شریکِ دولت ہوں - لازم کر لیا ہے کہ بیہودہ گزارش نہ کروں' اور کبھی کسی کی سپارش نہ کروں -

بھائی حسن علی خاں کے بیٹوں کے باب میں جو علی بخش خاں صاحب کو لکھا' اِس کو میں سپارش نہ سمجھا تھا - مخبر بنا' اور آپ کے اہل‌کاروں کو اوس بات کی خبر دی' کہ جس کا تدارک صاحبانِ ملک و حاکمانِ عہد پر لازم ہے؛ سو بہ مقتضاے نصفت و عدالت وہ مقدمہ فیصل ہو گیا - میر سرفراز حسین اور میرن صاحب کو واللہ باللہ اگر میں نے بھیجا ہو - نوکری کی جستجو کو نکلے تھے - میر سرفراز حسین نوکری پیشہ اور میرن مرثیہ‌خواں اور یہاں کے مرثیہ‌خوانوں میں ممتاز - خانساماں صاحب کو جو میں نے یہ لکھا کہ یہ ایسے ہیں اور ایسے ہیں' غرض اِس سے یہ تھی کہ محرم میں' جہاں دس پانچ مرثیہ‌خواں اور مقرر ہوتے ہیں' میرن بھی مقرر ہو جائیں- آخر جا بجا تھانہ‌دار' کوتوال' تحصیلدار نوکر ہیں - میر سرفراز حسین ہوشیار اور کارگزار آدمی ہیں؛ کسی علاقے پر یہ بھی مقرر ہو جائیں - یہ دونوں امر یا اِن دونوں میں سے ایک ہو جاتا' بہتر تھا - نہ ہوا' بہتر - درحقیقت سپارش نہ تھی - صرف معّرف ہونا تھا - سپارش کرتا' تو کیا میں آپ کو نہ

لکھ سکتا تھا - میری طرف سے خاطر عاطر جمع رہے -

ز سینہ تا بہ لبم سالہا نیابد راہ   ہر آن نفس کہ رضاے تو اندر آن نبود

دوشنبہ، ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۶۱ -

داد کا طالب، غالب -

۲۱

[۲۴۳] ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت،

بعد تسلیم کے عرض کرتا ہوں، اور طلوعِ ستارۂ اِقبال کی مبارکباد دیتا ہوں - یقین ہے کہ اِس سفرِ فیض اثر میں ریل‌گاڑی کی سواری کی بھی سیر دیکھ لی ہوگی - یہ اوس میمنت و شکوہ و شوکت سے علاوہ ایک تماشا نیا دیکھا - حق تعالی حضرت کو سلامت با کرامت رکھے -

دعاگو ایک مہینا بھر سے بیمار ہے - اِبتدا وہی قولنج دوری - بہ سببِ اِستعمالِ ادویۂ حارّہ، کہ اِس مرض میں اوس سے گزیر نہیں، تپ نے آ گھیرا - کئی باریاں بھگتیں - اب دو باریاں ٹل گئی ہیں، لیکن طاقت بالکل سلب ہو گئی ہے - اور ضعفِ دماغ نے قریب بہ ہلاکت پہنچا دیا ہے - بالفعل آبِ سیب کا اِستعمال ہے -

طریقۂ دعاگوئی و ثناخوانی کی رعایت سے نو بیت بہ سبیلِ مثنوی، کہ جس میں حصول عطیۂ سلطانی کی ہجری و عیسوی تاریخ ہے، بہر حال لکھ لی ہیں - کل ورودِ عنایت‌نامہ سے معزز ہوکر آج وہ اشعار نذر کرتا ہوں - زیادہ حد ادب -

تم سلامت رہو قیامت تک -

دوشنبہ، ۱۱ نومبر سنہ ۱۸۶۱ -

شفقت کا طالب، غالب -

۲۲

[۲۴۴] حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت،

بعدِ تسلیم معروض ہے: کل ایک شعر ظہوریِ مغفور کا اور ایک شعر غالبِ مرحوم کا ایک ورق پر لکھ کر صبح کو ڈاک میں بھجوا دیا - شام کو توقیعِ وقیع ہرکارۂ ڈاک نے لا دیا - اگست سنہ ۱۸۶۲ کی پرورش کی ہنڈوی پہنچی اور سو روپئے وصول ہو گئے -

فقیر کا شیوہ صدق و سداد کا ہے - چند روز سے تفقد و اِلتفاتِ قدیم میں ' خدا نہ خواستہ باشد ' کچھ کمی پاتا ہوں - اگر غلط ہے میرا گمان ' تو بہ شرف اِطلاع مشرف فرمائیے - اور اگر میرا دلِ دیوانہ سچ سمجھا ہے تو متوقع ہوں کہ عتاب کے سبب سے آگہی پاؤں - زیادہ حد ادب -

تم سلامت رہو ہـزار برس   ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

معروضۂ صبحِ دوشنبہ ' ۱۵ ستمبر سنہ ۱۸۶۲ع -

مہر: غالب سنہ ۱۲۷۸ھ -

یہ عرضداشت جدا ہے ' البتہ اِس کے جواب کا امیدوار ہوں ؛ اور رسیدِ معمولی جدا ہے -

۲۳

حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت ' [۲۳۵]

بعد تسلیم معروض ہے : نوازش‌نامہ مع سو روپئے کی ھنڈوی کے پہنچا ؛ اگست سنہ ۱۸۶۲ع کے مہینے کی پرورش کا روپیہ وصول ہوا -

تم سلامت رہو ہـزار برس   ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

دوشنبہ ' ۱۵ ستمبر سنہ ۱۸۶۲ -

مہر : غالب سنہ ۱۲۷۸ھ -

۲۴

حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت ' [۲۳۶]

بعدِ تسلیم معروض ہے : نوازش‌نامہ مع ہنڈوی سو روپئے کے شرفِ ورود لایا ؛ سو روپیہ مصارف ستمبر سنہ ۱۸۶۲ کا معرضِ وصول میں آیا -

تم سلامت رہو ہـزار برس   ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

معروضۂ دہم اکتوبر سنہ ۱۸۶۲ -

خوشنودیِ مزاج کا طالب' غالب -

۲۵

حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت' [۲۳۷]

بعد تسلیم معروض ہے : نوازش‌نامۂ ربوبیت طراز ' مورخۂ ۱۱ مارچ سنہ ۱۸۶۳ ' ۱۴ ماہ مذکور کو میں نے پایا - دو سو روپئے کی ھنڈوی کا شکر بجا

لایا - کہاں تک شکر بجا لاؤں گا ' کس کس عنایت کا سپاس ادا کروں گا ؟
" شکر نعمتہاے تو چندانکہ نعمتہاے تو "

اب سنیے اپنے دعاگو کی داستان - منگل ' ۳ مارچ کو جناب لفٹنٹ گورنر بہادر نے خلعت عطا کیا ' اور فرمایا کہ ہم تمھیں مژدہ دیتے ہیں کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے اپنے دفتر میں تمھارے دربار اور خلعت کے بدستور بحال رہنے کا حکم لکھوا دیا - میں نے عرض کیا کہ میں انبالے جاؤں ؟ فرمایا البتہ انبالے جانا ہوگا -

بعد جناب نواب صاحب کے جانے کے شہر میں شہرت ہوئی کہ دلی کے لوگ انبالے جانے سے ممنوع ہیں - گھبرایا اور صاحب کمشنر کے پاس گیا - آپ خط اپنا دے آیا - زبانی پرسش کا جواب زبانی پایا - پھر خط کے جواب میں خط محررۂ ۷ مارچ آیا - چنانچہ لفافہ بلحاظِ گرانیِ وزن رہنے دیتا ہوں' اور خط بجنسہ حضرت کو بھیجتا ہوں -

کل سے ایک اور خبر اوڑی ہے کہ نصیبِ اعدا لارڈ صاحب کی طبیعت ناساز ہو گئی ہے ؛ انبالے میں دربار نہ کریں گے اور شملے کو چلے جائیں گے - اب میں دو وجہ سے بین‌السفر و السکون متردد ہوں - پہلی وجہ خاص - دوسری وجہ عام - دو سو میں سے سو لے کر ساز و سامان درست کیا ہے - اور سو مہاجن کے ہاں ڈاک اور خرچ راہ کے واسطے رہنے دیے ہیں - تار برقی میں جناب نواب صاحب سے حکم منگواؤں گا - جو حکم آئے گا آپ سے عرض کر کے اوس کی تعمیل کروں گا -

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

معروضۂ ۱۶ مارچ سنہ ۱۸۶۳ -

مہر : غالب سنہ ۱۲۷۸ھ -

۲۹

[۲۴۸] حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت '

بعد تسلیم معروض ہے : جب انبالے میرا جانا نہ ہوا ' تو میں نے قصیدۂ مدح ' جو دربار کی نذر کے واسطے لکھا تھا ' بطریق ڈاک جناب چیف سکرتر بہادر کو اِس مراد سے بھیجا کہ آپ اِس کو جناب نواب معلی القاب کی نظر سے

گزرانیں - اور یہ دستورِ قدیم تھا کہ جب میں قصیدۂ مدحیہ بھیجتا تو صاحب سکرتر بہادر کا خط بےواسطۂ حکام ماتحت مجھ کو آ جاتا - اب جو میں نے موافق معمول قصیدہ بھیجا ' یقین ہے کہ مارچ یا اپریل کے مہینے میں وہ لفافہ یہاں سے لشکر کو گیا - صدائے بر نخاست - نا امید ہو کر بیٹھ رہا - بلکہ یہ خیال گزرا کہ جب رسمِ تحریرِ خطوط نہ رہی ' تو دربار اور خلعت کہاں؟ ناگاہ کل شام کو صاحب سکرتر بہادر کا خط ڈاک میں آیا - وہی افشانی کاغذ ' وہی القاب - جی چاہتا تھا کہ اصلِ خط مع سرنامہ بھیج دوں تاکہ حضور ملاحظہ فرمائیں - مگر برسات کا اندیشہ مانع آیا - نقل سرنامے اور خط کی بھیجتا ہوں -

تم سلامت رہو قیامت تک دولت و عز و جاہ روز افزوں -

صبحِ سہ‌شنبہ ' ۴ ماہ اگست سنہ ۱۸۶۳ -

حضور کی خوشنودی کا طالب ' غالب -

۲۷

حضرت ولی نعمت آیہ رحمت سلامت ' [۲۴۹]

بعد تسلیم کے معروض ہے : نوازش‌نامہ اور اوس کے ساتھ دو بہنگیاں دو سو آموں کی پہنچیں -

''شکر نعمتہاے تو چندانکہ نعمتہاے تو''

زیادہ حد ادب -

تم سلامت رہو قیامت تک دولت و عز و جاہ روز افزوں -

سہ‌شنبہ ' پنجم جولائی سنہ ۶۴ -

نجات کا طالب ' غالب -

۲۸

حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت ' [۲۵۰]

بعد تسلیم معروض ہے : منشورِ عطوفت مع قطعۂ ہنڈوی شرف ورود لایا؛ سو روپیہ بابت تنخواہِ جولائی سنہ ۱۸۶۴ کے معرضِ وصول میں آیا -

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

۱۱ اگست سنہ ۱۸۶۴ -

ترحّم کا طالب ' غالب -

۲۹

[۲۵۱] حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت '

بعد تسلیم معروض ہے : نوازش نامہ معِ ہنڈوی عز ورود لایا - سو روپیہ بابت تنخواہ ماہ اگست سنہ ۱۸۶۴ معرضِ وصول میں آیا - زیادہ حد ادب -

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

جمعہ ' نہم ستمبر سنہ ۱۸۶۴ -

نجات کا طالب ' غالب -

۳۰

[۲۵۲] حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت '

بعد تسلیم معروض ہے : صدورِ والا نامہ سے میں نے عزت پائی - بذریعۂ ہنڈوی سو روپئے بابت تنخواہ ستمبر سنہ ۱۸۶۴ وصول ہوئے - زیادہ حد ادب -

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

دوشنبہ ' دہم اکتوبر سنہ ۱۸۶۴ عیسوی -

ترحم کا مستحق اور تفقد کا طالب ' غالب -

۳۱

[۲۵۳] حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت '

بعد تسلیم و نیاز معروض ہے : جب سے حضرت کی ناسازی مزاج مبارک کا حال خارج سے مسموع ہوا ہے ' عالم‌الغیب گواہ ہے کہ مجھ پر اور میری بی‌بی اور میرے فرزند حسین علی خاں پر کیا گزر رہی ہے - ایک دن رات میرے گھر میں روٹی نہیں پکی - ہم سب نے فاقہ کیا - بارے وہ خبر وحشت‌اثر غلط نکلی - حواس ٹھکانے ہوئے - بالکل اِطمینان جب ہوگا کہ آپ کے غسلِ صحت کی نوید سنوں گا اور قطعۂ تاریخ غسلِ صحت لکھ کر بھیجوں گا - فی‌الحال اِتنا چاہتا ہوں کہ اِس خط کا جواب پاؤں اور حقیقت مرض سے آگہی ہو - زیادہ حد ادب -

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

۸ نومبر سنہ ۱۸۶۴ -

تمہاری سلامتی کا طالب ' غالب -

۳۲

حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت، [۲۵۴]

بعد تسلیم معروض ہے: اِبتدائے یکم نومبر سے ۱۱ تک عرض نہیں کرسکتا کہ لیل و نہار مجھ پر کیسے گزرے ہیں۔ راہ دور، میں رنجور؛ معہذا بےمقدور۔ اگر دلی سے رامپور تک شکرم کی ڈاک جاتی ہوتی۔ تو میں یہاں ایک دم نہ ٹھہرتا اور خدمت میں حاضر ہوتا۔ تار برقی بھی نہیں جو صحت و عافیت کی خبر جلد حاصل ہو۔ ناچار از راہ اضطرار ۸ ماہ حال یعنی نومبر کو عریضہ روانا کیا۔ خدا کی عنایت اور مرشد کامل یعنی حضرت کی ہدایت نے اوس خط کے جواب آنے کی مدت سے پہلے مجھے گردابِ اِضطراب سے نکالا۔ کل ۱۲ نومبر کو نوازش‌نامہ آ گیا۔ گویا میری جان بچ گئی۔ بلکہ ایک اور نئی جان میرے بدن میں آ گئی۔ اب اِستدعا یہ ہے کہ حالِ ناسازی مزاجِ اقدس مفصل معلوم ہو۔ زیادہ حد ادب۔

تم سلامت رہو ہزار برس هر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

یکشنبہ، ۱۳ نومبر سنہ ۱۸۶۴ء۔

عافیت کا طالب، غالب۔

۳۳

حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت، [۲۵۵]

بعد تسلیم معروض ہے: عنایت‌نامہ مع ہنڈوی شرفِ ورود لایا؛ سو روپیہ بابت اکتوبر سنہ ۱۸۶۴ء معرض وصول میں آیا۔ زیادہ حد ادب۔

تم سلامت رہو قیامت تک دولت و عز و جاہ روز افزوں۔

۱۳ نومبر ۱۸۶۴ء۔

عافیت کا طالب، غالب۔

۳۴

حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت، [۲۵۶]

بعد تسلیم معروض ہے: کس زبان سے کہوں اور کس قلم سے لکھوں کہ یہ ہفتہ عشرہ کس تردد و تشویش سے بسر ہوا ہے۔ ہر روز شام تک جانب در نگراں رہتا کہ ڈاک کا ہرکارہ آئے اور حضرت کا نوازش‌نامہ لائے۔ بارے خدا کی مہربانی

ہوئی - از سر نو میری زندگانی ہوئی کہ کل چار گھڑی رات گئے ڈاک کے ہرکارے
نے وہ عطوفت نامۂ عالی دیا، جس کو پڑھ کر روح تازہ رگ و پے میں دوڑ گئی -
نیند کس کی، سونا کس کا؟ روشنی کے سامنے بیٹھا اور اشعارِ تہنیت لکھنے لگا -
سات شعر مع مادۂ حصولِ صحت جب لکھ لیے تب سویا - اب اِس وقت
وہ مسودہ صاف کر کے اِرسال کرتا ہوں -

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

۲۷ نومبر سنہ ۱۸۶۴ -

خیر و عافیت کا طالب، غالب -

۳۵

[۲۵۷] حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت،

بعد تسلیم معروض ہے: نوازش‌نامہ عزِ ورود لایا - از روے ہنڈوی سو روپیہ
بابت تنخواہ ماہ نومبر سنہ ۱۸۶۴ معرضِ وصول میں آیا - زیادہ حد ادب -

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

۱۳ رجب و دسمبر سنہ ۱۸۶۴ -

تمھاری سلامتی کا طالب، غالب -

۳۶

[۲۵۸] حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت،

بعد تسلیم معروض ہے: حضرت کے قدموں کی قسم چوب‌چینی کے
اِرسال کا حکم ڈاک سے میں نے نہیں پایا - ۲۲ دسمبر کو ہرکارہ آیا - نوازش‌نامۂ
شرف‌افزا لایا - دلی اب شہر نہیں؛ چھاؤنی ہے، کیمپ ہے - نہ قلعہ ہے، نہ شہر
کے امرا، نہ اطرافِ شہر کے رؤسا - بہرحال تین چار دن میں ہر یک جگہ
سے منگوا کر رنگین و سنگین و بےگرہ یا کم گرہ خود چن کر پانچ سیر قطعات
چوب‌چینی ایک تھلیا میں رکھ کر آٹے سے منہ بند کیا - پھر کپڑا لپیٹا -
ڈورے سے خوب مضبوط باندھ کر دو جگہ اپنی مہر کی اور وہ تھلیا کہار کو سونپی-

تم سلامت رہو قیامت تک دولت و عز و جاہ روز افزوں -

روزِ دوشنبہ، ۲۶ دسمبر سنہ ۱۸۶۴،
وقتِ صبح حوالۂ کہارِ سرکار - مہر: غالب -

۳۷

حضرت ولی نعمت آیۂ رحمت سلامت ' [۲۵۹]

بعد تسلیم معروض ہے : نوازش‌نامے کے ورود سے عزت اور اِدراک صحت و عافیتِ مزاجِ اقدس سے مسرت حاصل ہوئی - پرچۂ مندوی اوس توقیع میں ملفوف پایا ؛ سو روپیہ بابت تنخواہ دسمبر سنہ ۱۸۶۴ معرض وصول میں آیا - زیادہ حد ادب -

تم سلامت رہو قیامت تک دولت و عز و جاہ روز افزوں -

۱۴ جنوری سنہ ۱۸۶۵ عیسوی -

حضور کی سلامتی کا طالب ' غالب -

عضدالدولہ حکیم غلام نجف خاں

۱

[۲۹۰] میاں،

حقیقتِ حال اِس سے زیادہ نہیں ہے کہ اب تک جیتا ہوں، بھاگ نہیں گیا ؛ نکالا نہیں گیا، لٹا نہیں، کسی محکمے میں ابھی تک بلایا نہیں گیا، معرضِ بازپرس میں نہیں آیا - آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہے - شیر زماں خاں نے مجھے آگرے سے خط لکھا، اوس میں ایک رقعہ شیخ نجم‌الدین حیدر صاحب کی طرف سے بنام ظہیرالدین کے - اب مجھ کو ضرور آ پڑا کہ اوس کو تمھارے پاس بھیجوں - آدمی کوئی ایسا نظر نہ چڑھا ؛ ناچار، بطریقِ ڈاک بھیجتا ہوں - اگر پہنچ جائے تو آگرے کا جواب لکھ کر میرے پاس بھیج دینا - میں یہاں سے آگرے کو روانا کر دوں گا -

مرسلۂ دوشنبہ، چارم جمادی‌الاول سنہ ۱۲۷۴ھ[1] -

جواب طلب - غالب -

۲

[۲۹۱] میاں،

تمھارا خط پہنچا، آج میں نے اوس کو اپنے خط میں ملفوف کر کے آگرے کو روانا کیا - تم جو کہتے ہو کہ تم نے کبھی مجھ کو خط نہیں لکھا اور اگر شیخ نجم‌الدین حیدر کا خط نہ آتا تو اب بھی نہ لکھتے ؛ اِنصاف کرو، لکھوں تو کیا لکھوں ؟ کچھ لکھ سکتا ہوں، کچھ قابل لکھنے کے ہے ؟ تم نے جو مجھ کو لکھا تو کیا لکھا اور اب جو میں لکھتا ہوں تو کیا لکھتا ہوں ؟ بس اِتنا ہی ہے کہ اب تک ہم تم جیتے ہیں ؛ زیادہ اِس سے نہ تم لکھو گے نہ میں لکھوں گا -

---

۱ - مطابق ۲۱ دسمبر ۱۸۵۷ء -

ظہیر الدین کو دعا کہنا اور میری طرف سے پیار کرنا - تم کو اور ظہیرالدین اور اوس کی ماں کو اور اوس کی بہن کو اور اوس کی لڑکی کو تمھاری ماں دعا کہتی ہے اور دعائیں دیتی ہے - یہ رقعہ حیدر حسن خاں کے نام کا ہے - اون کو حوالے کر دینا -

نگاشتۂ شنبہ ' ۲۶ دسمبر سنہ ۱۸۵۷ ع - اسد اللّٰہ -

۳

سعادت و اقبال نشان حکیم غلام نجف خان طال بقاءہُ - [۲۶۲]

تمھارا رقعہ پہنچا - جو دم ہے ' غنیمت ہے - اِس وقت تک میں مع عیال و اطفال جیتا ہوں - بعد گھڑی بھر کے کیا ہو ' کچھ معلوم نہیں - قلم ہات میں لیے پر جی بہت لکھنے کو چاہتا ہے' مگر کچھ نہیں لکھ سکتا - اگر مل بیٹھنا قسمت میں ہے ' تو کہہ لیں گے ورنہ اِنّا للّٰہ و اِنّا اِلیہ راجعُون -

نواسی کا حال معلوم ہوا - حق تعالیٰ اوس کی ماں کو صبر دے اور زندہ رکھے - میں یوں سمجھتا ہوں کہ یہ چھوکری قسمت والی اور حرمت والی تھی - تمھاری اُستانی تم کو اور ظہیر الدین کو اور اوس کی ماں کو اور اوس کی بہن کو دعا کہتی ہیں اور میں ظہیر الدین کو پیار کرتا ہوں اور دعا دیتا ہوں -

سہ‌شنبہ ' ۱۹ جنوری سنہ ۱۸۵۸ ع - غالب -

۴

بھائی ' [۲۶۳]

ہوش میں آؤ - میں نے تم کو خط کب بھیجا اور رقعے میں کب لکھا کہ شیر زماں خاں کا خط تمھارے پاس بھیجتا ہوں - میں نے تو ایک لطیفہ لکھا تھا کہ شیر زماں خاں نے میرے خط میں تم کو بندگی لکھی تھی اور میں وہ بندگی اِس رقعے میں لپیٹ کر تم کو بھیجتا ہوں - بس بات اِتنی ہی تھی - وہی بندگی ' لکھی ہوئی ' گویا لپٹی ہوئی تھی ؛ سو حضرت کو پہنچ گئی - خاطر عاطر جمع رہے -

[۱۸۵۸ ع] - غالب -

۵

[۲۶۴] میاں '

تم کو مبارک ہو کہ حکیم صاحب پر سے وہ سپاہی' جو اون کے اوپر متعین تھا ' اوٹھ گیا اور اون کو حکم ہو گیا کہ اپنی وضع پر رہو مگر شہر میں رہو - باہر جانے کا اگر قصد کرو ' تو پوچھ کر جاؤ ؛ اور ہر ہفتے میں ایک بار کچہری میں حاضر ہوا کرو ' چنانچہ وہ کنجے باغ کے پچھواڑے مرزا جاگن کے مکان میں آ رہے - صفدر میرے پاس آیا تھا ' یہ اوس کی زبانی ہے - جی اون کے دیکھنے کو چاہتا ہے ' مگر از راہ اِحتیاط جا نہیں سکتا -

میرزا بہادر بیگ نے بھی رہائی پائی - اب اِس وقت سنا ہے کہ وہ خاں صاحب کے پاس آئے ہیں - یقین ہے کہ بعد ملاقات باہر چلے جائیں گے ' یہاں نہ رہیں گے - قدم شریف میں وہ رہتے ہیں -

آج پانچواں دن ہے کہ حکیم محمود خاں مع قبائل اور عشائر پٹیالے کو گئے - میں بہ مقتضاے وقت اپنی سکونت کے مکان چھوڑ کر یہاں آ رہا ہوں ' اِس طرح کہ محل‌سرا میں زنانہ اور دیوان‌خانے میں مردانہ -

پنسن کی دراخواست کا ابھی کچھ حکم نہیں معلوم ہوا - کلکٹر سے کیفیت طلب ہوئی ہے - دیکھیے بعد کیفیت کے جانے کے پنسن ملتا ہے یا جواب -

پنجشنبہ ' ۱۶ شعبان سنہ ۱۲۷۴ھ '
مطابق یکم اپریل سنہ ۱۸۵۸ع -

۶

[۲۶۵] بھائی '

میرا دکھ سنو - ہر شخص کو غم موافق اوس کی طبیعت کے ہوتا ہے - ایک تنہائی سے نفور ہے ' ایک کو تنہائی منظور ہے - تاہّل میری موت ہے - میں کبھی اِس گرفتاری سے خوش نہیں رہا - پٹیالے جانے میں ایک سبکی اور ذلت تھی - اگرچہ مجھ کو دولت تنہائی میسر آجاتی' لیکن اِس تنہائی چند روزہ اور تجرید مستعار کی کیا خوشی ؟ خدا نے لاولد رکھا تھا ؛ شکر بجا لاتا تھا - خدا نے میرا شکر مقبول و منظور نہ کیا - یہ بلا بھی قبیلہ‌داری کی

شکل کا نتیجہ ہے ' یعنی جس لوہے کا طوق اوسی لوہے کی دو ہتکڑیاں بھی پڑگئیں - خیر ' اِس کا کیا رونا ہے ؟ یہ قید جاودانی ہے -

جناب حکیم صاحب ایک روز از راہ عنایت یہاں آئے - کیا کہوں کہ اون کے دیکھنے سے دل کیا خوش ہوا ہے - خدا اون کو زندہ رکھے - میاں ' میں کثیرالاحباب شخص ہوں - سینکڑوں بلکہ ہزاروں دوست اِس باسٹھ برس میں مر گئے ' خصوصاً اِس فتنہ و آشوب میں تو شاید کوئی میرا جاننے والا نہ بچے گا - اِس راہ سے مجھ کو ' جو دوست اب باقی ہیں ' بہت عزیز ہیں - واللہ دعا مانگتا ہوں کہ اب اِن احبّا میں سے کوئی میرے سامنے نہ مرے ؛ کیا معنی : کہ جو میں مروں' کوئی میرا یاد کرنے والا اور مجھ پر رونے والا بھی تو دنیا میں ہو -

مصطفیٰ خاں کا حال سنا ہوگا - خدا کرے مرافعے میں چھوٹ جائے ؛ ورنہ حبس ہفت‌سالہ کی تاب اوس نازپرورد میں کہاں ؟ احمد حسین ''میکش'' کا حال کچھ تم کو معلوم ہے یا نہیں ؟ مخدوق ہوا ' گویا اِس نام کا آدمی شہر میں تھا ہی نہیں -

پنسن کی درخواست دے رکھی ہے - بشرط اِجرا بھی میرا کیا گزارا ہوگا ؟ ہاں دو باتیں ہیں ایک تو یہ کہ میری صفائی اور بےگناہی کی دلیل ہے - دوسرے یہ کہ موافق قول عوام : چولھے دلدّر نہ ہوگا -

تجھ کو میری جان کی قسم ' اگر میں تنہا ہوتا ' تو اِس وجہ قلیل میں کیسا فارغ‌البال اور خوش حال رہتا ؟ یہ بھی خبط ہے جو میں کہہ رہا ہوں ؛ خدا جانے پنسن جاری ہوگا یا نہ ہوگا - اِحتمال تعیش و تنعم بشرط تجرید صورت اِجراے پنسن میں سونچتا ہوں' اور وہ موہوم ہے - ''بیدل'' کا شعر مجھ کو مزا دیتا ہے :

نہ شام ما را سحر نویدے ' نہ صبح ما را دم سپیدے ؛
چو حاصل ماست نا اُمیدی' غبار دنیا بفرق عقبیٰ -

اِس وقت جی تم سے باتیں کرنے کو چاہا ؛ جو کچھ دل میں تھا وہ تم سے کہا - زیادہ کیا لکھوں ؟

از غالب ' بنام جان و جانان -

و از جان و جانان عزیز تر ، حکیم غلام نجف خاں ، سلمہ اللہ تعالیٰ -
[اپریل ۱۸۵۸ع] -

۷

[۲۶۶] میاں ،

پہلے ظہیرالدین کا حال لکھو پھر حکیم صاحب کی حقیقت لکھو ؛ کہیں اور جائیں گے یا یہاں آئیں گے ؟ اگر یہاں آئیں گے ، تو کب تک آئیں گے ؟ پھر تم خط لکھو میاں نظام الدین کو اور اوس میں لکھو کہ تم نے غالب کے خط کا جواب نہیں لکھا وہ کہتا ھے کہ میں حیران ہوں کہ میاں نظام الدین اور میرے خط کا جواب نہ لکھیں ! خدا جانے مجھ سے ایسی کیا تقصیر ہوئی ھے -

نجات کا خدا سے ، اور تم سے اِس رقعے کے جواب کا ، طالب ،
[۱۸۵۸ع] - غالب -

۸

[۲۶۷] بھائی ،

تمھارے رقعے کا جواب پہلے تم کو شیر زماں خاں نے دیا ھوگا ، پھر ظہیرالدین خاں نے تم سے کہا ھوگا - کہو ، کوئی طرح شہر میں تمھارے آنے کی بھی ٹھہری یا نہیں ؟ بُعد ، تیس کوس اور آدھ کوس کا برابر ھے - میری جان ، تم ھنوز دوجانے میں ھو - مجھ کو بھی تم جانتے ھو کہ میرا شہر میں رھنا بہ اِجازت سرکار کے نہیں اور باھر نکلنا بےٹکٹ ممکن نہیں - پھر میں کیا کروں ، کیوں کر وھاں آؤں ؟ شہر میں تم ھوتے ، تو جرأت کر کے تمھارے پاس چلا آتا - شیر زماں خاں صاحب ایک بار آئے تھے ؛ کہہ گئے تھے کہ پھر بھی آؤں گا مگر نہیں آئے - خدا جانے اون کے والد کی رھائی ھوئی یا نہیں - اگر تم سے ملیں تو میرا سلام کہنا اور اون کو میرے پاس بھیج دینا - اور تم ، اون کے والد کا جو حال اون کی زبانی معلوم ھوا ھو ، وہ مجھ کو لکھ بھیجو - ظہیرالدین کو دعا - والدعا -
[جولائی ۱۸۵۸ع] -

از غالب -

۹

بھائی ' [۲۶۸]

ہاں غلام فخرالدین خاں کی رہائی ' زندگی دوبارہ ہے - خدا تم کو مبارک کرے - سنا ہے لوہارو بھی اون دونوں صاحبوں کو مل گیا - یہ بھی ایک تہنیت ہے - خدا سب کا بھلا کرے - مجھ کو ڈپٹی کمشنر نے بلا بھیجا تھا - صرف اِتنا ھی پوچھا کہ غدر میں تم کہاں تھے ؟ جو مناسب ہوا وہ کہا گیا - دو ایک خط آمد ولایت میں نے پڑھائے - تفصیل لکھ نہیں سکتا - انداز ادا سے پنسن کا بحال و برقرار رہنا معلوم ہوتا ہے ' مگر ۱۵ مہینے پچھلے ملتے نظر نہیں آتے -

میاں یہ الور میں کیا فساد برپا ہوا ہے ؟ خدا خیر کرے - واسطے خداؐ کے جو تم کو معلوم ہوا ہو اور جو معلوم ہو جائے اوس سے مجھ کو بھی اِطلاع دینا -

[اگست ۱۸۵۸ع] -

غالب -

۱۰

قبلہ ' [۲۶۹]

یہ تو معلوم ہوا کہ بعد قتل ہونے دس آدمی کے ' کہ دو اوس میں عزیز بھی تھے' یہ سب وہاں سے نکالے گئے - مگر صورت نہیں معلوم کہ کیوں کر نکلے ' پیادہ یا سوار ؟ تہی‌دست یا مالدار ؟ مستورات کو رتھیں دے دی تھیں - ذکور کا حال کیا ہوا اور پھر وہاں سے نکلنے کے بعد کیا ہوا ؟ کہاں رہے اور کہاں رہیں‌گے ؟ سرکار انگریزی کی طرف سے مَورِد تفقّد و ترحم ہیں یا نہیں ؟ رنگ کیا نظر آتا ہے ؟ جبر کسر کی توقع ہے یا نہیں ؟

تفضل حسین خاں کا حال خصوصاً اور اِن سوالات کا جواب عموماً لکھو - میرزا مغل میرا حقیقی بھانجا ' کہ وہ منشی خلیل‌الدین خاں مرحوم کا خویش ہے ؛ اوس کی بی‌بی ہے اور شاید ایک یا دو بچے بھی ہیں - اِدعائی ہے یہ امر کہ وہ بھی قافلے کے ساتھ ہوگا - اگر آپ کو معلوم ہو تو اوس کا حال بہ اِنفراد لکھیے - خواجہ جان اور خواجہ امان کی حقیقت بھی بشرط اِطلاع

ضرور تحریر فرمائیے - اور ہاں صاحب، آپ جانتے ہوں گے علی محمد خاں کو، وہ جو میرمنشی عزیزاللہ خاں کا خویش ہے - اگر کچھ اوس کا بھی ذکر سنا ہو تو میں اوس کا خیر طلب ہوں -

جواب طلب، غالب -

[۱۸۵۸ع] -

۱۱

[۲۷۰] میاں؛

میں تم سے رخصت ہو کر اوس دن مرادنگر میں رہا - دوسرے دن یعنی جمعے کو میرٹھ پہنچا - نواب مصطفیٰ خاں نے ایک دن رکھ لیا - آج شنبہ ۱۲ جنوری یہاں مقام ہے - نو بج گئے ہیں - بیٹھا ہوا یہ خط لکھ رہا ہوں - مفت کا کھانا ہے، خوب پیٹ بھر کر کھاؤں گا - کل شاہجہاں‌پور، پرسوں گڑھ‌مکتیسر رہوں گا - مرادآباد سے پھر تم کو خط لکھوں گا - لڑکوں کے ہات کے دو خط لکھے ہوئے اون کی دادی کو بھجوا دیے ہیں - تم اِس اپنے نام کے خط کو لے کر ڈیوڑھی پر جانا اور اپنی اُستانی جی کو پڑھ کر سنا دینا؛ اور خیر و عافیت کہہ دینا - جناب خاں صاحب کو میرا سلام نیاز اور ظہیرالدین احمد کو دعا کہہ دینا -

ہاں بھائی، میں از روے مصلحت اپنے کو مقامات مختلف کا عازم کہہ آیا ہوں - اب جو شخص تم سے پوچھا کرے اوس سے پردہ نہ کرنا اور صاف کہہ دینا کہ رامپور کو گیا ہے - یعنی سب کو معلوم ہو جائے اور کوئی تذبذب میں نہ رہے -

مرقومۂ چاشتگاہ شنبہ، ۱۲ جنوری [۱۸۶۰ع] -

۱۲

[۲۷۱] برخوردار سعادت و اقبال نشان حکیم غلام نجف خان کو میری دعا پہنچے -

تمھاری تحریر پہنچی - تم جداگانہ خط کیوں نہ لکھا کرو؟ خط لکھا اور بیرنگ یا پوست پیڈ، جس طرح چاہا، اپنے آدمی کے ہات ڈاک‌گھر بھیج دیا - مکان کا پتا ضرور نہیں؛ ڈاک‌گھر میرے گھر کے پاس، ڈاک‌منشی میرا آشنا - اب تم ایک کام کرو: آج یا کل ڈیوڑھی پر جاؤ اور جتنے خط جمع ہیں وہ لو،

مان سنگی مضبوط کاغذ کا لفافہ کرو اور "بیرنگ" لکھ کر کلیان کے هات ڈاک‌گھر میں بھجوا دو - اور اپنے خط میں جو حال شہر میں نیا ہو وہ مفصل لکھو - جناب حکیم صاحب کو سلام نیاز اور ظہیر الدین احمد خاں کو دعا کہنا -

اب میرا حال سنو - تعظیم و توقیر بہت ؛ ملاقاتیں تین ہوئی ہیں ؛ ایک مکان ' کہ وہ تین چار مکانوں پر مشتمل ہے ' رہنے کو ملا ہے - یہاں پتھر تو دوا کو بھی میسر نہیں ؛ خشتی مکان گنتی کے ہیں ؛ کچی دیواریں اور کھپریل - سارے شہر کی آبادی اِسی طرح پر ہے - مجھ کو جو مکان ملے ہیں؛ وہ بھی ایسے ہیں - ہنوز کچھ گفتگو درمیان نہیں آئی - میں خود اون سے اِبتدا نہ کروں گا - وہ بھی مجھ سے بالمشافہہ نہ کہیں گے ' مگر بواسطۂ کارپردازان سرکار - دیکھوں' کیا کہتے ہیں اور کیا مقرر کرتے ہیں - میں سمجھا تھا کہ میرے پہنچنے کے بعد جلد کوئی صورت قرار پائے گی ؛ لیکن آج تک ' کہ جمعہ آٹھواں دن میرے پہنچنے کو ہے ' کچھ کلام نہیں ہوا - کھانا دونوں وقت سرکار سے آتا ہے اور وہ سب کو کافی ہوتا ہے - غذا میرے بھی خلاف طبع نہیں - پانی کا شکر کس منہ سے ادا کروں - ایک دریا ہے "کوسی" - سبحان اللّٰہ ! اِتنا میٹھا پانی کہ پینے والا گمان کرے کہ یہ پھیکا شربت ہے ؛ صاف ' سبک ' گوارا ' ہاضم ' سریع‌النفوذ - اِس آٹھ دن میں قبض و اِنقباض کے صدمے سے محفوظ ہوں - صبح کو بھوک خوب لگتی ہے ؛ لڑکے بھی تندرست ' آدمی بھی توانا - مگر ہاں ایک عنایت اللّٰہ دو دن سے کچھ بیمار ہے - خیر ' اچھا ہو جائے گا - والدعا -

جمعہ ' ۳ فروری سنہ ۱۸۶۰ ع -

۱۳

میاں ' [۲۷۲]

تم نے برا کیا کہ لفافہ کھول کر نہ پڑھ لیا - بارے آج سہ‌شنبہ' ۱۴ فروری' صبح کے وقت یہ لفافہ پہنچا اور اوسی وقت پڑھوایا گیا - خط لفٹنٹ گورنر بہادر کا نہیں - یہ خط نواب گورنر جنرل بہادر کے چیف سکرتر کا ہے - ترجمہ اوس کا یہ ہے :

" از دفترخانۂ سکرتر اعظم - حکم دیا جاتا ہے عرضی دینے والے کو

کہ جواب اِس عرضی کا نواب گورنر جنرل بہادر بعد دریافت کے اِرشاد فرمائیں گے - از کیمپ لودھیانہ ، ۲۸ جنوری سنہ ۱۸۶۰ع "-

یہاں کا یہ حال ہے کہ نواب لفٹننٹ گورنر بہادر آگرہ ، مرادآباد آیا چاہتے ہیں - مرادآباد یہاں سے بارہ کوس ہے - نواب صاحب دورے کو اپنے ملک کے گئے ہیں؛ دو چار دن میں پھر آئیں گے - اگر اون کی ملاقات کو مرادآباد جائیں گے ، میں بھی ساتھ جاؤں گا - اگرچہ گورنر غرب و شمال کو دلی سے کچھ علاقہ نہیں ، مگر دیکھوں کیا گفتگو درمیان آتی ہے - جو واقع ہوگا تمھیں لکھوں گا -

یہ تم کیا لکھتے ہو کہ گھر میں خط جلد جلد لکھا کرو - تم کو جو خط لکھتا ہوں گویا تمھاری اُستانی جی کو لکھتا ہوں - کیا تم سے اِتنا نہیں ہو سکتا کہ جاؤ اور پڑھ کر سناؤ ؟ اب اون کو خیال ہوگا کہ اِس انگریزی خط میں کیا لکھا ہے - تم یہ خط میرا ہات میں لیے جاؤ اور حرف بہ حرف پڑھ سناؤ -

لڑکے دونوں اچھی طرح ہیں ؛ کبھی میرا دل بہلاتے ہیں ، کبھی مجھ کو ستاتے ہیں - بکریاں ، کبوتر ، بٹیریں ، تُکّل ، کنکوّا ، سب سامان درست ہے - فروری مہینے کے دو دو روپئے لے کر دس دن میں اوتھا ڈالے - پھر پرسوں چھوٹے صاحب آئے کہ دادا جان کچھ ہم کو قرضِ حسنہ دو - ایک روپیہ دونوں کو قرض حسنہ دیا گیا - آج ۱۴ ہے ؛ مہینا دور ہے - دیکھیے کے بار قرض لیں گے - یہاں کا رنگ نواب صاحب کے آنے پر جو ہوگا اور جو قرار پائے گا وہ مفصل تم کو لکھوں گا - اور تم اپنی والدہ کو سنا دینا - اور ہاں بھائی ، یہ بھی گھر میں پوچھ لینا کہ کدارناتھ نے اندر باہر کی تنخواہ بانٹ دی ؟ میں نے تو وفادار اور حلال‌خوری تک کی بھی [1] تنخواہ بھیج دی ہے -

سہ‌شنبہ ، ۱۴ فروری سنہ ۱۸۶۰ع -

غالب -

۱۴

[۲۷۳] صاحب ،

کل آخر روز تمھارا خط آیا - میں نے پڑھا ، آنکھوں سے لگایا ؛ پھر بھائی ضیاءالدین خاں صاحب کے پاس بھجوایا - یقین ہے کہ اونھوں نے پڑھ لیا ہوگا -

۱ - م : "تک بھی" -

ما کُتبَ فیہ معلوم کیا ہوگا - تمھارے یہاں نہ ہونے سے ہمارا جی گھبراتا ہے - کبھی کبھی ناگاہ ظہیرالدین کا آنا یاد آتا ہے - کہو ' اب خیر سے کب آؤ گے ؟ کے برس ' کے مہینے ' کے دن راہ دکھاؤ گے ؟ یہاں کا حال جیسا کہ دیکھ گئے ہو بدستور ہے -

زمیں سخت ہے ' آسماں دور ہے

جاڑا خوب پڑ رہا ہے - توانگر غرور سے ' مفلس سردی سے اکڑ رہا ہے - آبکاری کے بندوبست جدید نے مارا ' عرق کے نہ کھینچنے کی قیدِ شدید نے مارا - اِدھر انسدادِ دروازۂ آبکاری ہے ' اودھر ولایتی عرق کی قیمت بھاری - اِنّا للّٰہ و اِنّا اِلیہ راجعُون -

مولوی فضل رسول صاحب حیدرآباد گئے ہیں - مولوی غلام اِمام "شہید" آگے سے وہاں ہیں - محی‌الدولہ محمد یار خاں سورتی نے اِن صورتوں کو وہاں بلایا ہے ؛ پر یہ نہیں معلوم کہ وہاں اِن کو کیا پیش آیا ہے - اگر تم معلوم کر سکو ' یا کچھ تم کو معلوم ہوگیا ہو ' تو مجھ کو ضرور لکھو - زیادہ کیا لکھوں ؟

کیوں ظہیرالدین! کیا میں اِس لائق نہ تھا کہ تو ایک خط مجھ کو الگ لکھتا ' یا اپنے باپ کے خط میں اپنے ہات سے اپنی بندگی لکھتا ؟ حکیم غلام نجف خاں خط لکھنے بیٹھے تیری بندگی لکھ دی ؛ تیرے فرشتوں کو بھی خبر نہیں - اِس بندگی کے آنے کی مجھے کیا خوشی ؟

صبح یکشنبہ ' ۱۱ جنوری سنہ ۱۸۶۳ع -

غالب -

۱۵

[۲۷۳]

بھائی '

میں تم کو کیا بتاؤں کہ میں کیسا ہوں ؟ طاقت یک‌قلم جاتی رہی ہے - پھوڑا بدستور ہے ؛ رستا ہے - خیر ' محلِّ اندیشہ نہیں ہے ؛ رس رس کر مادّہ نکل جائے گا - اِس سے اور زیادہ خستہ و افسردہ ہوں : قبض ' کہ وہ دشمنِ جانی ہے ' اِن دنوں میں حد کو پہنچ گیا ہے - بہر حال :

مرگ نیست بہ نامِ زندگانی

حضرت، غور کی جگہ ہے - ایک مکان دلکشا، کوچے کی سیر، بازار کا تماشا، دو کمرے، دو کوٹھریاں، آتشدان، صحن وسیع - اِس کو چھوڑ کر وہ مکان لوں جو ایک تنگ گلی کے اندر ہے؛ دروازہ وہ تاریک کہ دن کو بغیر چراغ کے راہ نہ ملے اور پھر ڈیوڑھی پر حلال‌خوروں کا مجمع، گوہ کے ڈھیر؛ کہیں حلال‌خوروں کا بچہ ہگ رہا ہے، کہیں بیل بندھا ہوا ہے؛ کہیں کوڑا پڑا ہوا ہے - عیاذاً باللّٰہ - خدا نہ لے جائے ایسے[1] مکان میں -

تم نے وہ مسودہ کیوں نہیں بھیجا؟ میں خدمت‌گزاری کو آمادہ ہوں -

[۱۸۶۴ع] - نجات کا طالب، غالب -

۱۶

[۲۷۵] شنبہ، ۴ ذیقعدہ [۱۲۸۱ھ]، یکم اپریل [۱۸۶۵ع] -

میاں،

تمھارا گلہ میرے سر و چشم پر، لیکن میرا حال سن لو اور اپنے وہم و قیاس پر عمل نہ کرو - پہلے ظہیر دلپزیر کا خط آیا - پڑھتے ہی اوس کا جواب لکھ رکھا - دوسرے دن ڈاک میں بھجوایا - مضمون بہ تغیّرِ الفاظ یہ: تم جو پھوڑے پھنسی میں مبتلا رہتے ہو، اِس کا سبب یہ کہ مجھ میں تمھارا لہو ملتا ہے اور میں اِحتراقِ خون کا پتلا ہوں - پھر تمھارا خط آیا، تیسرے دن اوس کا جواب بھجوا دیا - مضمون یہ کہ تم سے تو میرا پیارا پوتا ظہیرالدین اچھا کہ جاتے وقت مجھ سے مل گیا اور وہاں پہنچتے ہی مجھ کو خط لکھا - رسید ڈاک‌گھر سے ملتی نہیں - خط دونوں پیڈ تھے - یہاں کے ڈاک‌گھر میں ممکن نہیں کہ میرے وہ دونوں خط رہ گئے ہوں، شیخوپور کی ڈاک کے ہرکاروں نے نہ پہنچایا؛ میرا کیا قصور؟ البتہ سرنامے پر صرف بستی کا نام اور تمھارا نام تھا - محلے کا نام نہ تھا - شاید اِس سبب سے خط نہ پہنچا ہو - اِسی وقت تمھارا خط آیا، میں نے لیٹے لیٹے یہ سطریں لکھیں - اب عنایت‌اللّٰہ کو تمھارے گھر بھیجتا ہوں اور پچھوا منگواتا ہوں کہ پتا وہاں سے کیا لکھا جاتا ہے - لو صاحب، عنایت‌اللّٰہ آیا اور یہ پرزہ لایا ہے - پتا سرنامے پر لکھتا ہوں،

---

[1] - م ا: "ایسے"، جو صحیح نہیں -

مگر ڈاک کا وقت نہیں رہا ؛ کل بھیج دوں گا -

حکیم ظہیرالدین خاں کو دعا - بیٹا ' اب اِس وقت مجھ میں دم نہیں' دعا پر قناعت کر - تیرے خط کا جواب جیسا کہ اوپر لکھ آیا ہوں بھیج چکا ہوں - جھوٹے پر لعنت - تو بھی کہہ : ''بیش باد ''-

نواب مصطفیٰ خاں کل شہر میں آ گئے ؛ مع قبائل آئے ہیں - ذیقعدہ میں چھوٹے لڑکوں کی ختنہ [۱] اور ذی الحجہ میں محمد علی خاں کی شادی کریں گے -

آج پانچواں دن ہے' شہر میں مرغ کے انڈے برابر اولے پڑے؛ کہیں کہیں اِس سے بڑے بھی - نواب لفٹننٹ گورنر بہادر جدید آئے ' دربار کیا ؛ میری تعظیم اور مجھ پر عنایت میری تمنا سے زیادہ کی - آؤ گے تو مفصل سن لو گے -

نجات کا طالب ' غالب -

۱۷

میاں ' [۲۷۶]

چانول برے : بڑھتے نہیں' لمبے نہیں' پتلے نہیں - اب زیادہ قصہ نہ کرو - پرانے اور پتلے چانول آئیں ' ایک روپئے کے خرید کر کے بھیج دو - یاد رہے ' نئے چانول قابض ہوتے ہیں اور پرانے چانول قابض نہیں ہوتے - یہ میرا تجربہ ہے -

شام کو میر مجدالدین صاحب کہتے تھے کہ حکیم غلام نجف خاں کے پاس ایک کاتب ہے - بھائی' دس بارہ جزو کی ایک کتاب نثر کی مجھ کو لکھوانی ہے - یہ معلوم کر لو کہ وہ صاحب روپئے کے کے جزو لکھیں گے اور روز کس قدر لکھ سکتے ہیں - یہ تو اب لکھو اور پھر دوپہر کے بعد اون کو میرے پاس بھیج دو ' تاکہ میں اون کو کاغذ اور منقول عنہ حوالے کروں -

ظہیرالدین کو دعا کہو اور اوس کا حال لکھو -

غالب -

۱۸

برخوردار حکیم غلام نجف خاں کو فقیر غالب علی شاہ کی دعا پہنچے - [۲۷۷]

بدھ کا دن' پہر بھر دن چڑھا ہوگا کہ میں فقط پالکی پر مرادآباد پہنچا -

---

۱ - ''کے ختنے'' (؟) -

۲۰ جمادی‌الاول کی اور ۱۱ اکتوبر کی ہے[1] - دونوں لڑکے ' دونوں گاڑیاں اور رتھ اور آدمی سب پہنچے ہیں؛ اب آئے جاتے ہیں - رات بخیر گزرے ' بشرطِ حیات کل رامپور پہنچ جائیں گے - گھبرایا ہوا ہوں تیسرا دن ہے پایخانہ پھرے کو - لڑکے بخیر و عافیت ہیں ' اپنی اُستانی سے کہہ دینا - میرزا شہاب‌الدین خاں کو دعا ' نواب ضیاءالدین کو سلام - میرا رقعہ اِن دونوں صاحبوں کو پڑھا دینا - ضرور ضرور - ظہیرالدین ''دعا'' سے خفا ہوگا ' اوس کو میری بندگی کہنا -

غالب -

۱۹

[۲۷۸] صبح شنبہ ' ۲۱ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۶۵ع -

اِقبال نشان عضدالدولہ حکیم غلام نجف خاں کو غالب علی شاہ کی دعا پہنچے -

تمہارے خط سے معلوم ہوا کہ تم کو میرے کھانے پینے کی طرف سے تشویش ہے - خدا کی قسم ' میں یہاں خوش اور تندرست ہوں - دن کا کھانا ایسے وقت آتا ہے کہ پہر دن چڑھے تک میرے آدمی بھی روتی کھا چکتے ہیں - شام کا کھانا بھی سویرے آتا ہے - کئی طرح کے سالن ' پلاؤ ' متنجن ' پسندے ؛ دونوں وقت روتیاں خمیری ' چپاتیاں ؛ مربے ' آچار - میں بھی خوش لڑکے بھی خوش - کلو اچھا ہوگیا ہے - سقا ' مشعلچی ' خاکروب ' سرکار سے متعین ہے - حجام اور دھوبی نوکر رکھ لیا ہے - آج تک دو ملاقاتیں ہوئی ہیں - تعظیم ' تواضع ' اخلاق ' کسی بات میں کمی نہیں -

ظہیرالدین خاں بہادر کو دعا پہنچے - یہ خط لے کر تم اپنی دادی صاحب پاس جاؤ اور یہ خط پڑھ کر سناؤ اور اون سے یہ کہہ دو کہ وہ بات' جو میں نے تم سے کہی تھی ' وہ غلط ہے ؛ اوس کی کچھ اصل نہیں ہے - باقی خیر و عافیت -

۲۰

[۲۷۹] صاحب '

تم سچ کہتے ہو - بھائی فضل‌اللہ خاں کی غمخواری اور مددگاری کا کیا

۱ - ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵م -

کہنا ہے ! مگر الور سے مجھ کو لینا نہیں ' یاد رکھنا کہ وہاں سے مجھے کچھ نہ آئے گا - بفرضِ محال اگر ملا تو ڈھائی سو روپیہ ؛ سو وہ بھی مجھے بھائی فضل اللّٰہ خاں کا دینا ہے ' اون کا قرض ادا ہو جائے گا - اِحیاناً اگر ' خلاف میرے عقیدے کے ' پان سو روپئے کا حکم ہوا ' اور وہ آ جائیں ' تو تم بعد اِطلاع ڈھائی سو میاں فضل کو دے کر مجھ کو لکھنا - باقی کے واسطے میں جس طرح لکھوں اوس طرح کرنا - لو صاحب ' شیخ چلّی بنا ' خیالی پلاو پکا لیا -

اب روداد سنو - نواب صاحب کا اِخلاص و اِلتفات روزافزوں ہے - آج منگل کا دن ' ۴ جمادی الثانی کی اور ۲۴ اکتوبر کی ہے[۱] - کھانے کی اور گھوڑوں اور بیلوں کے گھانس دانے کی نقدی ہوگئی ؛ لیکن اِس میں میرا فائدہ ہے ' نقصان نہیں ۔

دسمبر کی پہلی سے جشن شروع ہو گا - ہفتے دو ہفتے کی مدت اوس کی ہے - بعد جشن کے رخصت ہوں گا - خدا چاہے تو آخر دسمبر تک تم کو آ دیکھتا ہوں - ظہیرالدین خاں کو دعا -

۲۱

صاحب ' [۲۸۰]

تمھارے دو خط متواتر آئے - ظہیرالدین کا آگرے جانا ' میرا خط اوس کا موسومہ تمھارے پاس پہنچنا اور اوس کا آگرے کو روانا ہونا ' ظہیرالدین کی دادی کا بہ عارضۂ سرفہ و سعال رنجور ہونا ' کدارناتھ کا مجھ سے خفا ہونا ' مکان کے روکنے کی اِجازت کا مانگنا ' فضل حسن سے میرے واسطے دریوزہ تنقّد کرنا ' یہ مدارج و مطالب معلوم ہوئے - ظہیرالدین کا خط تم نے کیوں کھولا ' وہ مغلوب الغضب ہے ؛ تم پر خفا ہو گا - اوس کی دادی اِس موسم میں ہمیشہ اِن امراض میں مبتلا ہو جاتی ہے - ایک نسخہ اوس کے پاس ماءاللحم کا ہے ' وہ کھنچوا دو اور زرا خبر لیتے رہو - کدارناتھ لڑکا ہے ' وہ مجھ سے کیا خفا ہوگا ؟ روپیہ جو خزانے میں جمع ہوگا ' آخر وہی لائے گا - خفا میں ہوں کہ روپیہ دام دام پایا اور میرا تمسک نہ دیا اور چٹھا "۲۳ روپئے ۸ آنے" کا نہ بانٹا - مکان کے روکنے کو اور کس طرح لکھوں ؟ شہاب الدین خاں کو لکھا ؛ شمشاد علی بیگ

۱- ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء -

کو لکھا؛ اب تم کو لکھتا ہوں - ستمبر کے "۵ روپئے ۸ آنے" دے آیا ہوں - اکتوبر ' نومبر ' دسمبر ' یہ "۱۶ روپئے ۸ آنے" آ کر دوں گا ؛ بلکہ اگر موقع بنے گا تو یہ سہ‌ماھہ یہاں سے بطریق ھنڈوی بھیج دوں گا -

اِسمعیل خاں صاحب کو میری دعا کہو اور کہو کہ ڈیوڑھی کی سیڑھی بنوا دیں اور حویلی کے پایخانے کی صورت درست کروا دیں - ھائے قسمت ! اِس قسمت پر لعنت کہ میاں فضلِ حسن میرے مربی و محسن بنیں اور پھر وائے محرومی کہ مطلب برآری نہ ہو ! خدا کرے نہ ہو - لونڈوں کا اِحسان زہر قاتل ہے - فضل اللّٰہ خاں میرا بھائی ہے - اوس کا احسان مجھ کو گوارا ؛ سو بار اوس سے کہا اور ہزار بار کہوں گا - خیر جو ہوا ' سو ہوا - اب آپ اوس سے زنہار نہ کہیے گا ؛ نہ لکھیے گا - اگر کچھ کہو تو فضل سے کہو ' تفضل سے کہو ' و اِلّا لا - نواب صاحب دورے سے' یا آج شام کو یا کل' آ جائیں گے - جشنِ جمشیدی کی تیاریاں ہو رہی ہیں -

یکشنبہ ' ۱۲ نومبر سنہ ۱۸۶۵ع '

صبح کا وقت - نجات کا طالب ' غالب -

۲۲

[۲۸۱] میاں '

آج صبح کو تم آئے تھے ؛ میں اوس ٹکٹ کے قصے میں ایسا ۱ اولجھا کہ تم سے کہنا بھول گیا - اب میر عنایت حسین صاحب تمھارے پاس پہنچتے ہیں - جس امر میں یہ تم سے کوشش چاہیں ' تم کو میری جان کی قسم ' بدل متوجہ ہو کر اوس کام کو انجام دو - امر سہل ہے ' کچھ بات نہیں ہے ' مگر در صورت سعی خدا کے ہاں سے تم کو بڑا اجر ملے گا اور میں تمھارا ممنون ہوں گا -

[۱۸۶۶ع] - نجات کا طالب ' غالب -

۲۳

[۲۸۲] حکیم غلام نجف خاں '

سنو : اگر تم نے مجھے بنایا ہے ' یعنی اُستاد ' اور باپ کہتے ہو ؛ یہ

۱- م ۱ : "ایسے" ' م ۲ : "ایسا" -

امر از روے تمسخر ہے ' تو خیر ؛ اور اگر از روے اعتقاد ہے ' تو میری عرض مانو اور ہیرا سنگھ کی تقصیر معاف کرو - بھائی' اِنصاف کرو ؛ اوس نے اگر حکیم احسن اللّٰہ خاں سے رجوع کی ' وہ تمھارے بھائی بھی ہیں اور تم کو اون سے اِستفادہ بھی ہے - اگر گھبرا کر حکیم محمود خاں کے پاس گیا تو اون کے باپ سے تم کو نسبت تلمّذ کی ہے ؛ اِبتدا میں اون سے پڑھے ہو - پس یہ غریب سواے تمھارے اگر گیا تو تمھارے ہی علاقے میں گیا ' وہ بھی گھبرا کر اور خفقان سے تنگ آ کر - اب جو حاضر ہوتا ہے تو لازم ہے کہ اِس پر بہ نسبت سابق کے توجہ زیادہ فرماؤ اور بدل اوس کا معالجہ کرو -

[۱۸۶۶ع] -

اِلتفات کا طالب ' غالب -

میر مہدی حسین "مجروح"

۱

[۲۸۳] میاں،

آج یکشنبے کا دن، ساتویں فروری کی اور شاید بائیسویں جمادی الثانی کی ہے - دوپہر کے وقت شیخ مشرف علی، رہنے والے "اُستا[۱] حامد کے کوچے" کے، میرے پاس آئے اور اونھوں نے تمھارا خط، لکھا ہوا ۱۵ جمادی الثانی کا، دیا - ڈاک کا خط ہرگز مجھ تک نہیں پہنچا؛ اور نہ میں شہر سے کہیں گیا - جہاں رہتا تھا وہیں ہوں - خدا جانے، وہ خط مسترد کیوں ہوا - بھلا، یہ ہوسکتا ہے کہ تمھارا خط آوے اور میں پھیر دوں - تم خود کہتے ہو کہ اوس پر یہ لکھا ہوا آیا کہ مکتوب الیہ یہاں نہیں ہے - میں ہوتا اور یہ لکھتا کہ میں نہیں ہوں - آگرے اور الور اور کول سے برابر خط چلے آتے ہیں -

تمھاری والدہ کا مرنا سن کر مجھ کو بڑا غم ہوا - خدا تم کو صبر دے اور اوس عفیفہ کو بخشے - میرا حقیقی بھائی میرزا یوسف خاں دیوانہ بھی مر گیا -

کیسا پنسن اور کہاں اوس کا ملنا! یہاں جان کے لالے پڑے ہیں -

ہے موج زن اِک قلزم خوں، کاش یہی ہو
آتا ہے، ابھی دیکھیے، کیا کیا مرے آگے؟

اگر زندگی ہے اور پھر مل بیٹھیں گے، تو کہانی کہی جائے گی - تم کہتے ہو کہ آیا چاہتا ہوں - اگر آؤ، تو بے ٹکٹ کے نہ آنا - میر احمد علی صاحب کو لکھتے ہو کہ یہاں ہیں - مجھ کو نہیں معلوم کہ کہاں ہیں؛ مجھ

۱ - ["اُستاد" کا مخفف - م - س -]

سے ملتے تو اچھا کرتے - میں مخفی نہیں ہوں، روپوش نہیں ہوں - حکام جانتے ہیں کہ یہ یہاں ہے ؛ مگر نہ بازپرس و گیر و دار میں آیا ہوں، نہ خود اپنی طرف سے قصد ملاقات کا کیا ہے - با اینہمہ، ایمن بھی نہیں ہوں - دیکھیے، انجام کار کیا ہے ؟

نثر کیا لکھوں گا اور نظم کیا کہوں گا ؟ وہ نثر جو تم دیکھ گئے ہو، وہی دو چار ورق اور بھی سیاہ کیے گئے ہیں - بھیجنا ممکن نہیں - جب آؤ گے اور مجھ کو جیتا پاؤ گے، تو دیکھ لو گے -

''میکش'' چین میں ہے؛ باتیں بناتا پھرتا ہے - ''سلطان جی'' میں تھا؛ اب شہر میں آ گیا ہے - دو تین بار میرے پاس بھی آیا - پانچ سات دن سے نہیں آیا - کہتا تھا کہ بی‌بی کو اور لڑکے کو بھرام‌پور، میر وزیر علی کے پاس، بھیج دیا ہے - خود یہاں لوٹ کی کتابیں خریدتا پھرتا ہے -

میرن صاحب کی خیر و عافیت معلوم ہوئی، مگر نہ معلوم ہوا کہ وہ وہاں مع قبائل ہیں یا تنہا ہیں - اگر تنہا ہیں، تو قبائل کہاں ہیں؟

تمہارے چھوٹے بھائی کو تو میں جانتا ہوں کہ وہ یہاں ہیں اور اچھی طرح ہیں- بڑے بھائی کا حال کیوں نہ لکھا ؟ یقین ہے کہ وہ اور تم یکجا ہو - گو اون کو ربط مجھ سے زیادہ نہیں، لیکن فرزند ہونے میں تم اور وہ برابر ہو -

خط بھیجنے میں تردد نہ کرو؛ اور ڈاک میں بے تامل بھیجا کرو - زیادہ، زیادہ -

یکشنبہ، ہفتم فروری سنہ ۱۸۵۸ع، غالب -

وقت رسیدن نامہ -

۲

صاحب، [۲۸۴]

دو خط تمہارے بہ سبیل ڈاک آئے - کل دوپہر ڈھلے ایک صاحب اجنبی، سانولے سلونے، ڈاڑھی منڈے، بڑی بڑی آنکھوں والے، تشریف لائے - تمہارا خط دیا - صرف اون کی ملاقات کی تقریب میں تھا - بارے، اون سے اِسم شریف پوچھا گیا - فرمایا : اشرف علی - قومیت کا اِستفسار ہوا - معلوم ہوا سید ہیں - پیشہ پوچھا، حکیم نکلے- یعنی حکیم میر اشرف علی-

میں اون سے مل کر خوش ہوا - خوب آدمی ہیں اور کام کے آدمی ہیں -

کتنے اوچھے ہو! ''مصطلحات الشعرا'، مصطلحات الشعرا'' ! بھائی، وہ کتاب تمھاری ہے؛ میں نے غصب نہیں کی - میرے پاس مستعار ہے؛ دیکھ چکوں گا، بھیج دوں گا - تقاضا کیوں کرو؟ میاں محمد افضل تصویر کھینچ رہے ہیں، جلدی نہ کرو - دیر آید درست آید -

سرفراز حسین اور میرن صاحب اور میر نصیرالدین کو دعائیں -

صبح چہارشنبہ، ہفتم رمضان، ہشتم مارچ[۱] -

غالب -

۳

[۲۸۵] کیوں یار، کیا کہتے ہو؟ ہم کچھ آدمی کام کے ہیں یا نہیں؟ تمھارا خط پڑھ کر دو سو بار یہ شعر پڑھا:

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک آتش شوق تیزتر گردد

کلو کو مولوی مظہر علی صاحب کے پاس بھیج کر کہلا بھیجا کہ آپ کہیں جائیے گا نہیں؛ میں آتا ہوں - بھلا بھائی، اچھی حکمت کی - کیا وہ میرے بابا کے نوکر تھے کہ میں اون کو بلاتا؟ اونھوں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ آپ تکلیف نہ کریں، میں حاضر ہوتا ہوں - دو گھڑی کے بعد وہ آئے - اِدھر کی بات، اودھر کی بات، کوئی انگریزی کاغذ دکھایا، کوئی فارسی خط پڑھوایا - 'اجی کیوں حضرت! آپ میرن صاحب کو نہیں بلاتے؟'، 'صاحب' میں تو اون کو لکھ چکا ہوں کہ تم چلے آؤ اور ایک مقام کا اون کو پتا لکھا ہے کہ وہاں تھہر کر مجھ کو اِطلاع کرو، میں شہر میں بلا لوں گا'- 'صاحب' اب وہ ضرور آئیں گے'- آخرکار، اون سے اِجازت لے کر، اب تم کو لکھتا ہوں کہ اون سے مختصر یہ کلمہ کہہ دو کہ ''بھائی' یہ تو مبالغہ ہے کہ روٹی وہاں کھاؤ تو پانی یہاں پیو - یہ کہتا ہوں کہ عید وہاں کرو تو باسی عید یہاں کرو''-

---

۱- [یہ تاریخیں میل نہیں کھاتیں - یا تو کاتب نے غلطی کی ہے یا خود ''غالب'' سے سہو ہوا - میر اشرف علی سے ''غالب'' کی یہ پہلی ملاقات ہے اور یہ ملاقات ۸ اگست ۵۸ع سے پہلے ہی ہوئی ہوگی؛ اِس تاریخ کے لکھے ہوئے خط (۲۸۶) میں میر صاحب کا ذکر ہے- م- ص-]

یہ میرا حال سنو کہ بےرزق جینے کا ڈھب مجھ کو آ گیا ہے - اِس طرف سے خاطر جمع رکھنا - رمضان کا مہینا روزہ کھا کھا کر کاٹا - آیندہ خدا رزاق ہے - کچھ اور کھانے کو نہ ملا تو غم تو ہے - بس صاحب ' جب[1] ایک چیز کھانے کو ہوئی ' اگرچہ غم ہی ہو' تو پھر کیا غم ہے؟

میر سرفراز حسین کو میری طرف سے گلے لگانا اور پیار کرنا - میر نصیرالدین کو دعا کہنا اور شفیع احمد صاحب کو اور میر احمد علی صاحب کو سلام کہنا - میرن صاحب کو ' نہ سلام نہ دعا ' یہ خط پڑھا دو اور اِدھر کو روانا کرو -

کیا خوب بات یاد آئی ہے! کیوں وہ شہر سے باہر ٹھہریں اور کیوں کسی کے بلانے کی راہ دیکھیں؟ شکرم میں' کرانچی میں' چوپہیے میں' یعنی ڈاک میں آئیں' بلی ماروں کے محلے میں میرے مکان پر اوتر پڑیں- مرزا قربان بیگ کے مکان میں مولوی مظہر علی رہتے ہیں - میرے اون کے مسکن میں ایک میر خیراتی[2] کی حویلی درمیان ہے- ڈاک کو زنہار کوئی نہیں روکتا - یہ صلاح تو ایسی ہے کہ اگر اِس خط کے پہنچتے ہی چل دیں تو عید بھی یہیں کریں -

[مئی ۱۸۵۸ع]

۴

خوبی دین و دنیا روزی باد - [۲۸۹]

میر اشرف علی صاحب نے تمھارا خط دیا - وہ ' جو تم نے لکھا تھا کہ تیرا خط میرے نام کا میرے ہم‌نام کے ہات جا پڑا ؛ صاحب ' قصور تمھارا ہے - کیوں ایسے شہر میں رہتے ہو جہاں دوسرا میر مہدی بھی ہو؟ مجھ کو دیکھو کہ میں کب سے دلی میں رہتا ہوں؛ نہ کوئی اپنا ہم‌نام ہونے دیا' نہ کوئی اپنا ہم‌عرف بننے دیا' نہ اپنا ہم‌تخلص بہم پہنچایا - فقط -

پنسن کی صورت یہ ہے کہ کوتوال سے کیفیت طلب ہوئی - اوس نے اچھی لکھی - کل ہفتے کا دن' ساتویں اگست کی' مجھ کو اجرٹن صاحب بہادر نے بلایا - کچھ سہل سوال مجھ سے کیے - اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

۱- م : "پس جب" - ۲- م : "خیرات علی" -

تنخواہ ملے اور جلد ملے - تردد اگر ہے تو اِس میں ہے کہ ۱۵ مہینے پچھلے بھی ملتے ہیں یا صرف آیندہ کو مقرر ہوتی ہے - غلام فخرالدین خاں کی دو ایک روبکاریاں ہوئی ہیں - صورت اچھی ہے - خدا چاہے' تو رہائی ہو جائے -

صاحب' ہم نے گھبرا کر اوس تحریر فارسی کو تمام کیا- دفتر بند کر دیا اور یہ لکھ دیا کہ یکم اگست سنہ ۱۸۵۸ع تک میں نے ۱۵ مہینے کا حال لکھا اور آیندہ لکھنا موقوف کیا - تم کو آگے اِس سے لکھا تھا کہ تم اپنے اوراق کا فقرۂ اخیر لکھ بھیجو - اب پھر تم کو لکھا جاتا ہے کہ جلد لکھو' تاکہ میں اوس کے آگے کی عبارت تم کو لکھ کر بھیج دوں - ہاں صاحب' میر اشرف علی صاحب بھی یہی[1] فرماتے تھے کہ میر سرفراز حسین پانی‌پت آیا چاہتے ہیں - اگر آ جائیں تو مجھ کو اِطلاع کرنا -

[۸ اگست ۱۸۵۸ع]

۵

[۲۸۷] میاں'

تم کو پنسن[کی] کیا جلدی ہے؟ ہر بار پنسن کو کیوں پوچھتے ہو؟ پنسن جاری ہو' اور میں تم کو اِطلاع نہ دوں؟ ابھی تک کچھ حکم نہیں - دیکھوں' کیا حکم ہو اور کب ہو؟ میرن صاحب جےپور پہنچے؛ تم شاپوری[2] بتاتے ہو - شاید سچ یہی ہو - ہاں' میر محمود علی اور یہ' بیربر اور ابوالفضل تو تھے؛ مگر دیکھا چاہیے - درخت جگہ سے[ا]وکھڑ کر بہ دشواری جمتا ہے - خلاصہ میری فکر کا یہ ہے کہ اب بچھڑے ہوئے یار کہیں قیامت ہی کو جمع ہوں' تو ہوں - سو وہاں کیا خاک جمع ہوں گے؟ سنّی الگ' شیعہ الگ؛ نیک جدا' بد جدا -

میر سرفراز حسین کو دعا - میر نصیرالدین کو پہلے بندگی' پھر دعا -

کتاب کا نام ''دستنبو'' رکھا گیا - آگرے میں چھاپی جاتی ہے - تم سے تمھارے ہات کے اوراق لے لوں گا' تب ایک کتاب تم کو دوں گا -

روزِ ورودِ نامہ' پنجشنبہ' ۹ ستمبر سنہ ۱۸۵۸ ع -

از غالب -

۱- م : ''یہ بھی'' -   ۲- م : ''شاہ‌پورھی'' -

۹

سید صاحب ' [۲۸۸]

تمھارے خط کے آنے سے وہ خوشی ہوئی جو کسی دوست کے دیکھنے سے ہو ؛ لیکن زمانہ وہ آیا ہے کہ ہماری قسمت میں خوشی ہے ہی نہیں - خط سے معلوم ہوا ' تو کیا معلوم ہوا کہ ڈھائی سو دیے - ان دنوں میں ڈھائی روپئے بھی بھاری ہیں؛ ڈھائی سو کیسے؟ سبحان اللّٰہ ! باوجود اِس تہیدستی کے پھر بھی کہنا پڑتا ہے کہ روپئے گئے' بلا سے؛ آبرو بچی' جان بچی- اب میر سرفراز حسین کو چاہیے کہ الور چلے جائیں - شاید نئے بندوبست میں کوئی صورت نوکری کی نکل آئے - میری دعا کہو اور یہ کہو کہ اپنا حال اور اپنا قصہ' اپنے ہات سے مجھ کو لکھیں - پنسن کا حال کچھ معلوم ہوا ہو' تو کہوں - حاکم خط کا جواب نہیں لکھتا - عملے میں ہرچند تفحص کیجیے کہ ہمارے خط پر کیا حکم ہوا' کوئی کچھ نہیں بتاتا - بہر حال' اِتنا سنا ہے اور دلائل اور قرائن سے معلوم ہوا ہے کہ میں بےگناہ قرار پایا ہوں' اور ڈپٹی کمشنر بہادر کی راے میں پنسن پانے کا اِستحقاق رکھتا ہوں - بس' اِس سے زیادہ نہ مجھے معلوم' نہ کسی کو خبر -

میاں' کیا باتیں کرتے ہو؟ میں کتابیں کہاں سے چھپواتا؟ روٹی کھانے کو نہیں' شراب پینے کو نہیں - جاڑے آتے ہیں' لحاف توشک کی فکر ہے؛ کتابیں کیا چھپواؤں گا؟ منشی اُمیدسنگھ' اِندور والے' دلی آئے تھے - سابقۂ معرفت مجھ سے نہ تھا - ایک دوست اون کو میرے گھر لے آیا - اونھوں نے وہ نسخہ دیکھا - چھپوانے کا قصد کیا - آگرے میں میرا شاگرد رشید منشی ہر گوپال ''تفتہ'' تھا - اوس کو میں نے لکھا - اوس نے اِس اِہتمام کو اپنے ذمے لیا - مسودہ بھیجا گیا - ''۸ آنے'' فی جلد قیمت ٹھہری - پچاس جلدیں منشی اُمیدسنگھ نے لیں - پچیس روپئے چھاپےخانے میں بہ طریق ہنڈوی بھجوا دیے - صاحب مطبع نے بشمولِ سعیِ منشی ہر گوپال ''تفتہ'' چھاپنا شروع کیا - آگرے کے حکام کو دکھایا - اِجازت چاہی - حکام نے بہ کمالِ خوشی اِجازت دی - پانسو جلد چھاپی جاتی ہے- اوس پچاس جلد

میں شاید پچیس جلد منشی امیدسنگھ مجھ کو دیں گے - میں عزیزوں کو بانٹ دوں گا - پرسوں خط "تفتہ" کا آیا تھا ' وہ لکھتے ہیں کہ ایک فرما چھپنا باقی رہا ہے - یقین ہے کہ اِسی اکتوبر میں قصہ تمام ہو جائے - بھائی' میں نے ۱۱ مئی سنہ ۱۸۵۷ع سے اِکتیسویں جولائی سنہ ۱۸۵۸ع تک کا حال لکھا ہے اور خاتمے میں اِس کی اِطلاع دے دی ہے - امین‌الدین خاں کی جاگیر کے ملنے کا حال' اور بادشاہ کی روانگی کا حال' کیوں کر لکھتا ؟ اون کو جاگیر اگست میں ملی- بادشاہ اکتوبر میں گئے - کیا کرتا اگر تحریر موقوف نہ کرتا ؟ منشی اُمیدسنگھ اِندور جانے والے تھے - اگر ختم کر کر مسودہ اون کے سامنے آگرے نہ بھیج دیتا تو پھر چھپواتا کون ؟[1]

اهلِ خطہ کا حال از روے تفصیل مجھ کو کیوں کر معلوم ہو؟ سنتا ہوں کہ دعوی خون پیش کیا چاہتے ہیں ؛ سودا ہوگیا ہے - مسودہ ہو رہا ہے - بلنک صاحب کے چےپور میں ٹکڑے اوڑ گئے؛ گورنر مدعی نہ ہوئے' قصاص نہ لیا- اب ایک ہندستانی کے خون کا قصاص کون لے گا ؟

اے سبزۂ سر راہ! از جور پا چہ نالی؟ در کیش روزگاران گل خون‌بہا ندارد -

خیر' جو ہونا ہے ہو رہے گا - بعد وقوع' ہم بھی سن لیں گے - تم اِتنا کیوں دل جلا رہے ہو -

[اکتوبر ۱۸۵۸ع]

۷

[۲۸۹] بھائی '

ایک خط تمھارا پہلے پہنچا اور ایک خط کل آیا - پہلے خط میں کوئی امر جواب طلب نہ تھا - اگرچہ کل کے خط میں بھی صرف کتابوں کی رسید تھی' لیکن چونکہ دو امر لکھنے کے لائق تھے' اِس واسطے ایک لفافہ تمھاری پسند کا تمھارے نذر کرنا پڑا - پہلا امر یہ کہ آج میر نصیرالدین دو پہر کو میرے پاس آئے تھے- اون کو دیکھ کر دل خوش ہوا - تم نے بھی خط میں لکھا تھا کہ میر سرفراز حسین الور گئے تھے' اور میر نصیرالدین بھی کہتے تھے کہ میں اور وہ ایک دن پانی‌پت سے چلے؛ وہ اودھر گئے' میں اِدھر آیا -

۱- م میں یہ رقعہ اِسی جگہ ختم ہوگیا ہے -

ظاہرا' پارسل کے پہنچنے سے پہلے وہ روانا ہوئے ہیں - اون کی کتاب رہ گئی- اب اون تک کیوں‌کر پہنچے گی ؟ خدا خیر کرے -

میاں لڑکے' سنو ! میر نصیرالدین اولاد میں سے ہیں شاہ محمد اعظم صاحب کے- وہ خلیفہ تھے مولوی فخرالدین صاحب کے؛ اور میں مرید ہوں اوس خاندان کا- اِس واسطے میر نصیرالدین کو پہلے بندگی لکھتا ہوں اور پھر تمھارے علاقے سے دعا - صوفی صافی ہوں' اور حضرات صوفیہ حفظ مراتب ملحوظ رکھتے ہیں :

گر حفظ مراتب نکنی' زندیقی -

یہ جواب ہے تمھارے اوس سوال کا کہ جو پہلے خط میں تم نے لکھا تھا -

اب کے خط میں تم نے میرن صاحب کی خیر و عافیت کیوں نہ لکھی؟ یہ بات اچھی نہیں - میں تو ڈر گیا کہ اگر تمھارے خط میں اون کو دعا سلام لکھوں گا تو اون سے تم کاھےکو کہو گے - پیرزادہ صاحب یعنی میر نصیرالدین نے اون کی بندگی مجھ سے کہی ہے- واسطے خدا کے[1] میری دعا اون کو کہہ دینا -

۸

واہ واہ ! سید صاحب' [۲۹۰]

تم تو بڑی عبارت آرائیاں کرنے لگے' نثر میں خودنمائیاں کرنے لگے - کئی دن سے تمھارے خط کے جواب کی فکر میں ہوں؛ مگر جاڑے نے بے حس و حرکت کر دیا ہے- آج جو بہ سبب ابر کے وہ سردی نہیں' تو میں نے خط لکھنے کا قصد کیا ہے- مگر حیران ہوں کہ کیا سحرسازی کروں' جو سخن‌پردازی کروں؟ بھائی' تم تو اُردو کے مرزا ''قتیل'' بن گئے ہو - اُردو بازار میں نہر کے کنارے رہتے رہتے رود نیل بن گئے ہو - کیا ''قتیل'' کیا رود نیل' یہ سب ہنسی کی باتیں ہیں- لو' سنو! اب تمھاری دلی کی باتیں ہیں - چوک میں بیگم کے باغ کے دروازے کے سامنے' حوض کے پاس' جو کنواں تھا اوس میں سنگ و خشت و خاک ڈال کر بند کر دیا- بلی ماروں کے دروازے کے پاس کی کئی دکانیں ڈھا کر راستہ چوڑا کرلیا- شہر کی آبادی کا حکم' خاص و عام' کچھ نہیں -[2] پنسن‌داروں سے حاکموں کا کام کچھ نہیں - تاج محل؛ مرزا قیصر؛

[1] م: ''خدا کے واسطے''- [2] م اور م : ''نہیں ہے''-

مرزا جواں‌بخت کے سالے ولایت علی بیگ چھبوری کی زوجہ؛ اِن سب کی اِلٰہ‌آباد سے رہائی ہوگئی - بادشاہ، مرزا جواں‌بخت، مرزا عباس، شاہ زینت محل، کلکتے پہنچے اور وہاں سے جہاز پر چڑھائی ہوگی- دیکھیے کیپ[1] میں رہیں یا لندن جائیں - خلق نے از روے قیاس، جیسا کہ دلی کے خبرتراشوں کا دستور ہے، یہ بات اوڑا دی ہے؛ سو سارے شہر میں مشہور ہے کہ جنوری، شروع سال، سنہ ۱۸۵۹ع میں لوگ عموماً شہر میں آباد کیے جائیں گے اور پنسن‌داروں کو جھولیاں بھر بھر روپئے دیے جائیں گے -

خیر، آج بدھ کا دن، ۲۲ دسمبر کی ہے- اب شنبے کو "بڑا دن" ' اور اگلے شنبے کو جنوری کا پہلا دن ہے - اگر جیتے ہیں تو دیکھ لیں گے کہ کیا ہوا - تم اِس خط کا جواب لکھو اور شتاب لکھو -

میری جان، سرفراز حسین، تم کیا کر رہے ہو اور کس خیال میں ہو ؟ اب صورت کیا ہے اور آیندہ عزیمت کیا ہے ؟

اشرف علی صاحب ، آپ تو دائر سائر تھے - پانی‌پت میں مقیم کیوں کر ہوگئے ؟ کچھ لکھیے تو میں جانوں -

میر نصیرالدین کو صرف دعا اور اِشتیاق دیدار -

'میرن صاحب کہاں ہیں ؟ کوئی جائے اور بلا لائے' - 'حضرت' آئے' - 'سلام علیکم، مزاج مبارک' - کہیے، مولوی مظہر علی نے آپ کے خط کا جواب بھیجا یا نہیں؟ اگر بھیجا، تو کیا لکھا ؟ ' میں جانتا ہوں کہ میر اشرف علی صاحب اور میر سرفراز حسین کم، اور یہ ستم پیشہ میر مہدی بہت، آپ کی جناب میں گستاخیاں کرتے ہیں - کیا کروں ! میں کہوں، تم کہو- وہاں ہوتا تو دیکھتا کہ کیوں‌کر تم سے بےادبیاں کر سکتے ہیں- اِن‌شاءاللّٰہ تعالیٰ، جب اِکٹھا ہوں گے، تو اِنتقام لیا جائےگا - ہے ہے! کیوں‌کر اِکٹھا ہوں گے؟ دیکھیے، زمانہ اور کیا دکھائے گا -[2] اللّٰہ ! اللّٰہ ! اللّٰہ ! '

[بدھ، ۲۲ دسمبر ۱۸۵۸ع]

۱- م اور م میں اِسی طرح ہے-

۲- م : "دکھاتا ہے" -

۹

سید صاحب، [۲۹۱]

نہ تم مجرم، نہ میں گنہگار؛ تم مجبور، میں ناچار - لو، اب کہانی سنو ؛ میری سرگزشت، میری زبانی، سنو - نواب مصطفیٰ خاں، بہ میعاد سات برس کے، قید ہوگئے تھے ؛ سو اون کی تقصیر معاف ہوئی اور اون کو رہائی ملی- صرف رہائی کا حکم آیا ہے - جہانگیر آباد کی زمینداری اور دلی کی آملاک اور پنسن کے باب میں ہنوز حکم کچھ نہیں ہوا - ناچار وہ رہا ہو کر، میرٹھ ہی میں ایک دوست کے مکان میں، ٹھہرے ہیں - میں بمجرد اِستماع اِس خبر کے[۱] ڈاک میں بیٹھ کر میرٹھ گیا - اُون کو دیکھا، چار دن وہاں رہا ؛ پھر ڈاک میں اپنے گھر آیا - تاریخ آنے جانے کی یاد نہیں؛ مگر ہفتے کو گیا، منگل کو آیا - آج بدھ، دوم فروری ہے - مجھ کو آئے ہوئے نواں دن ہے- اِنتظار میں تھا کہ تمھارا خط آئے، تو اوس کا جواب لکھا جائے - آج صبح کو تمھارا خط آیا ؛ دوپہر کو میں جواب لکھتا ہوں -

روز اِس شہر میں اِک حکم نیا ہوتا ہے
کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے

میرٹھ سے آکر دیکھا کہ یہاں بڑی شدت ہے اور یہ حالت ہے کہ گوروں کی پاسبانی پر قناعت نہیں ہے- لاہوری دروازے کا تھانےدار مونڈھا بچھا کر سڑک پر بیٹھتا ہے- جو باہر سے، گورے کی آنکھ بچا کر، آتا ہے اوس کو پکڑ کر حوالات میں بھیج دیتا ہے - حاکم کے یہاں سے پانچ پانچ بید لگتے ہیں؛ یا دو روپیہ جرمانہ لیا جاتا ہے، آٹھ دن قید رہتا ہے - اِس سے علاوہ سب تھانوں پر حکم ہے کہ دریافت کرو : کون بےٹکٹ مقیم ہے اور کون ٹکٹ رکھتا ہے- تھانوں میں نقشے مرتب ہونے لگے - یہاں کا جماعہدار میرے پاس بھی آیا - میں‌نے کہا : بھائی، تو مجھے نقشے میں نہ رکھ - میری کیفیت کی عبارت الگ لکھ - عبارت یہ کہ اسد اللّٰہ خاں پنسن‌دار سنہ ۱۸۵۰ عیسوی سے حکیم پٹیالے والے کے بھائی کی حویلی میں رہتا ہے- نہ کالوں کے وقت میں کہیں گیا، نہ گوروں کے زمانے میں نکلا اور نہ نکالا گیا - کرنیل برون صاحب بہادر کے زبانی حکم پر اوس کی اِقامت کا

۱- م : "بمجرد اِس خبر کی استماع کے"-

مدار ہے - اب تک کسی حاکم نے وہ حکم نہیں بدلا - اب حاکم وقت کو اِختیار ہے - پرسوں یہ عبارت جماعہ‌دار نے محلے کے نقشے کے ساتھ کوتوالی میں بھیج دی ہے- کل سے یہ حکم نکلا کہ یہ لوگ شہر سے باہر مکان دکان کیوں بناتے ہیں؟ جو مکان بن چکے ہیں اونھیں ڈھا دو اور آیندہ کو ممانعت کا حکم سنا دو - اور یہ بھی مشہور ہے کہ پانچ ہزار ٹکٹ چھاپے گئے ہیں - جو مسلمان شہر میں اِقامت چاہے، بقدر مقدور نذرانہ دے- اوس کا اندازہ قرار دینا حاکم کی رائے پر ہے - روپیہ دے اور ٹکٹ لے - گھر برباد ہو جائے، آپ شہر میں آباد ہو جائے - آج تک یہ صورت ہے - دیکھیے، شہر کے بسنے کی کون مہورت ہے ؟ جو رہتے ہیں وہ بھی اِخراج کیے جاتے ہیں؛ یا جو باہر پڑے ہوئے ہیں وہ شہر میں آتے ہیں؟ الملک للّٰہ و الحکم للّٰہ -

نور چشم میر سرفراز حسین اور برخوردار میر نصیرالدین کو دعا ؛ اور جناب میرن صاحب کو سلام بھی اور دعا بھی، اِس میں سے وہ جو چاہیں قبول کرلیں -

[بدھ، ۲ فروری ۱۸۵۹ع]

۱۰

[۲۹۲] میری جان،

خدا تجھ کو ایک سو بیس برس کی عمر دے - بوڑھا ہونے آیا ، داڑھی میں بال سفید آ گئے؛ مگر بات سمجھنی نہ آئی - پنسن کے باب میں اولجھے ہو اور کیا بیجا اولجھے ہو - یہ تو جانتے ہو کہ دلی کے سب پنسن‌داروں کو مئی سنہ ۱۸۵۷ع سے پنسن نہیں ملا - یہ، فروری سنہ ۱۸۵۹ع، بائیسواں مہینا ہے - چند اشخاص کو اِس بائیس مہینے میں سال بھر کا روپیہ بہ طریق مدد خرچ مل گیا - باقی چڑھے ہوئے روپئے کے باب میں اور آیندہ ماہ بہ ماہ ملنے کے واسطے ابھی کچھ حکم نہیں ہوا- تو اب[۱] اپنے سوال کو یاد کرو کہ اِس واقعے سے اوس کو کچھ نسبت ہے یا نہیں ؟ یہ حضرت کا سوال ''امیر خسرو'' کی انملی ہے :

چیل بسولا لے گئی، تو کاھے سے پھٹکوں راب؟

۱- م : ''تم اب'' -

علی بخش خاں پچاس روپیہ مہینا پاتے تھے؛ بائیس مہینے کے گیارہ سو ہوتے ہیں، اون کو چھ سو روپئے مل گئے - باقی روپیہ چڑھا رہا ؛ آیندہ ملنے میں کچھ کلام نہیں - غلام حسن خاں سو روپئے مہینے کا پنسن‌دار؛ بائیس مہینے کے بائیس سو روپئے ہوتے ہیں، اوس کو بارہ سو ملے - دیوان کشن لال کا ڈیڑھ سو روپیہ مہینا ؛ بائیس مہینے کے تین ہزار تین سو ہوتے ہیں؛ اوس کو اٹھارہ سو ملے - مٹّا جماعہ‌دار، دس روپئے مہینے کا سکھ لمبر ، سال بھر کے ایک سو بیس لے آیا - اِسی طرح پندرہ سولہ آدمیوں کو ملا ہے ؛ آیندہ کے واسطے کسی کو کچھ حکم نہیں - مجھ کو پور مدد خرچ نہیں ملا - جب کئی خط لکھے تو اخیر خط پر صاحب کمشنر بہادر نے حکم دیا کہ سائل کو بہ طریق مدد خرچ سو روپئے مل جائیں - میں نے وہ سو روپئے نہ لیے اور پھر صاحب کمشنر بہادر کو لکھا کہ میں باسٹھ روپئے آٹھ آنے مہینا پانے والا ہوں، سال بھر کے ساڑھے سات سو روپئے ہوتے ہیں - سب پنسن‌داروں کو سال سال بھر کا روپیہ ملا، مجھ کو سو روپئے کیسے ملتے ہیں؟ مثل اوروں کے مجھے بھی سال بھر کا روپیہ مل جائے - ابھی اِس میں کچھ جواب نہیں ملا -

آبادی کا یہ رنگ ہے کہ ڈھنڈھورا پٹوا کر، ٹکٹ چھپوا کر، اجرٹن صاحب بہادر بہ طریق ڈاک کلکتے چلے گئے - دلی کے حمقا ، جو باہر پڑے ہوئے ہیں ، منہ کھول کر رہ گئے - اب جب وہ معاودت کریں گے تب شاید آبادی ہوگی ، یا کوئی اور نئی صورت نکل آئے -

میر سر فراز حسین اور میر نصیرالدین اور میرن صاحب کو دعائیں پہنچیں-[1]

[فروری ۱۸۵۹ع]

۱۱

میاں، [۲۹۳]

کیوں تعجب کرتے ہو یوسف مرزا کے خطوط کے نہ آنے سے ؟ وہ وہاں اچھی طرح ہے؛ حاکموں کے ہاں آنا جانا ، نوکری کی تلاش - حسین مرزا صاحب بھی وہیں ہیں - وہاں کے حکام سے ملتے ہیں؛ وہاں[2] پنسن

۱- م میں غلطی سے اِسی خط کے ساتھ خط ۲۹۸ کو ملا دیا ہے- ۲- م "وہاں کے"-

کی درخواست کر رہے ہیں - اِن دونوں صاحبوں کے ہر ہفتے میں ایک دو خط مجھ کو آتے ہیں - جواب بھیجتا ہوں - بھائی، لکھنؤ میں وہ امن و امان ہے کہ نہ ہندستانی عملداری میں ایسا امن و امان ہوگا، نہ اِس فتنہ و فساد سے پہلے انگریزی عملداری میں یہ چین ہوگا - اُمرا اور شرفا کی حکام سے ملاقاتیں، بقدرِ رتبہ تعظیم و توقیر، پنسن کی تقسیم علی‌العموم، آبادی کا حکم عام ؛ لوگوں کو کمال لطف اور نرمی سے آباد کرتے جاتے ہیں -

اور ایک نقل سنو، وہاں کے صاحب کمشنر بہادرِ اعظم نے جو دیکھا کہ عملے میں ہنود بھرے ہوئے ہیں، اہلِ اِسلام نہیں ہیں ؛ ہنود کو اور علاقوں پر بھیج دیا اور اون کی جگہ مسلمانوں کو بھرتی کیا - یہ تو آفت دلّی ہی پر ٹوٹ پڑی ہے - لکھنؤ کے سوا اور سب شہروں میں عمل‌داری کی وہ صورت ہے جو غدر سے پہلے تھی - اب یہاں ٹکٹ چھاپے گئے ہیں - میں نے بھی دیکھے - فارسی عبارت یہ ہے :

"ٹکٹِ آبادی درونِ شہر دہلی بہ شرطِ اِدخالِ جرمانہ"

مقدار روپئے کی حاکم کی رائے پر ہے - آج پانچ ہزار ٹکٹ چھپ چکا ہے - کل، اِتوار، یوم التعطیل ہے - پرسوں، دوشنبے، سے دیکھیے یہ کاغذ کیوں‌کر تقسیم ہوں -

یہ تو کیفیت عموماً شہر کی ہے - خصوصاً میرا حال سنو : بائیس مہینے کے بعد پرسوں کوتوال کو حکم آیا ہے کہ اسد اللّٰہ خاں پنسن‌دار کی کیفیت لکھو کہ وہ بےمقدور اور محتاج ہے یا نہیں - کوتوال نے موافق ضابطے کے مجھ سے چار گواہ مانگے ہیں - سو کل چار گواہ کوتوالی چبوترے جائیں گے اور میری بےمقدوری ظاہر کر آئیں گے - تم کہیں یہ نہ سمجھنا کہ بعد ثبوت مفلسی چڑھا ہوا روپیہ مل جائے گا اور آیندہ کو پنسن جاری ہو جائے گا - نہ صاحب، یہ تو ممکن ہی نہیں - بعدِ ثبوتِ اِفلاس مستحق ٹھہروں گا چھ مہینے کا[1] یا برس دن کا روپیہ علی‌الحساب پانے کا -

میرن صاحب جو بلائے گئے ہیں، اوس طلب کے جواب میں یہی کیوں نہیں لکھتے کہ ٹکٹ میرے نام کا حاصل کرکے بھیج دو، تو میں آؤں - دیکھو، اب دس پانچ دن میں سب حال کھلا جاتا ہے -

---

۱- م میں "کا" نہیں ہے -

میر سرفراز حسین کو دعا کہنا اور میری طرف سے گلے لگانا اور پیار کرنا - میر نصیرالدین کو دعا کہنا اور میرن صاحب کو مبارکباد کہنا -
[فروری ۱۸۵۹ع]

۱۲

میری جان، [۲۹۴]

سنو داستان - صاحب کمشنر بہادرِ دھلی، یعنی جناب سانڈرس صاحب بہادر نے مجھ کو بلایا - پنجشنبہ، ۲۴ فروری کو میں گیا - صاحب شکار کو سوار ہوگئے تھے- میں اولٹا پھر آیا - جمعہ، ۲۵ فروری کو گیا- ملاقات ہوئی - کرسی دی - بعد پرسشِ مزاج کے ایک خط انگریزی چار ورق کا اُوٹھا کر پڑھتے رہے - جب پڑھ چکے تو مجھ سے کہا کہ یہ خط ہے مکلوڈ صاحب حاکم اکبر صدر بورڈ پنجاب کا - تمہارے باب میں لکھتے ہیں کہ اِن کا حال دریافت کر کے لکھو، سو ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ تم ملکۂ معظمہ سے خلعت کیا مانگتے ہو ؟ حقیقت کہی گئی - ایک کاغذ آمدِ ولایت لے گیا تھا ، وہ پڑھوا دیا - پھر پوچھا کہ تم نے کتاب کیسی لکھی ہے؟ اوس کی حقیقت بیان کی - کہا : ایک مکلوڈ صاحب نے دیکھنے کو مانگی ہے، اور ایک ہم کو دو - میں نے عرض کیا : کل حاضر کرونگا - پھر پنسن کا حال پوچھا وہ بھی گزارش کیا - اپنے گھر آیا، اور خوش آیا -

دیکھو، میر مہدی، حاکم پنجاب کو مقدمۂ ولایت کی کیا خبر ؟ کتابوں سے کیا اِطلاع؟ پنسن کی پرسش سے کیا مدعا ؟ یہ اِستفسار بحکمِ نواب گورنر جنرل بہادر ہوا ہے؛ اور یہ صورت مقدمۂ فتح و فیروزی ہے - غرض کہ دوسرے دن یکشنبہ، یوم التعطیل، تھا- میں اپنے گھر رہا - دوشنبہ، ۲۸ فروری کو گیا - باھر کے کمرے میں بیٹھ کر اِطلاع کروائی - کہا : اچھا، توقف کرو - بعد تھوڑی دیر کے گوڑھ کپتان کی چٹھی آئی - سواری مانگی - جب سواری آگئی، باھر نکلے- میں نے کہا : وہ کتابیں حاضر ہیں- کہا: منشی جیون لال کو دے جاؤ - وہ اودھر سوار ہو گئے - میں اِدھر سوار ہو کر اپنے مکان پر آیا - سہ شنبہ، یکم مارچ کو پھر گیا- بہت اِستنباط اور اِختلاط۱ سے باتیں کرتے رہے-

۱- م میں "استنباط اور اختلاط" کی جگہ صرف "اِلتفات" -

کچھ سارٹیفکٹ گورنروں کے لے گیا تھا ' وہ دکھائے- ایک خط ' مکلوڈ صاحب بہادر کے نام کا ' لے گیا تھا؛ وہ دے کر یہ اِستدعا کی کہ کتاب کے ساتھ یہ بھی بھیجا جائے - ''بہت اچھا'' کہہ کر رکھ لیا - پھر مجھ سے کہا کہ ہم نے تمھارے پنسن کے باب میں اجرٹن صاحب کو کچھ لکھا ہے- تم اون سے ملو- عرض کیا : ''بہتر''- اجرٹن صاحب بہادر' جیسا کہ تم‌کو معلوم تھا' گئے ہوئے تھے- کل وہ آئے؛ آج میں نے اون کو خط لکھا ہے- جیسا کہ وہ حکم دیں گے اوس کے موافق عمل کروں گا - جب بلائیں تب جاؤں گا - دیکھو' سید اسد اللّٰہ الغالب علیہ السلام کی مدد کو' کہ اپنے غلام کو کس طرح سے بچایا- بائیس مہینے تک بھوکا پیاسا بھی نہ رہنے دیا' پھر کس سلیقے سے' کہ وہ آج سلطنت کا دھندہ ہے' میرے تفقد کا حکم بھجوایا ؛ حکام سے مجھ کو عزت دلوائی - میرے صبر و ثبات‌کی داد ملی - صبر و ثبات بھی اوسی کا بخشا ہوا تھا - میں کیا اپنے باپ کے گھر سے لایا تھا ؟

میر سرفراز حسین کو یہ خط پڑھا دینا اور اون کو اور نصیرالدین ''چراغ دھلی'' کو اور میرن صاحب کو دعا کہنا -

[مارچ ۱۸۵۹ع]

۱۳

[۲۹۵] میر مہدی' جیتے رہو'

آفریں' صد هزار آفریں ! اُردو عبارت لکھنے کا اچھا ڈھنگ پیدا کیا ہے' کہ مجھ کو رشک آنے لگا - سنو' دلی کے تمام مال و متاع و زر و گوھر کی لوٹ پنجاب اِحاطے میں گئی ہے - یہ طرز عبارت خاص میری دولت تھی؛ سو ایک ظالم' پانی پت' انصاریوں کے محلے کا رہنے والا' لوٹ لے گیا - مگر میں نے اوس کو بحل کیا ؛ اللّٰہ برکت دے- میرے پنسن اور ولایت کے اِنعام کا حال' کما ھو حقّہ'[1] سمجھ لو - و المرحمن آلطاف خفیہ - ایک طرز خاص پر تحریک ہوئی - نواب گورنر جنرل بہادر نے حاکم پنجاب کو لکھا کہ حاکم دھلی سے فلاں شخص کے پنسن کے کل چڑھے ہوئے روپئے کے یکمشت پانے کی' اور آیندہ ماہ بماہ ملنے کی' رپوٹ منگوا کر' اپنی منظوری لکھ کر' ہمارے پاس

۱- م : ''کما حقہ'' -

بھیج دو تاکہ ہم حکم منظوری دے کر تمھارے پاس بھیج دیں - سو یہاں اوس کی تعمیل[1] بہ طرز مناسب ہوگئی - کم و بیش دو مہینے میں سب روپیہ مل جائے گا ؛ اور ہاں، صاحب کمشنر بہادر نے یہ بھی کہا کہ اگر تم کو ضرورت ہو تو سو روپیہ خزانے سے منگوا لو - میں نے کہا: صاحب، یہ کیسی بات ہے کہ اوروں کو برس دن کا روپیہ ملا اور مجھے سو روپیہ دلواتے ہو؟ فرمایا کہ تم کو اب چند روز میں سب روپیہ اور اِجرا کا حکم مل جائے گا؛ اوروں کو یہ بات برسوں میں میسر آئے گی - میں چپ ہو رہا - آج دوشنبہ یکم شعبان اور ہفتم مارچ ہے - دو پہر ہو جائے تو اپنا آدمی مع رسید بھیج کر سو روپیہ منگا لوں - پر، یار، ولایت کے اِنعام کی توقع خدا ہی سے ہے - حکم تو اِسی حکم کے ساتھ اوس کی رپوٹ کرنے کا بھی آیا ہے مگر یہ بھی حکم ہے کہ اپنی رائے لکھو - اب دیکھیے یہ دو حاکم یعنی حاکم دہلی اور حاکم پنجاب اپنی رائے کیا لکھتے ہیں - پنجاب کے گورنر بہادر کا یہ بھی حکم ہے کہ "دستنبو" منگا کر اور تم دیکھ کر ہم کو لکھو کہ وہ کیسی ہے اور اوس میں کیا لکھا ہے - چنانچہ حاکم دہلی نے ایک کتاب، یہی کہہ کر، مجھ سے مانگی اور میں نے دی - اب دیکھوں، حاکم پنجاب کیا لکھتا ہے -

اِس وقت تمھارا ایک خط اور یوسف مرزا کا ایک خط آیا، مجھ کو باتیں کرنے کا مزا ملا، تو دونوں کا جواب ابھی لکھ کر روانا کیا - اب میں روٹی کھانے جاتا ہوں - میر سرفراز حسین، میرن صاحب، میر نصیرالدین کو دعا -

[۱۲۷۵ھ، م ۱۸۵۹ع]

۱۳

[۲۹۶] سید،

خدا کی پناہ! عبارت لکھنے کا ڈھنگ ہات کیا آیا ہے کہ تم نے سارے جہاں کو سر پر اُٹھایا ہے - ایک غریب سید مظلوم کے چہرۂ نورانی پر مہاسا نکلا ہے ؛ تم کو سرمایۂ آرایش گفتار بہم پہنچا ہے - میری اون کو دعا پہنچاؤ اور اون کی خیر و عافیت جلد لکھو -

۱- م : "تعمیل فوراً"

بھائی، یہاں کا نقشا[1] ھی کچھ اور ھے؛ سمجھ میں کسی کی نہیں آتا کہ کیا طور ھے۔ اوائل ماہ انگریزی میں روک ٹوک کی شدت ھوتی تھی، آٹھویں دسویں سے وہ شدت کم ھو جاتی تھی۔ اِس مہینے میں برابر وھی صورت رھی ھے۔ آج ۲۷ مارچ کی ھے، پانچ چار دن مہینے میں باقی ھیں۔ آنچ ویسی ھی تیز ھے۔ خدا اپنے بندوں پر رحم کرے۔

مجھ پر میرے اللہ نے ایک اور عنایت کی ھے اور اِس غمزدگی میں ایک گونہ خوشی، اور کیسی بڑی خوشی، دی ھے! تم کو یاد ھوگا کہ ایک ''دستنبو'' نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی نذر بھیجی تھی۔ آج پانچواں دن ھے کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کا خط مقام اِلہ‌آباد سے بہ سبیل ڈاک آیا۔ وھی کاغذ افشانی، وھی القاب قدیم، کتاب کی تعریف، عبارت کی تحسین، مہربانی کے کلمات۔ کبھی تم کو خدا یہاں لائے گا تو اوس کی زیارت کرنا۔ پنسن کے ملنے کا بھی حکم آج کل آیا چاھتا ھے اور یہ بھی توقع پڑی ھے کہ گورنر جنرل بہادر کے ھاں سے بھی کتاب کی تحسین اور عنایت کے مضامین کی تحریر آ جائے۔

میرن صاحب کو سلام پہلے لکھ چکا ھوں۔ میر سرفراز حسین اور میر نصیرالدین کو دعا کہہ دینا اور یہ خط دکھا دینا۔

[۲۷ مارچ ۱۸۵۹ع]

۱۵

[۲۹۷] مار ڈالا یار، تیری جواب طلبی نے۔ اِس چرخ کج‌رفتار کا برا ھو۔ ھم نے اِس کا کیا بگاڑا تھا؟ ملک و مال و جاہ و جلال کچھ نہیں رکھتے تھے۔ ایک گوشہ و توشہ تھا۔ چند مفلس و بےنوا ایک جگہ فراھم ھو کر کچھ ھنس بول لیتے تھے۔

سو بھی نہ تو، کوئی دم، دیکھ سکا، اے فلک!

اور تو یاں کچھ نہ تھا، ایک مگر دیکھنا۔

یاد رھے، یہ شعر خواجہ ''میر درد'' کا ھے۔ کل سے مجھ کو ''میکش'' بہت یاد آتا ھے۔ سو صاحب، اب تم ھی بتاؤ کہ میں تم کو کیا لکھوں؟ وہ صحبتیں اور تقریریں جو یاد کرتے ھو، اور تو کچھ بن نہیں آتی؛ مجھ سے خط

۱۔ ع: ''یہاں کا، بھائی، نقشا''۔

پر خط لکھواتے ہو۔ آنسوؤں پیاس نہیں بجھتی۔ یہ تحریر تلافی اوس تقریر کی[1] نہیں کر سکتی۔ بہر حال، کچھ لکھتا ہوں۔ دیکھو، کیا لکھتا ہوں!

سنو، پنسن کی رپوٹ کا ابھی کچھ حال نہیں معلوم۔ دیر آید درست آید۔

بھئی، میں تم سے بہت آزردہ ہوں۔ میرن صاحب کی تندرستی کے بیان میں نہ اظہار مسرت، نہ مجھ کو تہنیت؛ بلکہ اِس طرح سے لکھا ہے کہ گویا اون کا تندرست ہونا تم کو ناگوار ہوا ہے۔ لکھتے ہو کہ میرن صاحب ویسے ہی ہو گئے جیسے آگے تھے؛ اچھلتے، کودتے پھوتے ہیں۔ اِس کے یہ معنے کہ: ہے ہے، کیا غضب ہوا کہ یہ کیوں اچھے ہو گئے؟ یہ باتیں تمھاری ہم کو پسند نہیں آتیں۔ تم نے "میر" کا وہ مقطع سنا ہوگا؛ بہ تغیر الفاظ لکھتا ہوں:

کیوں نہ "میرن" کو مغتنم جانوں؟ دلی والوں میں اِک بچا ہے یہ۔

میر تقی کا مقطع یوں ہے:

"میر" کو کیوں نہ مغتنم جانیں؟ اگلے لوگوں میں اِک رہا ہے یہ۔

"میر" کی جگہ "میرن" اور "رہا" کی جگہ "بچا"۔ کیا اچھا تصرف ہے!

ارے میاں! تم نے کچھ اور بھی سنا؟ کل یوسف مرزا کا خط لکھنؤ سے آیا۔ وہ لکھتا ہے کہ نصیر خاں عرف نواب جان والد اون کا دائم الحبس ہو گیا۔ حیران ہوں کہ یہ کیا آفت آئی۔ یوسف مرزا تو جھوٹ کاہے کو لکھے گا۔ خدا کرے، اوس نے جھوٹ سنا ہو۔

لو بھئی، اب تم چاھو بیٹھے رہو، چاھو جاؤ اپنے گھر؛[2] میں تو روٹی کھانے جاتا ہوں۔ اندر باہر سب روزہ دار ہیں؛ یہاں تک کہ بڑا لڑکا باقر علی خاں بھی۔ صرف ایک میں اور ایک میرا پیارا بیٹا حسین علی خاں، یہ ہم روزہ خوار ہیں۔ وہی حسین علی خاں جس کا روزمرا ہے: "کھلونے منگا دو"، "میں بھی بجار[3] جاؤں گا"۔

میر سرفراز حسین کو دعا کہنا اور یہ خط اون کو ضرور سنا دینا۔ برخوردار میر نصیرالدین کو دعا پہنچے۔

[اپریل ۱۸۵۹ع]

۱۔ م اور م: "کا" (ا) ۲۔ م: "چاھو اپنے گھر جاؤ"۔ ۳۔ یعنی "بازار"۔

۱۹

[۲۹۸] برخوردار کامگار میر مہدی،

قطعہ تم نے دیکھا؟ سچ مچ میرا حلیہ ہے - واہ، اب کیا شاعری رہ گئی ہے! جس وقت میں نے یہ قطعہ وہاں کے بھیجنے کے واسطے لکھا، ارادہ تھا کہ خط بھی لکھوں - لڑکوں نے ستایا کہ: دادا جان چلو، کھانا تیار ہے، ہمیں بھوک لگی ہے - تین خط اور لکھے ہوئے رکھے تھے - میں نے کہا کہ اب کیوں لکھوں - اوسی کاغذ کو لفافے میں رکھ کر، ٹکٹ لگا، سرنامہ لکھ، کلیان کے حوالے کر، گھر میں چلا گیا؛ اور ہاں، ایک چھیڑ بھی تھی کہ دیکھوں میرا میر مہدی خفا ہو کر کیا باتیں بناتا ہے - سو وہی ہوا - تم نے جلے پھپھولے پھوڑے - لو اب بتاؤ، خط لکھنے بیٹھا ہوں - کیا لکھوں؟ یہاں کا حال، زبانی میرن صاحب کے، سن لیا ہوگا؛ مگر وہ، جو کچھ تم نے سنا ہوگا، بے اصل باتیں ہیں- پنسن کا مقدمہ کلکتے میں نواب گورنر جنرل بہادر کے پیش نظر؛ یہاں کے حاکم نے اگر ایک روبکاری لکھ کر اپنے دفتر میں رکھ چھوڑی، میرا اوس میں کیا ضرر -

یہاں تک لکھ چکا تھا کہ دو ایک آدمی آ گئے - دن بھی تھوڑا رہ گیا - میں نے بکس بند کیا - باہر تختوں پر آ بیٹھا - شام ہوئی؛ چراغ روشن ہوا - منشی سید احمد حسین سرہانے کی طرف مونڈھے پر بیٹھے ہیں- میں پلنگ پر لیٹا ہوا ہوں، کہ ناگاہ چشم و چراغ دودمانِ علم و یقین سید نصیرالدین آیا؛ ایک کوزا ہاتھ میں اور ایک آدمی ساتھ، اوس کے سر پر ایک ٹوکرا، اوس پر گھاس ہری بچھی ہوئی- میں نے کہا: اھا ھا ھا! سلطان العلما مولانا سرفراز حسین دہلوی نے دوبارہ رسد بھیجی ہے- بارے، معلوم ہوا کہ وہ نہیں ہے؛ یہ کچھ اور ہے- فیضِ خاص نہیں، لطف عام ہے- شراب نہیں، آم ہے- خیر، یہ عطیہ بھی بےخلل ہے بلکہ نعم البدل ہے- ایک ایک آم کو ایک ایک سر بہ مہر گلاس سمجھا لکور سے[۱] بھرا ہوا؛ مگر واہ، کس حکمت سے بھرا ہے کہ پیدنستھ گلاس میں سے ایک قطرہ نہیں گرا ہے! میاں کہتا تھا کہ یہ اسّی تھے -

۱- م: "بادۂ انگوری سے" - ["لکور" یعنی liqueur، تلفظ: "لیکیور" - م - ص]

پلندرہ بگڑ گئے بلکہ سڑ گئے۔ تا اون کی برائی اوروں میں سرایت نہ کرے، ٹوکرے میں سے پھینک دیے۔ میں نے کہا : بھائی، یہ کیا کم ہے؟ مگر میں تمھاری تکلیف اور تکلّف سے خوش نہیں ہوا۔ تمھارے پاس روپیہ کہاں جو تم نے آم خریدے؟ خانہ آباد دولت زیادہ۔

لکور ایک انگریزی شراب ہوتی ہے؛ قوام کی بہت لطیف اور رنگت کی بہت خوب اور طعم کی ایسی میٹھی جیسا قند کا قوام پتلا۔ دیکھو، اِس لغت کے معنی کسی فرہنگ میں نہ پاؤ گے۔ ہاں، فرہنگ سرور[ی] میں ہو تو ہو۔

''مجتہد العصر'' اور حکیم میر اشرف علی کو، کہ وہ اون کے علم کی کنجی ہیں اور تکے تکے کی کتابیں چالیس پچاس روپئے کو لے گئے ہیں، میری دعا کہہ دینا۔

[۱۸۵۹ع]

۱۷*

بھائی، [۲۹۹]

تم تو لڑکوں کی سی باتیں کرتے ہو۔ جو ماجرا میں نے سنا تھا وہ البتہ موجب تشویش تھا۔ تمھاری تحریر سے وہ تشویش رفع ہو گئی۔ پھر تم کیوں ہائے واویلا کرتے ہو؟ اوپر کا حاکم موافق ہے؛ ماتحت کا حاکم جو مخالف تھا سو گیا۔ پھر کیا قصہ ہے؟

''قاطع برہان'' کے مسودے سب میں نے پھاڑ ڈالے، اِس واسطے کہ ہر نظر میں اوس کی صورت بدلتی گئی؛ وہ تحریر بالکل مغشوش ہو گئی۔ ہاں، اوس کی نقلیں صاف، کہ جس میں کسی طرح کی غلطی نہیں، نواب صاحب نے کر لی ہیں: ایک میرے واسطے، ایک بھائی ضیاءالدین خاں کے واسطے۔ میری ملک کی جو کتاب ہے اوس کی جلد بندھ جائے تو بطریق مستعار بھیج دوں گا۔ تم اوس کی نقل لے کر میری کتاب مجھ کو پھیر دینا۔ اور یہ امر بعد محرم واقع ہوگا۔ مگر یاد رہے کہ جو صاحب اِس کو دیکھیں گے وہ ہرگز

* خط کے شروع کی سطریں ''اِنتخاب'' میں سے لی گئی ہیں۔ م حصہ ۲ میں خط کا آغاز یوں ہے: ''بھائی کیا پوچھتے ہو کیا لکھوں قاطع برہان کے مسودے......''

نہ سمجھیں گے؛ صرف ''برہان قاطع'' کے نام پر جان دیں گے - کئی باتیں جس شخص میں جمع ہوں گی وہ اوس کو مانے گا: پہلے تو، عالم ہو - دوسرے، فن لغت کو جانتا ہو - تیسرے، فارسی کا علم خوب ہو اور اِس زبان سے اوس کو لگاو ہو - اساتذۂ سلف کا کلام بہت کچھ دیکھا ہو، اور کچھ یاد بھی ہو - چوتھے، منصف ہو، ہٹ‌دھرم نہ ہو - پانچویں، طبع سلیم و ذہن مستقیم رکھتا ہو؛ معوج‌الذہن اور کج‌فہم نہ ہو - نہ یہ پانچ باتیں کسی میں جمع ہوں گی اور نہ کوئی میری محنت کی داد دے گا -

''فہمایش'' کا لفظ میاں بدھا ولد میاں جما اور لالہ گنیشی داس ولد لالہ بھیروں ناتھ کا گھڑا ہوا ہے - میری زبان سے کبھی تم نے سنا ہے؟ اب تفصیل سنو: امر کے صیغے کے آگے شین آتا ہے، تو وہ امر معنی مصدری دیتا ہے اور اِس کو حاصل بالمصدر کہتے ہیں - ''سوختن'' مصدر، ''سوزد'' مضارع، ''سوز'' امر، ''سوزش'' حاصل بالمصدر - اِسی طرح ہیں: ''خواہش'' و ''کاہش'' و ''گزارش'' و ''گدازش'' و ''آرایش'' و ''پیرایش'' و ''فرمایش''- ''فہمیدن'' فارسی الاصل نہیں ہے، مصدر جعلی ہے؛ ''فہم'' لفظ عربی الاصل ہے؛ ''طلب'' لفظ عربی الاصل ہے- اِن کو موافق قاعدۂ تفریس ''فہمیدن'' و ''طلبیدن'' کر لیا ہے - اور اِس قاعدے میں یہ کلیہ ہے کہ لغت اصلی عربی آخر کو امر بن جاتا ہے - ''فہم'' یعنی ''یفہم''، ''سمجھ'' - ''طلب'' یعنی ''یطلب''، ''مانگ'' - ''فہمد'' مضارع بنا؛ ''طلبد'' مضارع بنا - خیر، یہ فرض کیجیے کہ جب ہم نے مصدر اور مضارع اور امر بنایا تو اب حاصل بالمصدر کیوں نہ بنائیں - سنو، حاصل بالمصدر ''فہمش اور ''طلبش'' چاہیے - ''فہم'' تھا صیغۂ امر، ''فہمد'' میں سے نکلا تھا؛ الف اور یے کہاں سے لایا؟ ''فہمائے'' تو نہیں، جو ''فہمایش'' درست ہو - کہیں ''فرمایش'' کو اِس کا نظیر گمان نہ کرنا - وہ مصدر اصلی فارسی ''فرمودن'' ہے؛ ''فرماید'' مضارع، ''فرمائے'' امر، حاصل مصدر: ''فرمایش'' - زیادہ زیادہ -[۱]

پہلے حکیم میر اشرف علی کو دعا اور بیٹا پیدا ہونے کی مبارکباد - میاں،

۱- ''زیادہ زیادہ'' اِنتخاب میں ہے؛ اور اِسی پر خط ختم ہے -

میں نے رات کو اپنے عالم سرخوشی میں تاریخی نام کا خیال کیا۔ ''میر کاظم دین'' کے بارہ سو پچھتر ہوتے ہیں۔ لیکن یہ اِسم بھی مانند لفظ ''فہمایش'' ٹکسال سے باہر ہے۔
[جولائی ۱۸۵۹ء]

۱۸

میری جان، [۳۰۰]

تم کو تو بیکاری میں خط لکھنے کا ایک شغل ہے۔ قلم دوات لے بیٹھے؛ اگر خط پہنچا ہے تو جواب، ورنہ شکوہ و شکایت و عتاب و خطاب لکھنے لگے۔

کل حکیم میر اشرف علی آئے تھے؛ سر منڈوا ڈالا ہے۔ ''محلّقین رؤسکم'' پر عمل کیا ہے۔ میں نے کہا کہ سر منڈوایا ہے تو داڑھی رکھو۔ کہنے لگے: ''دامن از کجا آرم، کہ جامہ ندارم''۔ واللہ، اون کی صورت قابل دیکھنے کے ہے۔ کہتے تھے کہ میر احمد علی صاحب آ گئے اور بحال و برقرار رہے۔ خدا کا شکر بجا لایا؛ کبھی تو ایسا بھی ہو کہ کسی عزیز کی اچھی خبر سنی جائے۔ میرا سلام کہنا اور مبارکباد دینا۔ خبردار! بھول نہ جائیو۔

تمھاری شکایتھاے بیجا کا جواب یہ ہے کہ تم نے جو خط مجھ کو پانی پت سے بھیجا تھا اور کرنال کی روانگی کی اِطلاع دی تھی؛ میں نے تجویز کر لیا تھا کہ جب کرنال سے خط آئے گا تو میں جواب لکھوں گا۔ آج شنبہ، ۱۵ اکتوبر، صبح کا وقت۔ ابھی کھانا پکا بھی نہیں؛ تبرید پی کر بیٹھا تھا، کہ تمھارا خط آیا اور پڑھا اور یہ جواب لکھا۔ کلیان بیمار ہے، ایاز کو خط دے کر ڈاک گھر روانا کیا۔ بولو، تمھارا گلہ بیجا یا بجا؟ بھائی گلہ کرو تو اپنے سے کرو؛ تم نے کرنال پہنچ کر خط لکھنے میں کیوں دیر کی؟ اور ہاں، یہ کیا سبب ہے کہ بہت دن سے میر نصیرالدین کا نام تمھارے قلم سے نہیں نکلتا؟ نہ اون کی خیر و عافیت، نہ اون کی بندگی۔ اگر وہ مجھ سے خفا ہیں تو اون کی بندگی نہ لکھئے؛ خیر و عافیت تو لکھئے۔ یہ باتیں اچھی نہیں۔

میرن صاحب کے باب میں حیران ہوں۔ تنہا تمھارے ساتھ گئے ہیں۔ والدہ اون کی پانی پت میں ہیں۔ وہاں کوئی مکان لے کر والدہ کو وہیں بلائیں گے یا خود بعد چند روز کے یہاں آ جائیں گے؟ یہ دو باتیں جواب طلب

ہیں - میر نصیرالدین کی بندگی نہ لکھنے کا سبب اور میرن صاحب کی بود و باش کی حقیقت لکھو - رہا' میرا پنسن؛ اوس کا ذکر نہ کرو - اگر ملے گا تو تم کو اِطلاع دی جائے گی - شہر کی آبادی کا چرچا ہوا - کرائے کو مکان ملنے لگے - چار پانسو گھر آباد ہوئے تھے کہ پھر وہ قاعدہ مٹ گیا - اب خدا جانے' کیا دستور جاری ہوا ہے؛ آیندہ کیا ہوگا ؟

سلطان العلما مجتہد العصر مولوی سید سرفراز حسین کو اگرچہ' نظر اون کے مدارج علم و عمل پر' بندگی چاہیے؛ مگر خیر' میں عزیزداری و یگانگی کی راہ سے دعا لکھتا ہوں- میرن صاحب کو دعا اور بعد دعا بہت سا پیار - میر نصیرالدین کو دعا - زیادہ کیا لکھوں -

[۱۵ اکتوبر ۱۸۵۹ع]

۱۹

[۱۰۳] بھائی'

نہ کاغذ ہے' نہ ٹکٹ ہے - اگلے لفافوں میں سے ایک بیرنگ لفافہ پڑا ہے؛ کتاب میں سے یہ کاغذ پھاڑ کر' تم کو خط لکھتا ہوں اور بیرنگ لفافے میں لپیٹ کر بھیجتا ہوں - غمگین نہ ہونا - کل شام کو کچھ فتوح کہیں سے پہنچ گئی ہے؛ آج کاغذ و ٹکٹ منگا لوں گا - سہشنبہ' ۸ نومبر؛ صبح کا وقت ہے' جس کو عوام بڑی فجر کہتے ہیں - پرسوں تمھارا خط آیا تھا - آج جی چاہا کہ ابھی تم کو خط لکھوں - اِس واسطے یہ چند سطریں لکھیں -

برخوردار میر نصیرالدین پر اون کی بیٹی کا قدم مبارک ہو - نام تاریخی تو مجھ سے ڈھونڈھا نہ جائے گا - ہاں' "عظیم‌النساء بیگم" نام اچھا ہے کہ اِس میں ایک رعایت ہے شاہ محمد عظیم صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ کے نام کی - "مجتہد العصر" کو میری دعا کہنا - تم کو کیا ہوا ہے کہ تم اون کو اپنا چھوٹا بھائی جان کر "مجتہد العصر" نہیں لکھا کرتے؟ یہ بے ادبی اچھی نہیں- میرن صاحب کو بہت بہت دعا کہنا اور میری طرف سے پیار کرنا -

شہر کا حال' میں کیا جانوں کیا ہے ؟ "پون توٹی"[۱] کوئی چیز ہے؛ وہ' جاری ہو گئی ہے - سوائے اناج اور اوپلے کے کوئی چیز ایسی نہیں جس پر

۱- [اِس کی اصل ہے: town duty یعنی "چنگی"- م- س-]

محصول نہ لگا ہو - جامع مسجد کے گرد پچیس پچیس فٹ گول میدان نکلے گا - دکانیں، حویلیاں ڈھائی جائیں گی- "دار البقا" فنا ہو جائے گی - رہے نام اللّٰہ کا ! خان چند کا کوچہ "شاہ بولا کے بڑ" تک ڈھیے گا - دونوں طرف سے پھاوڑا چل رہا ہے- باقی خیر و عافیت ہے - حاکم اکبر کی آمد آمد سن رہے ہیں- دیکھیے، دلی آئیں یا نہیں- آئیں، تو دربار کریں یا نہیں- دربار کریں، تو میں گنہگار بلایا جاؤں یا نہیں- بلایا جاؤں، تو خلعت پاؤں یا نہیں - پنسن کا تو، نہ کہیں ذکر ہے، نہ کسی کو خبر ہے -

سہ‌شنبہ، ۸ نومبر سنہ ۱۸۵۹ع -

غالب -

۲۰

میری جان، [۳۰۲]

تو کیا کہہ رہا ہے؟ بنیے سے سیانا، سو دیوانا - صبر و تسلیم و توکل و رضا، شیوہ صوفیہ کا ہے- مجھ سے زیادہ اِس کو کون سمجھے گا، جو تم مجھ کو سمجھاتے ہو؟ کیا میں یہ جانتا ہوں کہ اِن لڑکوں کی پرورش میں کرتا ہوں؟ آستغفر اللہ؛ لا مؤثر فی الوجود اِلا اللہ- یا تم یہ سمجھے ہو کہ میں شیخ چلّی کی طرح سے یہ خیال باندھتا ہوں کہ مرغی مول لوں گا اور اوس کے انڈے بچے بیچ کر بکری خریدوں گا اور پھر کیا کروں گا اور آخر کیا ہوگا - بھائی، یہ تو میں نے اپنا راز دل تم سے کہا تھا کہ آرزو یوں تھی اور اب وہ نقش باطل ہو گیا- ایک حسرت کا بیان تھا، نہ خواهش کا - دیکھا اِس پنسنِ قدیم کا حال؟ میں تو اِس سے ھات دھوئے بیٹھا ہوں؛ لیکن جب تک جواب نہ پاؤں کہیں اور کیوں کر چلا جاؤں؟ حاکمِ اکبر کے آنے کی خبر گرم ہے - دیکھیے کب آئے - آئے، تو مجھے بھی دربار میں بلائے یا نہ بلائے - خلعت ملے یا نہ ملے - اِس پیچ میں ایک اور پیچ آ پڑا ہے - اوس کو دیکھ لوں؛ اور پھر صرف اوسی کا اِنتظار نہیں - اِس مرحلے کے طے ہونے کے بعد پنسن کے ملنے نہ ملنے کا تردد بدستور رہے گا - سبک‌سیر کیوں‌کر بن جاؤں، کہ یہ سب اُمور ملتوی چھوڑ کر نکل جاؤں؟ پنسن جاری ہوئے پر بھی تو سوا رام‌پور کے کہیں ٹھکانا نہیں ہے- وہاں تو جاؤں اور ضرور جاؤں- تین برس ثبات قدم اِختیار کیا؛ اب، انجام کار میں،

اِضطراب کی کیا وجہ؟ چپکے ہو رہو اور مجھ کو کسی عالم میں غمگین اور مضطر گمان نہ کرو - ہر وقت میں جیسا مناسب ہوتا ہے ویسا عمل میں آتا ہے -

صاحب، یہ میرن صاحب نے جو دو سطریں دستخطِ خاص سے لکھی تھیں؛ واللّٰہ، میں کچھ نہیں سمجھا کہ یہ کس مقدمے کا ذکر ہے -

۲۱*

[۳۰۳] بھائی،

کیا پوچھتے ہو؟ کیا لکھوں؟ دلی کی ہستی منحصر کئی ہنگاموں پر تھی: قلعہ، چاندنی چوک، ہرروزہ بازار مسجدِ جامع کا، ہر ہفتے سیر جمنا کے پل کی، ہر سال میلا پھول والوں کا - یہ پانچوں باتیں اب نہیں - پھر کہو: دلی کہاں؟ ہاں، کوئی شہر قلمرو ہند میں اِس نام کا تھا-

نواب گورنر جنرل بہادر ۱۵ دسمبر کو یہاں داخل ہوں گے- دیکھیے کہاں اوترتے ہیں اور کیوں‌کر دربار کرتے ہیں؟ آگے کے درباروں میں سات جاگیردار تھے، کہ اون کا الگ الگ دربار ہوتا تھا: جھجر، بہادر گڑھ، بلّب گڑھ، فرخ نگر، دوجانہ، پاتودی، لوہارو - چار معدوم محض ہیں- جو باقی رہے اوس میں سے دوجانہ و لوہارو تحت حکومت ہانسیِ حصار، پاتودی حاضر- اگر ہانسی حصار کا کمشنر اون دونوں کو یہاں لے آیا، تو تین رئیس، ورنہ ایک رئیس؛ بس - رہے دربار عام والے مہاجن لوگ؛ سب موجود - اہلِ اِسلام میں سے صرف تین آدمی باقی ہیں : میرٹھ میں مصطفیٰ خاں، ''سلطان جی'' میں مولوی صدرالدین، بلی‌ماروں میں سگِ دنیا موسوم بہ ''اسد'' - تینوں مردود و مطرود، محروم و مغموم :

توڑ بیٹھے جبکہ ہم جام و سبو، پھر ہم کو کیا ؟
آسماں سے بادۂ گلفام گر برسا کرے -

تم آتے ہو، چلے آؤ - جاں نثار خاں کے چھتّے کی سڑک، خان‌چند کے کوچے کی سڑک، دیکھ جاؤ - بولاقی بیگم کے کوچے کا ڈھینا، جامع مسجد کے گرد ستر ستر گز گول میدان نکلنا، سن جاؤ - ''غالبِ'' افسردہ‌دل کو دیکھ جاؤ- چلے جاؤ -

* اِس کا اور اگلے خط کا متن ''اِنتخاب'' پر مبنی ہے -

"مجتہد العصر" میر سرفراز حسین کو دعا - "حکیم الملک" حکیم میر اشرف علی کو دعا - "قطب الملک" میر نصیرالدین کو دعا- "یوسف ہند" میر افضل علی کو دعا -

مرقومۂ صبح جمعہ، ۲ جمادی الاول،

۲ دسمبر سال حال [۱۲۸۹ھ/۱۸۵۹ع]

۲۲

[۳۰۴] بے مے نکند در کفِ من خامہ روانی
سرد است ہوا، آتشِ بےدودا! کجائی؟

میر مہدی،

صبح کا وقت ہے - جاڑا خوب پڑ رہا ہے، انگیٹھی سامنے رکھی ہوئی ہے- دو حرف لکھتا ہوں، آگ تاپتا جاتا ہوں - آگ میں گرمی سہی؛ مگر ہائے، وہ آتش سیال کہاں، کہ جب دو جرعے پی لیے، فوراً رگ و پے میں دوڑ گئی، دل توانا ہو گیا، دماغ روشن ہو گیا، نفس ناطقہ کو تواجد بہم پہنچا - ساقیِ کوثر کا بندہ اور تشنہ لب! ہائے غضب! ہائے غضب! [۱]

میاں، تم "پنسن، پنسن" کیا کر رہے ہو؟ گورنر جنرل کہاں اور پنسن کہاں! ڈپٹی کمشنر، صاحب کمشنر، لفٹنٹ گورنر بہادر؛ جب اِن تینوں نے جواب دیا ہو، تو اوس کا مرافعہ گورمنٹ میں کروں - مجھے تو دربار و خلعت کے لالے پڑے ہیں؛ تم کو پنسن کی فکر ہے- یہاں کے حاکم نے میرا نام دربار کی فرد میں نہیں لکھا - میں نے اِس کا اپیل لفٹنٹ گورنر کے ہاں کیا ہے - دیکھیے، کیا جواب آتا ہے-

بہر حال جو کچھ ہو گا، تم کو لکھا جائے گا -

اجی، وہ "یوسفِ ہند" نہ سہی؛ "یوسفِ دہر" سہی، "یوسفِ عصر" سہی، "یوسفِ ہفت کشور" سہی؛ اون کی زلیخا نے ستم برپا کر رکھا ہے - مجھے تو خبر نہیں، کہیں حضرت کہہ گئے ہیں کہ میں ساڑھے سات روپیہ مہینا بھیجے جاؤں گا - اب اوس کا تقاضا ہے - رحیم بخش روز آتا ہے اور کہتا ہے کہ پھوپھا جان کو لکھو کہ پھوپی جان بھوکی مرتی ہیں؛ خرچ جلد بھیجو، ورنہ نالش

۱- "اِنتخاب" میں "ساقی......غضب" نہیں ہے -

کی جائے گی اور تم کو گواہ قرار دیا جائے گا - بہر حال میرن صاحب کو یہ عبارت پڑھوا دینا -

میر سرفراز حسین کو دعا - میر نصیر الدین کو دعا - حکیم میر اشرف علی کو دعا - "یوسفِ ہفت کشور" کو دعا -

سہ شنبہ، ۱۳ دسمبر سنہ ۱۸۵۹ع -

۲۳

[۳۰۵] میاں لڑکے،

کہاں پھر رہے ہو؟ اِدھر آؤ، خبریں سنو - دربار لارڈ صاحب کا میرٹھ میں ہوا - دلی کے علاقے کے جاگیر دار، بموجب حکم کمشنر دہلی، میرٹھ گئے؛ موافق دستور قدیم مل آئے - غرض کہ پنجشنبہ، ۲۹ دسمبر کو پہر دن چڑھے لارڈ صاحب یہاں پہنچے - کابلی دروازے کی فصیل کے تلے ڈیرے ہوئے - اوسی وقت، توپوں کی آواز سنتے ہی، میں سوار ہو کر گیا- میر منشی سے ملا؛ اُن کے خیمے میں بیٹھ کر صاحب سکرتر کو خبر کروائی - جواب آیا کہ فرصت نہیں - یہ جواب سن کر، نومیدی کی پوٹ باندھ کر لے آیا - ہرچند پنسن کے باب میں ہنوز لا و نعم نہیں، مگر کچھ فکر کر رہا ہوں- دیکھوں، کیا ہوتا ہے- لارڈ صاحب کل یا پرسوں جانے والے ہیں - یہاں کچھ کلام و پیام نہیں ممکن- تحریر ڈاک میں بھیجی جائے گی؛ دیکھیے، کیا صورت پیش آئے گی-

مسلمانوں کی آملاک کی واگزاشت کا حکم عام ہوگیا ہے - جن کو کرائے پر ملی ہے اون کو کرایہ معاف ہوگیا ہے- آج یکشنبہ، یکم جنوری سنہ ۱۸۶۰ع ہے ؛ پہر دن چڑھا ہے کہ یہ خط تم کو لکھا ہے - اگر مناسب جانو؛ تو آؤ، اپنی آملاک پر قبضہ پاؤ - چاہو یہیں رہو، چاہو پھر چلے جاؤ -

میر سرفراز حسین، میر نصیرالدین، میرن صاحب کو میری دعائیں کہنا اور حکیم میر اشرف علی کو بعد دعا کے یہ کہہ دینا کہ وہ حبوب جو تم نے مجھ کو دی تھیں اون کا نسخہ جلد لکھ کر بھیج دو - اللّٰہ موجود، ماسوی معدوم -

[یکم جنوری ۱۸۶۰ع]

اپنی مرگ کا طالب، غالب -

۲۴*

اھا ھا ! میرا پیارا میر مہدی آیا - آؤ بھائی' مزاج تو اچھا ھے ؟ [۳۰۶]
بیٹھو' یه رامپور ھے' دار السرور ھے؛ جو لطف یہاں ھے وہ اور کہاں ھے؟ پانی' سبحان اللّٰہ ! شہر سے تین سو قدم پر ایک دریا ھے اور کوسی اوس کا نام ھے - بےشبہہ چشمۂ آب حیات کی کوئی سوت اوس میں ملی ھے - خیر' اگر یوں بھی ھے تو' بھائی' آب حیات عمر بڑھاتا ھے' لیکن اِتنا شیریں کہاں ھوگا؟

تمھارا خط پہنچا - تردد عبث' میرا مکان ڈاک گھر کے قریب اور ڈاک منشی میرا دوست ھے؛ نه عرف لکھنے کی حاجت' نه محلے کی حاجت - بے وسواس خط بھیج دیا کیجیے اور جواب لیا کیجیے - یہاں کا حال سب طرح خوب ھے اور صحبت مرغوب ھے - اِس وقت تک مہمان ھوں - دیکھوں' کیا ھوتا ھے - تعظیم و توقیر میں کوئی دقیقه فروگذاشت نہیں ھے - لڑکے دونوں میرے ساتھ آئے ھیں - اِس وقت اِس سے زیادہ نہیں لکھ سکتا -

[فروری ۱۸۶۰ع]

۲۵

میر مہدی' [۳۰۷]

تم میرے عادات کو بھول گئے؟ ماہ مبارک رمضان میں کبھی مسجد جامع کی تراویح ناغه ھوئی ھے؟ میں اِس مہینے میں رامپور کیوں کر رھتا ؟ نواب صاحب مانع رھے اور بہت منع کرتے رھے' برسات کے آموں کا لالچ دیتے رھے؛ مگر' بھائی' میں ایسے انداز سے چلا کہ چاندرات کے دن یہاں آ پہنچا - یکشنبے کو غرۂ ماہ مقدس ھوا' اوسی دن سے ھر صبح کو حامد علی خاں کی مسجد میں جاکر جناب مولوی جعفر علی صاحب سے قرآن سنتا ھوں؛ شب کو مسجد جامع جاکر نماز تراویح پڑھتا ھوں - کبھی جو جی میں آتی ھے تو وقت صوم "مہتاب باغ" میں جاکر روزہ کھولتا ھوں اور سرد پانی پیتا ھوں - واہ واہ ! کیا اچھی طرح عمر بسر ھوتی ھے !

اب' اصل حقیقت سنو ؛ لڑکوں کو ساتھ لے گیا تھا' وھاں اونھوں نے میرا ناک میں دم کر دیا - تنہا بھیج دینے میں وھم آیا کہ خدا جانے' اگر کوئی

* م میں یہ' خط ۳۲۶ کا اخیر حصه ھے مگر م میں ایک الگ خط ھے -

*۲۷

[۳۰۹] جان غالب'

اب کے ایسا بیمار ہوگیا تھا کہ مجھ کو خود افسوس تھا - پانچویں دن غذا کھائی ؛ اب اچھا ہوں' تندرست ہوں - ذی‌الحجہ سنہ ۱۲۷۶ تک کچھ کھٹکا نہیں ہے - محرم کی پہلی تاریخ سے اللہ مالک ہے - میر نصیرالدین آئے کئی بار' مگر میں نے اون کو دیکھا نہیں - اب کے بار درد میں مجھ کو غفلت بہت رہی ؛ اکثر احباب کے آنے کی خبر نہیں ہوئی - جب سے اچھا ہوا ہوں سید صاحب نہیں آئے -

تمھاری آنکھوں کے غبار کی وجہ یہ ہے کہ جو مکان دلی میں ڈھائے گئے اور جہاں جہاں سڑکیں نکلیں' جتنی گرد اوڑی اوس کو آپ نے از راہ محبت اپنی آنکھوں میں جگہ دی- بہر حال' اچھے ہو جاؤ اور جلد آؤ- "مجتہدالعصر" میر سرفراز حسین کا خط آیا تھا - میں نے میرن صاحب کی آزردگی کے خوف سے اوس کا جواب نہیں لکھا - یہ رقعہ اون دونوں صاحبوں کو پڑھا دینا تاکہ میر سرفراز حسین صاحب اپنے خط کی رسید سے مطلع ہو جائیں اور میرن صاحب میرے پاس اُلفت پر اِطلاع پائیں -

چہار شنبہ' ۶ جون سنہ ۱۸۶۰ع -

۲۸

[۳۱۰] میاں'

تمھارے خط کا جواب منحصر تین باتوں پر ہے - دو کا جواب لکھتا ہوں' تیسری بات کا جواب تم بتاؤ کہ تمھیں کیا لکھوں؟ پہلی بات : میاں محمد افضل تصویر لےگئے - اب وہ تصویر کھینچا کریں اور تم اِنتظار - دوسری بات : میر نصیرالدین آئے اور اِن تینوں صاحبوں کا جیند کے جانے کا حال مفصل معلوم ہوا - حق تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم فرمائے - تیسری بات : میرن صاحب کو' جب تک تم نہ کہو' میں دلی نہ بلاؤں - گویا اون کے عاشق تمھیں ہو' میں نہیں - بھائی' ہوش میں آؤ' غور کرو - یہ مقدور مجھ میں نہیں کہ اون کو یہاں بلا کر ایک الگ مکان رہنے کو دوں؛ اور اگر زیادہ نہ ہو' تو تیس

* اِس خط کا متن "اِنتخاب" پر مبنی ہے -

روپیہ مہینا مقرر کروں کہ بھائی یہ لو اور دریبہ اور چاوڑی اور اجمیری دروازے کا بازار اور لاھوری دروازے کا بازار ناپتے پھرو اور اُردو بازار اور خاص بازار اور بلاقی بیگم کا کوچہ اور خان دوران خاں کی حویلی کے کھنڈر گنتے پھرو - اے میر مہدی، تو در ماندہ و عاجز پانی پت میں پڑا رھے؛ میرن صاحب وھاں پڑے ھوے دلّی دیکھنے کو ترسا کریں؛ سرفراز حسین نوکری ڈھونڈھتا پھرے؛ اور میں اِن غمہاے جانگداز کی تاب لاؤں - مقدور ھوتا تو دکھا دیتا کہ میں نے کیا کیا -

اے بسا آرزو، کہ خاک شدہ!

اللّٰہ ! اللّٰہ ! اللّٰہ !

سہ شنبہ، ۴ جمادی الثانی، ۱۸ دسمبر [۱۲۷۷ھ م ۱۸۶۰ع]

۲۹

میاں، [۳۱۱]

تمھاری تحریر کا جواب یہ ھے کہ وہ تصویر جو میں نے میاں محمد افضل کو دی تھی وہ اونھوں نے واپس دی اور اوس کی نقل کے باب میں یہ کہا کہ ابھی تیار نہیں ھے - جب وہ تیار ھو جائے گی میں اون کو روپیہ دے کر لے لوں گا - خاطر جمع رکھو -

پنسن سراسر سب کو ششماھی ملنے کا حکم ھو گیا - ھر مہینے میں سودی لو اور کھاؤ - کشمیری کٹرا بگڑ گیا - ھاے! وہ اونچے اونچے در، اور وہ بڑی بڑی کوٹھریاں دورویہ، نظر نہیں آتیں کہ کیا ھوئیں - آھنی سڑک کا آنا اور اوس کے رھگزر کا صاف ھونا ھنوز ملتوی ھے - چار دن سے پروا ھوا چلتی ھے- ابر آتے ھیں مگر صرف چھڑکاو ھوتا ھے؛ مینھ نہیں برستا - گیھوں، چنا، باجرا، تینوں اناج ایک بھاو ھیں: نو سیر، ساڑھے نو سیر -

میر سرفراز حسین اور میرن صاحب کو میں اچھی طرح نہیں سمجھا کہ جیند میں ھیں یا یہاں ھیں - میر نصیرالدین دو بار میرے پاس آئے؛ اب مجھ کو نہیں معلوم کہ وہ کہاں ھیں - قاسم علی خان "قطب الاقطاب" ایک دن کہتے تھے کہ میر احمد صاحب کے قبائل یہاں آئے ھوئے ھیں - آخر وہ شادی بھی کب ھونے والی ھے اور کہاں ھونے والی ھے؟ اِس خط کا جو جواب لکھو، تو سب حالات مفصل لکھو-

صبح چہار شنبہ، نہم جنوری سنہ ۱۸۶۱ع - غالب -

۳۰

[۳۱۲] لو صاحب' یہ تماشا دیکھو - میں تو تم سے پوچھتا ہوں کہ میر سرفراز حسین اور میر نصیرالدین کہاں ہیں؛ حالانکہ میر نصیرالدین شہر میں ہیں اور مجھ سے نہیں ملتے' میر سرفراز حسین آئے ہیں اور میرے ہاں نہیں اوترے - لا حول و لا قوۃ؛ اوترنا کیسا؟ ملنے کو بھی تو نہیں آئے - افسوس ہے' جن کو میں اپنا سمجھتا ہوں وہ مجھ کو بیگانہ جانتے ہیں - اب تم یہ پوچھو کہ نصیرالدین کا دلی میں ہونا اور ''مجتہد العصر'' کا یہاں آنا تولے کیوں کر جانا -

بھائی' آج جمعے کا دن' ۲۸ جمادی الثانی کی' اور ۱۱ جنوری کی' صبح کے وقت منھ اندھیرے؛ اوسی وقت میری آنکھ کھلی تھی' لحاف میں لپٹا ہوا پڑا تھا کہ ناگاہ میر نصیرالدین صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ میں اب جاتا ہوں اور میر حسن صاحب بھی جاتے ہیں - میں سمجھا میر سرفراز حسین - جب بعد تکرار معلوم ہوا' تو میر حسن — جےپور سے آئے اور خدا جانے کہاں اوترے اور اب کہاں جاتے ہیں - ہے ہے! مجھے غیر سمجھا یا مرا ہوا سمجھا کہ میرے ہاں نہ آئے اور مجھ سے نہ ملے - اپنی سسرال میں رہے اور میکے کو چھوڑا - واللہ' میرا جی اون کے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا - اب اوٹھا ہوں - سردی رفع ہو لے' دھوپ نکل لے؛ آغا جان کے ہاں آدمی کو بھیجتا ہوں - میں کم‌بخت یہ بھی تو نہیں جانتا کہ آغا جان کہاں رہتے ہیں - اب میر احمد علی کی بی‌بی پاس' حبش خاں کے پھاٹک' آدمی بھیجوں گا - جب آغا جان کے گھر کا پتا معلوم ہو جائے گا اور آدمی دیکھ آئے گا اور یہ بھی معلوم کر آئےگا کہ میر حسن صاحب ہیں' تو میں سوار ہو کر جاؤں‌گا اور اون سے ملوں گا - تم اِس خط کا جواب جلد لکھو اور اپنے چچا کے یہاں آنے کا منشا اور اون کا احوال مفصل لکھو -

تصویر کا حال آگے لکھ چکا ہوں - خاطر جمع رکھو اور ''مجتہد العصر'' اور میرن صاحب کا حال لکھو -

صبح جمعہ' ۱۱ جنوری سنہ ۱۸۶۱ع -

نجات کا طالب' غالب -

۳۱

[۳۱۳ جانِ غالب،

تمھارا خط پہنچا - غزل اِصلاح کے بعد پہنچتی ہے:

''ہر اِک سے پوچھتا ہوں: وہ کہاں ہے؟ ''

مصرع بدل دینے سے یہ شعر کس رتبے کا ہو گیا!

اے میر مہدی، تجھے[1] شرم نہیں آتی :

'' میاں، یہ اہل دہلی کی زباں ہے '' -

ارے! اب اہل دہلی یا ہندو ہیں، یا اہل حرفہ ہیں، یا خاکی ہیں، یا پنجابی ہیں، یا گورے ہیں - اِن میں سے تو کس کی زبان کی تعریف کرتا ہے؟[2] لکھنؤ کی آبادی میں کچھ فرق نہیں آیا، ریاست تو جاتی رہی، باقی ہر فن کے کامل لوگ موجود ہیں -

خس کی ٹٹی، پروا ہوا، اب کہاں؟ لطف، وہ تو اوسی مکان میں تھا - اب میر خیراتی کی حویلی میں وہ جہت اور سمت بدلی ہوئی ہے - بہر حال می‌گزرد - مصیبتِ عظیم یہ ہے کہ قاری کا کنواں بند ہوگیا؛ لال ڈگی کے کنویں یک‌قلم کھاری ہو گئے - خیر، کھاری ہی پانی پیتے؛ گرم پانی نکلتا ہے - پرسوں میں سوار ہو کر کنووں کا حال دریافت کرنے گیا تھا - مسجدِ جامع ہوتا ہوا راج‌گھاٹ دروازے کو چلا - مسجد جامع سے راج‌گھاٹ دروازے تک، بےمبالغہ، ایک صحرا لق و دق ہے - اینٹوں کے ڈھیر جو پڑے ہیں، وہ اگر اوٹھ جائیں تو ہو کا مکان ہو جائے - یاد کرو، مرزا گوہر کے باغیچے کے اِس جانب کو کئی بانس نشیب تھا، اب وہ باغیچے کے صحن کے برابر ہوگیا، یہاں تک کہ راج‌گھاٹ کا دروازہ بند ہوگیا - فصیل کے کنگورے کھلے رہے ہیں، باقی سب اَٹ گیا - کشمیری دروازے کا حال تم دیکھ گئے ہو - اب آہنی سڑک کے واسطے کلکتہ دروازے سے کابلی دروازے تک میدان ہوگیا - پنجابی کٹرا، دھوبی واڑا[3] رام جی گنج، سعادت خان کا کٹرا، جرنیل کی بی‌بی کی حویلی، رام جی داس گودام والے کے مکانات، صاحب رام کا باغ، حویلی؛ اِن میں سے کسی

۱- اِنتخاب : ''ای میر صاحب تمھیں'' - ۲- اِنتخاب : ''تم......کرتے ہو''-

۳- م : ''دھوبی داس کا واڑہ'' -

کا پتا نہیں ملتا - قصہ مختصر، شہر صحرا ہوگیا تھا ؛ اب جو کنوئیں جاتے رہے اور پانی گوہر نایاب ہوگیا، تو یہ صحرا صحرائے کربلا ہو جائے گا -۱

اللہ اللہ، دلی نہ رہی اور دلی والے اب تک یہاں کی زبان کو اچھا کہے جاتے ہیں - واہ رے حسن اعتقاد! ارے۲ بندۂ خدا، اُردو بازار نہ رہا، اُردو کہاں؟ دلّی، واللہ، اب شہر نہیں ہے، کمپ ہے، چھاونی ہے؛ نہ قلعہ، نہ شہر، نہ بازار، نہ نہر -۳

الور کا حال کچھ اور ہے - مجھے اور انقلاب سے کیا کام؟ الکزنڈر ہدرلے کا کوئی خط نہیں آیا - ظاہرا اون کی مصاحبت نہیں، ورنہ مجھ کو ضرور خط لکھتا رہتا -

میر سرفراز حسین اور میرن صاحب اور نصیرالدین کو دعا -

[۱۸۶۱ع]

۳۲

[۳۱۴] اُو میاں سید زادۂ آزادہ، دلی کے عاشق دلدادہ، ڈھیے ہوئے ''اُردو بازار'' کے رہنے والے، حسد سے لکھنؤ کے برا کہنے والے؛ نہ دل میں مہر و آزرم، نہ آنکھ میں حیا و شرم - نظام‌الدین ''ممنون'' کہاں! ''ذوق'' کہاں! مومن خاں کہاں! ایک ''آزردہ''، سو خاموش؛ دوسرا ''غالب''، وہ بیخود و مدہوش - نہ سخنوری رہی، نہ سخندانی؛ کس برتے پر تتّا پانی؟ ہائے دلی! وائے دلی! بھاڑ میں جائے دلی!

سنو صاحب، پانی‌پت کے رئیسوں میں ایک شخص ہیں احمد حسین خاں ولد سردار خاں ولد دلاور خاں اور نانا اوس احمد حسین خاں کے غلام حسین خاں ولد مصاحب خاں- اِس شخص کا حال از روے تحقیق مُشرّح اور مفصّل لکھو - قوم کیا ہے، معاش کیا ہے، طریق کیا ہے، احمد حسین کی عمر کیا

۱- ''خس کی ٹٹی'' سے لے کر ''کربلا ہو جائے گا'' تک یعنی دلی کی تباہی کی ساری حکایت ''اِنتخاب'' میں حذف کردی گئی ہے -

۲- ''انتخاب'' میں ''ارے'' نہیں ہے - اور اگلی سطر میں ''واللہ اب'' نہیں ہے -

۳- ''انتخاب'' میں رقعہ اِسی جگہ ختم ہوگیا ہے -

ہے؟ لیاقت[1] ذاتی کا کیا رنگ ہے؟ طبیعت کا کیا ڈھنگ ہے؟ بھائی، خوب چھان کر[2] لکھ اور جلد لکھ -
پنجشنبہ، ۲۳ مئی سنہ ۱۸۶۱ع -[3]

۳۳

[۳۱۵] ''اے جناب میرن صاحب، السلام علیکم-''
''حضرت، آداب-''

''کہو صاحب، آج اجازت ہے میر مہدی کے خط کا جواب لکھنے کو؟''

''حضور، میں کیا منع کیا کرتا ہوں؟ میں نے تو یہ عرض کیا تھا کہ اب وہ تندرست ہو گئے ہیں، بخار جاتا رہا ہے، صرف پیچش باقی ہے، وہ بھی رفع ہو جائے گی - میں اپنے ہر خط میں آپ کی طرف سے دعا لکھ دیتا ہوں؛ آپ پھر کیوں تکلیف کریں؟''

''نہیں، میرن صاحب، اوس کے خط کو آئے ہوئے بہت دن ہوئے ہیں، وہ خفا ہوا ہوگا، جواب لکھنا ضرور ہے -''

''حضرت، وہ آپ کے فرزند ہیں، آپ سے خفا کیا ہوں گے؟''

''بھائی، آخر کوئی وجہ تو بتاؤ کہ تم مجھے خط لکھنے سے کیوں باز رکھتے ہو؟''

''سبحان اللہ! اے لو حضرت، آپ تو خط نہیں لکھتے اور مجھے فرماتے ہیں کہ تو باز رکھتا ہے -''

''اچھا، تم باز نہیں رکھتے؛ مگر یہ تو کہو کہ تم کیوں نہیں چاہتے کہ میں میر مہدی کو خط لکھوں؟''

''کیا عرض کروں؟ سچ تو یہ ہے کہ جب آپ کا خط جاتا اور وہ پڑھا جاتا تو میں سنتا اور حظ اوٹھاتا؛ اب جو میں وہاں نہیں ہوں تو نہیں چاہتا کہ تمہارا خط جاوے - میں اب پنجشنبے کو روانا ہوتا ہوں - میری روانگی کے تین دن کے بعد آپ خط شوق سے لکھیے گا -''

۱- م: ''قوم کیا ہے عمر کیا ہے طریق کیا ہے احمد حسین خاں کی لیاقت......''-
۲- م میں ''خوب چھان کر'' نہیں ہے -
۳- تاریخ صرف ''انتخاب'' میں ہے -

''میاں، بیٹھو، ہوش کی خبر لو۔ تمھارے جانے نہ جانے سے مجھے کیا علاقہ؟ میں بوڑھا آدمی، بھولا آدمی، تمھاری باتوں میں آگیا اور آج تک اوسے خط نہیں لکھا۔ لا حول و لا قوۃ۔''

سنو میر مہدی صاحب، میرا کچھ گناہ نہیں۔ میرے خط کا جواب لکھو۔[۱] تپ تو رفع ہو گئی، پیچش کے رفع ہونے کی خبر شتاب لکھو، پرہیز کا بھی خیال رکھا کرو۔ یہ بری بات ہے کہ وہاں کچھ کھانے کو ملتا ھی نہیں۔ تمہارا پرہیز اگر ہوگا بھی تو 'عصمتِ بی‌بی از بے چادری' ہوگا۔ حالات یہاں کے مفصل میرن صاحب کی زبانی معلوم ہوں گے۔ دیکھو، بیٹھے ہیں۔ کیا جانوں، حکیم میر اشرف علی میں اور اون میں کچھ کونسل ہو تو رہی ھے۔ پنجشنبہ روانگی کا دن ٹھہرا تو ھے۔ اگر چل نکلیں اور پہنچ جائیں، تو اون سے یہ پوچھیو کہ جناب ملکۂ انگلستان کی سالگرہ کی روشنی کی محفل میں تمھاری کیا گت ہوئی تھی۔ اور یہ بھی معلوم کر لیجیو کہ یہ جو فارسی مثل مشہور ھے کہ ''دفتر را گاو خورد''، اِس کے معنے کیا ھیں۔ پوچھیو اور نہ چھوڑیو، جب تک نہ بتائیں۔

اِس وقت پہلے تو آندھی چلی، پھر مینھ آیا، اب مینھ برس رہا ھے۔ میں خط لکھ چکا ہوں، سرنامہ لکھ کر رکھ چھوڑوں گا۔ جب ترشح موقوف ہو جائے گا تو کلیان ڈاک کو لے جائے گا۔

میر سرفراز حسین کو دعا پہنچے۔ اللّٰہ اللّٰہ! تم پانی‌پت کے ''سلطان العلما'' اور ''مجتہد العصر'' بن گئے۔ کہو، وہاں کے لوگ تمھیں ''قبلہ و کعبہ'' کہنے لگے یا نہیں؟ میر نصیرالدین کو دعا کہنا۔

[مئی ۱۸۶۱ع]

۳۴

[۳۱۶] میاں،

کس حال میں ہو، کس خیال میں ہو؟ کل شام کو میرن صاحب روانہ ہوئے، یہاں اون کی سسرال میں قصے کیا کیا نہ ہوئے۔ ساس اور سالیوں نے اور بی‌بی نے آنسوؤں کے دریا بہا دیے۔ خوشدامن صاحب بلائیں لیتی ہیں،

۱- م: ''یہ اپنے......جواب لکھو''۔

سالیاں کھڑی ہوئی دعائیں دیتی ہیں' بی‌بی مانند صورت دیوار چپ' جی چاہتا ہے چیخنے کو' مگر ناچار چپ - وہ تو غنیمت تھا کہ شہر ویراں' نہ کوئی جان نہ پہچان؛ ورنہ ہمسائے میں قیامت برپا ہو جاتی' ہر ایک نیک‌بخت اپنے گھر سے دوڑی آتی - امام ضامن علیہ السلام کا روپیہ بازو پر باندھا' گیارہ روپئے خرچ راہ دیے - مگر ایسا جانتا ہوں کہ میرن صاحب اپنے جد کی نیاز کا روپیہ راہ ہی میں اپنے بازو پر سے کھول لیں گے' اور تم سے صرف پانچ روپئے ظاہر کریں گے - اب سچ جھوٹ تم پر کھل جائے گا - دیکھنا' یہی ہوگا کہ میرن صاحب تم سے بات چھپائیں گے- اِس سے بڑھ کر ایک بات اور ہے' اور وہ محل غور ہے: ساس غریب نے بہت سی جلیبیاں اور تودۂ قلاقند ساتھ کر دیا ہے اور میرن صاحب نے اپنے جی میں یہ اِرادہ کر لیا ہے کہ جلیبیاں راہ میں چٹ کریں گے اور قلاقند تمھارے نذر کر کر تم پر اِحسان دھریں گے: "بھائی میں دلی سے آیا ہوں' قلاقند تمھارے واسطے لایا ہوں"- زنہار نہ باور کیجیو' مال مفت سمجھ کر لے لیجیو - کون گیا ہے؟ کون لایا ہے؟ کلو' ایاز کے سر پر قرآن رکھو؛ کلیان کے ہات گنگاجلی دو؛ بلکہ میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ اِن تینوں میں سے کوئی نہیں لایا - واللّٰہ! میرن صاحب نے کسی سے نہیں منگایا - اور سنو' مولوی مظہر علی صاحب لاہوری دروازے کے باہر صدر بازار تک اون کے پہنچانے کو گئے - رسم مشایعت عمل میں آئی - اب کہو بھائی' کون برا اور کون اچھا ہے؟ میرن صاحب کی نازک‌مزاجیوں نے کھیل بگاڑ رکھا ہے- یہ لوگ تو اون پر اپنی جان نثار کرتے ہیں' عورتیں صدقے جاتی ہیں' مرد پیار کرتے ہیں -

"مجتہد العصر' سلطان العلما" مولانا سرفراز حسین کو میری دعا کہنا اور کہنا کہ حضرت ہم تم کو دعا کہیں اور تم ہم کو دعا دو - میاں' کس قصّے میں پھنسا ہے ؟ فقہ پڑھ کر کیا کرے گا ؟ طب و نجوم و ہیئت و منطق و فلسفہ پڑھ' جو آدمی بنا چاہے - خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد اِمام ؛ یہی ہے مذہب حق- و السلام والاکرام- "علی' علی" کیا کرو' اور فارغ البال رہا کرو -

[مئی ۱۸۶۱ع]

۳۵

[۳۱۷] جمعہ' ۱۷ محرم' ۲۶ جولائی*

سید صاحب'

کل پھر دن رہے تمہارا خط پہنچا؛ یقین ہے کہ اوس[1] وقت یا شام کو میر سرفراز حسین تمہارے پاس پہنچ گئے ہوں - حال سفر کا جو کچھ ہے' اون کی زبانی سن لو گے' میں کیا لکھوں؟ میں نے بھی جو کچھ سنا ہے' اونھیں سے سنا ہے - اِن کا اِس طرح ناکام پھر آنا میری تمنا اور میرے مقصود کے خلاف ہے' لیکن میرے عقیدے اور میرے تصور کے مطابق ہے - میں جانتا تھا کہ وہاں کچھ نہ ہوگا - سو روپئے کی زیرباری ناحق ہوئی - چونکہ یہ زیرباری میرے بھروسے پر ہوئی' تو مجھے بھی شرمساری ہے -[2] میں نے اِس چھیاسٹھ برس میں اِس طرح کی شرمساریاں اور روسیاھیاں بہت اوتھائی ہیں - جہاں ہزار داغ ہیں' ایک ہزار ایک سہی - میر سرفراز حسین کی زیرباری سے دل کڑھتا ہے -[3]

وبا کو کیا پوچھتے ہو؟ قدرانداز قضا کے ترکش میں یہی ایک تیر باقی تھا - قتل ایسا عام! لوٹ ایسی سخت! کال ایسا بڑا! وبا کیوں نہ ہو؟ ''لسان‌الغیب'' نے دس برس پہلے فرمایا ہے:

ہوچکیں ''غالب'' بلائیں سب تمام ایک مرگ ناگہانی اور ہے -

میاں' سنہ ۱۲۷۷ کی بات غلط نہ تھی؛ مگر میں نے وباے عام میں مرنا اپنے لائق نہ سمجھا - واقعی' اِس میں میری کسر شان تھی - بعد رفع فساد ھوا سمجھ لیا جائے گا - ''کلیات اُردو'' کا چھاپا تمام ہوا - اغلب کہ اِسی ھفتے میں' غایت اِسی مہینے میں ایک نسخہ بہ سبیل ڈاک تم کو پہنچ جائے گا- ''کلیات نظم فارسی'' کے چھاپنے کی بھی تدبیر ہو رھی ہے - اگر ڈول بن گیا' تو وہ بھی چھاپا جائے گا - ''قاطع برہان'' کے خاتمے میں کچھ فوائد بڑھائے گئے ہیں - اگر مقدور مساعدت کرے گا' تو میں بے شرکت غیر اوس کو چھپواؤں گا؛ مگر یہ خیال محال ہے - میرے مقدور کی تیاری کا

* ''انتخاب'' - ۱- م: ''اوسی'' ۲- م اور م: ''مجھے شرمساری ہوئی''

۳- ''انتخاب'' میں رقعہ اِسی جگہ ختم ہے-

حال "مجتہد العصر" کو معلوم ہے۔ واللّٰہ علیٰ کُل شیءٍ قدیر - خدا کا بندہ ہوں، علی کا غلام - میرا خدا کریم، میرا خاوند[1] سخی -

علی دارم، چہ غم دارم ؟

وبا کی آنچ مدھم ہو گئی ہے - پانچ سات دن بڑا زور شور رہا - پرسوں خواجہ مرزا، ولد خواجہ امان، مع اپنی بی‌بی بچوں کے دلّی میں آیا، کل رات کو اوس کا نو برس کا بیٹا ہیضہ کر کے مرگیا - اِنا للّٰہ و اِنا اِلیہ راجعون -

الور میں بھی وبا ہے - الکزنڈر ہدرلے مشتہر بہ "الک صاحب" مر گیا - واقعی، بےتکلف وہ میرا عزیز اور ترقی‌خواہ اور راج میں اور مجھ میں متوسط تھا ؛ اِس جرم میں ماخوذ ہوکر مرا - خیر، یہ عالم اسباب ہے - اِس کے حالات سے ہم کو کیا ؟

[۱۲۷۸ھ، ۱۸۶۱ع]

۳۶

بھائی، [۳۱۸]

تم سچ کہتے ہو:

بر سر فرزند آدم ہر چہ آید، بگزرد -

لیکن مجھے افسوس اِس بات کا ہے کہ یہ زیرباری میری تحریر کے بھروسے پر ہوئی اور خلاف میری مرضی کے ہوئی- جس طرح سے یہ آئے ہیں، اگرچہ میری طبیعت اور میری خواہش کے منافی ہے؛ لیکن، واللّٰہ، میرے عقیدے اور تصور اور قیاس کے مطابق ہے - یعنی میں یہی سمجھا تھا کہ البتہ یوں ہی ہوگا -

"دیوان اُردو" چھپ چکا - ہاے ! لکھنؤ کے چھاپےخانے نے جس کا دیوان چھاپا اوس کو آسمان پر چڑھا دیا؛ حسن خط سے الفاظ کو چمکا دیا - دلی پر اور اوس کے بانی پر اور اوس کے چھاپے پر لعنت! صاحب دیوان کو اِس طرح یاد کرنا جیسے کوئی کتے کو آواز دے- ہر کاپی دیکھتا رہا ہوں - کاپی نگار اور تھا، متوسط جو کاپی میرے پاس لایا کرتا تھا وہ اور تھا - اب جو دیوان چھپ چکے، حق التصنیف ایک مجھ کو ملا - غور کرتا ہوں تو وہ الفاظ غلط جوں کے توں ہیں؛ یعنی کاپی‌نگار نے نہ بنائے - ناچار غلط نامہ لکھا؛ وہ

۱- م : "خداوند" -

چھپا - بہر حال خوش و ناخوش کئی جلدیں مول لوں گا - اگر خدا چاہے تو اِسی ہفتے میں تین مجلد اصحاب ثلٰثہ کے پاس پہنچ جائیں - نہ میں خوش ہوا ہوں، نہ تم خوش ہو گے- اور یہ جو لکھتے ہو کہ یہاں خریدار ہیں، قیمت لکھ بھیجو - میں دلال نہیں، سوداگر نہیں، مہتمم مطبع نہیں - مطبع احمدی کے مالک محمد حسین خاں، مہتمم مرزا امّو جان، مطبع شاہدرے میں؛ محمد حسین خاں، دلی شہر، راےمان کے کوچے میں، مصوروں کی حویلی کے پاس؛ قیمت کتاب "۹ آنے"؛ محصول ڈاک خریدار کے ذمے - طالبانِ کتاب کو اِطلاع دو - دو، چار، دس، پانچ، جلدیں جس کو منگانی ہوں، محمد حسین خاں کے نام پر دھلی، راے مان کے کوچے، مصوروں کی حویلی کا پتا لکھ کر، خط ڈاک میں بھجوا دو- کتاب ڈاک میں پہنچ جائے گی- قیمت چاہو نقد، چاہو ٹکٹ اِرسال کرو - مجھ کو کیا اور تم کو کیا ؟ جو کہے اوس کو یہ جواب دے دو -

وبا تھی کہاں جو میں لکھوں کہ اب کم ہے یا زیادہ ؟ ایک چھیاسٹھ برس کا مرد، ایک چونسٹھ برس کی عورت؛ اِن دونوں میں سے ایک بھی مرتا تو ہم جانتے کہ ہاں، وبا آئی تھی - تُف بریں وبا !

پنجشنبہ، ۸ ماہ اگست کی؛ [قمری] مہینے کا حال کچھ معلوم نہیں - کل شام کو دو دو مونڈھے رکھ کر کئی آدمی دیکھا کیے، ہلال نظر نہیں آیا -
[۸ اگست ۱۸۶۱ع] -

نجات کا طالب، غالب -

۳۷

[۳۱۹] ہاں صاحب، تم کیا چاہتے ہو؟ "مجتہد العصر" کے مسودے کو اِصلاح دے کر بھیج دیا - اب اور کیا لکھوں؟ تم میرے ہم‌عمر نہیں جو سلام لکھوں، میں فقیر نہیں جو دعا لکھوں - تمھارا دماغ چل گیا ہے؛ لفافے کو کریدا کرو، مسودے کے کاغذ کو، بار بار دیکھا کرو؛ پاؤگے کیا؟ یعنی تم کو وہ محمد شاہی روشیں پسند ہیں : "یہاں خیریت ہے- وہاں کی عافیت مطلوب ہے- خط تمھارا بہت دن کے بعد پہنچا، جی خوش ہوا - مسودہ بعد اِصلاح کے بھیجا

۱- م ا: "......کر کاغذ کو" ؛ م: "کو"-

جاتا ہے - برخوردار میر سرفراز حسین کو دینا اور دعا کہنا؛ اور ہاں حکیم میر اشرف علی اور میر افضل علی کو بھی دعا کہنا - لازمۂ سعادت‌مندی یہ ہے کہ ہمیشہ اِسی طرح خط بھیجتے رہو۔'' کیوں؟[۱] سچ کہیو؛ اگلوں کے خطوط کی تحریر کی بھی طرز تھی یا اور؟ ہاے' کیا اچھا شیوہ ہے! جب تک یوں نہ لکھو [۲] وہ خط ہی نہیں ہے؛ چاہ بےآب ہے' ابر بےباراں ہے' نخل بےمیوہ ہے' خانۂ بےچراغ ہے' چراغ بےنور ہے - ہم جانتے ہیں کہ تم زندہ ہو' تم جانتے ہو کہ ہم زندہ ہیں - امر ضروری کو لکھ لیا' زوائد کو اور وقت پر موقوف رکھا؛ [۳] اور اگر تمہاری خشنودی اوسی طرح کی نگارش پر منحصر ہے' تو بھائی ساڑھےتین سطریں ویسی بھی میں نے لکھ دیں- کیا نماز قضا نہیں پڑھتے' اور وہ مقبول نہیں ہوتی؟ خیر' ہم نے بھی وہ عبارت' جو مسودے کے ساتھ لکھی تھی' اب لکھ بھیجی - قصور معاف کرو' خفا نہ ہو -[۴]

میر نصیرالدین ایک بار آئے تھے' پھر نہ آئے- نثر فارسی' نئی میں نے کہاں لکھی کہ تمہارے چچا کو یا تم کو بھیج دوں؟ نواب فیض محمد خاں کے بھائی حسن علی خاں مر گئے- حامد علی خاں کی ایک لاکھ تیس ہزار کئی سو روپئے کی ڈگری پادشاہ پر ہو گئی - کلو داروغہ بیمار ہوگیا تھا' آج اوس نے غسل صحت کیا - باقر علی خاں کو مہینے بھر سے تپ آتی ہے- حسین علی خاں کے گلے میں دو غدود ہو گئے ہیں- شہر چپ چاپ؛ نہ کہیں پھاوڑا بجتا ہے' نہ سرنگ لگا کر کوئی مکان اوڑایا جاتا ہے' نہ آہنی سڑک آتی ہے' نہ کہیں دمدمہ بنتا ہے - دلی' شہر خموشاں ہے-

کاغذ نبڑ گیا ورنہ تمہارے دل کی خوشی کے واسطے ابھی اور لکھتا -

یکشنبہ' ۲۲ ستمبر [۱۸۶۱ع]

۱- ''انتخاب'' میں اوپر کی عبارت کو بہت مختصر کر دیا ہے اور ''سچ'' کے قبل' ''برخوردار'' تھا اُسے قلمزد کر دیا ہے - ''کہیو'' کو کاٹ کر حاشیے پر ''کہنا'' لکھا ہے -

۲- ''ہاے! کیا اچھا......نہ لکھو'' کی جگہ ''انتخاب'' میں ہے : ''یا اور - واہ کیا شیوہ ہے اور پھر جب تک یوں نہ لکھو گویا وہ''-

۳- ''اور وقت پر موقوف رکھا'' ' کی جگہ ''انتخاب'' میں ہے : ''موقوف کیا''-

۴- ''اور اگر تمہاری خشنودی........خفا نہ ہو'' ' ''انتخاب'' میں نہیں -

۳۸

پنجشنبہ، ۱۵ ذیقعدہ و مئی [۱۸۶۲ء]

[۳۲۰] صاحب،

آج تمہارا خط دو پہر کو آیا۔ اوس میں میں نے مسودہ تاریخ کا پایا، قلمدان میں رکھ لیا۔ خط پڑھ کر میر سرفراز حسین کو بھیج دیا - کل وہ کہتے تھے کہ اُنئیس روپئے کو تین گاڑیاں مقرر ہو گئی ہیں، میں کل، یعنی آج شام کو، سوار ہو جاؤں گا - اب اِس وقت جو میں یہ خط لکھ رہا ہوں، پہر دن باقی ہے؛ لکھ کر کھلا رکھ چھوڑوں گا - شام کو ''مجتہد العصر'' میرے گھر ضرور آئیں گے - اگر آج جائیں گے تو واسطے تودیع کے، اور اگر نہ جائیں گے تو موافق معمول کے آئیں گے- اون کے جانے، نہ جانے کا حال، صبح کو اِسی ورق پر لکھ کر خط بند کر کے بھیج دوں گا - خدا کرے، اُردو کی نثر کا لفافہ اونھوں نے ڈاک میں بھیج دیا ہو - شام کو مجھے دے جائیں، تو میں کل اِس خط کے ساتھ اوس کو بھی بھجوا دوں - مہاراج اگر دورے کو گئے، تو کیا اندیشہ ہے؟ گرمی کا موسم ہے، لمبا چوڑا سفر کیوں کریں گے؟ آٹھ سات دن میں پھر آئیں گے - یہاں کی تلاش کا نتیجہ دیکھو، تب کہیں جائیو - میرن صاحب کی تمہاری چوما چاٹی کے لکھنے کا مجھ میں دم نہیں - تم جانو، وہ جانیں -

''کلیات'' کے چھاپے کی حقیقت سنو: ۶۰ صفحے چھاپے گئے تھے کہ مولوی ہادی علی مصحح بیمار ہو گئے، کاپی نگار رخصتی اپنے گھر گیا - اب دیکھیے، کب چھاپا شروع ہو - ''قاطع برہان'' کا چھاپا ختم ہوا۔ ایک جلد بہ طریقِ نمونہ آ گئی - میں نے پچاس جلدوں کی درخواست پہلے سے دے رکھی ہے- اب پچاس روپئے بھیجوں تو اونچاس جلدیں منگاؤں - دیکھیے، نو من تیل کب میسر ہو اور رادھا کب ناچے -

میاں، کل شام کو میر سرفراز حسین میرے گھر نہیں آئے - یا تو الور کو، مجھ سے بغیر رخصت ہوئے، گئے یا نہیں گئے- میں تو آج جمعہ، ۱۶ مئی، صبح کے وقت یہ خط ڈاک میں بھیجتا ہوں -

[۱۲۷۸ھ، م ۱۸۶۲ع]

نجات کا طالب، غالب -

۳۹

سید صاحب، [۳۲۱]

اچھا ڈھکوسلا* نکالا ہے - بعد القاب کے شکوہ شروع کر دینا اور میرن صاحب کو اپنا ہمزبان کر لینا - میں میر مہدی نہیں، کہ میرن صاحب پر مرتا ہوں؛ میر سرفراز حسین نہیں، کہ اون کو پیار کرتا ہوں - علی کا غلام اور سادات کا معتقد ہوں، [۱] اوس میں تم بھی آ گئے - کمال یہ کہ میرن صاحب سے محبت قدیم ہے - دوست ہوں، عاشق زار نہیں؛ بندۂ مہر و وفا ہوں، گرفتار نہیں- تمھارے بھائی نے سخت مشوش بلکہ نعل در آتش کر رکھا ہے - ایک ''سلام'' اِصلاح کے واسطے بھیجا اور لکھا کہ بعد محرم کے [۲] میں بھی آؤں گا - میں نے ''سلام'' رہنے دیا اور منتظر رہا کہ ڈاک میں کیوں بھیجوں، وہ آئیں گے تو یہیں اون کو دے دوں گا - محرم تمام ہوا - آج سہ‌شنبہ، غرۂ صفر ہے؛ حضرت کا پتا نہیں - ظاہراً برسات نے آنے نہ دیا -

برسات کا نام آ گیا؛ لو[۳] پہلے تو مجملاً سنو : ایک غدر کالوں کا، ایک ہنگامہ گوروں کا، ایک فتنۂ اِنہدام مکانات کا، ایک آفت وبا کی، ایک مصیبت کال کی؛ اب یہ برسات جمیع حالات کی جامع ہے- آج اِکّیسواں دن ہے، آفتاب اِس طرح گاہ گاہ نظر آ جاتا ہے جس طرح بجلی چمک جاتی ہے؛ رات کو کبھی کبھی تارے اگر[۴] دکھائی دیتے ہیں تو لوگ اون کو جگنو سمجھ لیتے ہیں - اندھیری راتوں میں چوروں کی بن آئی ہے- کوئی دن نہیں کہ دو چار جگہ کی[۵] چوری کا حال نہ سنا جائے- مبالغہ نہ سمجھنا، ہزارہا مکان گر گئے، سیکڑوں آدمی جا بجا دب کر مر گئے، گلی گلی ندی بہ رہی ہے - قصہ مختصر، وہ اَن‌کال تھا کہ مینہ نہ برسا، اناج نہ پیدا ہوا؛ یہ پن‌کال ہے کہ پانی ایسا برسا کہ بوئے ہوئے دانے بہ گئے، جنھوں نے ابھی نہیں بویا تھا وہ بونے سے رہ گئے - سن لیا دلی کا حال؟ اِس کے سوا کوئی نئی بات نہیں ہے - جناب میرن صاحب کو دعا - زیادہ کیا لکھوں؟

سہ‌شنبہ، یکم صفر و ۲۹ جولائی

[۱۲۷۹ھ، م ۱۸۶۲ع] -

---

* [ع ۱ میں ''ڈکھوسلا'' اور اِنتخاب میں ''ڈکھوسلا''(!) ہے- م- ص-]

۱- ''اِنتخاب'' میں ''ہوں'' نہیں ہے - ۲- ''اِنتخاب'' : ''محرم کے بعد'' -

۳- ع اور م: ''سو''- ۴- ع اور م : ''اگر تارے''- ۵- ع اور م : ''گھر کی''-

۴۰

[۳۲۲] برخوردار نور چشم میر مہدی کو بعد دعاے حیات و صحت کے معلوم ہو۔

بھائی، تم نے بخار کو کیوں آنے دیا، تپ کو کیوں چڑھنے دیا؟ کیا بخار میرن صاحب کی صورت میں آیا تھا جو تم مانع نہ آئے؟ کیا تپ آبن[1] بن کر آئی تھی جو اوس کو روکتے ہوئے شرمائے؟ حکیم اشرف علی ابھی گئے ہیں۔ کہتے تھے کہ میں نے نسخہ لکھ کر آج ڈاک میں بھیج دیا ہے۔ چونکہ یہ خط بھی آج روانا ہوتا ہے، کیا عجب ہے کہ دونوں خط ایک دن بلکہ ایک وقت پہنچیں۔ دل تمہارے واسطے بہت کڑھتا ہے۔ حق تعالیٰ تم کو جلد شفا دے اور تمہاری تندرستی کی خبر مجھ کو سنائے۔

سدو میاں سرفراز حسین، ہزار برس جیو۔ تم نے مجھ کو ایک خط لکھا، وہ بھی اِس طرح کا کہ جیسا ''جلال اسیر'' کہتا ہے:

بہ غیر در شکر آب ست و رو بما دارد۔

پڑھتا ہوں اوس خط کو اور ڈھونڈھتا ہوں کہ میرے واسطے کون سی بات ہے، مجھ کو کیا پیام ہے؟ کچھ نہیں۔ شاید دوسرے صفحے میں کچھ ہو۔ اودھر خاتمہ بالخیر ہے۔ یارب! سرنامہ میرے نام کا، آغاز تحریر میں القاب میرا؛ پھر سارے خط میں میرن صاحب کا جھگڑا۔ یہ کیا سِر ہے؟ میں ایسے خط کا جواب کیوں لکھوں؟ میری بلا لکھے۔ اب جو تم خط لکھو گے اور اوس میں اپنے بھائی کی خیر و عافیت رقم کروگے اور میرن صاحب کا نام اور اون کے لیے سلام تک بھی اوس میں نہ ہوگا، تو میں اوس کا جواب آنکھوں سے لکھوں گا۔

اور ہاں میاں، پھر[2] تم نے میر اشرف علی کو کیا لکھا کہ ہم نے سنا ہے کہ چچا نے اوس کا مرنا سنا ہوگا؟ اوس غریب کا قول یہ ہے کہ میری دونوں بہنیں اور پانچ بھانجیاں پانی پت میں ہیں۔ کیا چچا کو نہ معلوم ہوگا کہ

۱- ع ا: ''اپن''۔ م: ''آبن'' (ب پر تشدید)۔ میر مہدی کے ایک دوست سے معلوم ہوا کہ صحیح ''عین'' ہے جو اُن کی ایک محبوبہ کے نام کا سرحرف ہے۔ [یہ روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ میر سرفراز حسین کے نام کے ایک خط میں بھی یہ نام مشدد ''ب'' سے لکھا ہے اور وہاں ع ا کے کاتب نے ''اپن'' لکھا ہے۔ غ۔ ص۔]

۲- [''یہ'' (؟) غ۔ ص۔]

کون سی لڑکی مری؟ کاش، اوس کے باپ کا نام لکھتے تاکہ میں جانتا کہ کون سی بھانجی مری ہے۔ اب میں کس کا نام لے کر روؤں اور کس کی فاتحہ دلواؤں؟ اِس امر میں حق بہ جانب اُوس مظلوم کے ہے۔ توضیح بقید نام لکھو۔

۴۱

[۳۲۳]

واہ حضرت،

کیا خط لکھا ہے! اِس خرافات کے لکھنے کا فائدہ؟ بات اِتنی ہی ہے کہ میرا پلنگ مجھ کو ملا، میرا بچھونا مجھ کو ملا، میرا حمام* مجھ کو ملا، میرا بیت الخلا مجھ کو ملا۔ رات کا وہ شور: "کوئی آئیو، کوئی آئیو" فرو ہوگیا۔ میری جان بچی، میرے آدمیوں کی جان بچی:

اکنوں، شب من شب است و روزم روز است۔

بھئی، تم نے یہ نہ لکھا کہ میرن صاحب کو میرا خط پہنچا یا نہ پہنچا۔ میں گمان کرتا ہوں کہ نہیں پہنچا۔ اگر پہنچتا تو بےشک وہ تمہاری نظر سے گزرتا اور میرن صاحب اوس کی اصل حقیقت تم سے پوچھتے؛ اور اِس صورت میں یہ بھی ضرور تھا کہ تم اِس واہیات کے بدلے مجھ کو وہ روداد لکھتے جو میرن صاحب میں اور تم میں پیش آئی۔ پس اگر، جیسا کہ میرا گمان ہے، خط نہیں پہنچا تو خیر جانے دو؛ اگر خط پہنچا ہے، تو — میرن صاحب کے خط کے جواب لکھوانے میں تم نے میرا دم ناک میں کر دیا تھا — اب اون سے میرے خط کے جواب کا تقاضا کیوں نہیں کرتے؟ حسن بھی کیا چیز ہے! نادر کا اِتنا خوف نہیں جتنا حسین آدمی کا ڈر ہوتا ہے۔ تم اون سے خواہش وصال کرتے ہوئے ڈرو۔ میرے خط کے جواب کے باب میں کیوں نہیں کہتے؟ نہ صاحب، یہ کچھ بات نہیں۔ میرے خط کا جواب اون سے لکھوا کر بھجواؤ۔

یہاں کا حال وہ ہے جو دیکھ گئے ہو۔ پانی گرم، ہوا گرم، تپیں مستولی، اناج مہنگا۔ بیچارہ منشی میر احمد حسین کا بھتیجا، میر اِمداد علی "آشوب" کا بیٹا، محمد میر، شب گزشتہ کو گزر گیا۔ آج صبح کو اوس کو دفن کر آئے۔ جوانِ صالح، پرہیزگار، مومنین کا پیش نماز تھا۔ اِنّا للّٰہ واِنّا اِلیہ راجعون۔

* [م اور م: "حجام" (ا)۔ م۔ ص۔]

''مجتہد العصر'' کا حکم بجا لاؤں گا' اور نہ رئیس کو بلکہ مدار المہام ریاست کو لکھوں گا - رئیس میرے سوال کا جواب قلم‌انداز کر جائے گا اور مدار المہام امر واقعی لکھ بھیجے گا - ''مجتہد العصر'' کو دعا کہنا اور یہ خط پڑھا دینا -[1] میرن صاحب کو دعا ؛ اور کہنا کہ بھلا صاحب' تم‌نے ہمارے خط کا جواب نہیں لکھا' ہم بھی تمھاری طرز کا تتبع کریں گے- حکیم میر اشرف علی کو دعا کہنا اور کہنا کہ اگر تم میں اون میں راہ و رسم تعزیت و تہنیت ہو' تو میر احمد حسین کو خط لکھو؛ اور یہ بھی اون کو معلوم ہو کہ حفیظ یہاں آیا ہوا ہے' قبائل تمھارے یہیں ہیں - اگر وہاں کچھ رسائی حاصل ہو[2] تو خیر' ورنہ یہاں کیوں نہ چلے آؤ ؟

میں بھولا نہیں تجھ کو' اے میری جان
کروں کیا کہ یاں گر رہے ہیں مکان[3]

برسات کا حال نہ پوچھو- خدا کا قہر ہے- قاسم جان کی گلی' سعادت خاں کی نہر ہے - میں جس مکان میں رہتا ہوں' عالم بیگ خاں کے کٹڑے کی طرف کا دروازہ گر گیا' مسجد کی طرف کے دالان کو جاتے ہوئے جو دروازہ تھا وہ گر گیا' سیڑھیاں گرا چاہتی ہیں' صبح کے بیٹھنے کا حجرہ جُھک رہا ہے - چھتیں چھلنیاں[4] ہوگئی ہیں' مینہ گھڑی بھر برسے' تو چھت گھنٹا بھر برسے - کتابیں' قلمدان' سب توشہ‌خانے میں - فرش پر کہیں لگن رکھا ہوا' کہیں چلمچی دھری ہوئی - خط لکھوں کہاں بیٹھ کر ؟[5] پانچ چار دن سے فرصت ہے - مالک مکان کو فکر مرمت ہے - آج ایک امن کی صورت نظر آئی ؛ کہا کہ آؤ' میر مہدی کے خط کا جواب لکھوں - الور کی ناخوشی' راہ کی مصلحت کشی' تپ کی حرارت' گرمی کی شرارت' یاس کا عالم' کثرت اندوہ و غم' حال کی فکر' مستقبل کا خیال' تباہی کا رنج' آوارگی کا ملال' جو کچھ کہو وہ کم ہے - بالفعل تمام عالم کا ایک سا عالم ہے - سنتے ہیں

۱- م میں یہ جملہ نہیں ہے - ۲- ع : ''کچھ حاصل ہو رسائی'' -
۳- ''اِنتخاب'' میں رقعہ اِس کے بعد سے شروع ہوتا ہے -
۴- ع اور م : ''چھلنی'' - ۵- ع اور م : ''خط کہاں بیٹھ کر لکھوں'' -

میری جان خط نہ بھیجو اور میرے خط کا انتظار کرو اسکے وجہ میں نہیں سمجھا۔ تمہارا اختیار اور میں جو بات لکھوں تو گنہگار نواب یوسف علیخان ناظم کا دیوان میرے پاس کہاں نواب صاحب نے بسبیل ارمغان مجھے ایک ورق بھی نہیں بھیجا یہاں کچھ بکنے آ گئے تھے میں نے ایک مول لیکر مصطفیٰ خانکو جہانگیر آباد بھیجا تھا اب محمد بخشی اور میر جی سے کہدونگا اگر کسی نے لا دیا تو ایک جلد میر سرفراز حسین کو بھیجدونگا توقیع نوکری کا حال مجھکو مفصل معلوم ہے یہ بھی بادشاہی تنخواہ ہوگئی کہ روپیہ دیکر محصول لیں اور کہیں ۱۸ مہینے بڑھا دیا ہے بشرط نوکری ہو جانیکے برس چھ مہینے تک اپنا دیا ہوا روپیہ مسترد کرنا ہوگا نوا مفتی میں مقدر مذکر اور تقدیر مونث ہے کون کہیگا فلانے کا مقدر اچھی ہے کون کہیگا ڈہیلے کا تقدیر برا ہے یہ مسئلہ صاف ہے مذہب نہیں کوئی بھی مقدر کو مونث نہ لکھتا ہوگا تمکو تردد کیون ہوا

جوان مرد جوان بخت جوان دولت جوان عمر جوان سال جوان خرد جوان مرگ یہ الفاظ مقررہ اہل زبان ہیں کبھی مقلوب و معکوس نہیں آتے اور اخبار میں بادشاہ کے مرنیکی خبر لکھی دیکھی مگر پھر کہیں سے تصدیق نہیں ہوتی نرندر سنگھ راجہ پٹیالہ بے تکلف مر گیا مسجد جامع کے واگزاشت کی خبر مشہور ہے اگر سچ ہو جاے تو کیا ڈر ہے شاہ اودھ کے املاک کی بھی واگزاشت کی خبر ہے تم کہو اب میں کیا لکھوں سراہ کے مونڈہے کے پاس جو تخت بچھا ہے اوسپر بیٹھا ہوا حقہ پیتا کہا رہا ہوں اور خط لکھ رہا ہوں بس اب یہ لکھنا تھا ہے ۔۔ مجتہد العصر کو دعا اور میر افضل علی عرف عرب صاحب کو دعائیں صبح پنجشنبہ ۲۷ جمادی الاول ۲۰ نومبر سالحال

کہ نومبر میں مہاراجہ کو اختیار ملے گا۔ ہاں، ملے گا! مگر وہ اختیار ایسا ہوگا جیسا خدا نے خلق کو دیا ہے: سب کچھ اپنے قبضۂ قدرت میں رکھا، آدمی کو بدنام کیا ہے۔ بارے رفع مرض کا حال لکھو۔ خدا کرے، تپ جاتی رہی ہو، تندرستی حاصل ہوئی ہو۔ میر صاحب کہتے ہیں:

تندرستی ہزار نعمت ہے۔

ہائے، پیش مصرع مرزا قربان علی بیگ "سالک" نے کیا خوب بہم پہنچایا ہے! مجھ کو بہت[2] پسند آیا ہے:

تنگدستی اگر نہ ہو، سالک! "تندرستی ہزار نعمت ہے"

"مجتہد العصر" جناب[3] میر سرفراز حسین صاحب کو دعا۔ اہا ہا ہا! میر افضل علی صاحب کہاں ہیں؟ حضرت، یہاں تو اِس نام کا کوئی آدمی[4] نہیں ہے۔ لکھنؤ کے مجتہد العصر کے بھائی کا نام میرن صاحب تھا، جےپور کے "مجتہد العصر" کے بھائی 'میرن صاحب' کیوں نہ کہلائیں۔ ہاں بھائی، میرن صاحب[5]، بھلا اون کو ہماری دعا کہنا۔

جمعہ، ۲۶ ستمبر سنہ ۱۸۶۲ء۔

۴۲

میری جان، [۳۲۴]

خط نہ بھیجو اور میرے خط کا اِنتظار کرو؛ اِس کی وجہ میں نہیں سمجھا۔ تمہارا خط آئے اور میں جواب نہ لکھوں، تو گنہگار۔ نواب یوسف علی خاں "ناظم" کا دیوان میرے پاس کہاں؟ نواب صاحب نے بہ سبیل ارمغاں مجھے ایک ورق بھی نہیں بھیجا۔ یہاں کچھ بکتے آگئے تھے، میں نے ایک مول لے کر نواب مصطفیٰ خاں کو جہانگیر آباد بھیجا تھا۔ اب محمد بخش اور پیر جی سے کہہ دوں گا؛ اگر کسی نے لا دیا تو ایک جلد میر سرفراز حسین کو بھیج دوں گا۔ توقع نوکری کا حال مجھ کو مفصل معلوم ہے۔ یہ بھی بادشاہی تنخواہ ہوئی کہ روپیہ دے کر مول لیں اور کہیں کہ ہم نے نذرانہ دیا

۱- م اور م میں "ہاں ملے گا" نہیں ہے۔ ۲- م اور م میں "بہت" نہیں ہے۔
۳- م اور م میں "جناب" نہیں ہے۔ ۴- م اور م میں "آدمی" نہیں ہے۔
۵- "اِنتخاب" میں "جےپور........صاحب" نہیں ہے۔

ہے - بشرط نوکری ہو جانے کے، برس چھ مہینے تک اپنا دیا ہوا روپیہ مسترد کرنا ہوگا، نوکری مفت میں -

"مقدر" مذکر اور "تقدیر" مونث ہے - کون کہے گا: "فلانے کی مقدر اچھی ہے"؟ کون کہے گا: "ڈھمکے کا تقدیر برا ہے"؟ یہ مسئلہ صاف ہے، مذبذب نہیں - کوئی بھی "مقدر" کو مونث نہ کہتا ہوگا - تم کو تردد کیوں ہوا ؟

"جواں مرد"، "جواں بخت"، "جواں دولت"، "جواں عمر"، "جواں سال"، "جواں خرد"، "جواں مرگ"، یہ الفاظ مقررۂ اہل زبان ہیں؛ کبھی مقلوب و معکوس نہیں آتے -

"اودھ اخبار" میں بادشاہ کے مرنے کی خبر لکھی دیکھی؛ مگر پھر کہیں سے تصدیق نہیں ہوئی - نرندر سنگھ راجۂ پٹیالہ بے تکلف مرگیا - مسجد جامع کی واگزاشت کی خبر مشہور ہے - اگر سچ ہوجائے تو کیا دور ہے؟ شاہ اودھ کی املاک کی بھی واگزاشت کی خبر ہے -

لو کہو، اب اور کیا لکھوں ؟ سر راہ کی مُنڈیر کے پاس جو تخت بچھا ہے، اوس پر بیٹھا ہوا دھوپ کھا رہا ہوں اور خط لکھ رہا ہوں - بس، اب یہ لکھنا باقی ہے کہ "مجتہد العصر" کو دعا اور میر افضل علی صاحب کو دعائیں-

صبح پنجشنبہ، ۲۷ جمادی الاول، ۲۰ نومبر سال حال،

[۱۲۷۹ھ، م ۱۸۶۲ع]

۴۳

[۳۲۵] جویائے حال دھلی و النور سلام لو -

مسجدِ جامع واگزاشت ہوگئی؛ "چتلی قبر" کی طرف کی سیڑھیوں پر کبابیوں نے دکانیں بنا لیں - انڈا، مرغی، کبوتر بکنے لگا - عشرۂ مبشرہ یعنی دس آدمی مہتمم ٹھہرے - مرزا آلہی بخش، مولوی صدرالدین، تفضل حسین خاں ابن فضل‌الله خاں؛[1] تین یہ اور سات اور - ۷ نومبر، ۱۴ جمادی الاول سال حال، جمعے کے دن ابوظفر سراج‌الدین بہادر شاہ قیدِ فرنگ و قیدِ جسم سے رہا ہوئے - اِنا للّٰہ و اِنا الیہ راجعون -

جاڑا پڑ رہا ہے - ہمارے پاس شراب آج کی اور ہے - کل سے رات کو

۱- م میں "عشرۂ مبشرہ یعنی" اور "ابن فضل‌الله خاں" نہیں ہے -

نری انگیٹھی پر گزارا ہے؛ بوتل، گلاس موقوف ۔[۱]

راجہ پٹیالہ مرگیا ۔ مہندر سنگھ، اوس کے خلف، پر خطاب فرزندی اور القاب بحال و برقرار رہا ۔ بالفعل دیوان نہال‌چند کام کر رہا ہے ۔ ظاہرا جو رنگ اِس ریاست کا ہونے والا ہے وہ نواب گورنر جنرل بہادر کے آنے پر کھلے گا، اور وہ فروری مہینے میں یہاں آئیں گے ۔ الور کی ریاست کا حال بدستور ہے ۔ گورنر صاحب ہی اِنہیں اِختیار دیں گے ۔ یعنی پٹیالے اور الور کے راج کا اِنتظام اوسی وقت پر ہوگا ۔ بالفعل اِمپسے صاحب، ایجنٹ الور، دلّی ہوتے ہوئے میرٹھ گئے ہیں ۔ راجہ صاحب، تجارہ تک، اون کی مشایعت کر گئے ۔ یہاں اِمپسے صاحب سے، کوئی صاحب‌سنگھ ٹھیکے دار الور کی سڑک کا ہے، اوس نے کچھ کہا تھا ۔ جواب دیا کہ الور کے مقدمات میں پنچوں کو اِختیار ہے ۔ ہم کچھ حکم نہ دیں گے ۔ اِسفندیار بیگ مُتوفّی کا کوئی متبنّی مستدعی پرورش ہوا ۔ اوس کو بھی یہی جواب ملا ۔ اب، اور بولو، کیا لکھوں ؟

دھوپ میں بیٹھا ہوں، یوسف علی خاں اور لالہ ہیرا سنگھ بیٹھے ہیں ۔ کھانا تیار ہے ۔ خط لکھ کر، بند کر کر، آدمی کو دوں گا اور میں گھر جاؤں گا؛ اور وہاں ایک دالان میں دھوپ ہوتی ہے، اوس میں بیٹھوں گا ۔ ہات منہ دھوؤں گا ۔ ایک روٹی کا چھلکا سالن میں بھگو کر کھاؤں گا ۔ بیسن سے ہات دھوؤں گا ۔ باہر آؤں گا ۔ پھر اوس کے بعد خدا جانے کون آئے گا، کیا صحبت ہوگی ۔

"مجتہد العصر" میر سرفراز حسین صاحب اور "ذاکر الحسین" میر افضل علی عرف میرن صاحب کو دعا ۔

منگل کا دن، ۲۳ جمادی‌الثانی، ۱۶ دسمبر؛ پہر دن چڑھے ۔

[۱۲۷۹ھ، م ۱۸۶۲ع] ۔ غالب ۔

۴۴

برخوردار، [۳۲۶]

تمہارا خط آیا، حال معلوم ہوا ۔ میں اِس خیال میں تھا کہ الور کا

---

۱ ۔ "اِنتخاب" میں رقعہ اِسی جگہ ختم ہوگیا ہے ۔

کچھ حال معلوم کرلوں اور کپتان الکزنڈر کا خط آئے اور میں اوس کو میر سرفراز حسین کے مقدمے میں لکھ لوں تو اوس وقت تمھارے خط کا جواب لکھوں۔ چونکہ آج تک اون کا خط نہ آیا؛ میں سونچا کہ اگر اِسی اِنتظار میں رھوں گا اور خط کا جواب نہ بھیجوں گا تو میرا پیارا میر مہدی خفا ہوگا - ناچار جو کچھ الور کا حال سنا ھے وہ' اور کچھ اپنا حال' لکھتا ھوں - ھرچند میں نے دریافت کرنا چاھا؛ مگر حکیم محمود علی کا وھاں پہنچنا اور یہ کہ وھاں پہنچنے کے بعد کیا طور قرار پایا' کچھ معلوم نہیں ھوا - صرف خبر واحد ھے کہ اون کو راوراجہ نے' صاحب ایجنٹ سے اِجازت لے کر' بلا لیا ھے- کہتے ھیں کہ صاحب ایجنٹ الور نے راجہ کے بالغ اور عاقل ھونے کی رپوٹ صدر کو بھیجی ھے - کیا عجب ھے کہ اِن کا راج اِن کو مل جائے - کہتے ھیں کہ راوراجہ نے اھلِ خطّہ کے فراق کی شکایت حاکم سے کی تھی - جواب پایا کہ وہ لوگ مُفسد اور بدمعاش ھیں' اور تمھاری برادری کے لوگ اون سے نا خوش ھیں' اون کے آنے میں فساد کا اِحتمال ھے ؛ وہ نہ آنے پائیں گے ۔[1]

مولانا غالب علیہ الرحمۃ اِن دنوں میں بہت خوش ھیں- پچاس ساٹھ جزو کی کتاب' امیر حمزہ کی داستان کی' اور اِسی قدر حجم کی ایک جلد "بوستان خیال" کی آگئی ھے ؛ سترہ بوتلیں بادۂ ناب کی توشک خانے میں موجود ھیں - دن بھر کتاب دیکھا کرتے ھیں' رات بھر شراب پیا کرتے ھیں -

کسے' کاین مرادش میسر بود اگر جم نباشد' سکندر بود-

میر سرفراز حسین کو اور میرن صاحب کو اور میر نصیرالدین صاحب کو دعائیں اور دیدار کی آرزوئیں -[2]

[دسمبر ۱۸۶۲ع] -

۳۵*

[۳۲۷] برخوردار'

تمھارا خط پہنچا ' مگر یہ غضب ھے کہ: میں اوس کا جواب نہیں لکھ سکتا' اور وہ جواب طلب ھے - جواب کیا لکھوں ؟ قواعد عملداری کے برھم

۱- م میں "کہتے ھیں کہ راو راجہ...............پائیں گے" نہیں ھے -

۲- دیکھو خط ۳۰۶ کا حاشیہ -

* یہ خط صرف "اِنتخاب" میں ھے -

ہوگئے، نئے نئے دستور ہیں - شہرت ہوئی کہ لارڈ صاحب آتے ہیں - فروری کو انبالے پہنچیں گے؛ اہل دھلی کی ملازمت وہاں ہوگی - اب یہ آوازہ بلند ہے کہ فروری میں کلکتے سے چلیں گے - بنارس، اِلہ آباد، اکبرآباد، ہوتے ہوئے مارچ کو انبالے پہنچیں گے - الور، جےپور، کوٹہ، یہ تین راجہ آگرے پہنچ گئے؛ وہاں میرفرش کی طرح بیکار دھرے ہوئے ہیں - الور کے راجہ گویا یوسف ہیں- اون کے خریدار دوڑتے پھرتے ہیں - کوئی شکرم، کوئی کرانچی ڈھونڈھ رہا ہے؛ کوئی پیادہ چل نکلا؛ کسی نے مانگے کا ٹٹو بہم پہنچایا - یہ سب قصے یک طرف؛ اب سنتا ہوں کہ راجستان کے ایجنٹ نے سب رئیسوں کو لکھا ہے کہ لارڈ صاحب تمھیں بلاتے نہیں؛ جس کا جی چاہے آؤ، جس کا جی نہ چاہے نہ آؤ - اِس تحریر کو دیکھ کر، جو وعدہ‌گاہ پر جا پہنچے وہ پشیمان ہیں؛ جو راہ میں ہیں وہ وہیں ٹھٹک رہے ہیں، نہ آگے بڑھتے ہیں نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں - جو اپنے مقام سے نہ ہلےتھے وہ اچھے رہے -

یہاں دو تین مہاوٹیں برس گئی ہیں - گیہوں، چنا، اچھا ہوگا - ربیع کی اُمید پڑی-

اُفقہا پُر از ابرِ بہمن مہی سفالینہ جام من از مے تہی -

سیدھے ہات پر ایک زخم، بائیں بازو پر ایک گھاو، سیدھی ران پر ایک پھوڑا؛ یہ حال میرا ہے - باقی خیر و عافیت -

میر سرفراز حسین صاحب اور میرن صاحب کو دعا پہنچے -

[۱۸۶۳ع] -

غالب -

۴۹

[۳۲۸] نور چشم میر مہدی کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ "کلیات فارسی" کا پہنچنا مجھ کو معلوم ہوا - میاں، اِس میں اغلاط بہت ہیں - مبارک ہو تمھیں، اور میر سرفراز حسین کو، اور میرن صاحب کو، اور بھائی، خدا کرے، مجھ کو بھی - لو صاحب، ایجنٹ بہادر راجستان کا حکم الور کے ایجنٹ کو آیا کہ تم پہلی ستمبر کو راج کے کاغذ، جو تمھارے پاس ہیں، اور راج کا اسباب، جو تمھارے تحت میں ہے، وہ سب راجہ صاحب کو دو اور تم الگ ہو جاؤ -

ستمبر کی بیسویں کو ہم الور آئیں گے' راجہ صاحب کو مسند پر بیٹھائیں گے' خلعت شاہی اونہیں پہنائیں گے -

"ستمبر" ستم برد و آورد داد -

شنبہ' ۲۲ اگست سنہ ۱۸۶۳ع -

از غالب -

۳۷

[۳۲۹] آئیے جناب میر مہدی صاحب دہلوی- بہت دنوں میں آئے؛ کہاں تھے؟ بارے' آپ کا مزاج خوش ہے؟ میر سرفراز حسین صاحب اچھی طرح ہیں؟ میرن صاحب خوش ہیں؟

"ہستی ہماری اپنی فنا پر دلیل ہے
یاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے"

پہلے یہ سمجھو کہ قسم کیا چیز ہے' قد اوس کا کتنا لمبا ہے' ہات پانو کیسے ہیں' رنگ کیسا ہے - جب یہ نہ بتا سکو گے' تو جانو گے کہ قسم جسم و جسمانیات میں سے نہیں - ایک اِعتبار محض ہے - وجود اوس کا صرف تعقل میں ہے - سیمرغ کا سا اوس کا وجود ہے - یعنی کہنے کو ہے' دیکھنے کو نہیں- پس' شاعر کہتا ہے کہ جب ہم آپ اپنی قسم ہو گئے تو گویا اِس صورت میں ہمارا ہونا ہمارے نہ ہونے کی دلیل ہے -

"می‌خواہم از خدا و نمی‌خواہم از خدا
دیدن حبیب را و ندیدن رقیب را"

لف و نشر مرتب ہے - می‌خواہم از خدا' دیدن حبیب را - نمی خواہم از خدا' ندیدن' رقیب را - خوار و زار و خستہ و سوگوار' معنی تو اِس میں موجود ہیں مگر بول چال تکسال باہر ہے - ایک جملے کا جملہ مقدر چھوڑ دیا ہے اور پھر اِس بھونڈی طرح سے کہ جس کو "المعنی فی بطن الشاعر" کہتے ہیں - یہ شعر اساتذۂ مسلم الثبوت میں سے کسی کا نہیں ہے - کوئی صاحب ہوں گے کہ اونھوں نے لوگوں کے حیران کرنے کے واسطے یہ شعر کہہ دیا' اور کسی اُستاد کا نام لے دیا کہ یہ اون کا ہے -

تذکیر و تانیث کا کوئی قاعدہ منضبط نہیں کہ جس پر حکم کیا جائے -

جو جس کے کانوں کو لگے' جس کو جس کا دل قبول کرے' اوس طرح کہے۔ ''رتھ'' میرے نزدیک مذکر ہے یعنی ''رتھ آیا'' - لیکن جمع میں کیا کروں گا؟ ناچار مونث بولنا پڑے گا؛ یعنی ''رتھیں آئیں'' - ''خبر'' مونث ہے بہ اِتفاق- مگر ''کاغذ اخبار'' ؛ اِس کو خود سمجھ لو کہ تمہارا دل کیا قبول کرتا ہے۔- میں تو مذکر کہوں گا یعنی ''اِخبار آیا'' - ''پیر ہوئی یا ہوا'' ؛ یہ منطق عوام کا ہے - ہمیں اِس سے کچھ کام نہیں - ہم کہیں گے کہ ''دوشنبہ ہوا'' ' ''پیر کا دن ہوا''- نری ''پیر ہوئی'' یا ''پیر ہوا'' ہم کیوں بولیں گے؟ ''بلبل'' میرے نزدیک مونث ہے' جمع اوس کی ''بلبلیں'' - ''طوطی بولتا ہے'' ''بلبل بولتی ہے'' - بھائی' اِس امر میں میں مفتی و مجتہد بن نہیں سکتا؛ اپنا عندیہ لکھتا ہوں - جو چاہے مانے' جو چاہے نہ مانے -

سہ‌شنبہ' ۸ دسمبر سنہ ۱۸۶۳ع -

نجات کا طالب' غالب -

۴۸

برخوردار کامگار' میر مہدی دہلوی' اُردو بازار کے مولوی' صاحب لوائے [۳۳۰] ولائے مرتضوی' پر عَلم عبّاس ابن علی کا سایہ -

راجہ صاحب کے سلوک کا حال ہم پہلے ہی سن چکے تھے - الحمد للّٰہ علیٰ کلِّ حالٍ - دیکھیے' اب معاودت کب کرتے ہیں' موافق اپنے وعدے کے ہم کو کیوں‌کر طلب کرتے ہیں؟ کلکتے جاتے وقت فرما گئے ہیں کہ میں آ کر ''اسد'' کو بلاؤں گا - البتہ اگر وہ بلائیں گے' تو میں کیوں‌کر نہ جاؤں گا؟ ظاہرا ہمارے تمہارے واسطے زمانۂ اِنتہاے مصیبت اور وقت پیش آمد دولت ہے- اب مجھ کو میرن صاحب کی خوشامد کرنی پڑے گی - وہ مقرب بنیں گے' اگر میری قسمت لڑے گی- تم میری کامیابی کا سامان کر رکھنا' میرن صاحب کو مجھ پر مہربان کر رکھنا - بھائی' یہ جو میرن صاحب یا امیرن صاحب ہیں' حضور کے بڑے مصاحب ہیں - جس گروہ میں سے جس کو چاہیں حضور سے ملوا دیں؛ فرقۂ شعرا میں سے جس کو جو کچھ چاہیں دلوادیں - اون کو اور ''مجتہد العصر'' کو میری دعا کہنا -

نجات کا طالب' غالب -

۳۹

[۳۳۱] میری جان'

وہ پارسیِ قدیم جو ہوشنگ و جمشید و کیخسرو کے عہد میں مروج تھی' اوس میں "خُر" بہ خاے مضموم' "نورِ قاہر" کو کہتے ہیں - اور چونکہ پارسیوں کی دید و دانست میں بعد خدا کے آفتاب سے زیادہ کوئی بزرگ نہیں ہے' اِس واسطے "آفتاب" کو "خُر" لکھا' اور "شید" کا لفظ بڑھا دیا - "شید" بہ شینِ مکسور و یاے معروف' بر وزن "عید"' "روشنی" کو کہتے ہیں - یعنی یہ اوس "نورِ قاہرِ ایزدی" کی روشنی ہے - "خُر" اور "خُورشید"' یہ دونوں اِسم "آفتاب" کے ٹھہرے - جب عرب و عجم مل گئے تو اکابرِ عرب نے' کہ وہ منبع علوم ہوئے' واسطے دفع اِلتباس کے "خُر" میں واو معدولہ بڑھا کر "خُور" لکھنا شروع کیا - ہر آینہ متاخرین نے اِس قاعدے کو پسند کیا اور منظور کیا' اور فی الحقیقت یہ قاعدہ بہت مستحسن ہے - فقیر "خُر" جہاں بے اِضافۂ لفظ "شید" لکھتا ہے' موافقِ قانونِ عظماے عرب بہ واوِ معدولہ لکھتا ہے' یعنی "خَور"' اور جہاں بہ اِضافۂ لفظ "شید" لکھتا ہے' وہاں بہ پیروی بزرگانِ پارسی سر بسر لفظ "خور" کو بے واو لکھتا ہے' یعنی "خُرشید" - "خُر" کا قافیہ "در" اور "بر" کے ساتھ جائز اور روا ہے - خود میں نے دو چار جگہ باندھا ہوگا - وہاں میں بے واو کیوں لکھوں؟ رہا "خورشید" چاہو بے واو لکھو چاہو مع الواو لکھو- میں بے واو لکھتا ہوں؛ مگر مع الواو کو غلط نہیں جانتا' اور خُر کو کبھی بے واو نہ لکھوں گا' قافیہ ہو یا نہ ہو - یعنی نظم میں' وسط شعر میں آ پڑے یا نثر کی عبارت میں واقع ہو' "خور" لکھوں گا - یہ بات بھی تم کو معلوم رہے کہ جس طرح "خُر" ترجمہ "قاہر" کا ہے' اُسی طرح "جم" ترجمہ "قادر" کا ہے کہ بہ اِضافۂ لفظ "شید" اِسم شہنشاہ وقت قرار پایا ہے -

"مجتہد العصر" میر سرفراز حسین کو دعا پہنچے- سچ کہیے' تمھیں وہاں کوئی "مجتہد العصر" نہ کہتا ہوگا - نہ کہو' تم کو کیا؟ میں نے' تم نے مان لیا؛ اب کوئی کہے یا نہ کہے - میاں بدرالدین سے ایک مہر کھدوا دوں گا :

"جناب مجتہد العصر سرفراز حسین"

بس، تم یہ مہر خطوں پر، محضروں پر، تمسکوں پر، کرنی شروع کرنا، سب کے سب تم کو "مجتہد العصر" کہنے لگیں گے -

حکیم میر اشرف علی کو اور اون کے فرزند کو دعا پہنچے -

میرن صاحب کو دعا پہنچے - بھائی میرن، اب وہ خس کا پردہ کھول ڈالا - صافیاں جھجر پر لپیٹتا ہوں، دم بدم بھگوتا ہوں - وہ لو کہاں جو پردے سے لپٹ کر صافی کو لگے آ کر، اور پانی کو ٹھنڈا کرے؟ وہ پانی جو میر مہدی اور تم اور حکیم جی پیا کیے ہو، اب کہاں؟ برف پندرہ دن کی اور باقی ہے؛ آیندہ خدا رزاق ہے -

۵۰

[۳۳۱ ب] قرۃ العینین میر مہدی و میر سرفراز حسین مجھ سے ناخوش اور گلہ مند ہوں گے، اور کہتے ہوں گے کہ دیکھو ہمیں خط نہیں لکھتا -

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں؛
کاش، پوچھو کہ ماجرا کیا ہے؟

ماجرا یہ ہے کہ تمہارا بھی تو کوئی خط نہیں آیا، میں جس کا جواب لکھتا - میرن صاحب سے تمہاری خیر و عافیت پوچھنی، اور کہ دینا کہ میری دعا لکھ بھیجنا - بس اب اِتنا ہی دم باقی ہے - کل میرن صاحب آئے؛ پوچھا کہ الور سے کوئی خط آیا ؟ فرمایا کہ اِس ہفتے میں کوئی خط میں نے نہیں پایا۔ کیا کہوں کہ کیا حال ہے؟ پیش ازیں اپنا یہ شعر پڑھا کرتا تھا :

بس، ہجوم نا اُمیدی، خاک میں مل جائے گی
یہ جو اِک لذت ہماری سعی بے حاصل میں ہے -

اب اِس زمزمے کا بھی محل نہ رہا ؛ یعنی سعی بے حاصل کی لذت خاک میں مل گئی - اِنا للّٰہ و اِنا اِلیہ راجعون -

سہ شنبہ، ۱۸ شعبان سنہ ۱۲۸۱ھ -

[۱۷ جنوری ۱۸۶۵ع]

مرگ ناگاہ کا طالب، غالب -

مرزا شہاب الدین احمد خاں "ثاقب"

۱

[۳۳۲] بھائی،

تمھارا خط حکیم محمود خاں صاحب کے آدمی کے ہات پہنچا - خیر و عافیت معلوم ہوئی - اِنصاف کرو، کتاب کوئی سی ہو اوس کا پتا کیوں کر لگے؟ لوٹ کا مال چوری چوری کونے[1] کھتروں میں بک گیا - اور اگر سڑک پر بھی بکا، تو میں کہاں جو دیکھوں؟ صبر کرو اور چپ ہو رہو؛

بر دل نفسِ اندہِ گیتی بسر آرید گیرید، کہ گیتی ہمہ یکسر بسر آمد-

آدمی تو آتے جاتے رہتے ہیں - خدا کرے یہاں کا حال سن لیا کرتے ہو- اگر جیتے رہے اور ملنا نصیب ہوا تو کہا جائے گا؛ ورنہ، قصہ مختصر، قصہ تمام ہوا - لکھتے ہوئے ڈرتا ہوں؛ اور وہ بھی کون سی خوشی کی بات ہے، جو لکھوں؟

اپنے گھر میں اور اپنے بچوں کو، میری اور میرے گھر کی طرف سے دعا کہہ دینا، اور تم کو بھی تمھاری اُستانی دعا کہتی ہیں- زیادہ، زیادہ

دوشنبہ، ۸ فروری سنہ ۱۸۵۸ع - از غالب -

۲

[۳۳۳] بھائی شہاب الدین خاں،

واسطے خدا کے! یہ تم نے اور حکیم غلام نجف خاں نے میرے دیوان کا کیا حال کر دیا ہے؟ یہ اشعار جو تم نے بھیجے ہیں، خدا جانے کس ولد الزنا نے داخل کر دیے ہیں - دیوان تو چھاپے کا ہے - متن میں اگر یہ شعر ہوں تو

۱ - [م ۱: "کُہنے" ؛ م ۲: "کہنے" ؛ م ۳: "کہنے" - م- ص-]

میرے ہیں اور اگر حاشیے پر ہوں تو میرے نہیں ہیں - بالفرض ' اگر یہ شعر متن میں پائے بھی جاویں تو یوں سمجھنا کہ کسی ملعون ' زن جلب نے اصل کلام کو چھیل کر یہ خرافات لکھ دیے ہیں - خلاصہ یہ کہ جس مفسد کے یہ شعر ہیں اوس کے باپ پر اور دادا پر اور پردادا پر لعنت ' اور وہ ہفتاد پشت تک ولد الحرام ' اِس کے سوا اور کیا لکھوں - ایک تو لڑکے - میاں غلام نجف ' دوسرے تم ؛ میری کم بختی بڑھاپے میں آئی کہ میرا کلام تمھارے ہات پڑا - بعد اِن سطروں کے لکھنے کے تمھارا خط پہنچا - یہ دوسرا حادثہ مجھ کو پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا - قضا و قدر کے اُمور میں دم مارنے کی گنجایش نہیں ہے - کہیں جاگیر پر جلد جانے کی اِجازت ہو جائے تا کہ سب یکجا باہم آرام سے رہو - اپنے کاتب کو کہہ دینا کہ یہ خرافات متن میں نہ لکھے - اگر لکھ دیے ہوں' تو وہ ورق نکلوا ڈالنا - اور ورق اوس کے بدلے لکھوا کر لگا دینا - مناسب تو یوں ہے کہ تم کسی آدمی کے ہات وہ دیوان جو تمھارے کاتب نے نقل کیا ہے میرے پاس بھیج دو ' تاکہ میں اوس کو ایک نظر دیکھ کر پھر تم کو بھیج دوں - زیادہ ' زیادہ -

آج نہ میرے پاس ٹکٹ ہے نہ دام - معاف رکھنا - والسلام -

[مارچ ۱۸۵۸ع] -

۳

بھائی' [۳۳۴]

تمھارا خط پہنچا - کوئی مطلب جواب‌طلب نہیں تھا کہ میں اوس کا جواب لکھتا - پھر سونچا کہ مبادا تم آزردہ ہو ' اِس واسطے آج یہ رقعہ تم کو لکھتا ہوں - میرا جی تو یہ چاہتا تھا کہ اب جو خط تمھیں لکھوں اوس کے آغاز میں یہ لکھوں کہ مبارک ہو - تمھارے آب و عم مع الخیر اپنی جاگیر کو روانا ہو گئے - اِن شاء اللّٰہ تعالیٰ اب کے جو خط تم کو لکھوں گا اوس کا مضمون یہی ہوگا - خاطر جمع رکھنا ' اور اگر میرا خط دو چار دن نہ پہنچے تو مجھ کو اوسی مضمون کے ظہور کا منتظر سمجھنا اور گلہ نہ کرنا -

اور ہاں صاحب ' تم جو خط لکھتے ہو تو اوس میں احمد سعید خاں کا کچھ ذکر نہیں لکھتے - لازم ہے کہ اوس کی خیر و عافیت اور اوس کی بہن کی

خیر و عافیت لکھتے رہا کرو - یہاں تمہاری پھوپھی اور تمہارے دونوں بھتیجے اچھی طرح ہیں - والدعا -

یکشنبہ، ۱۱ اپریل سنہ ۱۸۵۸ع -

از غالب -

۴

[۳۳۵] تمہارے بھائی کا خط تمہارے پاس بھیجتا ہوں - "کلیات اُردو" جو تم نے خریدے ہیں ایک اوس میں سے چاہو اپنے چچا کے نذر کرو، چاہو بھائی کو تحفہ بھیجو - میں نے اِس وقت اون کے نام کا خط لوہارو کو روانا کیا ہے - بعد اِرسالِ خط مولوی سدیدالدین خاں صاحب میرے ہاں آئے - اثناے حرف و حکایت میں میں نے "شاہین" کی حقیقت پوچھی - جواب دیا کہ ہاں، عربی میں ایک باجے کا نام "شاہین" ہے - صورت اوس کی پوچھی گئی ؛ کہا مجھے معلوم نہیں، "صراح" میں میں نے دیکھا ہے - فقط -

تم جو مولانا علائی کو خط لکھو، یہ رقعہ ملفوف کرو -

[اگست ۱۸۶۱ع] -

غالب -

۵

[۳۳۶] نورچشم شہاب‌الدین خاں کو دعا کے بعد معلوم ہو :

یہ جو رقعہ لے کر پہنچتے ہیں اِن کا نام حسن علی ہے ؛ اور یہ سید ہیں - دواسازی میں یگانہ، رکاب‌داری میں یکتا - جان محمد، اِن کا باپ، ملازم سرکار شاہی تھا - اب اِن کا چچا میر فتح علی پندرہ روپئے مہینے کا الور میں نوکر ہے - بہر حال اِن سے کہا گیا کہ پانچ روپئے مہینا ملے گا اور لوہارو جانا ہوگا - انکار کیا کہ پانچ روپئے میں میں کیا کھاؤں گا؟ یہاں زن و فرزند کو کیا بھجواؤں گا؟ جواب دیا گیا کہ سرکار بڑی ہے - اگر کام تمہارا پسند آئے گا، تو اِضافہ ہو جائے گا - اب وہ کہتا ہے کہ خیر توقع پر یہ قلیل مشاہرہ قبول کرتا ہوں، مگر دونوں وقت روٹی سرکار سے پاؤں، بغیر اِس کے کسی طرح نہیں جا سکتا - سنو میاں، حق بہ جانب اِس غریب کے ہے - روٹی مقرر ہوئے بغیر بات نہیں بنتی - یقین ہے، تم رپوٹ کرو گے تو اِس امر کی منظوری کا حکم آ جائے گا - یہ قصہ فیصل ہوا - اب یہ کہتا ہے کہ دوماہہ

مجھے پیشگی دو ' تاکہ کچھ کپڑا لتا بناؤں اور کچھ گھر میں دے جاؤں : راہ میں روٹی اور سواری سرکار سے پاؤں ؛ میں تو یہاں بھی حق بہ جانب سائل کے جانتا ہوں ' مگر کچھ کہہ نہیں سکتا - اپنی رائے اِس باب میں لکھ نہیں سکتا - خیر ' تم یہی میرا رقعہ اپنے نام کا علائی مولائی کو بھیج دو - سہ‌شنبہ ' ۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۶۱ع -

غالب -

۶

[۳۳۷] میاں '

وہ قاضی تو مسخرا ' چوتیا ہے ' اون کا خط دیکھ لیا ؛ خیر - ہاں ' علاءالدین خاں کا خط گھنٹا بھر بھانڈ کے طائفے کا تماشا ہے - اب تم کہو ' اُستاد میر جان کو کیوں‌کر بھیجو گے ؟ اون کو کہاں پاؤ گے ؟ اور علاءالدین خاں نے حسب الحکم تمھارے چچا کے لکھا ہے - لوھارو کی سواریاں ' آئی ہوئی ' شاید کل یا پرسوں جائیں ؛ اِس کی فکر آج کرو - امین‌الدین خاں بیچارہ اکیلا گھبراتا ہوگا -

''چکیدن دهیم''- ''رمیدن دهیم''- یہ غزل علاءالدین کو بھیج چکا ہوں- تم علاءالدین خاں کو لکھو کہ بڑی شرم کی بات ہے کہ :

هر دم آزردگی غیر سبب را چه علاج

اِس غزل کو حافظ کی غزل سمجھتے ہو! واہ! واہ! ''غیر سبب'' کہاں کی بولی ہے ؟

از خواندن قرانِ تو' قاری' چه فائده -

عیاذاً باللّٰہ! امیر خسرو ''قرآن'' کو ' کہ بہ سکون راے قرشت و الف ممدودہ ہے ' ''قُران'' بر وزن ''پُران'' لکھیں گے ؟ یہ دونوں غزلیں دو گدھوں کی ہیں - شاید ایک نے مقطع میں ''حافظ'' اور ایک نے مقطع میں ''خسرو'' لکھ دیا ہو - [۱۸۶۲ع] -

غالب -

۷

[۳۳۸] رباعی

رُقعے کا جواب کیوں نہ بھیجا تم نے ''ثاقب'' حرکت یہ کی ہے بیجا تم نے
حاجی کلو کو دے کے بے وجہ جواب' ''غالب'' کا پکا دیا کلیجا تم نے

۸

[۳۳۹] رباعی

اے روشنی دیدہ ، شہاب‌الدین خاں ! کتنا ہے ، بتاو ، کس طرح سے رمضاں ؟
ہوتی ہے تراویح سے فرصت کب‌تک ؟ سنتے ہو تراویح میں کتنا قرآں ؟

۹

[۳۴۰] میاں مرزا شہاب‌الدین خاں ،

اچھی طرح رہو - غازی‌آباد کا حال شمشاد علی سے سنا ہوگا - ہفتے کے دن ، دو تین گھڑی دن چڑھے ، احباب کو رخصت کر کے راہی ہوا - قصد یہ تھا کہ پلکھوے[۱] رہوں - وہاں قافلے کی گنجایش نہ پائی ؛ ہاپوڑ کو روانا ہوا - دونوں برخوردار گھوڑوں پر سوار پہلے چل دیے - چار گھڑی دن رہے میں ہاپوڑ کی سرائے میں پہنچا - دونوں بھائیوں کو بیٹھے ہوئے اور گھوڑوں کو ٹہلتے ہوئے پایا - گھڑی بھر دن رہے قافلہ آیا - میں نے چھٹانک بھر گھی داغ کیا - دو شامی‌کباب اوس میں ڈال دیے - رات ہو گئی تھی - شراب پی لی - کباب کھائے - لڑکوں نے ارہر کی کھچڑی پکوائی خوب گھی ڈال کر آپ بھی کھائی اور سب آدمیوں کو بھی کھلائی - دن کے واسطے سادہ سالن پکوایا - ترکاری نہ تلوائی - بارے آج تک دونوں بھائیوں میں موافقت ہے - آپس کی صلاح و مشورت سے کام کرتے ہیں - اِتنی بات زائد ہے کہ حسین علی منزل پر اوتر کر پاپڑ اور مٹھائی کے کھلونے خرید لاتا ہے ؛ دونوں بھائی مل کر کھالیتے ہیں - آج میں نے تمھارے والد کی نصیحت پر عمل کیا - چار بجے ، پانچ کے عمل میں ، ہاپوڑ سے چل دیا - سورج نکلے بابو گڑھ کی سرائے میں آ پہنچا - چارپائی بچھائی ؛ اوس پر بچھونا بچھا کر حقہ پی رہا ہوں اور یہ خط لکھ رہا ہوں - دونوں گھوڑے کوتل آ گئے - دونوں لڑکے رتھ میں سوار آتے ہیں - اب وہ آئے اور کھانا کھا لیا اور چلے - تم اپنی اُستانی کے پاس جا کر یہ رقعہ سراسر پڑھ کر سنا دینا - شمشاد کو کتاب کے مقابلے اور تصحیح کی تاکید کر دینا -

[۸ اکتوبر ۱۸۶۵ع] -

---

۱ - ۱ : م "پلکنوے" -

مرزا حاتم علی "مہر"

۱

بہت سہی غم گیتی، شراب کم کیا ہے! [۳۴۱]
غلام ساقی کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے!
سخن میں خامۂ "غالب" کی آتش‌افشانی
یقیں ہے ہم کو بھی، لیکن اب اوس میں دم کیا ہے!

علاقۂ محبت ازلی کو برحق مان کر اور پیوند غلامی جناب مرتضیٰ علی کو سچ جان کر ایک بات اور کہتا ہوں کہ: بھلائی اگرچہ سب کو عزیز ہے، مگر شنوائی بھی تو آخر ایک چیز ہے۔ مانا کہ روشناسی اوس کے اجارے میں آئی ہے، یہ بھی دلیل آشنائی ہے۔ کیا فرض ہے کہ جب تک دید وادید نہ ہو لے اپنے کو بیگانۂ یک‌دگر سمجھیں؟ البتہ ہم تم دوست دیرینہ ہیں، اگر سمجھیں۔ سلام کے جواب میں خط بہت بڑا احسان ہے۔ خدا کرے، خط جس میں میں نے آپ کو سلام لکھا تھا آپ کی نظر سے گزر گیا ہو۔ احیاناً اگر نہ دیکھا ہو، تو اب "مرزا تفتہ" سے لے کر پڑھ لیجیے گا؛ اور خط کے لکھنے کے احسان کو اوس خط کے پڑھ لینے سے دوبالا کیجیے گا۔

ہاے میجر جان جاکوب، کیا جوان مارا گیا ہے! سچ، اوس کا یہ شیوہ تھا کہ اُردو کی فکر کو مانع آتا اور فارسی زبان میں شعر کہنے کی رغبت دلواتا۔ بندہ [پرور،][۱] یہ بھی اونہیں میں ہے کہ جن کا میں ماتمی ہوں۔ ہزارہا دوست مرگئے۔ کس کو یاد کروں اور کس سے فریاد کروں؟ جیوں، تو کوئی غمخوار نہیں؛ مروں،[۲] تو کوئی عزادار نہیں۔

۱- م میں "بندہ" بھی نہیں ہے۔ ۲- م: "اور مروں"۔

غزلیں آپ کی دیکھیں - سبحان اللّٰہ' چشم بد دور! اُردو کی راہ کے تو سالک ہو' گویا اِس زبان کے مالک ہو - فارسی بھی خوبی میں کم نہیں - مشق شرط ہے- اگر کہے جاؤ گے' لطف پاؤ گے- میرا تو گویا[1] بقول ''طالب'' آملی اب یہ حال ہے :

لب از گفتن چنان بستم کہ گوئی : دهن بر چہرہ زخمے بود' بہ شد -

جب آپ نے بغیر خط کے بھیجے خط[2] مجھ کو لکھا ہو' تو کیوں کر مجھ کو اپنے خط کے جواب کی نہ تمنا ہو؟ پہلے تو اپنا حال لکھیے' کہ میں نے سنا تھا آپ کہیں کے صدر امین ہیں' پھر آپ اکبرآباد میں کیوں خانہ‌نشین ہیں؟ اِس ہنگامے میں آپ کی صحبت حکام سے کیسی رہی؟

راجہ بلوان سنگھ کا بھی حال لکھنا ضرور ہے کہ کہاں ہیں اور وہ دو ہزار مہینا' جو اون کو سرکار انگریزی سے ملتا تھا' اب بھی ملتا ہے یا نہیں؟

ہائے لکھنؤ! کچھ نہیں کھلتا کہ اوس بہارستان پر کیا گزری؟ اموال کیا ہوئے؟ اشخاص کہاں گئے؟ خاندان شجاع الدولہ کے زن و مرد کا انجام کیا ہوا؟ قبلہ و کعبہ حضرت مجتہد العصر کی سرگزشت کیا ہے؟ گمان کرتا ہوں کہ بہ نسبت میرے تم کو کچھ زیادہ آگہی ہوگی - اُمیدوار ہوں کہ جو آپ پر معلوم ہے وہ مجھ پر مجہول نہ رہے - پتا مسکن مبارک کا ''کشمیری بازار'' سے زیادہ نہیں معلوم ہوا - ظاہراً اِسی قدر کافی ہوگا' ورنہ آپ زیادہ لکھئے - ''مرزا تفتہ'' کو دعا کہیے گا اور اون کے اوس خط کے پہنچنے کی اِطلاع دیجیے گا' جس میں آپ کے خط کی اونھوں نے نوید لکھی تھی - والسلام -

۲

[۳۴۲] خود شکوہ دلیلِ رفعِ آزار بس‌ست آید بہ زبان هر آنچہ از دل بررود

بندہ پرور'

فقیر شکوے سے برا نہیں مانتا؛ مگر شکوے کے فن کو سوائے میرے کوئی نہیں جانتا - شکوے کی خوبی یہ ہے کہ راہِ راست سے منہ نہ موڑے اور معہذا دوسرے کے واسطے جواب کی گنجایش نہ چھوڑے - کیا میں یہ نہیں کہہ سکتا

۱- م : میں ''گویا'' نہیں ہے- ۲- م میں ''خط'' نہیں ہے -

کہ مجھ کو آپ کا فرخ‌آباد جانا معلوم ہو گیا تھا' اِس واسطے آپ کو خط نہیں لکھا تھا؟ کیا میں یہ کہ نہیں سکتا کہ میں نے اِس عرصے میں کئی خط بھجوائے اور وہ اولٹے پھر آئے؟ آپ شکوہ کاھےکو کرتے ہیں' اپنا گناہ میرے ذمے دھرتے ہیں - نہ جاتے وقت لکھا کہ میں کہاں جاتا ہوں' نہ وہاں جاکر لکھا کہ میں کہاں رہتا ہوں - کل آپ کا مہربانی‌نامہ آیا' آج میں نے اوس کا جواب بھجوایا - کہیے' اپنے دعوے میں صادق ہوں یا نہیں؟ بس دردمندوں کو زیادہ ستانا اچھا نہیں- ''مرزا تفتہ'' سے آپ فقط اون کے خط نہ لکھنے کے سبب سرگراں ہیں - میں یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ اِن دنوں میں کہاں ہیں- آج' توکلت علی اللّٰہ' سکندرآباد خط بھیجتا ہوں؛ دیکھوں' کیا دیکھتا ہوں-

[۵ مارچ ۱۸۵۸ع]

۳

[۳۴۳]

صاحب میرے'

عہدۂ وکالت مبارک ہو - موکلوں سے کام لیا کیجیے' پریوں کو تسخیر کیا کیجیے - مثنوی پہنچی - جھوٹ بولنا میرا شعار نہیں' کیا خوب بول چال ہے! انداز اچھا' بیان اچھا' روزمرا صاف - حبشیوں کا اِستغاثہ' کیا کہوں' کیا مزا دے رہا ہے:

بگم صاحب پھسوڑے میں پھنسایا
چھُتّا بیگم نے بے حرمت کرایا - ۱

اِس مثنوی نے اگلی مثنویوں کو تقویم پارینہ کر دیا ۲- .

''بیانِ بخشایش'' ہم گنہگاروں تک کیوں پہنچے گا؟ مگر ہاں' اِس راہ سے:

کہ مستحقِ کرامت گناهگارانند'؛

''بخشش'' کا متوقع ہوں - میں ابھی تک یہ بھی نہیں سمجھا کہ وہ نسخہ نظم ہے' یا نثر ہے؛ اور مضمون اوس کا کیا ہے - مرزا یوسف علی خاں آتھ آتھ دس دس۳ مہینے سے مع عیال و اطفال اِسی شہر میں مقیم ہیں - ایک ہندو امیر کے گھر پر مکتب کا سا طور کر لیا ہے'۴ میرے مسکن کے پاس ایک

۱- م میں یہ شعر نہیں ہے - ۲- م : ''بنا دیا'' -
۳- م : ''آتھ دس'' - ۴- م میں: ''ایک ہندو......کر لیا ہے'' نہیں ہے-

مکان کرائے کو لے لیا ہے؛ اوس میں رہتے ہیں - اگر اون کو خط بھیجو، تو میرے مکان کا پتا لکھ دینا - اور یہ بھی آپ کو معلوم رہے کہ میرے خط کے سرنامے پر محلے کا نام لکھنا ضرور نہیں؛ شہر کا نام اور میرا نام، قصہ تمام - ہاں، یار "عزیز" کے خط پر میرے "مکان کے قریب"!۱ کا پتا ضرور ہے- دو روز سے "شعاع مہر" کو دیکھ رہے ہیں - اکثر تمہارا ذکر خیر رہتا ہے - وہ تو اب ہر وقت یہیں تشریف رکھتے ہیں - رات کو تو پہر چھ گھڑی کی نشست روز رہتی ہے - ابھی یہیں سے اوٹھ کر مکتب کو ۲ گئے ہیں - تم کو سلام کہتے ہیں اور "شعاع مہر" کے مدّاح اور "بیان بخشایش" کے مشتاق ہیں -

[۱۸۵۸ع]

۴

[۳۴۴] بھائی صاحب،

تمہارا خط اور قصیدہ پہنچا - اصل خط تمہارا لفافے میں لپیٹ کر "مرزا تفتہ" کو بھیج دیا، تاکہ حال اون کو مفصل معلوم ہو جائے - بعد اِس رپوٹ کے تم کو تہنیت دیتا ہوں - پروردگار بہ تصدق ائمۂ اطہار یہ پیش آمد اِقبال تم کو مبارک کرے اور منصبہاے خطیر اور مدارج عظیم کو پہنچاوے - واقعی یہ کہ تم نے بڑی جرأت کی - فی الحقیقت اپنی جان پر کھیلے تھے - بات پیدا کی، مگر اپنی مردی و مردانگی سے - دولت کا ہات آنا مع نیک نامی؛ اِس سے بہتر دنیا میں کوئی بات نہیں - اب یقین ہے کہ خدمت منصفی ملے اور جلد ترقی کرو؛ ایسا کہ سال آیندہ تک، چشم بد دور، صدرالصدور ہو جاؤ -

اللّٰہ! اللّٰہ! ایک وہ زمانہ تھا کہ "مغل" نے تمہارا ذکر مجھ سے کیا تھا اور وہ اشعار جو تم نے اوس کے حسن کے وصف میں لکھے تھے، تمہارے ہات کے لکھے ہوئے مجھ کو دکھائے تھے - اب ایک یہ زمانہ ہے کہ طرفین سے نامہ و پیام آتے جاتے ہیں - اِن شاء اللّٰہ تعالیٰ، وہ دن بھی آ جائے گا کہ ہم تم باہم بیٹھیں اور باتیں کریں، قلم بیکار ہوجائے، زبان بر سر گفتار آئے - انشاء اللّٰہ خاں کا بھی

۱- ع ا : "قرب" -   ۲- م میں "مکتب کو" نہیں ہے -

قصیدہ میں نے دیکھا ہے - تم نے بہت بڑھ کر لکھا ہے اور اچھا سماں باندھا ہے - زبان پاکیزہ ، مضامین اچھوتے ، معانی نازک ، مطالب کا بیان دل‌نشین - زیادہ کیا لکھوں ؟

۰۵

[۳۴۵] بندہ پرور ،

آپ کا مہربانی‌نامہ آیا - آپ کی مہرانگیز اور محبت‌خیز [1] باتوں نے غم‌بیکسی بھلایا - کہاں دھیان لڑا ہے ! کہاں سے ''دستنبو'' کی مناسبت کے واسطے ''ید بیضا'' ڈھونڈھ نکالا ہے ! آفریں ، [2] صد ہزار آفریں ! تیسرا مصرع اگر یوں ہو ، تو فقیر کے نزدیک بہت مناسب ہے :

نامہ خود سال خویش داد نشان -

''مرزا تفتہ'' کا خط ہاترس سے آیا ، اون کے لڑکے بالے اچھے ہیں - آپ گھبرائیں نہیں ، وہ آنے کے آئے[3] ہیں - اگر تمھیں بغیر اون کے آرام نہیں ، تو اون‌کو بغیر تمھارے چین کہاں ؟ صاحب بندہ ، اِثنا عشری ہوں - ہر مطلب کے خاتمے پر بارہ کا ھندسہ کرتا ہوں - خدا کرے، میرا بھی خاتمہ اِسی عقیدے پر ہو - ہم تم ایک آقا کے غلام ہیں ؛ تم جو مجھ سے محبت کرو گے یا میری غمگساری میں محنت کروگے، کیا تم کو غیر جانوں ، جو تمھارا اِحسان مانوں ؟ تم سراپا مہر و وفا ہو ؛ و اللہ ؛ اسم با مسمی ہو -

مبالغہ اِس کتاب کی تصحیح میں اِس واسطے کرتا ہوں کہ عبارت کا ڈھنگ نیا ہے ، صحیح کا درست پڑھنا بڑی بات ہے - اگر غلط ہوجائے ، تو پھر وہ عبارت نری خرافات ہے - بارے ، بہ سبب اِلتفات بھائی منشی نبی بخش صاحب کے، صحت الفاظ سے خاطر جمع ہے - متوقع ہوں کہ وہ تکلیف سہیں اور ختم کتاب تک متوجہ رہیں - منشی شیو نراین صاحب نے کاپی میرے دیکھنے کو بھیجی تھی، سب طرح میرے پسند آئی- چنانچہ اون کو لکھ بھیجا ہے : اگر ہوسکے، تو سیاہی ذرا اور بھی رنگت کی اچھی ہو -

حضرت ، چار جلدیں یہاں کے حکام کو دوں گا اور دو جلدیں ولایت کو بھیجوں گا - اللّٰہ ! اللّٰہ ! کیا غفلت ہے اور کیا اِعتماد ہے ! زندگی پر -

---

۱ - م : ''آمیز'' - ۲ - م : ''آفریں'' (دوبار) - ۳ - م : ''آئینے کے آئیئے'' -

بہر حال یہ ہوس تھی اور شاید اب بھی ہو کہ اِن چھ جلدوں کی کچھ تزیین اور آرایش کی جاوے - آپ اور بھائی صاحب اور اون کا فرزند رشید منشی عبداللطیف اور منشی شیو نراین ' یہ چاروں صاحب فراہم ہوں اور بہ اِجلاس کونسل یہ امر تجویز کیا جاوے کہ کیا کیا جاوے - معہذا دو دو روپیہ کتاب سے زیادہ کا مقدور بھی نہیں - ہاں ' یہ ممکن ہے کہ چار جلدیں چھ روپئے میں اور دو جلدیں چھ روپئے میں تیار ہوں - پھر سوچتا ہوں کہ یا رب ' آرایش کی گنجایش کہاں ! ناچار ' چار کتابوں کی جلد ڈیڑھ ڈیڑھ روپئے اور دو کتابوں کی جلد تین تین روپئے کی بنائی جائے - قصہ مختصر ' کچھ کیا جائے یا یہی کہہ دیا جائے کہ تیری راے کونسل میں مقبول اور صرف [چھ] جلدوں کی تیاری منظور ہوئی بارہ روپئے بھیج دے -

مطالب اور مقاصد تمام ہوئے اور ہم تم بزبان قلم باہمدگر ہمکلام ہوئے -

[ستمبر ۱۸۵۸ع] -

۹

[۳۴۹] بھائی صاحب '

از روے تحریر ''مرزا تفتہ'' آپ کا چھ کتابوں کی تزیین کی طرف متوجہ ہونا معلوم ہوا - پھر بھائی منشی نبی بخش صاحب نے دو بار لکھا کہ میں بہ اِجمال لکھتا ہوں' مفصل مرزا حاتم علی صاحب نے لکھا ہوگا - یارب ' اون کے دو خط آ گئے ؛ مرزا صاحب نے اگر لکھا ہوتا ' تو اون کا خط کیوں نہ آتا ؟ اپنے حسن اِعتقاد سے یوں سمجھا کہ نہ لکھنا بہ مقتضاے یکدلی ہے - جب اپنا کام سمجھ لیے ' تو مجھ کو لکھنا کیا ضرور ہے ؟ مگر اِس کو کیا کروں کہ جواب‌طلب باتوں کا جواب نہیں - مطبعِ اخبارِ ''آفتابِ عالمتاب'' میں یکم ستمبر سنہ۱۸۵۸ حال سے حکیم احسن اللّٰہ خاں کا نام لکھوا دینا اور دو نمبروں کا ایک بار بھجوا دینا اور آیندہ ہر ہفتے اوس کے اِرسال کا طور ٹھہرا دینا - کیوں صاحب ' یہ امر ایسا کیا دشوار تھا کہ آپ نے نہ کیا ؟ اور اگر دشوار تھا تو اوس کی اِطلاع دینی کیا دشوار تھی ؟ ابھی شکایت نہیں کرتا ' پوچھتا ہوں کہ آیا یہ امور مقتضی شکایت ہیں یا نہیں ؟ ''مرزا تفتہ'' کے ایک خط میں یہ قصہ لکھ چکا ہوں - کیا اونھوں نے بھی وہ خط تم کو نہیں

پڑھایا ؟ ہر چند عقل دوڑائی ' کوئی درنگ کی وجہ خیال میں نہ آئی - اب حصول مدعا سے قطع نظر میں یہ سوچ رہا ہوں کہ دیکھوں چھ مہینے بعد ' برس دن بعد ' اگر مرزا صاحب خط لکھتے ہیں ' تو اِس امر خاص کا جواب کیا لکھتے ہیں ؟ میں بھی شاعر ہوں ؛ اگر کوئی مضمون ہوتا ' تو میرے بھی خیال میں آ جاتا - کوئی عذر ایسا میرے ذہن میں نہیں آتا کہ قابل سماعت کے ہو - میں بھی تو دیکھوں ' تم کیا لکھتے ہو ؟

[۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ع] -

۷

مرا بہ سادہ‌دلیہاے من توان بخشید [۳۴۷]
خطا نمودہ‌ام و چشم آفرین دارم -

کل دوشنبے کا دن ' ۲۰ ستمبر کی تھی - صبح کو میں نے آپ کو شکایت نامہ لکھا اور بیرنگ ڈاک میں بھیج دیا - دوپہر کو ڈاک کا ہرکارہ آیا ' تمہارا خط اور ایک ''مرزا تفتہ'' کا خط لایا - معلوم ہوا کہ جس خط کا جواب میں آپ سے مانگتا ہوں ' وہ نہیں پہنچا - کچھ شکوے سے شرمندگی اور کچھ خط کے نہ پہنچنے سے حیرت ہوئی - دوپہر ڈھلے ''مرزا تفتہ'' کے خط کا جواب لکھ کر ٹکٹ نکالنے لگا ' بکس میں سے وہ تمہارے نام کا خط نکل آیا - اب میں سمجھا کہ خط لکھ کر بھول گیا ہوں اور ڈاک میں نہیں بھیجا - اپنے نسیان کو لعنت کی اور چپ ہو رہا - متوقع ہوں کہ میرا قصور معاف ہو - بعد چاہنے عفوِ جرم کے آپ کے کل کے خط کا جواب لکھتا ہوں -

سبحان اللّٰہ ' جلدوں کی آرایش کے باب میں کیا اچھی فکر کی ہے ! میرے دل میں بھی ایسی ہی باتیں تھیں - یقین ہے کہ متاع شاہوار ہو جائیں گی - اہار مہرہ اگر ہو جائے گا ' تو حرف خوب چمک جائیں گے - اِس کا خیال اون چار جلدوں میں بھی رہے ' بارہ روپئے کی ہنڈوی پہنچتی ہے - روپیہ وصول کر کر مجھ کو اِطلاع دیجیے گا ؛ ورنہ میں مشوش رہوں گا -

حضرت ' یہاں دو خبریں مشہور ہیں - اِن کے باب میں آپ سے تصدیق چاہتا ہوں - ایک تو یہ کہ لوگ کہتے ہیں[۱] آگرے میں اِشتہار جاری ہوگیا

---

۱ - م : ''ہیں کہ'' -

ہے اور ڈھنڈورا پٹ گیا ہے کہ کمپنی کا ٹھیکا ٹوٹ گیا اور بادشاہی عمل ہندستان میں ہوگیا - دوسری خبر یہ ہے کہ جناب اڈمنسٹن صاحب بہادر ' گورمنٹ کلکتہ کے چیف سکرتر ' اکبرآباد کے لفٹنٹ گورنر ہو گئے - خبریں دونوں اچھی ہیں - خدا کرے ' سچ ہوں اور سچ ہونا اِن کا آپ کے لکھنے پر منحصر ہے -

ہاں صاحب ' ایک بات اور ہے اور وہ محلِّ غور ہے - میں نے حضرت ملکۂ معظمۂ اِنگلستان کی مدح میں ایک قصیدہ اِن دنوں میں لکھا ہے : ''تہنیتِ فتحِ ہند اور عملداریِ شاہی'' - ساٹھ بیت ہے - منظور یہ تھا کہ کتاب کے ساتھ قصیدہ ایک اور کاغذ مذہب پر لکھ کر بھیجوں - پھر یہ خیال میں آیا کہ دس سطر کے مسطر پر کتاب لکھی گئی ہے ' یعنی چھاپا ہوئی ہے - اگر یہ چھ صفحے یعنی تین ورق اور چھپ کر اوس کتاب کے آغاز میں شامل جلد ہو جائیں ' تو بات اچھی ہے - آپ اور منشی نبی بخش صاحب اور ''مرزا تفتہ'' ' منشی شیونراین صاحب سے کہ کر اِس کا طور درست کریں اور پھر مجھ کو اِطلاع دیں ' تو میں مسودہ آپ کے پاس بھیج دوں - جب کتاب چھپ چکے ' تو یہ چھپ جائے - دو باتیں ہیں :

ایک تو یہ کہ چھپے بعد کتاب کے' اور لگایا جائے پہلے کتاب سے -

دوسرے یہ کہ اِس کی سیاہ قلم کی لوح الگ ہو اور پہلے صفحے پر جس طرح کتاب کا نام چھاپتے ہیں اِس طرح یہ بھی چھاپا جائے کہ ''قصیدہ در مدح جناب ملکۂ اِنگلستان خلد اللّٰہ ملکہا ''- میرا نام کچھ ضرور نہیں ' کتاب کے پہلے صفحے پر تو ہوگا -

ہنڈوی کی رسید اور اِس مطلبِ خاص کا جواب با صواب یعنی نوید قبول جلد لکھیے -

[۲۱ ستمبر ۱۸۵۸ع] -

۸

[۳۴۸] بھائی صاحب '

خدا تم کو دولت و اِقبال روز افزوں عطا کرے اور ہم تم ایک جگہ رہا کریں - خدا کرے' قصیدے کے چھاپے کی منظوری اور ہنڈوی کی رسید آئے' گویا

صفر کے مہینے میں عید آئے - ہنڈوی کا روپیہ جب چاہو ' تب منگواؤ اور کتابوں کی لوحیں اور جلدیں موافق اپنی رائے کے بنوا لو -

اب آپ دو ورقے کا ڈاک میں بھیجنا موقوف رکھیں اور کتابوں کی درستی پر ھمت مصروف رکھیں- قصیدے کے مسودے کا ورق ''مرزا تفتہ'' کے خط میں' پہنچ گیا ہوگا ' آپ نے اور ''مرزا تفتہ'' نے اور بھائی منشی نبی بخش صاحب نے قصیدے کو دیکھا ہوگا - قصیدے کا شامل کتاب ہونا بہت ضرور ھے ؛ پر دیکھا چاھیے- صاحب مطبع کو کیا منظور ھے - اگر وہ کاغذ کی قیمت کا عذر کریں گے ' تو ھم پانچ سات روپئے سے اور بھی اون کا بھرنا بھریں گے -

جناب اڈمنسٹن صاحب بہادر سے میں صورت‌آشنا نہیں ' کبھی میں نے اون کو دیکھا نہیں ' خطوں کی میری اون کی ملاقات ھے اور نامہ و پیام کی یوں بات ھے کہ جب کوئی نواب گورنر جنرل بہادر نئے آتے ھیں ' تو میری طرف سے ایک قصیدہ بہ طریق نذر جاتا ھے - بے ذریعۂ جناب صاحب بہادر ایجنٹ دھلی اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر آگرہ بھجواتا ھوں اور صاحب سکرتر بہادر گورمنٹ کا خط اوس کی رسید میں بہ سبیل ڈاک پاتا ھوں - جب جناب لارڈ کیننگ بہادر نے کرسی گورنری پر اِجلاس فرمایا ' تو میں نے موافق دستور کے قصیدہ ڈاک میں بھجوایا - اِڈمنسٹن صاحب بہادر چیف سکرتر کا جو مجھ کو خط آیا ' تو اونھوں نے باوجود عدم سابقہ معرفت میرا القاب بڑھایا - قبل ازیں ''خان صاحب بسیار مہربان دوستان'' میرا القاب تھا ' اِس قدرشناس نے از راہِ قدر افزائی ''خان صاحب مشفق بسیار مہربانِ مخلصان'' لکھا - اب فرمائیے اون کو کیوں کر اپنا محسن اور مربی نہ جانوں ؟ کیا کافر ھوں جو اِحسان نہ مانوں ؟

برخوردار ''مرزا تفتہ'' کو دعا کہتا ھوں ؛ بھائی اب میں اِس کا منتظر رھتا ھوں کہ تم اور مرزا صاحب مجھ کو لکھو کہ لو صاحب ' ''دستنبو'' کا چھاپا تمام کیا گیا اور قصیدہ چھاپ کر اِبتدا میں لگا دیا گیا - مادۂ تاریخ میں کیا برائی ھے جو تمہارے جی میں یہ بات آئی ھے کہ مجھ سے بار بار پوچھتے ھو ؟ مادّہ اچھا ھے - قطعہ لکھ لو اور خاتمۂ کتاب پر لگا دو - ایک قطعہ مرزا صاحب کا ' ایک قطعہ تمہارا' یہ دونوں قطعے رھیں اور اگر وھاں کوئی اور صاحب

شاعر ہوں، تو وہ بھی کہیں- اِس عبارت سے یہ نہ سمجھنا کہ روے سخن ساری خدائی کی طرف ہے، بلکہ خاص یہ اِشارہ بھائی کی طرف ہے - مولانا ''حقیر'' کو توجہ اِس باب میں چاھیے اور اون کا نام بھی اِس کتاب میں چاھیے -

اِس خط کو لکھ کر بند کر چکا تھا کہ ڈاک کا ہرکارہ میرے مشفق منشی شیو نراین صاحب کا خط لایا - بارے، قصیدے کا مسودہ پہنچ گیا اور منشی صاحب نے اوس کا چھاپنا قبول کیا - یہ تشویش بھی رفع ہوگئی - آپ اون سے میرا سلام کہیے گا اور یہ کہیے گا :

شکر رافتہاے تو چندانکہ رافتہاے تو -

اور یہ اون کو اِطلاع دیجیے گا کہ اخبار کا لفافہ ہرگز مجھ کو نہیں پہنچا؛ ورنہ کیا اِمکان تھا کہ میں اوس کی رسید نہ لکھتا ؟

[۲۹ ستمبر ۱۸۵۸ع] -

۹

[۳۴۹] بھائی صاحب،

آپ کے خامۂ مشکبار کی صریر نے کتابوں کی لوح طلائی کا آوازہ یہاں تک پہنچایا؛ بلکہ مجھ کو اون کی لوحوں کا ہر خطِ طلائی مانندِ شعاعِ آفتاب نظر آیا - کیا پوچھنا ہے، اور کیا کہنا! مجھ کو تو، بموجب اِس مصرع کے :

خاموشی از ثناے تو حد ثناے تست،

دل میں خوش ہو کر چپ رہنا ہے!

حضرت، مدح کو ایک موقع ضرور ہے؛ مجھ کو آپ کے حکم کا بجا لانا منظور ہے - اِس نذر کے پہنچنے کے بعد جب کوئی اون کا عنایت نامہ آئے گا، تو بندۂ درگاہ مدح‌گستری کا جوھر دکھائے گا - اوس نظم میں آپ کا ذکر خیر بھی آ جائے گا - اب یہ تو فرمائیے کہ مدت اِنتظار کب انجام پائے گی اور کتابوں کی روانگی کی خبر مجھ کو کب آئے گی؟ آپ کی فرطِ توجہ کا سب طرح یقین ہے- سیاہ قلم کی پانچوں لوحیں بھی اگر بن گئی ہوں، تو کچھ عجب نہیں ہے - جلدوں کا بنانا، البتہ چھاپے کے اِختتام پر موقوف ہے- معلوم تو ہوتا ہے کہ بھائی نبی بخش صاحب اور ہمارے شفیق منشی شیو نراین صاحب کی ہمت اوس کے جلد انجام ہونے پر مصروف ہے - یارب، اِسی اکتوبر کے مہینے میں یہ کام انجام

پا جائے اور چالیس جلدوں کا پشتارا میرے پاس آ جائے -

''مرزا تفتہ'' کو کیا دوں اور کیا لکھوں ؟ مگر دعا دوں اور دعا لکھوں - صاحب ، اب ڈھیل نہ کرو ، کام میں تعجیل کرو -

ای ز فرصت بےخبر، در هرچه باشی زود باش -

خدا کرے، نثر کی تحریر انجام پا گئی ہو اور قصیدے کے چھاپے کی نوبت آ گئی ہو - قصیدے کا نثر سے پہلے لگانا از راہ اِکرام و اِعزاز ہے ؛ ورنہ نثر میں اور صنعت ، اور نظم کا اور انداز ہے - یہ اوس کا دیباچہ کیوں ہو ؟ بلکہ صورت اِن دونوں کے اِجماع کی یوں ہو کہ سررشتۂ آمیزش توڑ دیا جائے اور قصیدے کے اور ''دستنبو'' کے بیچ میں ایک ورق سادہ چھوڑ دیا جائے - رائے اُمید سنگھ کا کوئی خط اگر اِندور سے آیا ہو ، تو مجھ کو بھی آگہی دو - چاہو تمہیں اِبتدا کرو اور ایک خط اون کو لکھو اور اوس کا پرداز اِس بات پر رکھو کہ اب وہ کتابیں تیار ہونے کو آئی ہیں ، آپ کی خدمت میں کہاں بھیجی جائیں اور کیا پتا لکھا جائے - یہ خط جواب‌طلب ہو جائے گا اور اون کو جواب لکھنا پڑے گا -

۱۰

[۳۵۰]

مرزا صاحب ،

میں نے وہ انداز تحریر ایجاد کیا ہے کہ مراسلے کو مکالمہ بنا دیا ہے - ہزار کوس سے بزبانِ قلم باتیں کیا کرو ، ہجر میں وصال کے مزے لیا کرو - کیا تم نے مجھ سے بات کرنے کی قسم کھائی ہے؟ اِتنا تو کہو کہ یہ کیا بات تمہارے جی میں آئی ہے ؟ برسوں ہوگئے کہ تمہارا خط نہیں آیا ؛ نہ اپنی خیروعافیت لکھی نہ کتابوں کا بیورا بھجوایا - ہاں ، ''مرزا تفتہ'' نے ہاترس سے یہ خبر دی ہے کہ پانچ ورق پانچ کتابوں کے آغاز کے اون کو دے آیا ہوں اور اونھوں نے سیاہ قلم کی لوحوں کی تیاری کی ہے - یہ تو بہت دن ہوئے جو تم نے خبر دی ہے کہ دو کتابوں کی طلائی لوح مرتب ہوگئی ہے - پھر اب اون دو کتابوں کی جلدیں بن جانے کی کیا خبر ہے ؟ اور اِن پانچ کتابوں کے تیار ہونے میں درنگ کس قدر ہے ؟ مہتمم مطبع کا خط پرسوں آیا تھا ، وہ لکھتے ہیں کہ تمہاری چالیس کتابیں بعد منہائی لینے سات جلدوں کے اِسی ہفتے میں تمہارے پاس پہنچ جائیں گی - اب حضرت اِرشاد کریں کہ یہ سات جلدیں کب آئیں گی -

ہر چند کاریگروں کے دیر لگانے سے تم بھی مجبور ہو، مگر ایسا کچھ لکھو کہ آنکھوں کی نگرانی اور دل کی پریشانی دور ہو۔ خدا کرے، اون تینتیس جلدوں کے ساتھ یا دو تین روز آگے پیچھے یہ سات جلدیں آپ کی عنایتی بھی آئیں، تا خاص و عام کو جا بجا بھیجی جائیں۔

میرا کلام میرے پاس کبھی کچھ نہیں رہا۔ ضیاءالدین خاں اور حسین مرزا جمع کر لیتے تھے۔ جو میں نے کہا اونھوں نے لکھ لیا۔ اون دونوں کے گھر لٹ گئے، ہزاروں روپئے کے کتاب خانے برباد ہوئے۔ اب میں اپنے کلام کے دیکھنے کو ترستا ہوں۔ کئی دن ہوئے کہ ایک فقیر، کہ وہ خوش‌آواز بھی ہے اور زمزمہ‌پرداز بھی ہے، ایک غزل میری کہیں سے لکھوا لایا، اوس نے وہ کاغذ جو مجھ کو دکھایا، یقین سمجھنا کہ مجھ کو رونا آیا۔ غزل تم کو بھیجتا ہوں اور صلے میں اوس کے[1] اِس خط کا جواب چاہتا ہوں۔

غزل

درد منت کش دوا نہ ہوا میں نہ اچھا ہوا، برا نہ ہوا
جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو؟ اِک تماشا ہوا، گلا نہ ہوا
رہزنی ہے، کہ دلستانی ہے؟ لے کے دل، دلستاں روانہ ہوا
ہے خبر گرم اون کے آنے کی آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا!
زخم، گر دب گیا؛ لہو نہ تھما کام، گر رک گیا؛ روا نہ ہوا
کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب گالیاں کھا کے بےمزا نہ ہوا!
کیا وہ نمرود کی خدائی تھی؟ بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا!
جان دی، دی ہوئی اوسی کی تھی حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا
کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں:
آج "غالب" غزل‌سرا نہ ہوا[2]

۱۱

[۳۵۱] بھائی صاحب،

مطبع میں سے سادہ کتابیں یقین ہے کہ آج کل بھیجی جائیں اور

۱ - م میں "اوس کے" نہیں ہے۔
۲ - دیوان میں ایک شعر یہ بھی ہے:
ہم کہاں قسمت آزمانے جائیں تو ہی جب خنجرآزما نہ ہوا۔

پس و پیش سات جلدیں آپ کی بنوائی ہوئی بھی آئیں - بالفعل ایک اور عقدہ سررشتۂ خیال میں پڑا ہے؛ یعنی از روے اخبارِ ''مفیدِ خلائق'' ذہن یوں[1] لڑا ہے ' کہ اِس ہفتے میں جناب اِڈمنسٹن صاحب بہادر آگرے آئیں گے اور وسادۂ لفٹنٹ گورنری پر اِجلاس فرمائیں گے - اِس صورت میں اغلب ہے کہ ولیم میور صاحب بہادر اون کی جگہ چیف سکرتر بن جائیں گے- پھر دیکھیے کہ یہ محکمۂ لفٹنٹ گورنری میں اپنا سکرتر کس کو بنائیں گے ؛ میر منشی اِس محکمے کے تو وہی منشی غلام غوث خاں رہیں گے - دیکھیے ' ہمارے منشی مولوی قمرالدین خاں کہاں رہیں گے - بہر حال' آپ سے یہ اِستدعا ہے کہ پہلے کتابوں کا احوال لکھیے اور پھر جدا جدا جواب ہر سوال کا لکھیے - جب تک اِڈمنسٹن صاحب بہادر چیف سکرتر تھے ' تو یہ خیال میں تھا کہ اون کی نذر اور نواب گورنر جنرل بہادر کی نذر یعنی دو کتابیں مع اپنے خط کے اون کے پاس بھیجوں گا- اب حیران ہوں کہ کیا کروں ؟ آیا اون کی جگہ سکرتر کون ہوا ؟ اور یہ جو لفٹنٹ گورنر ہوئے ' تو اِنھوں نے سکرتر کس کو کیا ؟ میر منشی لفٹنٹ گورنر کا کون رہا اور گورنر جنرل کا میر منشی[2] کون ہے ؟ جو آپ کو معلوم ہو وہ ' اور جو نہ معلوم ہو وہ دریافت کر کر ' لکھیے- قمرالدین خاں کا حال ضرور ' منشی غلام غوث خاں کا حال پر ضرور - بھائی میرے سر کی قسم ' اِس خط کا جواب ضرور لکھنا اور مفصل لکھنا اور ایسا واضح لکھنا کہ مجھ سا کند ذہن اچھی طرح اوس کو سمجھ لے - زیادہ کیا لکھوں ؟

۱۲

بھائی جان ' [۳۵۲]

کل جو جمعہ ' روزِ مبارک و سعید ' تھا ؛ گویا میرے حق میں روزِ عید تھا - چار گھڑی دن رہے نامۂ فرحت فرجام اور چار گھڑی کے بعد وقتِ شام :

سات جلدوں کا پارسل پہنچا   واہ کیا خوب بر محل پہنچا -

آدمی کو موافق اوس کی تمنا کے آرزو بر آنی بہت محال ہے ؛ میری آرزو ایسی بر آئی کہ وہ برتر از وہم و خیال ہے - یہ بناو تو میرے تصور میں بھی نہیں گزرتا تھا - میں تو صرف اِسی قدر خیال کرتا تھا کہ جلدیں بندھی

۱- م میں ''یوں'' نہیں ہے -   ۲ - م میں ''میر'' نہیں ہے -

ہوئی، دو کی لوحیں زریں اور پانچ کی لوحیں سیاہ قلم کی ہوں گی - واللہ! اگر تصور میں بھی گزرتا ہو کہ کتابیں اِس رقم کی ہوں گی - جب تک جہان ہے تم جہان میں رہو، ائمۂ اطہار علیہم السلام کی امان میں رہو - میرا مقصود یہ تھا کہ ایک کتاب مثل اون چار کے بن جائے، نہ یہ کہ دو کتابوں کا سا رنگ دکھلائے- اب میں حیران ہوں کہ آیا شمارِ ائمہ نے اِون بارہ روپئے میں برکت دی یا کچھ تمھارا روپیہ صرف ہوا ؟ دو پارسلوں کا محصول، دو رجسٹریوں کا معمول، تین کتابوں کی لوحیں طلائی، یہ ساری بات اِس روپئے میں کس طرح بن آئی ؟ اور کیوں کر معلوم کروں ؟ کس سے پوچھوں ؟ خدا کرے، تم تکلّف نہ کرو اور اِس امر کے اِظہار میں توقّف نہ کرو - خفقانی آدمی کو بغیر حال معلوم ہوئے آرام نہیں آتا - جہاں محبتیں دینی اور روحانی ہوں وہاں تکلف کام نہیں آتا - زیادہ اِس سے کہ شکرگزار ہوں اور شرمسار ہوں کیا لکھوں ؟ -

چارہ خاموشیست چیزے را کہ از تحسین گزشت -[1]

[۲۰ نومبر ۱۸۵۸ع] -

۱۳

[۳۵۳] بندہ پرور،

آپ کا خط کل پہنچا، آج جواب لکھتا ہوں - داد دینا کتنا شتاب لکھتا ہوں - مطالب مندرجہ کے جواب کا بھی وقت آتا ہے - پہلے تم سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ برابر کئی خطوں میں تم کو غم و اندوہ کا شکوہ‌گزار پایا ہے - پس اگر کسی بے درد پر دل آیا ہے، تو شکایت کی کیا گنجایش ہے ؟ بلکہ یہ غم تو، نصیبِ دوستاں، درخور افزایش ہے - بقول ''غالب'' علیہ الرحمۃ :

کسی کو دے کے دل، کوئی نواسنج فغاں کیوں ہو ؟
نہ ہو جب دل ہی پہلو میں، تو پھر منھ میں زباں کیوں ہو ؟

ہے ہے ! حسنِ مطلع :

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے ؟
ہوا تو دوست جس کا، دشمن اوس کا آسماں کیوں ہو ؟

---

۱ - م میں یہ مصرع نہیں ہے -

افسوس ہے کہ اِس غزل کے اور اشعار یاد نہ آئے- اور اگر ' خدا نہ خواستہ باشد ' غم دنیا ہے؛ تو بھائی' ہمارے ہمدرد ہو- ہم اِس بوجھ کو مردانہ اوتھا رہے ہیں' تم بھی اوتھاؤ' اگر مرد ہو - بقول غالب مرحوم :

دلا یہ درد و الم ہے ' تو مغتنم ہے کہ آخر
نہ گریۂ سحری ہے' نہ آہ نیم شبی ہے -

"سحر ہوگی" ، "خبر ہوگی"؛ اِس زمین میں وہ شعر یعنی :

تمہارے واسطے ' دل سے مکاں کوئی نہیں بہتر
جو آنکھوں میں تمھیں رکھوں' تو ڈرتا ہوں ؛ نظر ہوگی

کتنا خوب ہے اور اُردو کا کیا اچھا اُسلوب ہے ! قصیدے کا مشتاق ہوں - خدا کرے ' جلد چھاپا جائے تو ہمارے دیکھنے میں بھی آئے - "کیا کہیے" ' "بھلا کہیے" ؛ یہ زمین ایک بار یہاں طرح ہوئی تھی - مگر بحر اور ہی تھی -

کہوں جو حال ' تو کہتے ہو : مدعا کہیے
تمھیں کہو کہ جو تم یوں کہو ' تو کیا کہیے
رہے نہ جان ' تو قاتل کو خوں‌بہا دیجے
کٹے زبان ' تو خنجر کو مرحبا کہیے
سفینہ جب کہ کنارے پہ آ لگا ' "غالب"
خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہیے

اور وہ جو "فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن" یہ بحر ہے ' اوس میں ایک میرا قطعہ ہے - وہ میں نے کلکتے میں کہا تھا - تقریب یہ کہ مولوی کرم حسین صاحب ایک میرے دوست تھے ' اونھوں نے ایک مجلس میں "چکنی ڈلی" بہت پاکیزہ اور بےریشہ اپنے کف دست پر رکھ کر مجھ سے کہا کہ اِس کی کچھ تشبیہات نظم کیجیے - میں نے وہاں بیٹھے بیٹھے نو دس شعر کا قطعہ کہہ کر اون کو دیا اور صلے میں وہ "ڈلی" اون سے لی - اب سوچ رہا ہوں - جو شعر یاد آتے جاتے ہیں لکھتا جاتا ہوں :

ہے جو صاحب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی؛
زیب دیتا ہے اِسے جس قدر اچھا کہیے

خامہ انگشت بہ دنداں کہ اِسے کیا لکھیے
ناطقہ سر بہ گریباں کہ اِسے کیا کہیے
اختر سوختۂ قیس سے نسبت دیجے
خالِ مشکینِ رخِ دلکشِ لیلی کہیے
حجر الاسود دیوارِ حرم کیجیے فرض
نافہ آھوے بیابانِ ختن کا کہیے
صومعے میں اِسے ٹھہرائیے گر مہرِ نماز
میکدے میں اِسے خشت خُم صہبا کہیے
مسی آلودہ سرانگشتِ حسیناں لکھیے
سرپستانِ پریزاد سے مانا کہیے

غرض کہ بیس بائیس پھبتیاں ھیں - اشعار سب کب یاد آتے ھیں ؟ اخیر کی بیت یہ ھے :

اپنے حضرت کے کف دست کو دل کیجیے فرض
اور اِس چکنی سپاری کو سُویدا کہیے -

لو حضرت ، آپ کے خط کے جواب نے انجام پایا - اب میرا دردِ دل سنو - برخوردار منشی شیو نراین نے میرے دو خطوں کا جواب نہیں لکھا ، اور وہ خطوط جواب طلب تھے - تم اون کو میری دعا کہو اور کہو کہ میاں میرا کام[1] بند ھے ؛ اوس مطلب خاص کا جواب جلد لکھو - یعنی اگر وہ کتاب بن چکی ھے ، تو جلد بھیجو اور اگر اوس کے بھیجنے میں دیر ھی ھو ، تو یہ لکھ بھیجو کہ وہ سیاہ قلم کی لوح کی ھے یا طلائی ؟

۱۴

[۳۵۴] خدا کا شکر بجا لاتا ھوں کہ آپ کو اپنی طرف متوجہ پاتا ھوں - ''مرزا تفتہ'' کا خط جو آپ نے نقل کر کر بھیج دیا ھے ، میں نے منشی شیو نراین کا بھیجا ھوا اصل خط دیکھ لیا ھے - اگر تم مناسب جانو تو ایک بات میری

---

۱ - [ع اور م : ''کلام'' جو صریحاً غلط ھے - م - ص -]

مانو: ''رقعاتِ عالمگیری'' یا ''اِنشاے خلیفہ'' اپنے سامنے رکھ لیا کرو' جو عبارت اوس میں سے پسند آیا کرے ' وہ خط میں لکھ دیا کرو - خط مفت میں تمام ہو جایا کرے گا اور تمھارے خط کے آنے کا نام ہو جایا کرے گا - اگر کبھی کوئی قصیدہ کہا اوس کا دیکھنا مشاهدۂ اخبار پر موقوف رہا :

براتِ عاشقاں بر شاخِ آہو -

واقعی ' جو اخبار آگرے سے دلی آتے ہیں ' وہ میرے سامنے پڑھے جاتے ہیں - صاحب ' ہوش میں آؤ اور مجھ کو بتاؤ کہ یہاں جو پارسیوں کی دکانوں میں ''فرنچ'' اور ''شام پین'' کے درجن دھرے ہوئے ہیں یا ساھوکاروں کے اور جوھریوں کے گھر روپئے اور جواھر سے بھرے ہوئے ہیں' میں کہاں وہ شراب پینے جاؤں گا اور وہ مال کیوں کر اُٹھاؤں گا ؟ بس' اب زیادہ باتیں نہ بنائیے اور وہ قصیدہ مجھ کو بھجوائیے - میں نے کتابیں جا بجا بہ سبیلِ پارسل اِرسال کی ہیں - اگرچہ پہنچنے کی خبر پائی ہے' مگر نوید قبول ابھی کہیں سے نہیں آئی ہے -

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ ' گھبرائیں کیا ؟

دیکھنا بھائی' اِس غزل کا مطلع کیا[1] ہے ؟

غزل

جور سے باز آئیں' پر باز آئیں کیا ؟ کہتے ہیں ہم تجھ کو منہ دکھلائیں کیا؟
موجِ خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جاے' آستانِ یار سے اوتھ جائیں کیا ؟
لاگ ہو تو اوس کو ہم سمجھیں لگاو جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائیں کیا
پوچھتے ہیں وہ کہ ''غالب'' کون ہے کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

غزل نا تمام ہے[2] -

ہے بسکہ ہر اِک اون کے اِشارے میں نشاں اور
کرتے ہیں محبت ' تو گزرتا ہے گماں اور
تم شہر میں ہو' تو ہمیں کیا غم؟ جب اوٹھیں گے
لے آئیں گے بازار سے' جا کر ' دل و جاں اور

۱ - [متن میں یوں ہی ہے ؛ مگر بہتر ہے : ''کیسا'' - ع ص -] ۲ - ع میں ''ہے'' نہیں ہے -

لوگوں کو ہے خورشید جہاں‌تاب کا دھوکا
ہر روز دکھاتا ہوں میں اِک داغ نہاں اور
ابرو سے ہے کیا اوس نگہِ ناز کو پیوند ؟
ہے تیر مقرر، مگر اوس کی ہے کماں اور
یا رب ! وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں‌گے مری بات
دے اور دل اون کو، جو نہ دے مجھ کو زباں اور
ہر چند سبک‌دست ہوئے بت‌شکنی میں ؛
ہم ہیں، تو ابھی راہ میں ہے سنگ گراں اور
پاتے نہیں جب راہ، تو چڑھ جاتے ہیں نالے
رکتی ہے مری طبع، تو ہوتی ہے رواں اور
مرتا ہوں اِس آواز پہ ہر چند سر اوڑ جائے
جلّاد کو لیکن وہ کہے جائیں کہ 'ہاں اور'
ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ ''غالب'' کا ہے انداز بیاں اور

دوشنبے کا دن، ۲۰ دسمبر کی ؛ صبح کا وقت ہے، انگیٹھی رکھی ہوئی ہے، آگ تاپ رہا ہوں اور خط لکھ رہا ہوں - یہ اشعار یاد آگئے تم کو لکھ بھیجے -
و السلام -
[۱۸۵۸ع] -

۱۵

[۳۵۵] شرط اِسلام بود ورزش ایمان بالغیب
اے تو غائب ز نظر، مہر تو ایمان من ست -

حلیۂ مبارک نظر افروز ہوا - جانتے ہو کہ مرزا یوسف علی خاں ''عزیز'' نے جو کچھ تم سے کہا اوس کا منشا کیا ہے ؟ کبھی میں نے بزم احباب میں کہا ہوگا کہ مرزا حاتم علی کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے، سنتا ہوں کہ وہ طرح‌دار آدمی ہیں اور بھائی تمھاری طرح‌داری کا ذکر میں نے مغل جان سے سنا تھا - جس زمانے میں کہ وہ نواب حامد علی خاں کی نوکر تھی اور اون میں مجھ میں بےتکلفانہ ربط تھا، تو اکثر ''مغل'' سے پہروں اِختلاط ہوا کرتے تھے -

اوس نے تمھارے شعر اپنی تعریف کے بھی مجھ کو دکھائے ہیں- بہر حال، تمھارا حلیہ دیکھ کر تمھارے کشیدہ قامت ہونے پر مجھ کو رشک نہ آیا؛ کس واسطے [کہ] میرا قد بھی درازی میں انگشت‌نما ہے - تمھارے گندمی رنگ پر رشک نہ آیا؛ کس واسطے کہ جب میں جیتا تھا، تو میرا رنگ چنپئی تھا اور دیدہ‌ور لوگ اوس کی ستایش کیا کرتے تھے - اب جو کبھی مجھ کو وہ اپنا رنگ یاد آتا ہے، تو چھاتی پر سانپ سا پھر جاتا ہے - ہاں، مجھ کو رشک آیا، اور میں نے خونِ جگر کھایا، تو اِس بات ! پر کہ ڈاڑھی خوب گھٹی ہوئی ہے - وہ مزے یاد آ گئے - کیا کہوں، جی پر کیا گزری، بقولِ شیخ علی حزیں:

تا دسترسم بود، زدم چاک گریبان شرمندگی از خرقۂ پشمینہ ندارم-

جب ڈاڑھی مونچھ میں سفید بال آ گئے، تیسرے دن چیونٹی کے انڈے گالوں پر نظر آنے لگے؛ اِس سے بڑھ کر یہ ہوا کہ آگے کے دو دانت ٹوٹ گئے؛ ناچار مسی بھی چھوڑدی اور ڈاڑھی بھی - مگر یہ یاد رکھیے کہ اِس بھونڈے شہر میں ایک وردی ہے عام: ملا، حافظ، بساطی، نیچہ بند، دھوبی، سقا، بھٹیارا، جولاہہ، کنجڑا: مُنہ پر ڈاڑھی، سر پر بال - فقیر نے جس دن ڈاڑھی رکھی، اوسی دن سر منڈوایا - لا حول و لا قوۃ اِلّا باللّٰہ العلی العظیم، کیا بک رہا ہوں!

صاحب، بندے نے ''دستنبو'' جنابِ اشرف الامرا جارج فریڈرک اڈمنسٹن صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر غرب و شمال کی نذر بھیجی تھی؛ سو اون کا فارسی خط محررۂ دہم مارچ مشتمل بر تحسین و آفرین و اِظہار خوشنودی بہ طریقِ ڈاک آ گیا - پھر میں نے تہنیت میں لفٹنٹ گورنری کی قصیدۂ فارسی بھیجا، اوس کی رسید میں نظم کی تعریف اور اپنی رضامندی پر متضمن خط فارسی بہ سبیلِ ڈاک مرقومۂ چہاردہم آ گیا - پھر ایک قصیدۂ فارسی مدح اور تہنیت میں جناب رابرٹ منٹگمری صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت میں بواسطۂ صاحب کمشنر بہادرِ دہلی بھیجا تھا، کل اون کا مُہری خط بذریعۂ صاحب کمشنر بہادر دہلی آ گیا - پنسن کے باب میں ابھی کچھ حکم نہیں -

---

ا - م : ''ڈاڑھی'' -

اسباب توقع کے فراہم ہوتے جاتے ہیں - دیر آید درست آید - اناج کھاتا ہی نہیں ہوں ' آدھ سیر گوشت دن کو اور پاؤ بھر شراب رات کو ملے جاتی ہے -

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے -

اگر ہم فقیر سچے ہیں اور اِس غزل کے طالب کا ذوق پکا ہے' تو یہ غزل اِس خط سے پہلے پہنچ گئی ہوگی - رہا سلام' وہ آپ پہنچا دیں گے -
[۱۸۵۹ع]-

۱۶

[۳۵۶] جناب مرزا صاحب '

''دلی کا حال'' تو یہ ہے :

گھر میں تھا کیا ' جو ترا غم اوسے غارت کرتا ؟
وہ جو رکھتے تھے ہم اِک حسرت تعمیر' سو ہے -

یہاں دھرا کیا ہے ' جو کوئی لوٹے گا ؟ وہ خبر محض غلط ہے - اگر کچھ ہے ' تو بدیں نمط ہے کہ چند روز گوروں نے اہلِ بازار کو ستایا تھا - اہلِ قلم اور اہلِ فوج نے بہ اِتفاق رائے ہمدگر ایسا بندوبست کیا کہ وہ فساد مٹ گیا - اب امن و امان ہے - ''ناسخ'' مرحوم جو تمہارے اُستاد تھے میرے بھی دوست صادق الوداد تھے - مگر یک فنی تھے' صرف غزل کہتے تھے' قصیدے اور مثنوی سے اون کو کچھ علاقہ نہ تھا - سبحان اللّٰہ ! تم نے قصیدے میں وہ رنگ دکھایا کہ ''اِنشا'' کو رشک آیا - مثنوی کے اشعار جو میں نے دیکھے ' کیا کہوں' کیا حظ اُوتھایا -

خدا سے میں بھی چاہوں از رہِ مہر فروغ میرزا حاتم علی ''مہر'' -

اگر اِسی انداز پر انجام پائے گی' تو یہ مثنوی کارنامۂ اُردو کہلائے گی - خدا تم کو جیتا رکھے ' تمہارا دم غنیمت ہے - صاحب' میں تم سے پوچھتا ہوں کہ ''معیار الشعرا'' میں تم نے اپنا خط کیوں چھپوایا ؟ تمہارے ہات کیا آیا ؟ سنو تو سہی' اگر سب کا کلام اچھا ہو ' تو اِمتیاز کیا رہے ؟
[۱۸۵۹ع] -

۱۷

[۳۵۷] جناب مرزا صاحب،

آپ کا غم‌افزانامہ پہنچا؛ میں نے پڑھا، یوسف علی خاں ''عزیز'' کو پڑھوا دیا - اُنھوں نے جو میرے سامنے اوس مرحومہ کا اور آپ کا معاملہ بیان کیا، یعنی اوس کی اِطاعت اور تمھاری اوس سے محبت، سخت ملال ہوا اور رنج کمال ہوا - سنو صاحب، شعرا میں ''فردوسی'' اور فقرا میں ''حسن بصری'' اور عشاق میں ''مجنوں''، یہ تین آدمی تین فن میں سردفتر اور پیشوا ہیں - شاعر کا کمال یہ ہے کہ ''فردوسی'' ہو جائے - فقیر کی اِنتہا یہ ہے کہ ''حسن بصری'' سے ٹکر کھائے - عاشق کی نمود یہ ہے کہ ''مجنوں'' کی ہم‌طرحی نصیب ہووے[1] - لیلیٰ اوس کے سامنے مری تھی، تمھاری محبوبہ تمھارے سامنے مری، بلکہ تم اوس سے بڑھ کر ہوئے کہ لیلیٰ اپنے گھر میں، اور تمھاری معشوقہ تمھارے گھر میں مری - بھئی، مغلچے[2] بھی غضب ہوتے ہیں - جس پر مرتے ہیں اوس کو مار رکھتے ہیں - میں بھی مغلچہ[2] ہوں، عمر بھر میں ایک بڑی ستم‌پیشہ ڈومنی کو میں نے بھی مار رکھا ہے - خدا اون دونوں کو بخشے اور ہم تم دونوں کو بھی، کہ زخمِ مرگِ دوست کھائے ہوئے ہیں، مغفرت کرے - چالیس بیالیس برس کا یہ واقعہ ہے - با آنکہ یہ کوچہ چُھٹ گیا، اِس فن سے میں بیگانۂ محض ہوگیا[3]، لیکن اب بھی کبھی کبھی وہ اِدائیں یاد آتی ہیں - اوس کا مرنا زندگی بھر نہ بھولوں گا - جانتا ہوں کہ تمھارے دل پر کیا گزرتی ہوگی - صبر کرو اور اب ہنگامۂ[4] عشقِ مجازی چھوڑو -

''سعدی'' اگر عاشقی کنی و جوانی   عشقِ محمد بس است و آلِ محمد -

اللّٰہ بس، ما سوا ہوس -

۱۸

[۳۵۸] مرزا صاحب،

ہم کو یہ باتیں پسند نہیں - پینسٹھ برس کی عمر ہے، پچاس برس عالمِ رنگ و بو کی سیر کی ہے - اِبتداے شباب میں ایک مرشدِ کامل نے یہ

۱ - م: ''ہوئے''؛ م: ''ہو'' -   ۲ - م: ''مغلبچے'' ...... ''مغلبچہ'' -

۳ - م: ''ہو گیا ہوں'' -   ۴ - م: ''ہنگامہ سازی'' -

نصیحت کی ہے کہ ہم کو زہد و ورع منظور نہیں، ہم مانع فسق و فجور نہیں - پیو، کھاؤ، مزے اوڑاؤ؛ مگر یہ یاد رہے کہ مصری کی مکھی بنو، شہد کی مکھی نہ بنو - سو میرا اِس نصیحت پر عمل رہا ہے - کسی کے مرنے کا وہ غم کرے، جو آپ نہ مرے - کیسی اشک‌فشانی، کہاں کی مرثیہ‌خوانی؟ آزادی کا شکر بجا لاؤ، غم نہ کھاؤ؛ اور اگر ایسے ہی اپنی گرفتاری سے خوش ہو، تو چنّا جان نہ سہی، منّا جان سہی - میں جب بہشت کا تصور کرتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ اگر مغفرت ہوگئی اور ایک قصر ملا اور ایک حور ملی؛ اِقامت جاودانی ہے اور اوسی ایک نیک بخت کے ساتھ زندگانی ہے - اِس تصور سے جی گھبراتا ہے اور کلیجا منہ کو آتا ہے - ہے ہے، وہ حور اجیرن ہو جائے گی، طبیعت کیوں نہ گھبرائے گی؟ وہی زمردین کاخ اور وہی طوبیٰ کی ایک شاخ، چشم بد دور، وہی ایک حور! بھائی ہوش میں آؤ؛ کہیں اور دل لگاؤ -

زنِ نو کن، اے دوست، در ہر بہار کہ تقویم پارینہ ناید بکار -

مرزا مظہر کے اشعار کی تضمین کا مسدس دیکھا؛ فکر سراپا پسند، ذکر بہ ہمہ جہت ناپسند - اپنے نام کا خط مع اون اشعار کے مرزا یوسف علی خاں "عزیز" کے حوالے کیا -

مکرمی نواب محمد علی خاں صاحب کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہوں - پروردگار اون کو سلامت رکھے -

مولوی عبدالوہاب صاحب کو میرا سلام - دم دے کے مجھ سے فارسی عبارت میں خط لکھوایا، میں منتظر رہا کہ آپ لکھنئو جائیں گے، وہ عبارت جناب قبلہ و کعبہ کو دکھائیں گے، اون کے مزاجِ اقدس کی خیر و عافیت مجھ کو رقم فرمائیں گے- میں کیا جانوں کہ حضرت میرے وطن میں جلوہ افروز ہیں-

یار در خانہ و ما گردِ جہان می گردیم[۱] -

اب مجھے اون سے یہ اِستدعا ہے کہ دستخط خاص سے مجھ کو خط لکھیں اور لکھنئو نہ جانے کا سبب اور جناب قبلہ و کعبہ کا حال جو کچھ معلوم ہو، وہ اوس خط میں درج کریں -

[۱۸۶۰ع] -

۱ - م : "من" ...... گردم".

صاحبزادہ زین‌العابدین خاں عرف کلن میاں ' رام پور

ا

بندہ پرور ' [۳۵۹]

مہربانی‌نامہ پہنچا - میں تو سمجھا تھا آپ مجھ کو بھول گئے ' بارے یاد کیا - جناب نواب صاحب میرے محسن اور میرے قدردان اور میری امیدگاہ ہیں - میں اگر رام‌پور نہ آؤں گا تو کہاں جاؤں گا - یہ جو آپ کہتے ہیں کہ تجھ کو آنے میں تردد کیا ہے - تردد کچھ نہیں ؛ توقف ہے - وجہ توقف کی یہ کہ میں نے اپنے پنسن کے باب میں چیف کمشنر بہادر کو درخواست دی تھی - وہاں سے صاحب کمشنر شہر کے وہ درخواست حوالے ہوئی - صاحب کمشنر دہلی نے صاحب کلکٹر شہر سے کیفیت طلب کی ہے - پس اگر وہ کیفیت پنسن کی ہے ؛ تو یہاں کی کلکٹری کا دفتر اگر نہیں رہا نہ رہے - ریڈیو بورڈ کے دفتر اور لفٹنٹ گورنری آگرہ اور نواب گورنر جنرل کلکتہ کے دفتر اِس پنسن کی کیفیت سے خالی نہیں ہیں - اور اگر میری کیفیت مطلوب ہے ' تو میرا بے جرم اور بری اور الگ ہونا فساد سے از روے دفتر قلعہ و اِظہار مخبرین ظاہر ہے - بہر حال صاحب کمشنر شہر' کیفیت صاحب کلکٹر سے طلب کر کر' چیف کمشنر کے ساتھ پنجاب کو گئے ہیں - دیکھیے کب آویں ؛ اور بعد ملاحظۂ کیفیت کیا حکم دیں- مگر تا صدور حکم میں یہاں سے کہیں جا نہیں سکتا - ہاں بعد ملنے حکم کے' خواہی دلخواہ ہو خواہی مخالف مدعا ' دونوں صورت میں ' رام‌پور آؤں گا - مگر حیران ہوں کہ جب تک یہاں رہوں' کھاؤں کیا ؛ اور جب چلنے کا قصد ہو' تو رام‌پور کس طرح پہنچوں - کیا خوب ہو کہ تم

یہ رقعہ اپنے نام کا حضور کو یعنی حضرت نواب صاحب کو پڑھوا کر اِس مدعاے خاص کا جواب ' جو وہ فرمائیں' مجھ کو لکھ بھیجو - لیکن تم سے یہ توقع کیوں کر پڑے ؟ کس واسطے کہ تم نے اُردو دیوان کے پہنچنے نہ پہنچنے کا حال جناب عالی سے دریافت کر کر کب لکھا ہے ' جو اِس بات کا جواب لکھو گے - زیادہ اِس سے کیا لکھوں ؟

نگاشتہ و رواں داشتۂ پنجشنبہ' ۲۵ مارچ سنہ ۱۸۵۸ع -

ضروری' جواب طلب -

از غالب -

۲

[۳۶۰] نواب صاحب والا قدر عظیم‌الشان سلمکم اللّٰہ تعالیٰ '

بعد سلام مسنون مشہود خاطر عاطر ہو - سابق آپ کا خط متضمن اُردو کے اِستفتاے روزمرہ کا آیا تھا - اوس کا جواب جو مجھے معلوم تھا لکھ بھیجا - اب جو دوسرا خط آیا ' اوس میں آپ نے اپنے اشعار بہ توقع اِصلاح بھیجے ہیں - آپ کو معلوم رہے کہ میں خاص خدمت اِصلاح اشعار پر جناب نواب صاحب قبلہ کا نوکر ہوں' اور آپ حضور کے عزیزوں میں اور فرزندوں میں ہیں - پس میں بے حکم حضور کے آپ کی خدمت بجا نہیں لا سکتا - ناچار کاغذ اشعار مسترد بھیجتا ہوں - یہ امر' یقین ہے کہ' موجب ملال خاطر اقدس نہ ہوگا - بندگی بیچارگی - زیادہ اِس سے کیا لکھوں کہ مدعاے ضروری‌الاظہار اِسی قدر تھا - والسلام -

۱۴ مارچ سنہ ۱۸۶۵ع -

راقم : اسد اللّٰہ خاں غالب -

مرزا علاءالدین احمد خاں "علائی" و "نسیمی"

۱

[۳۶۱] آج بدھ کے دن، ۲۷ رمضان کو، پہر دن چڑھے، جس وقت کہ میں کھانا کھا کر باہر آیا تھا، ڈاک کا ہرکارہ تمھارا خط اور شہاب الدین خاں کا خط [معاً لایا]- مضمون دونوں کا ایک- واہ! کیا مضمون اِن دنوں میں کہ سب طرح کے رنج و عذاب فراہم ہیں؛ ایک داغ جگرسوز یہ بھی ضرور تھا- سبحان اللّٰہ، میں نے اوس کی صورت بھی نہیں دیکھی، یا ولادت کی تاریخ سنی یا اب رحلت کی تاریخ لکھنی پڑی- پروردگار تم کو جیتا رکھے اور نعم‌البدل عطا کرے- میاں، اِس کو سب جانتے ہیں کہ میں مادۂ تاریخ نکالنے میں عاجز ہوں- لوگوں کے مادے دیے ہوئے نظم کر دیتا ہوں، اور جو مادہ اپنی طبیعت سے پیدا کرتا ہوں، وہ بیشتر لچر ہوا کرتا ہے- چنانچہ اپنے بھائی کی رحلت کا مادہ "دریغ دیوانہ" نکالا، پھر اوس میں سے "آہ" کے عدد گھٹائے- تمام دوپہر اِسی فکر میں رہا، یہ نہ سمجھنا کہ مادہ ڈھونڈھا؛ تمھارے نکالے ہوئے دو لفظوں کو تاکا کیا کہ کسی طرح سات اِس پر بڑھاؤں- بارے، ایک قطعہ درست ہوا؛ مگر تمھاری زبان سے، یعنی گویا تم نے کہا ہے- پانچ شعر میں تین شعر زائد، دو موضح مدعا؛ لیکن میں نہیں جانتا کہ تعمیہ اچھا ہے یا برا ہے- ہاں، اِغلاق تو البتہ ہے؛ تامل سے سمجھ میں آتا ہے اور شاید لوحِ مزار پر کھدوانے کے قابل نہ ہو-

قطعہ

در گریہ اگر دعویِ ہم‌چشمی ما کرد — بینی کہ شود ابرِ بہاری خجل از ما
ناچار بگرییم شب و روز کہ این سیل — باشد کہ برد کالبدِ آب و گل از ما
گفتی کہ نگہدار دل از کشمکش غم — خود کرد بر آورد غم جان گسل از ما

یحییٰ شد و از شعلۂ سوز غم ہجرش چون شمع دوَد دود بسر متصل از ما
غم‌دیدہ ''نسیمی'' پے تاریخِ وفاتش بنوشت کہ در داغ پسر سوخت دل از ما
''ما'' کے عدد ۴۱ ' ''دل'' کے عدد ۳۴ - ''ما'' میں سے ''دل'' گیا ' گویا ۴۱ میں سے ۳۴ گئے؛ باقی رہے سات - وہ ''داغ پسر'' پر بڑھائے؛ ۱۲۷۴ ہات آئے - [۱۲۷۴ھ' م ۱۸۵۸ع] -

۲

[۳۹۲] میرزا نسیمی کو دعا پہنچے -

آنکھ کی گھاچلی جب خود پک کر پھوٹ گئی تھی اور پیپ نکل گئی تھی ' تو نشتر کیوں کھایا ؟ مگر یہ کہ بہ طریق خوشامد طبیب سے رجوع کی - جب اوس نے نشتر تجویز کیا تو خواہی نہ خواہی اِمتثال امر کرنا پڑا اور شاید یوں نہ ہو ' کچھ مادہ باقی ہو - بہر حال ' حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شفا بخشے -

قطعہ

بسکہ فعّال ما یُرید ہے آج ہر سلحشور اِنگلستاں کا
گھر سے بازار میں نکلتے ہوئے زہرہ ہوتا ہے آب ' اِنساں کا
چوک جس کو کہیں وہ مقتل ہے گھر بنا ہے نمونہ زنداں کا
شہر دھلی کا ذرہ ذرۂ خاک تشنۂ خوں ہے ہر مسلماں کا
کوئی واں سے نہ آ سکے یاں تک آدمی واں نہ جا سکے یاں کا
میں نے مانا کہ مل گئے پھر کیا؟ وہی رونا تن و دل و جاں کا
گاہ جل کر کیا کیے شکوہ سوزش داغ‌ہائے پنہاں کا
گاہ رو کر کہا کیے باہم ماجرا دیدہ‌ہائے گریاں کا
اِس طرح کے وصال سے ' یارب! کیا مٹے دل سے داغ ہجراں کا ؟

[۱۸۵۸ع] -

۳

[۳۹۳] خاک نمناکم و تو باد بہار
نہ توانی مرا ز جا بردن

ہاں ''نسیمی'' ز من چہ میخواہی رحمت خویشتن چہ میخواہی
خوشی مجھ میں تم میں مشترک ہے - تم نے مجھے تہنیت دی؛ تو مبارک؛

اور میں نے تمھیں تہنیت دی تو مناسب - للہ الحمد ' للہ الشکر - بھائی'
سچ تو یہ ہے کہ اِن دنوں میں میرے پاس ٹکٹ نہیں - اگر بیرنگ بھیجوں '
تو کہار ماندہ ' اوٹھ نہیں سکتا ' ڈاک گھر تک جائے کون ؟ اپنا مقصود تمھارے
والد ماجد سے اور تمھاری جدۂ ماجدہ اور تمھارے عم عالی مقدار سے کہ چکا ہوں -
خلاصہ یہ کہ میری بی بی اور بچوں کو ' کہ یہ تمھاری قوم کے ہیں ' مجھ سے
لے لو ' کہ میں اب اِس بوجھ کا متحمل ہو نہیں سکتا - اونھوں نے بھی '
بہ شرط اِن لوگوں کے لوھارو جانے کے ' اِس خواھش کو قبول کیا - میرا قصد
سیاحت کا ہے - پنسن اگر کھل جائے گا ' تو وہ اپنے صرف میں لایا کروں گا -
جہاں جی لگا ' وھاں رہ گیا ' جہاں سے دل اُوکھڑا ' چل دیا -

تا درمیانہ خواستۂ کردگار چیست -

دوشنبہ ' ۱۳ محرم سنہ ۱۲۷۵ھ '
مطابق ۲۳ اگست سنہ ۱۸۵۸ع - غالب -

۴

[۳۶۴] سبحان اللہ ' ھزار برس تک نہ پیام بھیجنا ' نہ خط لکھنا ' اور پھر
لکھنا تو سراسر غلط لکھنا - مجھ سے کتاب مستعار مانگتے ہو - یاد کرو کہ تم
کو لکھ چکا ہوں کہ ''دساتیر'' اور ''برھان قاطع'' کے سوا کوئی کتاب میرے پاس
نہیں - از آں جملہ ''برھان قاطع'' تم کو دے چکا ہوں ؛ ''دساتیر'' میرا ایمان
و حرز جان ہے - اشعار تازہ مانگتے ہو - کہاں سے لاؤں ؟ عاشقانہ اشعار سے
مجھ کو وہ بُعد ہے جو ایمان سے کفر کو - گورمنٹ کا بھاٹ تھا ' بھٹئی کرتا
تھا ' خلعت پاتا تھا - خلعت موقوف ' بھٹئی متروک - نہ غزل' نہ مدح -
ھزل و ھجو میرا آئین نہیں - پھر کہو ' کیا لکھوں ؟ بوڑھے پہلوان کے سے پیچ
بتانے کو رہ گیا ہوں - اکثر اطراف و جوانب سے اشعار آ جاتے ہیں' اِصلاح پا جاتے
ہیں - باور کرنا اور مطابق واقع سمجھنا - تمھارے دیکھنے کو دل بہت چاھتا
ہے اور دیکھنا تمھارا موقوف اِس پر ہے کہ تم یہاں آؤ - کاش ' اپنے والد ماجد
کے ساتھ چلے آتے اور مجھ کو دیکھ جاتے - اُردو کا دیوان رامپور سے لایا ہوں اور وہ
آگرے گیا ہے - وھاں منطبع ہوگا - ایک نسخہ تمھارے پاس بھی پہنچ
جائے گا -

تم جانو ' تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو -
مجھ کو بھی پوچھتے رہو' تو کیا گناہ ہو ؟

مرقومۂ روز دوشنبہ ' ۲ جولائی سنہ ۱۸۶۰ع -

غالب -

۵

[۳۶۵] صاحب '

میری داستان سنیے - پنسن بے کم و کاست جاری ہوا - زر مجتمعۂ سہ‌سالہ یک‌مشت مل گیا - بعد ادائے حقوق چار سو روپئے دینے باقی رہے اور ستاسی روپئے گیارہ آنے مجھے بچے - مئی کا مہینا بدستور ملا - آخر جون میں حکم ہوا کہ پنسن‌دار علی‌العموم ششماہی پایا کریں ماہ بماہ پنسن تقسیم نہ ہوا کرے -

میں دس بارہ برس سے حکیم محمد حسن خاں کی حویلی میں رہتا ہوں - اب وہ حویلی غلام اللّٰہ خاں نے مول لے لی - آخر جون میں مجھ سے کہا کہ حویلی خالی کردو - اب مجھے فکر پڑی کہ کہیں دو حویلیاں قریب ہمدگر ایسی ملیں کہ ایک محل‌سرا اور ایک دیوان‌خانہ ہو؛ نہ ملیں - ناچار یہ چاہا کہ بلّی ماروں میں ایک مکان ایسا ملے کہ جس میں جا رہوں ؛ نہ ملا - تمھاری چھوٹی پھوپی نے بیکس‌نوازی کی - کروڑا والی حویلی مجھ کو رہنے کو دی - ہر چند وہ رعایت مرعی نہ رہی کہ محل‌سرا سے قریب ہو ؛ مگر خیر ' بہت دور بھی نہیں - کل یا پرسوں وہاں جا رہوں گا - ایک پانو زمین پر ہے ' ایک پانو رکاب میں ؛ توشے کا وہ حال ' گوشے کی یہ صورت !

کل شنبہ ' ۱۷ ذی الحجہ کی اور ۷ جولائی[۱] کی' پہر دن چڑھے تمھارا خط پہنچا - دو گھڑی کے بعد سنا گیا کہ امین الدین خاں صاحب نے اپنی کوٹھی میں نزول اِجلال کیا - پہر دن رہے از راہ مہربانی ناگاہ میرے ہاں تشریف لائے - میں نے اون کو دبلا و افسردہ پایا ؛ دل کڑھا - علی حسین خاں بھی آیا ' اوس سے بھی میں ملا - میں نے تمھیں پوچھا کہ وہ کیوں نہیں آئے ؟ بھائی صاحب بولے کہ جب میں یہاں آیا ' تو کوئی وہاں بھی تو رہے ' اور اِس سے علاوہ وہ اپنے بیٹے کو بہت چاہتے ہیں - میں نے کہا : اوتنا ہی ' جتنا تم

---

۱ - م : ''جون'' جو صحیح نہیں -

اوس کو چاہتے تھے - ہنسنے لگے - غرض کہ میں نے بظاہر اون کو تم سے اچھا پایا - آگے تم لوگوں کے دلوں کا مالک اللہ ہے -
نگاشتہ و رواں داشتۂ یکشنبہ ' بین الظہر و العصر -
[۱۲۷۶ھ ' م ۱۸۶۰ع] -

راقم : غالب -

۹

مولانا نسیمی ' [۳۶۶]

کیوں خفا ہوتے ہو ؟ ہمیشہ سے اسلاف و اخلاف ہوتے چلے آئے ہیں - اگر نیّر خلیفۂ اول ہے ؛ تم خلیفۂ ثانی ہو - اوس کو عمر میں تم پر تقدم زمانی ہے - جانشین دونوں ' مگر ایک اول ہے اور ایک ثانی ہے - شیر اپنے بچوں کو شکار کا گوشت کھلاتا ہے ' طریق صیدافگنی سکھاتا ہے - جب وہ جوان ہوجاتے ہیں ' آپ شکار کر کھاتے ہیں - تم سخنور ہوگئے ' حسن طبع خدا داد رکھتے ہو' ولادت فرزند کی تاریخ کیوں نہ کہو ؟ اِسم تاریخی کیوں نہ نکال لو کہ مجھ پیر غمزدہ ' دل‌مردہ کو تکلیف دو ؟ علاءالدین خاں' تیری جان کی قسم ' میں نے پہلے لڑکے کا اِسم تاریخی نظم کر دیا تھا ' اور وہ لڑکا نہ جیا - مجھ کو اِس وہم نے گھیرا ہےکہ میری نحوست طالع کی تاثیر تھی- میرا ممدوح جیتا نہیں - نصیر الدین حیدر اور امجد علی شاہ ایک ایک قصیدے میں چل دیے - واجد علی شاہ تین قصیدوں کے متحمل ہوئے ؛ پھر نہ سنبھل سکے - جس کی مدح میں دس بیس قصیدے کہے گئے' وہ عدم سے بھی پرے پہنچا - نہ صاحب ' دوہائی خدا کی ' میں نہ تاریخ ولادت کہوں گا ' نہ نام تاریخی ڈھونڈھوں گا - حق تعالیٰ تم کو اور تمہاری اولاد کو سلامت رکھے اور عمر و دولت و اِقبال عطا کرے -

سنو صاحب ' حسن‌پرستوں کا ایک قاعدہ ہے ' وہ امرد کو دو چار برس گھٹا کر دیکھتے ہیں - جانتے ہیں کہ جوان ہے ' لیکن بچہ سمجھتے ہیں - یہ حال تمہاری قوم کا ہے - قسم شرعی کھا کر کہتا ہوں کہ ایک شخص ہے کہ اوس کی عزت اور نام‌آوری جمہور کے نزدیک ثابت اور متحقق ہے اور تم صاحب بھی جانتے ہو ' مگر جب تک اوس سے قطع نظر نہ کرو اور اوس مسخرے کو

گمنام و ذلیل نہ سمجھ لو؛ تم کو چین نہ آئے گا۔ پچاس برس سے دلی میں رہتا ہوں - ہزارہا خط اطراف و جوانب سے آتے ہیں - بہت لوگ ایسے ہیں کہ محلہ نہیں لکھتے - بہت لوگ ایسے ہیں کہ محلۂ سابق کا نام لکھ دیتے ہیں - حکام کے خطوط فارسی و انگریزی ' یہاں تک کہ ولایت کے آئے ہوئے ' صرف شہر کا نام اور میرا نام - یہ سب مراتب تم جانتے ہو اور اون خطوط کو تم دیکھ چکے ہو اور پھر مجھ سے پوچھتے ہو کہ اپنا مسکن بتا - اگر میں تمھارے نزدیک امیر نہیں ' نہ سہی ؛ اہلِ حرفہ میں سے بھی نہیں ہوں کہ جب تک محلہ اور تھانا نہ لکھا جائے ' ہرکارہ میرا پتا نہ پائے - آپ صرف ''دهلی'' لکھ کر میرا نام لکھ دیا کیجیے؛ خط کے پہنچنے کا میں ضامن- پنجشنبہ ' ۴ ماہ اپریل [۱۸۶۱ع] -

۷

[۳۶۷] میری جان '

تخلص تمھارا بہت پاکیزہ اور میرے پسند ہے۔ ''پشمی'' کو بہ تکلف اوس کا مصحّف کیوں ٹھہراؤ؟ یہ میدان تو بہت فراخ ہے - ''خدا'' کی خے کو جیم فارسی ' سے بدل دو - ''نبی'' کو بتقدیم موحدہ علی النون لکھو - یہ وساوس دل سے دور کرو - ''رهرو'' ایک اچھا تخلص ہے ' ''رهزو'' اوس کی تجنیس موجود ہے - ''شیون'' ایک اچھا تخلص ہے ' ''ستون'' اوس کی تصحیف ہے - تمھارے واسطے بہ مناسبت اسم ''عالی'' تخلص خوب تھا ' مگر اِس تخلص کا ایک شاعر بہت بڑا نامی گزر چکا ہے - ہاں ' ''نامی''، ''سامی'' یہ دو تخلص بھی اچھے ہیں - مولانا ''فائق'' کی پیروی کرو ' ''مولانا لائق'' کہلاؤ - اگر کہو گے کہ اِس ترکیب سے لفظ ''نالائق'' پیدا ہوتا ہے ' مولانا ''شائق'' بن جاؤ - ہنسی کی باتیں ہو چکیں - اب حقیقت واجبی سنو ' ''نسیمی'' تخلص ' خماسی ' بر وزن ''ظہوری'' و ''نظیری'' اچھا ہے - اگر بدلنا ہی منظور ہے ' تو ''نامی'' ' ''سامی'' ' ''رهرو'' ' ''شیون'' ' یہ چار تخلص رباعی ' بر وزن ''عرفی'' و ''غالب'' ' اچھے ہیں - اِن میں سے ایک تخلص قرار دو - میرے نزدیک سب سے بہتر' تمھارے واسطے خاص ''فخری'' تخلص ہے ۱ - کہوگے کہ

۱ - [سب نسخوں میں : ''تخلص بہتر ہے'' مگر ''بہتر'' یہاں زائد ہے - م - ص -]

آزادپور کے باغ میں ایک آم کا نام "فخری"[۱] ہے - حاصل کلام ' دو دن کی فکر میں جو تخلص میرے خیال میں آئے وہ آج لکھ بھیجتا ہوں - بھائی ' "موبد" تخلص نیا ہے؛ اگر یہ پسند آئے ' تو یہ رکھو - والدعا -

صبح یکشنبہ ' ۱۲ مئی سنہ ۱۸۶۱ع -

نجات کا طالب ' غالب -

۸

میری جان ' علائی ہمہ داں ' [۳۶۸]

اِس دفعِ دخلِ مقدر کا کیا کہنا ہے ! "فرہنگِ لغاتِ دساتیر" تمھارے پاس ہے ' میں چاہتا تھا کہ اوس کی نقل تم سے منگاؤں - تم نے "دساتیر" مجھ سے مانگی ' اوسی صحیفۂ مقدس کی قسم کہ وہ میرے پاس نہیں ہے - جی میں کہوگے کہ اگر "دساتیر" نہیں ' تو "فرہنگ" کی خواہش کیوں ہے - حق یوں ہے کہ بعض لغات کے اِعراب یاد نہیں ' اِس واسطے "فرہنگ" کی خواہش ہے - اگر اوس "فرہنگ" کی نقل بھیج دو گے ' تو مجھ پر احسان کروگے - "دساتیر" میرے پاس ہوتی ' تو آج اِس خط کے ساتھ اوس کا بھی پارسل بھیج دیتا - ہاں صاحب ' اگر "دساتیر" ہوتی اور میں بھیج دیتا ' تو البتہ بھائی صاحب کا مشکور ہوتا ' دین و دنیا میں کیوں ماجور ہوتا ؟ اِرسال اِھدا پر حصول اجر کیوں مترتب ہوگیا ؟ بھائی وہ مذہب اِختیار کیا چاہتے ہیں' اور تم اوس مذہب کو حق جانتے ہو' کہ میں جو واسطہ اوس کے اِعلان و شیوع کا ہوتا ' تو عنداللہ مجھ کو اِستحقاق اجر پانے کا پیدا ہوتا - اپنے باپ کو سمجھاؤ اور ایک شعر میرا اور ایک شعر "حافظ" کا اور ایک شعر مولوی روم کا سناؤ :

غالب :

دولت بغلط نبود' از سعی پشیمان شو
کافر نتوانی شد' ناچار مسلمان شو -

حافظ :

جنگ هفتاد و دو ملّت همه را عذر بنه
چون ندیدند حقیقت ' رہِ افسانه زدند -

---

۱ - "نجری" (؟) -

مولانا :

مذہب عاشق ز مذہبہا جداست

عاشقاں را مذہب و ملّت خداست -

رات کو خوب مینھ برسا ہے' صبح کو تھم گیا ہے - ہوا سرد چل رہی ہے - ابر تنک چھا رہا ہے - یقین ہے کہ تمہاری جدۂ ماجدہ مع اپنی بہو اور پوتے کے روانۂ لوہارو ہوں - کل آج کی روانگی کی خبر تھی - یہ لڑکا سعید ازلی ہے - ابر کا محیط ہونا اور ہوا کا سرد ہوجانا خاص اوس کی آسایش کے واسطے ہے - میرا منظر سر راہ ہے ؛ وہاں بیٹھا ہوا یہ خط لکھ رہا ہوں - محمد علی بیگ اودھر سے نکلا -

'بھئی محمد علی بیگ ' لوہارو کی سواریاں روانا ہوگئیں ؟ '

'حضرت' ابھی نہیں - '

'کیا آج نہ جائیں گی ؟ '

' آج ضرور جائیں گی ؛ تیاری ہو رہی ہے ' -

مرقومۂ شنبہ ' یکم جون وقت صبح ۶ بجے' ۷ کے عمل میں -

[۱۸۶۱ع] -

غالب -

۹

[۳۶۹] جان غالب '

یاد آتا ہے کہ تمہارے عم نامدار سے سنا ہے کہ لغات ''دساتیر'' کی فرہنگ وہاں ہے - اگر ہوتی تو کیوں نہ تم بھیج دیتے - خیر '

آنچہ ما در کار داریم اکثرے درکار نیست -

تم ثمر نورس ہو اوس نہال کے کہ جس نے میری آنکھوں کے سامنے نشو و نما پائی ہے ' اور میں ہواخواہ و سایہ نشین اوس نہال کا رہا ہوں - کیوں کر تم مجھ کو عزیز نہ ہوگے ؟ رہی دید وادید ' اوس کی دو صورتیں : تم دلی میں آؤ ' یا میں لوہارو آؤں - تم مجبور ' میں معذور - خود کہتا ہوں کہ میرا عذر زنہار مسموع نہ ہو' جب تک نہ سمجھ لو کہ میں کون ہوں اور ماجرا کیا ہے [1] :

---

۱ - م میں یہ عبارت نہیں ہے اور خط کا آغاز اگلے فقرے سے ہے ؛ ''سنو ' عالم...'' -

سنو ، عالم دو ھیں : ایک عالم ارواح اور ایک عالم آب و گل - حاکم اِن دونوں عالموں کا وہ ایک ھے جو خود فرماتا ھے : لِمَنِ المُلکُ الیوم ؛ اور پھر آپ جواب دیتا ھے: للّٰہ الواحد القہّار - ھر چند قاعدۂ عام یہ ھے کہ عالم آب و گل کے مجرم عالم ارواح میں سزا پاتے ھیں ؛ لیکن یوں بھی ھوا ھے کہ عالم ارواح کے گنہگار کو دنیا میں بھیج کر سزا دیتے ھیں - چنانچہ میں آٹھویں رجب سنہ ۱۲۱۲ھ میں روبکاری کے واسطے یہاں بھیجا گیا - تیرہ برس حوالات میں رھا - ۷ رجب سنہ ۱۲۲۵ھ کو میرے واسطے حکم دوام حبس صادر ھوا - ایک بیڑی میرے پانو میں ڈال دی اور دلی شہر کو زنداں مقرر کیا اور مجھے اوس زنداں میں ڈال دیا - فکر نظم و نثر کو مشقت ٹھہرایا - برسوں کے بعد میں جیل‌خانے[1] میں سے بھاگا - تین برس بلاد شرقیہ میں پھرتا رھا - پایان کار مجھے کلکتے سے پکڑ لائے اور پھر اوسی محبس میں بٹھا دیا - جب دیکھا کہ یہ قیدی گریزپا ھے ، دو ھتکڑیاں اور بڑھا دیں - پانو بیڑی سے فگار ، ھات ھتکڑیوں سے زخم‌دار ؛ مشقت مقرری اور مشکل ھوگئی ، طاقت یک‌قلم زائل ھوگئی - بے حیا ھوں ؛ سال گزشتہ بیڑی کو زاویۂ زنداں میں چھوڑ ، مع دونوں ھتکڑیوں کے بھاگا - میرٹھ ، مرادآباد ھوتا ھوا رامپور پہنچا - کچھ دن کم دو مہینے وھاں رھا تھا کہ پھر پکڑا آیا - اب عہد کیا کہ پھر نہ بھاگوں گا - بھاگوں کیا ؟ بھاگنے کی طاقت بھی تو نہ رھی - حکم رھائی دیکھیے ، کب صادر ھو - ایک ضعیف سا اِحتمال ھے کہ اِسی ماہ ذی‌حجہ سنہ ۱۲۷۷ع میں[2] چھوٹ جاؤں - بہر تقدیر ، بعد رھائی کے تو ، آدمی سوائے اپنے گھر کے اور کہیں نہیں جاتا ؛ میں بھی بعد نجات سیدھا عالم ارواح کو چلا جاؤں گا -

فرخ آن روز کہ از خانۂ زندان بروم   سوے شہر خود ازین وادی ویران بروم[3] -

گانے میں غزل کے سات شعر کافی ھوتے ھیں - دو فارسی غزلیں ، دو اُردو غزلیں اپنے حافظے کی تحویل میں [سے] بھیجتا ھوں ، بھائی صاحب کی نذر -

از جسم بہ جان نقاب تا کے ؟   این گنج درین خراب تا کے ؟
این گوھر پُر فروغ ، یارب !   آلودۂ خاک و آب تا کے ؟

---

۱ - م ۱ : "جہل خانے" -   ۲ - م : "اِس ماہ ذی‌الحجہ میں" -
۳ - م میں خط اِسی جگہ ختم ھوتا ھے -

این راهروِ مسالکِ قدس واماندۂ خورد و خواب تا کے ؟
بیتابی برق جز دمے نیست ؛ ما ، و اینهمه اِضطراب تا کے ؟
جان در طلبِ نجات تا چند ؟ دل در تعبِ عتاب تا کے ؟
پرسش ز تو بےحساب باید غم‌ہاے مرا حساب تا کے ؟
''غالب'' به چنین کشاکش اندر ،
یا حضرتِ بوتراب ، تا کے ؟ [۱]

دوش ، کز گردش بختم گله بر روے تو بود
چشم سوے فلک و روے سخن سوے تو بود
آنچه ، شب شمع گمان کردی و رفتی به عتاب ،
نفسم پردہ‌کشاے اثر خوے تو بود -
چه عجب ، صانع اگر نقشِ دهانت گم کرد ؟
کو خود از حیرتیانِ رُخِ نیکوے تو بود -
بکفِ باد مباد این همه رسوائیِ دل :
کاخر از پردگیانِ شکنِ موے تو بود -
مردن و جان به تمناے شهادت دادن
هم ز اندیشۂ آزردنِ بازوے تو بود
دوست دارم گرهے را که بکارم زده اند
کاین همانست که پیوسته در ابروے تو بود
لاله و گل دمد از طرف مزارش پس مرگ
تا چها در دل ''غالب'' هوس روے تو بود -[۲]

ہے بسکه ، ہر اِک اون کے اِشارے میں نشاں اور :
کرتے ہیں محبت ، تو گزرتا ہے گماں اور -
لوگوں کو ہے خورشید جہانتاب کا دھوکا ؛
ہر روز دکھاتا ہوں میں اِک داغ نہاں اور -

---

۱ - [''کلیات'' میں یہ غزل نہیں ہے - ع - ص -]
۲ - [''کلیات'' (ص۲۲۹) میں یہ غزل بارہ شعر کی ہے - ع - ص -]

ہے خون جگر جوش میں' دل کھول کے روتا ؛
ہوتے جو کئی دیدۂ خونناب‌فشاں اور -
یارب نہ وہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات؛
دے اور دل اون کو' جو نہ دے مجھ کو زباں اور
تم شہر میں ہو' تو ہمیں کیا غم؟ جب اوٹھیں گے
لے آئیں گے بازار سے جا کر دل و جاں اور -
مرتا ہوں اِس آواز پہ' ہر چند سر اوڑ جاے
جلّاد کو لیکن وہ کہے جائیں کہ 'ہاں اور' -
ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے ؛
کہتے ہیں کہ ''غالب'' کا ہے انداز بیاں اور -

اوس بزم میں' مجھے نہیں بنتی حیا کیے ؛
بیٹھا رہا' اگرچہ اِشارے ہوا کیے -
ضد کی ہے اور بات ؛ مگر خو بری نہیں :
بھولے سے اوس نے سینکڑوں وعدے وفا کیے -
صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو کہیں یہ خو :
دینے لگا ہے بوسہ[۱] بغیر اِلتجا کیے -
رکھتا پھروں ہوں خرقہ و سجادہ رہن مے ؛
مدت ہوئي ہے دعوت آب و ہوا کیے -
کس روز تہمتیں نہ تراشا کیے عدو ؟
کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے ؟
''غالب'' تمہیں کہو کہ ملے گا جواب کیا؟
مانا کہ تم کہا کیے اور وہ سنا کیے -

[جون ۱۸۶۱ع] -

۱۰

چہارشنبہ' ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۶۱ع' ہنگام نیمروز - [۳۷۰]

علائی مولائی'

اِس وقت تمہارا خط پہنچا - اودھر پڑھا' اِدھر[۲] جواب لکھا - واہ'

۱ - [م : ''بوسے'' - ع - ص -] ۲ [سب نسخے : ''ادھر پڑھا اودھر'' - ع - ص -]

کیا کہنا ہے! رامپور کے علاقے کو گاوشنک * اور مجھ کو بیل یا اوس پیوند کے طعنے کو تازیانہ اور مجھ کو گھوڑا بنایا - وہ علاقہ اور وہ پیوند لوھارو کے سفر کا مانع و مزاحم کیوں ہو؟ رئیس کی طرف سے بہ طریق وکیل محکمۂ کمشنری میں معین نہیں ہوں - جس طرح اُمرا واسطے فقرا کے وجہ معاش مقرر کر دیتے ہیں' اوسی طرح اِس سرکار سے میرے واسطے مقرر ہے - ہاں' فقیر سے دعاے خیر اور مجھ سے اِصلاح نظم مطلوب ہے - چاہوں دلی رہوں' چاہوں اکبرآباد ' چاہوں لاہور' چاہوں لوھارو - ایک گاڑی کپڑوں کے واسطے کرایہ کروں' کپڑوں کے صندوق میں آدھی درجن شراب دھروں - آٹھ کہار ٹھیکے کے لوں - چار آدمی رکھتا ہوں ؛ دو یہاں چھوڑوں' دو ساتھ لوں' چل دوں - رامپور سے جو لفافہ آیا کرے گا' لڑکوں کا حافظ لوھارو بھجوایا کرے گا - گاڑی ہو سکتی ہے' شراب مل سکتی ہے' کہار بہم پہنچ سکتے ہیں - طاقت کہاں سے لاؤں ؟ روٹی کھانے کو باہر کے مکان میں سے محل سرا میں' کہ وہ بہت قریب ہے' جب جاتا ہوں' تو ہندستانی گھڑی بھر میں دم ٹھہرتا ہے اور یہی حال دیوان خانے میں آ کر ہوتا ہے - والی رامپور نے بھی تو مرشدزادے کی شادی میں بلایا تھا ؛ یہی لکھا گیا کہ میں اب معدوم محض ہوں - تمھارا اِقبال تمھارے کلام کو اِصلاح دیتا ہے - اِس سے بڑھ کر مجھ سے خدمت نہ چاہو -

بھائی کے اور تمھارے دیکھنے کو جی بہت چاہتا ہے ؛ پر کیا کروں ؟ عقرب و قوس کے آفتاب یعنی نومبر دسمبر میں قصد تو کروں گا ؛ کاش' لوھارو کی جگہ گوڑگانوہ ہوتا یا بادشاہپور ہوتا - کہو گے کہ رامپور کیا نزدیک ہے ؟ وہاں گئے کو دو برس ہوگئے - یہاں اِنحطاط و اِضمحلال روز افزوں ' نہ تم یہاں آ سکتے ہو ' نہ مجھ میں وہاں آنے کا دم - بس' اگر نومبر دسمبر میں میرا اخیر حملہ چل گیا' بہتر؛ ورنہ

اے واے' ز محرومی دیدار دگر ہیچ ؟

غالب -

* گاوشنگ کو ہندی میں آر کہتے ہیں کہ جس سے گاڑی‌بان بیلوں کی گاڑی ہانکتے ہیں - [غ]

۱۱

میری جان ،　　[۳۷۱]

کیا کہتے ہو ؟ کیا چاہتے ہو ؟ ہوا ٹھنڈی ہوگئی - پانی ٹھنڈا ہوگیا - فصل اچھی ہوگئی - اناج بہت پیدا ہوگیا - توقیع جانشینی مجھ سے تم کو پہنچا - خرقہ پایا ، سبحہ و سجادہ کا یہاں پتا نہیں ؛ ورنہ وہ بھی عزیز نہ رکھتا - اِس سے بڑھ کر یہ کہ بھائی نے شفا پائی ؛ اُستاد میر جان پہنچ گئے - آخر اکتوبر میں یا آغاز نومبر میں "نیر رخشاں" کو بھی وہیں لو - پھر عقرب و قوس کے آفتاب کا کیا ذکر ؟ آبان ماہ و آزر ماہ۱ سے کیا غرض ؟

بسے تیر و دے ماہ و اُردی بہشت　　برآید کہ ما خاک باشیم و خشت

اُستاد میرجان کو، اِس راہ سے کہ میری پھوپی اون کی چچی تھیں اور یہ مجھ سے عمر میں چھوٹے ہیں، دعا ؛ اور اِس رو سے کہ دوست ہیں اور دوستی میں کمی و بیشی سن و سال کی رعایت نہیں کرتے ، سلام ؛ اور اِس سبب سے کہ اُستاد کہلاتے ہیں، بندگی؛ اور اِس نظر سے کہ یہ سید ہیں، درود ؛ اور موافق مضمون اِس مصرع کے — "سوی اللّٰہ ، واللہ ، ما فی الوجود" — سجود -

حضرت ، وہ "شرف نامہ" نہیں ہے - کسی احمق نے "شرف نامہ" میں سے کچھ لغات ، اکثر غلط ، کمتر صحیح ، چن کر جمع کیے ہیں - نہ دیباچہ ہے کہ اوس سے جامع کا حال معلوم ہو ، نہ خاتمہ ہے کہ عہد و عصر کا حال کھلے - با این ہمہ میاں ضیاءالدین کے پاس ہے - اگر وہ آ جائیں گے ، تو اون سے کہہ دوں گا - اگر وہ لاویں گے، تو اُون کو قیمت دے کر "علائی مولائی" کو بھیج دوں گا -

خصی بکروں کے گوشت کے قلیے، دوپیازے، پلاؤ ، کباب ، جو کچھ تم کھا رہے ہو ، مجھ کو، خدا کی قسم ، اگر اوس کا کچھ خیال بھی آتا ہو - خدا کرے ، بیکانیر کی مصری کا کوئی ٹکڑا تم کو میسر نہ آیا ہو - کبھی یہ تصور کرتا ہوں کہ میر جان صاحب اوس مصری کے ٹکڑے چبا رہے ہوں گے ، تو یہاں میں رشک سے اپنا کلیجا چابنے لگتا ہوں -

سہ‌شنبہ ، ۱۵ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۶۱ع -　　نجات کا طالب ، غالب -

---

۱ - [صحیح تو "آذر" ذال سے ہے - یہاں "غالب" کی طرز کتابت کے لحاظ سے "آزر" لکھا گیا - م - س-]

۱۲

[۳۷۲] مرزا علائی'

پہلے اُستاد میر جان صاحب کے قہر و غضب سے مجھ کو بچاؤ؛ تاکہ میرے حواس جو منتشر ہوگئے ہیں' جمع ہوجائیں - میں اپنے کو کسی طرح کے قصور کا مورد نہیں جانتا - جھگڑا اون کی طرف سے ہے - تم اوس کو یوں چکاؤ یعنی اگر اون کو صرف آشنائی و ملاقات منظور ہے ' تو وہ میرے دوست ہیں ' شفیق ہیں ' میرا سلام قبول فرمائیں - اور اگر قرابت و رشتہ‌داری ملحوظ ہے ' تو وہ میرے بھائی ہیں ' مگر عمر میں چھوٹے ' میری دعا قبول فرمائیں - صاحبین کی راے کا اختلاف مشہور ہے - مجھ سے کچھ نہیں ہوسکتا ' مگر ہر ایک قول جدا جدا لکھوں - آج نہ لکھا نہ سہی ' دو چار دن کے بعد لکھوں گا - تم سمجھ تو گئے ہوگے کہ ''صاحبین'' مرزا قربان علی بیگ اور مرزا شمشاد علی بیگ ہیں - بھائی صاحب کی رضاجوئی مجھ کو منظور اور یہ غزل معروض ہے - میری طرف سے سلام کہو -

از من غزلے گیر و بفرمائے کہ مطرب / در نے دمد از روے نوازش دو سہ دم را -

غزل

جز دفع غم' ز بادہ نبودہ‌ست کام ما ؛ / گوئی ' چراغِ روز سیاہست جام ما -
در خلوتش گزر نبود باد را ' مگر / صر صر بہ خاک راہ رساند پیام ما -
اے باد صبح' عطرے ازآن پیرہن بیار؛ / تسکین ز بوے گل نہ پزیرد مشام ما -
ہر بار دانہ بہر ہما افگنیم و مور / آید بدام و دانہ رباید ز دام ما -
گفتی چو حال دل شنود' مہرباں‌شود؛ / مشکل کہ پیش دوست توان برد نام ما -
از ما بما پیام و ہم از ما بما سلام / رنج دلے مباد پیام و سلام ما -
مقصود ما ز دہر ہرآئینہ نیستیست / یارب ' کہ ہیچ دوست مبادا بکام ما -

''غالب'' ' بقول حضرت ''حافظ'' ' ز فیضِ عشق
''ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما ''-۱

۱- [یہ غزل کلیات میں نہیں ہے - ع - ص -]

۱۳

چاشتگاہ سہ‌شنبہ ' دوازدہم نومبر سنہ ۱۸۶۱ع - [۳۷۳]

آج جس وقت کہ روٹی کھانے گھر جاتا تھا' شہاب الدین خاں تمہارا خط اور مصری کی تھلیا لے کر آئے - میں اوس کو لوا کر گھر گیا - اپنے سامنے مصری تلوائی؛ آدھ پاؤ اوپر دو سیر نکلی - خانۂ دولت آباد - یہی کافی و وافی ہے؛ اور اب حاجت نہیں - روٹی کھاکر باہر[۱] آیا - تمہارے ابن عم کا آدمی جواب خط کا متقاضی ہوا کہ شترسوار جانے والا ہے - میں کھانا کھاکر لیٹنے کا عادی ہوں؛ لیٹے لیٹے مصری کی رسید لکھ دی - مطالبِ مندرجۂ خط کا جواب بہ شرطِ حیات کل بھیجوں گا -

غالب -

۱۴

یکشنبہ ' ۹ فروری سنہ ۱۸۶۲ع - [۳۷۴]

صاحب '

صبح جمعہ کو میں نے تم کو خط لکھا ؛ اوسی وقت بھیج دیا - پھر دن چڑھے سنا کہ شب کو پھر دورہ ہوا ؛ گیا '[۲] خود اون سے حال پوچھا - علی محمد بیگ کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ بہ نسبت دورہ ہاے سابق خفیف تھا اور اِفاقہ جلد ہوگیا - کل مرزا شمشاد علی بیگ ناقل تھے کہ مجھ سے علی حسین کہتے تھے کہ نواب صاحب فرماتے ہیں کہ لوہارو چلو گے اور ہماری دال روٹی قبول کرو گے ؟ میں نے کہا کہ میں دال روٹی چاہتا ہوں ' مگر پیٹ بھر کے - ''غالب'' کہتا ہے کہ اِس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ سالک سے سلوک منظور نہیں - تنہا[۳] ہواے شمشاد در سر است -

رموز مملکت خویش خسروان دانند
گداے گوشہ‌نشینی ' تو ''حافظا'' مخروش

غالب -

---

۱ - [سب نسخے : ''باقر'' ' جو صحیح نہیں ہوسکتا - م - ص -]
۲ - [م : ''گیا آیا'' جو صحیح نہیں - م - ص -]
۳ - [م کے سب نسخوں میں '' تنہاے'' ہے - معلوم نہیں اصل میں کیا تھا - اِسے اگر ''تنہائی'' یا ''تنہا'' فرض کیجیے ' تو بھی کچھ معنے نہیں بنتے - م - ص -]

۱۵

[۳۷۵] شنبہ ، ۱۵ شعبان و فروری وقت نماز ظہر -

"نیّرِاصغر" سپہر سخن‌سرائی مولانا علائی کے خاطرنشان و دل‌نشین ہو کہ آج صبح کو ۵ یا ۶ گھڑی دن چڑھے دونوں بھائی صاحب تشریف لائے - میں گیا اور ملا - علی حسین خاں کو بھی دیکھا - تھوڑی دیر کے بعد بھائی صاحب والدہ صاحبہ کے پاس گئے - میں گھر آیا ، کھانا کھایا - دو پہر کو تمہارا خط پایا - دو گھڑی لوٹ پوٹ کر جواب لکھا اور ڈاک میں بھجوایا -

یہ مرض جو بھائی کو ہے اِس راہ سے کہ ضد صحت ہے ، مکروہ طبع ہے ؛ ورنہ ہرگز موجب خوف و خطر نہیں - میں تو بھول گیا تھا ، اب بھائی کے بیان سے یاد آگیا کہ بارہ تیرہ برس پہلے ایک دن ناگاہ یہ حالت طاری ہوگئی تھی - وہ موسم جوانی کا تھا اور حضرت عادی بہ افیون نہ تھے، تنقیہ بہ قے فوراً اور بہ اِسہال بعد چند روز عمل میں آیا - اب سن کہولت ، اِستعمال افیون مزید علیہ ، دورہ جلد جلد متواتر ہوا - اِضطراب از راہ محبت ہے ، از روے حکمت اِضطراب کی کوئی وجہ نہیں - نظری میں یکتا حکیم اِمام‌الدین خاں ، وہ ٹونک ؛ عملی میں چالاک حکیم احسن‌اللّٰہ خاں ، وہ کرولی رہے - حکیم محمود خاں ، وہ ہمسایۂ دیوار بہ دیوار ؛ حکیم غلام نجف خاں ، وہ دوست قدیم صادق الولا - حکیم "بقا" کے خاندان میں دو صاحب موجود ، تیسرے حکیم "منجھلے"[۱] وہ بھی شریک ہو جائیں گے - اب آپ فرمائیے حکیم کون ہے ؟ ہاں دو ایک ڈاکٹر ، بہ اِعتبار ہم‌قومی حکام نامور ، یا کوئی ایک آدھ بید ، سو منزوی اور گم نام - بہر حال، خاطر جمع رکھو ؛ خدا کے فضل پر نظر رکھو - سبحان اللّٰہ ، تم مجھ سے سپارش کرو امین الدین خاں کی ! کیا میرے پہلو میں دل یا میرے دل میں ایمان ، جس کو محبت بھی کہتے ہیں ، بہ قدر پر پشہ و سر مور بھی نہیں ؟ معالجہ حکما کی راہ پر رہے گا - ندیمی اور غمخواری میں اگر قصور کروں ، تو گنہگار - میاں، ایسے موقع میں راے اطبا میں خلاف کم واقع ہوتا ہے - مرض مشخص، دوا معین، سوء مزاج ساذج نہیں، مادی ہے؛ اور مادہ بارد ہے - کوئی طبیب سواے تنقیے کے کچھ تدبیر

---

۱ - یعنی حکیم حسام الدین خاں -

نہ سونچے گا - تلقیے میں سوائے مخرجات بلغم اور کچھ تجویز نہ کرے گا - تجویز ہے کہ دو دن کے بعد تلقیۂ خاص ہو اور ایارج کا مسہل دیا جائے - اسما و آیات شفابخش مقرر ہیں ' رد سحر و دفع بلا اون کے ذریعے سے متصور ہے ؛ لیکن اِن ملاؤں اور عزائم خوانوں نے تہ توڑ دی ہے - کچھ نہیں جانتے اور باتیں بکھانتے ہیں - تمھارے باپ پر کوئی سحر کیوں کرے گا ؟ بےچارہ الگ ایک ایسے گوشے میں رهتا ہے کہ جب تک خاص وهاں کا قصد نہ کرے ' کبھی کوئی وهاں نہ جائے- یہ خیال عبث - هاں' خیرات اور[1] مساکین سے طلب دعا اور اهل اللّٰہ سے اِستمداد - شہر میں مساکین شمار سے باهر ' اهل اللّٰہ میں ایک حافظ عبدالعزیز - ما بہ خیر ' شما بہ سلامت -

دن اور تاریخ اوپر لکھ آیا ہوں -

[۱۲۷۸ھ' م ۱۸۶۲ع] -

نجات کا طالب ' غالب -

۱۶

یکشنبہ ' ۱۶ فروری سنہ ۱۸۶۲ع' هنگام نیمروز - [۳۷۶]

صاحب '

کل تمھارے خط کا جواب بھیج چکا ہوں' پہنچا ہو گا - آج صبح کو بھائی صاحب کے پاس گیا - بھائی ضیاء الدین خاں اور میاں شہاب الدین خاں بھی وهیں تھے - مولوی صدرالدین میرے سامنے آئے - حکیم محمود خاں کے طور پر معالجہ قرار پایا ہے - یعنی اونھوں نے نسخہ لکھ دیا ہے' سو اوس کے موافق حبوب بن گئے ہیں - نقوع کی دوائیں آج آ کر بھیگیں گی' کل حبوب کے اوپر وہ نقوع پیا جائے گا - مگر انداز و ادا سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی حضرت مریض کی اور اون کے هواخواہوں کی رائے میں قصد اِس اِستعلاج کا مذبذب ہے - نسخے کی حقیقت کو میزان نظر میں تول رہے ہیں - اُستاد میر جان بھی تھے - نیم نامعقول مرزا اسد بیگ بھی تھے - سب طرح خیریت ہے -

کل تمھارے خط میں دو بار یہ کلمہ مرقوم دیکھا کہ دلی بڑا شہر ہے' ہر قسم کے آدمی وهاں بہت ہوں گے - اے میری جان' یہ وہ دلی نہیں ہے

---

۱ - [م : ''و'' - ع - ص -]

جس میں تم پیدا ہوئے ہو؛ وہ دلی نہیں ہے جس میں تم نے علم تحصیل کیا ہے؛ وہ دلی نہیں ہے جس میں تم شعبان بیگ کی حویلی میں مجھ سے پڑھنے آتے تھے؛ وہ دلی نہیں ہے جس میں میں سات برس کی عمر سے آتا جاتا ہوں؛ وہ دلی نہیں ہے جس میں اِکیاون برس سے مقیم ہوں - ایک کیمپ ہے: مسلمان' اہل حرفہ یا حکام کے شاگرد پیشہ؛ باقی سراسر ہنود - معزول بادشاہ کے ذکور' جو بقیةالسیف ہیں' وہ پانچ پانچ روپیہ مہینا پاتے ہیں - اُناث میں سے جو پیرزن ہیں' وہ کٹنیاں اور جوانیں کسبیاں - امرائے اِسلام میں سے اموات گنو' حسن علی خاں بہت بڑے باپ کا بیٹا سو روپئے روز کا پنسن‌دار' سو روپئے مہینے کا روزینہ‌دار بن کر نامرادانہ مر گیا - میر نصیر الدین' باپ کی طرف سے پیرزادہ' نانا اور نانی کی طرف سے امیرزادہ' مظلوم مارا گیا - آغا سلطان' بخشی محمد علی خاں کا بیٹا' جو خود بھی بخشی ہوچکا ہے' بیمار پڑا - نہ دوا' نہ غذا؛ انجام کار مر گیا - تمہارے چچا کی سرکار سے تجہیز و تکفین ہوئی - احیا کو پوچھو' ناظر حسین مرزا' جس کا بڑا بھائی مقتولوں میں آیا' اوس کے پاس ایک پیسا نہیں - ٹکے کی آمد نہیں - مکان اگرچہ رہنے کو مل گیا ہے' مگر دیکھیے چھٹا رہے یا ضبط ہو جائے - بڈھے صاحب' ساری املاک بیچ کر' نوش جان کر کر' بہ یک بینی و دو گوش' بھرت‌پور چلے گئے - ضیاء الدولہ کی پانسو روپئے کرائے کی املاک واگزاشت ہو کر پھر قرق ہوگئی - تباہ' خراب لاہور گیا؛ وہاں پڑا ہوا ہے- دیکھیے' کیا ہوتا ہے؟ قصہ کوتاہ ''قلعہ'' اور ''جھجر'' اور ''بہادر گڑھ'' اور ''بلب گڑھ'' اور ''فرخ نگر''' کم و بیش تیس لاکھ روپئے کی ریاستیں مٹ گئیں - شہر کی اِمارتیں خاک میں مل گئیں - ہنرمند آدمی یہاں کیوں پایا جائے؟ جو حکما کا حال لکھا ہے' وہ بیان واقع ہے - صلحا اور زہاد کے باب میں جو حرف مختصر میں نے لکھا ہے' اوس کو بھی سچ جانو - اپنے والد ماجد کی طرف سے خاطر جمع رکھو - سحر آسیب کا گمان ہرگز نہ کرو - خدا چاہے تو اِستعمال ایارجات کے بعد بالکل اچھے ہو جائیں گے اور اب بھی خدا کے فضل سے اچھے ہیں -

عافیت کا طالب' غالب -

۱۷

[۳۷۷] صبح یکشنبه، یکم مارچ سنه ۱۸۶۲ع -

صاحب،

پرسوں تمہارا خط آیا - کل جمعے کے دن نواب کا مسہل تھا، ۱۱ بجے وہاں سے آیا - چونکہ حبوب میں مکرّب دوائیں تھیں، بہت بےچین رہے - آٹھ دس دست آئے - آخر روز مزاج بحال ہوگیا - تنقیہ اچھا ہوا - اب بہ فضل اِلٰہی اچھے ہیں اور یقین ہے کہ مرض عود نہ کرے - دلی کی اِقامت کی مدت اپنے والد کی رائے پر رہنے دو - بہ قدر مناسب، وقت عزم خیرخواہانہ کچھ کہوں گا ضرور، لیکن نہ بہ اِبرام - میں تم سے زیادہ اِن کا مزاج‌داں ہوں - یہ خودپسند اور معہذا سپارش کا دشمن ہے - مغلچوں کے مقدمے کو طبیعت اِمکان پر چھوڑ دو - میں دخل نہ کروں گا - ہاں، اگر خود مجھ سے پوچھیں گے یا میرے سامنے ذکر آ جائے گا تو میں اچھی کہوں گا -

بریدہ باد زبانے کہ ناسزا گوید -

برا نہ ماننا، اگر یہ دونوں بھائی یا اِن میں سے ایک رفیق ہوگیا، یوں تمام عمر بہ خوشی گزر جائے، لیکن تم کے برس، کے مہینے، کے ہفتے کا گریمنٹ لکھتے ہو؟

غالب -

۱۸

[۳۷۸] صاحب،

میرا برادر عالی قدر اور تمہارا والد ماجد اب اچھا ہے - از روے عقل اِعادۂ مرض کا اِحتمال باقی نہیں ہے - رہا وہم، اوس کی دوا لقمان کے پاس بھی نہیں - مرزا قربان علی بیگ اور مرزا شمشاد علی بیگ کے باب میں جو کچھ تم نے لکھا ہے اور آیندہ جو کچھ لکھو گے، میری طرف سے جواب وہی ہوگا جو آگے لکھ چکا ہوں - یعنی میں تماشائی محض رہوں گا - اگر بھائی صاحب مجھ سے کچھ ذکر کریں گے، تو بھلی کہوں گا - آپ کے عم عالی مقدار جو فرماتے ہیں کہ "غالب" کو بیٹھے ہوئے ہزارہا تسویلات و خیالات دکھلائی دیتے ہیں، یہ حضرت نے اپنی ذات پر میری طبیعت کو طرح کیا ہے

اور وہ یہ سمجھے ہیں کہ جس طرح میں مبتلائے وسارس و اوہام ہوں اور لوگ بھی اِسی طرح بخارات مراقی میں گرفتار ہوں گے - قیاس مع الفارق ہے، نہ تخیل صادق - یہاں ''لا موجود إلا اللّٰہ'' کے بادۂ ناب کا رطلِ گراں چڑھائے ہوئے اور کفر و اِسلام و نور و نار کو مٹائے ہوئے بیٹھے ہیں -

کجا غیر و کو غیر و کو نقش غیر ؟
سویٰ اللّٰہ ، واللّٰہ ، ما فی الوجود -

''ضیمران'' بر وزنِ دُرگران لغت عربی ہے، نہ معرب - میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ پھول ھندستان میں ہوتا ہے یا نہیں - اِس کی تحقیقات از روے ''الفاظ الادویہ'' ممکن ہے -

آج اوس نے جلاب لیا - دس دست آئے - مواد خوب اِخراج ہوا -

فارسیِ غیر فصیح : امروز فلانی مسہل گرفت - دہ دست آمدند - مواد خوب برآمد -

فارسیِ فصیح : امروز فلانی پگاہ داروے مسہل آشامید - تا شام دہ بار نشست یا دہ بار بہ مستراح رفت یا دہ بار بہ بیت الخلا رفت - مادۂ فاسد چنانکہ باید اِخراج یافت -

معلوم رہے کہ لوطیوں کے منطق میں خصوصاً اور اہل فارس کے روزمرے میں عموماً '' نشستن '' اِستعارہ ہے '' ریدن '' کا - چنانچہ ایک تذکرے میں مرقوم ہے کہ اِصفہان میں ایک امیر نے شعرا کی دعوت اپنے باغ میں کی - مرزا صائب اور اوس عصر کے کئی شعرا جمع ہوئے - ایک شاعر کے تذکرے میں اوس کا نام مندرج ہے اور میں بھول گیا ہوں - آکول تھا، مگر معدہ اوس کا ضعیف تھا - حرص و شرہ کے سبب سے بہت کھا جاتا تھا ، ھضم نہ کر سکتا تھا - کھانا کھا کھا کر، شراب پی پی کر، دروازہ باغ کا مقفل کر کے سب سو رہے - اِس مردِ آکولِ فضول نے رات بھر میں سارا باغ ھگ بھرا ؛ نہ ایک جگہ ، بلکہ کبھی اوس کیاری میں، اور کبھی اوس روش پر، کبھی اوس درخت کے تلے ، کبھی اوس دیوار کی جڑ میں - قصہ مختصر، غایت شرم و حیا سے دو چار گھڑی رات رہے دیوار سے کود کر چلا گیا - صبح کو جب سب جاگے ، اوس کو اِدھر اودھر ڈھونڈھا ، کہیں نہ پایا - مگر حضرت کا فضلہ کئی جگہ

نظر آیا - مرزا صائب نے ھنس کر فرمایا '' یاران' شما را چه اُفتاده است که میگوئید فلانی در باغ نیست ؟ می بینم که مخدوم همدرین باغ چند جا نشسته است''-

صبح جمعه' ۵ رمضان و ۷ مارچ سال رستاخیز -

رباعی خط میں لکھنا بھول گیا - یہ میں نے بھائی کو تہنیت میں بھیجی تھی :

اے کردہ به مہر زرفشانی تعلیم ' پیدا ز کلاه تو شکوہ دیہیم
بادا بتو فرخنده ' ز یزدان کریم پروانگی جدید اقطاع قدیم -

[۱۲۷۸ھ' م ۱۸۶۲ع] -

۱۹

یار بھتیجے ' گویا بھائی' مولانا علائی ' [۳۷۹]

خدا کی دوھائی ' نہ میں ویسا ھوں گا جیسا '' نیّر '' سمجھا ھے اور تم مجھ کو لکھ چکے ھو ' یعنی خفقانی اور خیال تراش ؛ نہ ویسا ھوں گا جیسا میرزا علی حسین خاں بہادر سمجھے ھوں گے -

اے کاش' کسے ھر آنچه هستم داند -

دوجانے میں میرا اِنتظار اور میرے آنے کا تقریبِ شادی پر مدار ! یہ بھی شعبہ ھے اونھیں ظنون کا جس سے تمھارے چچا کو گمان ھے مجھ پر جنون کا - جاگیردار میں نہ تھا کہ ایک جاگیردار مجھ کو بلاتا - گویّا میں نہ تھا کہ اپنا ساز و سامان لے کر چلا جاتا - دوجانے جا کر شادی کماؤں اور پھر اوس فصل میں کہ دنیا کرۂ نار ھو ! لوھارو ' بھائی کے دیکھنے کو ' نہ جاؤں اور پھر اوس موسم میں کہ جاڑے کی گرمی بازار ھو !

کل اُستاد میر جان صاحب نے تمھارا خط مجھ کو دکھایا ھے - میں نے اون کو جانے نہ جانے میں متردد پایا ھے - جائیں نہ جائیں ' میں اپنی طرف سے ترغیب کرتا رھتا ھوں اور کہتا رھوں گا - غلام حسن خاں اگر کسی وقت آ جائیں گے' تو اون کو تمھاری تحریر کا خلاصۂ خاطر نشان کروں گا - حق سبحانہ تعالیٰ اِن دونوں صاحبوں کو یا ایک کو اِن میں سے توفیق دے یا مجھ کو طاقت یا تم کو اِنصاف کہ میرے نہ آنے کو دلّی کی دل‌بستگی پر

محصول نہ کرو - مجھ کو رشک ہے جزیرہ‌نشینوں کے حال پر عموماً اور رئیسِ فرخ‌آباد پر خصوصاً کہ جہاز سے اوتر کر سر زمین عرب میں چھوڑ دیا - اہا ہا ہا !

پڑیے گر بیمار، تو کوئی نہ ہو بیماردار ؛
اور اگر مر جائیے، تو نوحہ‌خواں کوئی نہ ہو -

کلیات کے اِنطباع کا اِختتام اپنی زیست میں مجھ کو نظر نہیں آتا - " قاطع برہان " کا چھاپا تمام ہو گیا - حق‌التصنیف کی ایک جلد میرے پاس آ گئی ، وہ تمھارے عم نامدار کے نذر ہوئی - باقی جلدیں جن کا میں خریدار ہوا ہوں اور درخواست میری مطبع میں داخل ہے ، جب تک قیمت نہ بھیج دوں ، کیوں کر آئیں ؟ روپئے کی تدبیر میں ہوں - اگر بہم پہنچ جائے ، تو بھیج دوں - تمھارے پاس جو " قاطعِ برہان " پہنچی ہے، اگر چھاپے کی ہے تو صحیح ہے - جہاں تردد ہو ، غلطنامۂ ملحقہ میں دیکھ لو ؛ زیادہ اِنکشاف منظور ہو ، مجھ سے پوچھ لو - اگر قلمی ہے ، تو درجۂ اِعتبار سے ساقط ہے - اوس کو میری تالیف نہ سمجھو ، بلکہ مجھ کو مول لے لو اور اوس کو پھاڑ ڈالو - آج، یوم‌الخمیس، ۱۹ جون المبارک، بارہ پر تین بجے تمھارا خط آیا - اودھر پڑھا اِدھر جواب لکھنے بیٹھا - یہاں تک لکھ چکا تھا کہ شیخ شہاب‌الدین سہروردی آئے - تمھارا خط اون کو دیا - وہ پڑھ رہے ہیں ؛ ہم لکھ رہے ہیں - ابر آیا ہوا ہے - ہوا سرد چل رہی ہے -
[۱۸۶۲ع] -

۲۰

[۳۸۰] جان غالب ،

دو خط متواتر تمھارے پہنچے - " مغربی " عرفا میں سے ہے - بیشتر اوس کے کلام میں مضامینِ حقیقت‌آگین ہیں - لیکن " دامان گلہ دارد " و " گریبان گلہ دارد " ؛ اِس زمین میں میں نے اوس کی غزل نہیں دیکھی - حاجی محمد جان " قدسی " کی غزل اِس زمین میں ہے :

در بزم وصال تو بہ ہنگام تماشا نظارہ ز جنبیدنِ مژگان گلہ دارد - ۱
یہ ایک شعر اوس کا مجھے یاد ہے -

۱- [اِس زمین میں "قدسی" کی کوئی غزل نہیں - م - ص -]

بھائی، تمھارا باپ بدگمان ہے - یعنی مجھ کو زندہ سمجھتا ہے - میرا سلام کہو اور یہ شعر میرا پڑھ سناؤ :

گمانِ زیست بود بر منت ز بیدردی
بد است مرگ، ولے بدتر از گمانِ تو نیست -

مجھے کافور و کفن کی فکر پڑ رہی ہے، وہ ستمگر شعر و سخن کا طالب ہے - زندہ ہوتا، تو وہیں کیوں نہ چلا آتا ؟ مجھ پر سے یہ تکلیف اوٹھوا لو اور تم اِس زمین میں چند شعر لکھ کر بھیج دو - میں اِصلاح دے کر بھیج دوں گا - 'عصاے پیر به جاے پیر' - واللہ، میرا کلام ہندی یا فارسی کچھ میرے پاس نہیں ہے - آگے جو کچھ حافظے میں موجود تھا، وہ لکھ بھیجا - اب جو کچھ یاد آ گیا، وہ لکھتا ہوں :

غزل

با من، که عاشقم، سخن از ننگ و نام چیست ؟
در امر خاص حجّت دستور عام چیست ؟
مستم ز خون دل که دو چشمم از آن پر است
گوئی مخور شراب و نه بینی بجام چیست ؟
با دوست هر که باده به خلوت خورد مدام
داند که حور و کوثر و دار السلام چیست ؟
ما خستۂ غمیم و بود مے دواے ما
با خستگان حدیثِ حلال و حرام چیست ؟
از کاسۂ کرام نصیب است خاک را
تا از فلک نصیبۂ کاس کرام چیست ؟
'' غالب '' اگر نه خرقه و مصحف بهم فروخت
پرسد چرا که نرخِ مے لعل فام چیست ؟ ۱

۲۱

[۳۸۱] لو صاحب، پرسوں تمھارا خط آیا اور کل دوپہر کو اُستاد میر جان آئے - جب اون سے کہا گیا، تو یہ جواب پایا کہ میں مدّت سے آمادۂ سفر لوهارو بیٹھا

۱- [یہ غزل دس شعر کی ہے - (کلیات ص ۴۰۳)- م- ص -]

لوں - حکیم صاحب کی گاڑی کی روانگی کے وقت میں نے اپنی گٹھری بھیجی ہی ' وہ پھری آئی اِس مراد سے کہ گاڑی میں جگہ نہ گٹھری کی ' نہ سواری کی - ناچار چُپ ہو رہا - اب وہ گٹھری ویسی ہی بندھی ہوئی رکھی ہے - جب میاں خاں اور وزیر خاں روانا ہوں گے اور منشی اِمداد حسین مجھ کو اِطلاع دیں گے' تو میں فوراً چل دوں گا - پا بہ رکاب ہوں - کل ہی آخر روز غلام حسن خاں آئے - کل اونہوں نے چوتھے دن کھانا کھایا تھا - ہیضہ ہو گیا تھا - قے متواتر' دست پے بہ پے- غرض بچ گئے - کہتے تھے کہ آج جولائی کی ۱۷ تاریخ ہے ' تیرہ دن یہ اور پانچ دن اگست کے اور نہیں جا سکتا - تنخواہ لے کر بانٹ بونٹ کر ' ایک دن نہ ٹھہروں گا ' لوھارو کی راہ لوں گا - مرزا شمشاد علی بیگ سے تمھارا پیام کہا گیا - کیا بعید ہے جو غلام حسن خاں کے ہمسفر ہو جائیں ؟ بھائی کی طرف سے منشی اِمداد حسین خاں کو لکھوا بھیجو کہ میاں خاں وغیرہ کے ساتھ اُستاد کو ضرور بھیجنا اور تم اپنی طرف سے اپنے ابن عم غلام حسن خاں کو بحوالۂ میری تحریر کے عیادت اور اوائل اگست میں روانگی کی تاکید لکھ بھیجو -

در بزمِ وصالِ تو بہ ہنگام تماشا نظارہ ز جنبیدنِ مژگان گلہ دارد -

یہ زمین ''قدسی'' علیہ‌الرحمۃ کے حصے میں آ گئی ہے - میں اِس میں کیوں کر تخم‌ریزی کروں ؟ اور اگر بےحیائی سے کچھ ہات پانو ہلاؤں ' تو اِس شعر کا جواب کہاں سے لاؤں ؟

ھرگز نتوان گفت درین قافیہ اشعار بیجاست برادر اگر از من گلہ دارد -

اِلتوائے شرب شراب : ۲۲ جون ' شروع شراب : ۱۰ جولائی -

المنۃ للّٰہ کہ در میکدہ باز ست -

[۱۸ جولائی ۱۸۶۲ع] -

۲۲

[۳۸۲] صبح یکشنبہ ' ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۶۲ع -

میری جان '

سن' پنجشنبہ پنجشنبہ ' جمعہ نو' ہفتہ دس' اِتوار گیارہ ؛ ایک مژدہ

برهم‌زدن مینه نهیں تها - اِس وقت شدت سے برس رها هے - انگیٹهی میں کوئلے دهکا کر پاس رکھ لیے هیں - دو سطریں لکهیں اور کاغذ کو آگ سے سینک لیا - کیا کروں ؟ تمهارے خط کا جواب ضرور - لو سنتے جاؤ ' مرزا شمشاد علی بیگ کو تمهارا خط پڑهوا دیا - اونهوں نے کہا کہ غلام حسن خاں کی معیت پر کیا موقوف هے ؟ مجهے آج سواری مل جائے ' کل چل نکلوں - اب میں کہتا هوں کہ اونٹ ٹٹو کا موسم نهیں ' گاڑی کی تدبیر هو جائے ' بس -

پچاس برس کی بات هے کہ اِلٰهی بخش خاں مرحوم نے ایک زمین نئی نکالی ' میں نے حسب‌الحکم غزل لکهی- بیت الغزل یہ :

پلا دے اوک سے ساقی ' جو هم سے نفرت هے
پیالہ گر نهیں دیتا ' نہ دے ؛ شراب تو دے -

مقطع یہ :

''اسد'' خوشی سے مرے هات پانو پهول گئے
کہا جو اوس نے ' زرا میرے پانو داب تو دے ' -

اب میں دیکهتا هوں کہ مطلع اور چار شعر کسی نے لکھ کر اِس مقطع اور اِس بیت الغزل کو شامل اون اشعار کے کر کے غزل بنالی هے ' اور اوس کو لوگ گاتے پهرتے هیں - مقطع اور ایک شعر میرا اور پانچ شعر کسی اُلو کے - جب شاعر کی زندگی میں گانے والے شاعر کے کلام کو مسخ کر دیں ' تو کیا بعید هے کہ دو شاعر متوفی کے کلام میں مطربوں نے خلط کر دیا هو ؟ مقطع بےشک مولانا ''مغربی'' کا هے ؛ اور وہ شعر جو میں نے تم کو لکها هے اور یہ شعر جو اب لکهتا هوں :

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار گلچین بهار تو ز داماں گلہ دارد

یہ دونوں شعر ''قدسی'' کے هیں -[1] ''مغربی'' قدما میں اور عرفا میں هے جیسا ''عراقی'' - اِن کا کلام دقائق و حقائقِ تصوف سے لبریز - ''قدسی'' شاهجهانی شعرا میں ''صائب'' و ''کلیم'' کا هم‌عصر اور هم‌چشم - اِن کا کلام شور انگیز - اِن بزرگوں کی طرز و روش میں زمین و آسمان کا فرق -

---

۱- [حیرت هے کہ ''غالب'' کو اِس پر اِصرار هے - یہ مشهور غزل تو ''سهروتی'' کی هے - م - ص-]

بھائی کو سلام کہنا اور کہنا کہ صاحب وہ زمانہ نہیں کہ اِدھر متھرا داس سے قرض لیا اودھر درباری مل کو مارا، اودھر خوب‌چند چین سکھ کی کوٹھی جا لوٹی۔ ہر ایک پاس تمسک مہری موجود؛ شہد لگاؤ چاٹو، نہ مول نہ سود۔ اِس سے بڑھ کر یہ بات کہ روٹی کا خرچ بالکل پھوپی کے سر۔ با اینہمہ کبھی خاں نے کچھ دے دیا، کبھی الور سے کچھ دلوا دیا، کبھی ماں نے کچھ آگرے سے بھیج دیا۔ اب میں اور باسٹھ روپئے آٹھ آنے کلکٹری کے، سو روپئے رامپور کے۔ قرض دینے والا ایک میرا مختارکار، وہ سود ماہ بہ ماہ لیا چاہے، مول میں قسط اوس کو دینی پڑے۔ اِنکم‌ٹکس جدا، چوکی‌دار جدا، سود جدا، مول جدا، بی‌بی جدا، بچے جدا، شاگرد پیشہ جدا؛ آمد وہی ایک سو باسٹھ۔ تنگ آ گیا، گزارا مشکل ہوگیا، روزمرہ کا کام بند رہنے لگا۔ سونچا کہ کیا کروں، کہاں سے گنجایش نکالوں؟ قہر درویش بر جان درویش۔ صبح کی تبرید متروک، چاشت کا گوشت آدھا، رات کی شراب و گلاب موقوف۔ بیس بائیس روپیہ مہینا بچا، روزمرہ کا خرچ چلا۔ یاروں نے پوچھا: تبرید و شراب کب تک نہ پیو گے؟ کہا گیا کہ جب تک وہ نہ پلائیں گے۔ پوچھا: نہ پیو گے، تو کس طرح جیو گے؟ جواب دیا کہ جس طرح وہ جلائیں گے۔ بارے، مہینا پورا نہیں گزرا تھا کہ رامپور سے علاوہ وجہ مقرری اور روپیہ آگیا۔ قرضِ مقسط ادا ہو گیا۔ متفرق رہا، خیر رہو۔ صبح کی تبرید، رات کی شراب جاری ہوگئی؛ گوشت پورا آنے لگا۔ چونکہ بھائی نے وجہ موقوفی اور بحالی پوچھی تھی، اون کو یہ عبارت پڑھا دینا۔ اور حمزہ خاں کو بعد سلام کہنا:

اے بےخبر ز لذّتِ شربِ مدام ما۔

دیکھا، ہم کو یوں پلاتے ہیں۔ دریبے کے بنیوں کے لونڈوں کو پڑھا کر مولوی مشہور ہونا اور مسائل ابوحنیفہ کو دیکھنا اور مسائل حیض و نفاس میں غوطہ مارنا اور ہے، اور عرفا کے کلام سے حقیقت حقہٗ وحدت وجود کو اپنے دل‌نشین کرنا اور ہے۔ مشرک وہ ہیں جو وجود کو واجب و ممکن میں مشترک جانتے ہیں؛ مشرک وہ ہیں جو مسیلمہ کو نبوّت میں خاتم‌المرسلین کا شریک گردانتے ہیں؛ مشرک وہ ہیں جو نو مسلموں کو ابوالائمہ کا ہمسر مانتے ہیں۔ دوزخ اون لوگوں کے واسطے ہے۔ میں موحد خالص اور مومن کامل ہوں۔ زبان سے لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ کہتا ہوں اور دل میں لا موجود اِلا اللّٰہ، لا موثر فی‌الوجود اِلا اللّٰہ

سمجھے ہوا [1] ہوں - انبیا سب واجب التعظیم اور اپنے اپنے وقت میں سب مفترض الطاعت تھے - محمد علیہ السلام پر نبوت ختم ہوئی - یہ خاتم المرسلین ارو رحمۃ للعالمین ہیں - مقطع نبوت کا مطلع اِمامت' اور اِمامت نہ اِجماعی بلکہ من اللّٰہ ہے - اور اِمام من اللّٰہ علی علیہ السلام ہے' ثم حسن' ثم حسین' اِسی طرح تا مہدی موعود علیہ السلام -

برین زیستم' ہم برین بگزرم -

ہاں' اِتنی بات اور ہے کہ اِباحت[2] اور زندقہ کو مردود اور شراب کو حرام اور اپنے کو عاصی سمجھتا ہوں - اگر مجھ کو دوزخ میں ڈالیں گے' تو میرا جلانا مقصود نہ ہوگا ؛ بلکہ میں دوزخ کا ایندھن ہوں گا اور دوزخ کی آنچ کو تیز کروں گا ' تاکہ مشرکین و منکرین نبوت مصطفوی و اِمامت مرتضوی اوس میں جلیں - سنو مولوی صاحب ' اگر ہٹ‌دھرمی نہ کرو گے اور کتمان حق کو گناہ جانو گے' تو البتہ تم کو یاد ہوگا اور کہو گے کہ ہاں یاد ہے' جن روزوں میں تم علاءالدین خاں کو ''گلستان'' اور ''بوستان'' پڑھاتے ہو اور تم نے ایک دن غریب کو دو تین تپانچے مارے ہیں - نواب امین‌الدین خاں اون دنوں میں لوھارو ہیں - علاءالدین خاں کی والدہ نے تم کو ڈیوڑھی پر سے اُوٹھا دیا - تم با چشم پر آب میرے پاس آئے - میں نے تم سے کہا کہ بھائی شریف‌زادوں کو اور سردارزادوں کو چشم نمائی سے پڑھاتے ہیں' مارتے نہیں - تم نے بیجا کیا! آیندہ یہ حرکت نہ کرنا - تم نادم ہوئے - اب وہ' مکتب‌نشین طفل سے گزر کر' پیر ہفتاد سالہ کے واعظ بنے - تم نے کئی فاقوں میں ایک شعر ''حافظ'' کا حفظ کیا ہے : ''چون پیر شدی حافظ الخ'' اور پھر پڑھتے ہو اوس کے سامنے کہ اوس کی نظم کا دفتر ''حافظ'' کے دیوان سے دوچند سہ‌چند ہے ' مجموعۂ نثر جداگانہ؛ اور یہ بھی لحاظ نہیں کرتے کہ ایک شعر ''حافظ'' کا یہ ہے اور ہزار اِس کے مخالف ہیں :

صوفی' بیا کہ آینہ صاف ست جام را
تا بنگری صفاے مے لعل فام را

شراب ناب خور و روے مہ‌جبینان بین
خلاف مذہب آنان جمال اینان بین -

۱- [سب نسخوں میں اِسی طرح ہے- م - ص -]
۲- [سب نسخوں میں ''اباعت'' ہے جو غلط ہے - ''اِباحت'' یا ''اِباحیۃ'' چاہیے- م - ص -]

ترسم کہ صرفۂ نبرد روز بازخواست
نان حلال شیخ ز آب حرام ما -
ساقی مگر وظیفۂ ''حافظ'' ز بادہ داد
کآشفتہ گشت طرۂ دستار مولوی -

میاں؛ میں بڑی مصیبت میں ہوں - محل‌سرا کی دیواریں گرگئی ہیں ، پاخانہ ڈھ گیا ، چھتیں ٹپک رہی ہیں - تمھاری پھوپھی کہتی ہیں ، ہائے دبی ! ہائے مری ! دیوان‌خانے کا حال محل‌سرا سے بدتر ہے - میں مرنے سے نہیں ڈرتا، فقدان راحت سے گھبرا گیا ہوں - چھت چھلنی ہے، ابر دو گھنٹے برسے، تو چھت چار گھنٹے برستی ہے - مالک اگر چاہے کہ مرمت کرے، تو کیوں کر کرے؟ مینھ کھلے تو سب کچھ ہو، اور پھر اثنائے مرمت میں میں بیٹھا کس طرح رہوں - اگر تم سے ہوسکے، تو برسات تک بھائی سے مجھ کو وہ حویلی جس میں میر حسن رہتے تھے اپنی پھوپھی کے رہنے کو اور کوٹھی میں سے وہ بالاخانہ مع دالان زیریں، جو اِلٰھی بخش خاں مرحوم کا مسکن تھا ، میرے رہنے کو دلوا دو - برسات گزر جائے گی، مرمت ہوجائے گی، پھر ''صاحب'' اور ''میم'' اور ''بابا لوگ'' اپنے قدیم مسکن میں آ رہیں گے - تمھارے والد کے ایثار و عطا کے جہاں مجھ پر اِحسان ہیں، یہ ایک مروت کا اِحسان میرے پایان عمر میں اور بھی سہی -

غالب -

۲۳

[۳۸۳] مولانا علائی ،

نہ مجھے خوف مرگ، نہ دعوی صبر ہے - میرا مذھب، بخلاف عقیدۂ قدریہ، جبر ہے - تم نے میانجی‌گری کی، بھائی نے برادرپروری کی - تم جیتے رہو، وہ سلامت رہیں؛ ہم اِسی حویلی میں تا قیامت رہیں - اِس اِبہام کی توضیح اور اِس اِجمال کی تفصیل یہ ہے کی مینھ کی شدّت سے چھوٹا لڑکا ڈرنے لگا ، اوس کی دادی بھی گھبرائی - مجھ کو خلوت‌خانے کا دروازہ غرب رویہ اور اوس کے آگے ایک چھوٹا سہ‌درہ یاد تھا - جب تمھارے پانو میں چوٹ لگی ہے، تو میں اوسی دروازے سے تم کو دیکھنے آیا تھا - یہ سمجھ کر خلوت‌خانے کو محل‌سرا بنایا چاھتا تھا کہ گاڑی، ڈولی، لونڈی، اصیل،

کاچھن' تیلن' تنبولن' کہاری' پسنہاری' اِن فرقوں کا ممر وہ دروازہ رہے گا؛ میری اور میرے بچوں کی آمد و رفت دیوان‌خانے میں سے رہے گی - عیاذاً باللّٰہ! وہ لوگ دیوان‌خانے میں سے آئیں جائیں' اپنے بیگانے کو ہر وقت پچھلپائیاں نظر آئیں - بی وفادار جن کو تم کچھ' اور بھائی خوب جانتے ہیں' اب تمھاری پھوپی نے اونھیں ''وفادار بیگ'' بنا دیا ہے - باہر نکلتی ہیں' سودا تو کیا لائیں گی' مگر خلیق اور ملنسار ہیں' رستہ‌چلتوں سے باتیں کرتی پھرتی ہیں - جب وہ محل سے نکلیں گی' ممکن نہیں کہ اطرافِ نہر کی سیر نہ کریں گی' ممکن نہیں کہ دروازے کے سپاہیوں سے باتیں نہ کریں گی' ممکن نہیں کہ پھول نہ توڑیں اور بی‌بی کو لے جا کر نہ دکھائیں اور نہ کہیں کہ ''یہ پھول تائی چچا کے بیٹے کی کائی کی ایں''- شرح: تمھارے چچا کے بیٹے کی کیاری کے ہیں - ہے ہے' ایسے عالی شان دیوان‌خانے کی یہ قسمت اور مجھ سے نازک مزاج دیوانے کی یہ شامت! معہذا اوس سہ‌دری کو اپنے آدمیوں کے اور لڑکوں کے مکتب کے لیے ہرگز کافی نہ جانا - مور اور کبوتر اور دُنبہ اور بکری' باہر گھوڑوں کے پاس رہ سکتے تھے؟ 'عَرَفْتُ رَبّی بِفَسخِ العزائم' پڑھا اور چپ ہو رہا - مگر تمھاری خاطر عاطر جمع رہے کہ اسباب وحشت و خوف و خطر اب نہ رہے - مینھ کھل گیا ہے' مکان کے مالکوں کی طرف سے مدد شروع ہو گئی ہے - نہ لڑکا ڈرتا ہے' نہ بی‌بی گھبراتی ہے' نہ میں بے آرام ہوں - کُھلا ہوا کوٹھا' چاندنی رات' ہوا سرد' تمام رات فلک پر مریخ پیش نظر' دو گھڑی کے تڑکے زہرہ جلوہ‌گر - اِدھر چاند مغرب میں ڈوبا اودھر مشرق سے زہرہ نکلی - صبوحی کا وہ لطف' روشنی کا وہ عالم!

۶ ماہ اگست سنہ ۱۸۶۲ع -

۲۴

صبحِ سہ‌شنبہ' نہم ستمبر سنہ ۱۸۶۲ع - [۳۸۴]

جانِ غالب' مگر جسم سے نکلی ہوئی جان'

قیامت کو دوبارہ ملنے کی توقع ہے' خدا کا اِحسان - مرزا قربان علی بیگ تمھاری کشش کے مجذوب کیوں بنتے؟ وہ تو خود ''سالک'' ہیں - مگر ہاں یہ صاحبزادۂ سعادت مند ''رضوان''' سو اِس کے آپ مالک ہیں -

نواب صاحب کا ہم‌مطبخ اور آپ کا ہم‌مائدہ ہونا بہتر ہوا - کاش' تم یہ لکھتے کہ مشاہرہ کیا مقرر ہوا ؟ اِثنا عشری ایک تم ہو ' سو تمہیں کیا اِختیار ہے؟ البتہ عشرۂ مبشرہ کی اولیت پر مدار ہے - باپ تمہارا' خلافِ قاعدۂ اہل سنت جماعت' عشرہ میں سے ثلٰثہ کو کم کرتا تھا ؛ '' رضوان '' نے نہ مانا - کیوں کر مانتا ؟ وہ تو ثلٰثہ کا دم بھرتا تھا - تہور خاں صاحب کے باب میں بندہ جویا اِس خبر کا ہے کہ اب لوہارو سے اون کا اِرادہ کدھر کا ہے ؟

'' رضوان '' کو دعا پہنچے - نواب صاحب کی عنایت اور مولانا علائی کی صحبت مبارک ہو - '' پیرجی '' سے جب پوچھتا ہوں کہ ' تم خوب شخص ہو' اور وہ کہتے ہیں : 'کیا کہنا ہے ! ' اور میں پوچھتا ہوں : ' کس کا؟' تو وہ فرماتے ہیں : 'مرزا شمشاد علی بیگ کا' - 'ایں' اور کسی کا نام تم کیوں نہیں لیتے ؟ دیکھو یوسف علی خاں بیٹھے ہیں' ہیرا سنگھ موجود ہے' - ' واہ صاحب کیا میں خوشامدی ہوں ' جو منہ دیکھی کہوں ؟ میرا شیوہ حفظ الغیب ہے؛ غائب کی تعریف کرنی کیا عیب ہے ؟ ' 'ہاں صاحب' آپ ایسے ہی وضع‌دار ہیں؛ اِس میں کیا ریب ہے؟ '

۲۵

[۳۸۵] میاں '

تم میرے ساتھ وہ معاملے کرتے ہو' جو احیا سے مرسوم و معمول ہیں - خیر ' تمہارا حکم بجا لایا - غزل بعد اِصلاح کے پہنچتی ہے - جناب لفٹنٹ گورنر بہادر نے دربار کیا - میری تعظیم و توقیر اور میرے حال پر لطف و عنایت ' میری ارزش و اِستحقاق سے زیادہ' بلکہ میری خواہش اور تصور سے سوا ' مبذول کی - اِس ہجوم امراضِ جسمانی اور آلام روحانی کو اِن باتوں سے کیا ہوتا ہے ؟ ہر دم دم نزع ہے' دل وہ غم سے خوپذیر ہو گیا ہے کہ کسی بات سے خوش نہیں ہو سکتا - مرگ کو نجات سمجھے ہوئے ہوں' اور نجات کا طالب ہوں - کئی دن سے کوئی تحریر دلپذیر تمہاری نظر نہیں آئی ' نہ مجھے تم نے یاد کیا' نہ اپنے بھائی کو کچھ لکھا - اب اِس خط کا جواب جلد لکھو - پہلے اپنے بچوں کا حال پھر وہاں کے اوضاع - جیسا تمہارا قاعدہ ہے' منقح اور مفصّل لکھو - فقط -

نجات کا طالب' غالب -

۲۶

[۳۸۹] اِقبال نشانا،

بہ خیر و عافیت و فتح و نصرت لوھارو پہنچنا مبارک ھو - مقصود اِن سطور کی تحریر سے یہ ھے کہ مطبع "اکمل المطابع" میں چند احباب میرے مسودات اُردو کے جمع کرنے پر اور اوس کے چھپوانے پر آمادہ ہوئے ہیں - مجھ سے مسودات مانگے ھیں اور اطراف و جوانب سے بھی فراھم کیے ھیں - میں مسودہ نہیں رکھتا - جو لکھا، وہ جہاں بھیجنا ھو وھاں بھیج دیا - یقین ھے کہ خط میرے، تمھارے پاس بہت ھوں گے - اگر اون کا ایک پارسل بنا کر بہ سبیل ڈاک بھیج دوگے یا آج کل میں کوئی اِدھر آنے والا ھو، اوس کو دے دوگے، تو موجب میری خوشی کا ھوگا ؛ اور میں ایسا جانتا ھوں کہ اوس کے چھاپے جانے سے تم بھی خوش ھوگے - بچّوں کو دعا -

[۱۸۶۳ع] -

غالب -

۲۷

[۳۸۷] ولی‌عہدی میں شاھی ھو مبارک عنایات اِلٰہی ھو مبارک

اِس امر فرخ و ھمایوں کی شہرت میں کوشش، بےحوصلگی ھے اور اِس کے اِخفا میں مبالغہ، خفقانیت - تم اپنی زبان پر نہ لاؤ - اگر کوئی اور کہے، مانع نہ آؤ - نہ اِشتہار، نہ اِستتار -

دورہ ھوا، مگر مدت معینہ کے بعد؛ اور پھر جھاگ کا نہ آنا اور تمھارے پکارنے سے متنبہ ھو جانا، مادے کی کمی کی علامتیں ھیں - شدّت میں جس قدر خفت ھو غنیمت ھے -

میرے خطوط اُردو کے اِرسال کے باب میں جو کچھ تم نے لکھا، تمھارے حسن طبع پر تم سے بعید تھا - میں سخت بےمزہ ھوا، اگر بےمزگی کے وجوہ لکھوں، تو شاید ایک تختہ کاغذ سیاہ کرنا پڑے - اب ایک بات موجز و مختصر لکھتا ھوں - سنو بھائی، اگر اون خطوط کا تم کو اِخفا منظور ھو اور شہرت تمھارے منافی طبع ھے، تو ھرگز نہ بھیجو - قصہ تمام ھوا - اور اگر اون کے تلف ھونے کا اندیشہ ھے، تو میرے دستخطی خطوط اپنے پاس رھنے دو

اور کسی متصدی سے نقل اوتروا کر، چاهو کسی کے هات، چاهو به سبیل پارسل، اِرسال کرو؛ لیکن جلد - خدا کے واسطے، کهیں غصے میں آ کر "عطاے تو به لقاے تو"، کہ کر، اصل خطوط نه بهیج دینا؛ که یه امر میرے مخالف مقصود هے -

بهلا صاحب ، ڈرتا هوں میں تم سے ؛ اودهر خط پڑها اِدهر جواب لکه کر ڈاک میں بهیجا - تمهارا خط رهنے دیا هے؛ جب آغا شمشاد علی بیگ آئیں گے، پڑه لیں گے -

[۱۸۶۳ع]

۲۸

[۸۳۸] صبح شنبه، ۳۰ مئی سنه ۱۸۶۳ع -

لا موجود اِلا اللّٰه - اوس خدا کی قسم جس کو میں نے ایسا مانا هے اور اوس کے سوا کسی کو موجود نهیں جانا هے که خطوط کے اِرسال کو مکرر نه لکهنا از راہ ملال نه تها - طالب کے ذوق کو سست پا کر میں متوقف هو گیا - متوسط ایک جلیل‌القدر آدمی؛ اور طالب کتب کا سوداگر هے، اپنا نفع نقصان سونچے گا، لاگت بچت کو جانچے گا - میں متوسط کو مهتمم سمجها تها اور یه خیال کیا تها که یه چهپوائے گا - ۳۰ رقعے ایک جگه سے لے کر اون کو بهیجے - اوس کی رسید میں تقریباً اونهوں نے طلب رقعات به تکلیف سوداگر لکهی اور اوس سوداگر کو مفقود الخبر لکها - ظاهرا کتابیں لے کر کهیں گیا هوگا؛ کتابیں لیئے گیا هوگا - یه ۲۳ لفافے اور ۳۴ خط بدستور میرے بکس میں موجود و محفوظ رهیں گے - اگر متوسط به تقاضا طلب کرے گا، اِن خطوط کی نقلیں اوس کو اور اصل تم کو بهیج دوں گا؛ ورنه تمهارے بهیجے هوئے کاغذ تم کو پهنچ جائیں گے -

میاں، اِن خطوط کے اِرسال میں تم نے مجه سے وه کیا جو میں نے تم سے دوجانے میں کیا تها - بهلا، میں تو پیر خرف* هوں اور سن خرافت کو نسیان لازم هے - تم نے کیا سمجه کے کپڑا لپیٹ کر اور مختم کر کے بهیجا ؟ خطوں پر ایک قلیل العرض کاغذ لپیٹ کر اِرسال کیا هوتا - اگر منشی بهاری لال میرا اور شهاب‌الدین کا دوست نه هوتا، تو پچاس روپئے کا مجه کو دهپا لگتا -

رسیده بود بلائے ولے بخیر گزشت -

غالب -

---

* پیر حواس باخته [غ]

۲۹

بد است مرگ ، ولے بدتر از گمان تو نیست - [۳۸۹]

مکرر لکھ چکا ہوں کہ قصیدے کا مسودہ میں نے نہیں رکھا - مکرر لکھ چکا ہوں کہ مجھے یاد نہیں کون سی رباعیاں مانگتے ہو - پھر لکھتے ہو کہ رباعیاں بھیج؛ قصیدہ بھیج - معنی اِس کے یہ کہ تو جھوٹا ھے؛ اب کے تو مقرر بھیجے گا - بھائی؛ قرآن کی قسم؛ اِنجیل کی قسم؛ توریت کی قسم؛ زبور کی قسم؛ ھنود کے چار بید کی قسم؛ دساتیر کی قسم؛ ژند کی قسم؛ پاژند کی قسم؛ اِستا کی قسم؛ گرو کے گرنتھ کی قسم؛ نہ میرے پاس وہ قصیدہ؛ نہ مجھے وہ رباعیاں یاد - "کلیات" کے باب میں جو عرض کر چکا ہوں ؛

بر همانیم که هستیم و همان خواهد بود -

جب میں دس پندرہ جلدیں منگا لوں گا ، ایک بھائی کو اور ایک تم کو ارمغاں بھیجوں گا - اور اگر بھائی کو جلدی ھے ، تو لکھنؤ میں " اودھ اخبار " کا مطبع؛ مالک اوس کا منشی نولکشور مشہور - جتنی جلدیں چاھیں ، لکھنؤ سے منگا لیں - میں بہر حال دو جلدیں؛ جس وقت موقع ہوگا ، بھیج دوں گا -

۱۱ جون سنہ ۱۸۶۳ع -

نجات کا طالب؛ غالب -

۳۰

یکشنبہ؛ ۳ محرم سنہ ۱۲۸۰؛ مطابق ۲۱ جون سنہ ۱۸۶۳ع - [۳۹۰]

میری جان؛

مرزا علی حسین خاں آئے اور مجھ سے ملے - میں نے خطوط مرسلہ تمھارے یکمشت اون کو دیے - اب تمھارے پاس بھیجنے کا اون کو اِختیار ھے ؛ رسید کا البتہ مجھے اِنتظار ھے - علی حسین خاں سے آنے کی حقیقت اور یہاں اِقامت کی مدت پوچھی گئی - جواب پایا کہ ایک مہینا دس دن کی رخصت لے کر آیا ہوں؛ بی‌بی بیمار ھے؛ اوس کا اِستعلاج منظور ھے - میری جان علی حسین خاں کے کام آئے؛ تو دریغ نہ کروں - بھلا؛ یہ مبالغہ سہی بلکہ بےشک تبلیغ و غلو ھے؛ لیکن قریب قریب اِس کے؛ یعنی جو چیز اِمکان

سے باہر نہ ہو، اوس میں قصور کیوں کر کیا جائے گا؟ بلکہ شاید تمھاری سپارش کی بھی حاجت نہ ہو - مگر سونچو کہ آئین غمخواری و اندوہ گساری کیا ہوگی[1] - میرزا بدوضع و بدروش نہیں کہ پند و بند کا محتاج ہو - کوئی اوس کا مقدمہ کسی محکمے میں دائر نہیں کہ مصلحت و مشورت کی احتیاج ہو - رہے اُمورِ خانگی، یعنی بی بی اور اوس کے آبا اور اِخوان کے معاملے، اوس میں نہ تم کو دخل، نہ مجھ کو مداخلت - تم علی حسین خاں کو اِس پیوند پر کیا کیا چھیڑتے ہو اور یہ نہیں سمجھتے کہ اوس کا دادا کتنا بڑا آدمی تھا اور اب اوس کے دادا کی اور اوس کی سسرال ایک ہے - یہ ذریعۂ فخر ہے اوس کو، اور اوس کے طفیل سے تم کو - بلکہ تھوڑی سی نازش اگر مجھ ننگِ اقربا کے حصے میں بھی آ جائے، تو کچھ بعید نہیں -

ہرچند تمھارا ہر ایک کلمہ ایک بذلہ ہے، لیکن اِس ''خسر'' و ''خسرانی'' نے مار ڈالا - کیا کہوں، جو مجھ کو مزا ملا ہے؟ کہاں ''خسر'' و ''خسران'' لغات عربی‌الاصل اور کہاں روزمرۂ مشہور کہ ''خسر'' سسرے کو کہتے ہیں! صنعت اِشتقاق و طباق کو کس سینہ زوری سے برتا ہے! اچھا میرا میاں، یہ ''خسر'' بہ معنی ''پدرزن'' کیا لفظ ہے؟ حروف بین الفارسی والعربی مشترک ہیں، لیکن اِن معنوں میں نہ فارسی ہے نہ عربی ہے - فارسی میں ''پدرزن'' بہ فکِّ اِضافت کہتے ہیں - عربی جس طرح، بہ معنیِ نقصان، لغتِ منصرف ہے، شاید ''سسرے'' کا اِسم جامد بھی ہو، یا فی الحقیقت ''سسرے'' کی تفریس و تعریب ہو - یہ پرسش نہ بہ سبیلِ اِستہزا ہے، بلکہ بہ طریقِ اِستفسار و اِستعلام ہے - جو تمھیں معلوم ہو، بلکہ اگر تم پر مجہول ہو تو معلوم کر کے، مجھے لکھ بھیجو -

یوسف علی خاں ''عزیز'' مانند اوس دہقان کے، جو دانہ ڈال کے مینھ کا منتظر ہو اور ابر آئے اور نہ برسے، مضطر و حیران ہے - علی حسین خاں آتے ہیں، علی حسین خاں آتے ہیں - آئے - وہ آئے، تو کیا لائے؟

غالب -

---

۱ - [سب نسخوں میں اِسی طرح ہے - ''آئین......ہوگا'' چاہیے - ع- ص -]

۳۱

صاحب ، [۳۹۱]

میں ازکاررفتہ و درماندہ ہوں - آج تمھارے خط کا جواب لکھتا ہوں - لفظ '' خسر '' کے باب میں اِتنی توضیح کیا ضرور تھی ؟ میرا علم لغات عربیہ کا محیط نہیں ہے؛ اور یہ بہ طریقِ حق الیقین جانتا ہوں کہ '' خسر '' لُغت فارسی نہیں؛ '' سسرے '' کی تفریس سے خسر پیدا ہوا ہو تو کیا عجب ہے - تم سے اِس کی تحقیق چاہی تھی کہ یہ لغت عربی الاصل نہ ہو؛ وہ معلوم ہوا کہ عربی نہیں؛ لغتِ ہندی ہے مفرس ؛ اور یہی تھا میرا عقیدہ -

علی حسین خاں آئے؛ دو تین بار مجھ سے مل گئے - اب نہ وہ آ سکتے ہیں؛ نہ میں جا سکتا ہوں - نصیبِ دشمناں؛ وہ لنگڑے؛ میں لولا - اون کے پانو کا حال مفصل تم کو معلوم ہوگا ؛ جونکیں لگیں؛ کیا ہوا ؛ کہاں تک نوبت پہنچی - میری حقیقت سنو - مہینا بھر سے زیادہ کا عرصہ ہوا ؛ بائیں پانو میں ورم؛ کفِ پا سے پشت پا کو گھیرتا ہوا پنڈلی تک آماس - کھڑا ہوتا ہوں تو پنڈلی کی رگیں پھٹنے لگتی ہیں - خیر؛ نہ اوٹھا؛ روٹی کھانے محل‌سرا نہ گیا؛ کھانا یہیں منگا لیا - پیشاب کو کیوں‌کر نہ اوٹھوں ؟ حاجتی رکھ لی؛ بغیر اوکڑو بیٹھے بات نہیں بنتی - پاخانے کو اگرچہ دوسرے تیسرے دن جاؤں؛ مگر جاؤں تو سہی - یہ سب موقعے خیال میں لا کر سونچ لو کہ کیا گزرتی ہوگی - آغازِ فتق مزید علیہ یا مستزاد -

پیری و صد عیب چنین گفتہ اند -

اپنا یہ مصرع بار بار چپکے چپکے پڑھتا ہوں :

اے مرگِ ناگہاں؛ تجھے کیا اِنتظار ہے ؟

مرگ اب ناگہانی کہاں رہی؟ اسباب و آثار سب فراہم ہیں- ہاے؛ اِلٰہی‌بخش خاں مغفور کا کیا مصرع ہے !

آہ؛ جی جاؤں نکل جائے؛ اگر جان کہیں !

زائدہ بےفائدہ -

جمعہ؛ ۳ جولائی سنہ ۱۸۶۳ع -

مرگ کا طالب؛ غالب -

۳۲

[۳۹۲] صبح یکشنبہ، ۲۰ ستمبر سنہ ۱۸۶۳ع -

جانا، عالیشانا،

پہلے خط، اور پھر، بہ توسط برخوردار علی حسین خاں، مجلد ''کلیات فارسی'' پہنچے - حیرت ہے کہ چار روپئے قیمت کتاب اور ''۴ آنے'' محصول ڈاک، قالب اِنطباع میں آ کر پانچ روپئے قیمت اور ''۵ آنے'' محصول قرار پاوے - خیر، جہاں سَو وہاں سوا سَے - میرا حال تمھیں اور تمھارا حال مجھے معلوم ہے -

این هم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر -

اب کے چتھے میں شاید نہ دے سکوں - نومبر سنہ حال میں ''پچاس'' تمھارے پاس پہنچ جائیں گے؛ اِن شاء اللّٰہ العلی العظیم - میں بےحیا تھا، نہ مرا؛ اچھا ہونے لگا - عوارض میں تخفیف ہے، طاقت چلی آتی ہے - مختصر مفید:

دو نامہ جز این مصرعۂ شاعر چہ نویسم:

اے واے ز محرومی دیدار، دگر ہیچ -

نجات کا طالب، غالب -

۳۳

[۳۹۳] اِقبال نشان مرزا علاءالدین خاں بہادر کو غالب گوشہ‌نشین کی دعا پہنچے -

برخوردار علی حسین خاں آیا، مجھ سے ملا - بھائی کا حال اوس کی زبانی معلوم ہوا - حق تعالیٰ اپنا فضل کرے - الولد سِرٌّ لابیہٖ، تم اِس کے مصداق کیوں بنے؟ خفقان و مراق اگرچہ تمھارا خانہ‌زاد موروثی ہے، لیکن آج تک تمھاری خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا، اب کیوں آیا؟ اگر آیا تو ہرگز اوس کو ٹھہرنے نہ دو؛ ہانک دو - خبردار، اوس کو اپنے پاس رہنے نہ دینا -

شفیقِ مکرم و لطفِ مجسم منشی نولکشور صاحب بہ سبیل ڈاک یہاں آئے؛ مجھ سے اور تمھارے چچا اور تمھارے بھائی شہاب الدین خاں سے ملے - خالق نے اون کو زہرہ کی صورت اور مشتری کی سیرت عطا کی ہے - گویا بجاے خود ''قران السعدین'' ہیں - تم سے میں نے کچھ نہ کہا تھا اور '' کلیات ''

کے دس مجلد کی قیمت ''۵۰'' مان لیے تھے - اب اون سے جو ذکر آیا' تو اونھوں نے پہلی قیمت مشتہرۂ اخبار لینی قبول کی' یعنی ''۳ روپئے ۴ آنے'' فی جلد - اِس صورت میں دس مجلد کے ''۳۲ روپئے ۸ آنے'' میں دوں اور ''۳۲ روپئے ۸ آنے'' تم دو - ہمگی ''۶۵'' مطبع ''اودھ اخبار'' میں پہنچانے چاہییں - میں دسمبر ماہ حال کی دسویں گیارھویں کو طالب ہوں گا - کہو' ''۳۲ روپئے ۸ آنے'' علی حسین خاں کو دے دوں؛ کہو' لکھنٔو بھیج دوں - اِس نگارش کا جواب جلد بھیجو - بھائی صاحب کی خدمت میں میرا سلام کہنا' اور اُستاد میر جان کے میری طرف سے قدم لینا -

نجات کا طالب' غالب -

پنجشنبہ' ۲۱ جمادی‌الثانی' سال غفر؛ مطابق ۳ دسمبر' سال: 'کیا غضب! ہے ہے' =۱۸۶۳ع - یہ گویا تاریخ وفات جناب گورنر جنرل لارڈ الگن صاحب بہادر کی ہے -

۳۴

مولانا علائی'   [۳۹۴]

واللّٰہ! علی حسین خاں کا بیان بہ مقتضاے محبت تھا - ہر بار کہتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ حق بہ جانب اون کے ہے: نہ کوئی ہم‌سخن' نہ کوئی ہم‌نفس؛ نہ سیر' نہ شکار؛ نہ مجلس' نہ دربار؛ تنہائی و بےشغلی اور بس - جی نہ کیوں‌کر گھبرائے' خفقان کیوں نہ ہوجائے؟

نہ دن یاد' نہ تاریخ؛ آج چوتھا' یا بھئی شاید بھول گیا ہوں' پانچواں دن ہے کہ منشی نول کشور بہ سواری ڈاک رہ‌گراے لکھنٔو ہوئے - کل پہنچ گئے ہوں یا آج پہنچ جائیں - آج' روزِ یکشنبہ' ۱۳ دسمبر کی ہے - ایک دن منشی صاحب میرے پاس بیٹھے تھے اور برخوردار شہاب الدین خاں بھی تھا - میں نے ''ثاقب'' کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر میں دنیادار ہوتا' تو اِس کو نوکری کہتا - مگر چونکہ فقیرِ تکیہ‌دار ہوں' تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ تین جگہ کا روزینہ‌دار ہوں - ساڑھے باسٹھ روپئے یعنی ''۷۵۰'' سال سرکار انگریزی سے پاتا ہوں اور بارہ سو سال رامپور سے اور چوبیس روپیہ سال اِن مہاراج سے - توضیح یہ کہ دو برس سے ہر مہینے میں چار بار اخبار

مجھ کو بھیجتے ہیں، قیمت نہیں لیتے - مگر ہاں، اڑتالیس ٹکٹ میں مطبع میں پہنچا دیا کرتا ہوں - "۳۲ روپئے ۸ آنے" جو میں نے پوچھے تھے کہ علی حسین خاں کے حوالے کروں، مقصود اِس سے یہ تھا کہ اِرسال بہ سبیل ھنڈوی دشوار ہے - خیر، اب جس طرح ہوگا، حصار پر ھنڈوی لکھوا کر تم کو بھیج دوں گا - تم حصار پہنچ کر روپیہ منگوا لیجیو - خدا چاہے، تو دسمبر میں روپیہ تمہارے پاس پہنچ جائے - اُستاد میر جان صاحب کو قدمبوس کہہ کر مجھ کو فرعون بننا پڑا - دوہائی خدا کی، اب ایسا نہ کروں گا - میرا سلام، بلکہ دعا اون کو کہہ دینا - پرسوں مولوی صدر الدین خاں صاحب کو فالج ہوگیا - سیدھا ہات رہ گیا ہے - زبان موتی ہوگئی ہے، بات مشکل سے کرتے ہیں اور کم سمجھ میں آتی ہے - میں اپاہج ہوں، جا نہیں سکا - جو اون کو دیکھ آتا ہے اوس سے اون کا حال پوچھا جاتا ہے - دن تاریخ صدر میں لکھ آیا ہوں - کاتب کا نام، غالب ہے کہ دستخط سے پہچان جاؤ -
[۱۸۶۳ع]

۳۵

[۳۹۵] یکم جنوری سنہ ۱۸۶۴ع -
علائی مولائی کو غالب طالب کی دعا -

بیچارے مرزا کا معاملہ علی حسین خاں کی معرفت طے ہوگیا - یہاں پندرہ کا سوال وھاں دس میں سے تین کم کرنے کا خیال - متوسط دوسرا، جو علی حسین خاں بہادر کے بعد درمیان آئے، وہ کیا کرے اور کیا کہے؟ مرزا قانع و متوکل ہیں؛ نہ پندرہ مانگتے ہیں نہ دس؛ اللّٰہ بس، ما سوا ہوس -

جناب ترولین صاحب، بھائی کے دوستِ دلی، دلّی آئے - "لارڈ صاحب" کہلاتے ہیں؛ سنتا ہوں کہ کل اکبرآباد جاتے ہیں -

بھائی علی بخش خاں مدت سے بیمار تھے رات کو بارہ پر دو بجے مرگئے- اِنا للّٰہ واِنا اِلیہ راجعون - تمہارے عم نامدار آج دن کو بارہ بجے "سلطان جی" گئے ہیں، میں نہ جا سکا - تجہیز و تکفین اون کی طرف سے عمل میں آئے گی-

بارہ پر تین بجے یہ خط میں نے تمہیں لکھا ہے - کل، شنبہ، ۲ جنوری،

صبح کو ڈاک گھر بھیج دوں گا - مشفقی شفیقی میر جان صاحب کو سلام مع الاکرام -

نجات کا طالب، غالب -

۳۶

چہار شنبہ، ۱۸ مئی سنہ ۱۸۶۴ع، بقولِ عوام 'باسی عید کا دن' ؛ صبح کا وقت- [۳۹۶]
میری جان،

غالبِ کثیر المطالب کی کہانی سن - میں اگلے زمانے کا آدمی ہوں - جہاں ایک امر کی اِبتدا دیکھی، یہ جان لیا کہ اب یہ امر مطابق اِس بدایت کے نہایت پزیر ہوگا - یہاں اِختلافِ طبائع کا وہ حال کہ آغاز مغشوش، انجام مخدوش - مبتدا خبر سے بیگانہ، شرط جزا سے محروم - سنا، اور متواتر سنا کہ قصّہ طے ہوگیا؛ اب علاءالدین خاں مع قبائل آئیں گے - دل خوش ہوا کہ اپنے محبوب کی شکل مع اوس کے نتائج کے دیکھوں گا - پرسوں آخرِ روز بھائی پاس گیا - اثنائے اِختلاط و اِنبساط میں میں نے پوچھا کہ کہو بھئی، علاءالدین خاں کب آئیں گے ؟ جواب کچھ نہیں - 'اجی !' وہ قصّہ تو طے ہو گیا ؟' 'ہاں' وہ تو روپیہ میں نے دے بھی دیا' - میں نے کہا : 'تو اب چاہیے کہ وہ آئیں' - فرمایا کہ 'شاید ابھی نہ آئے' -

معلوم ہوا کہ خیر، تھیلا باجا -

ناچار اِرادہ کیا کہ جو کچھ کہنا تھا اب وہ لکھ کر بھیجوں - پرسوں تو شام ہوگئی تھی، کل بغل‌گیر ہونے والوں نے دم نہ لینے دیا - اوس پر طُرّہ یہ کہ "ثاقب" نے کہا کہ بھائی تم سے شاکی ہیں- اب ضرور آ پڑا کہ گزارش مدعا سے پہلے تمھارے رفع ملال میں کلام کروں -

بھائی، تم میرے فرزند بلکہ بہ از فرزند ہو - اگر میرا صلبی بیٹا اِس دید و دانست و تحریر و تقریر کا ہوتا، تو میں اوس کو اپنا یارِ وفادار اور ذریعۂ اِفتخار جانتا - میرے خطوط کے نہ پہنچنے کا گلہ غلط؛ تمھارا کون سا خط آیا کہ اوس کا جواب یہاں سے نہ لکھا گیا - میرے پاس جو مقاصد ضروری فراہم تھے، وہ میں نے اِس نظر سے نہ لکھے کہ اب تم آتے ہو، زبانی گفت و شنید ہو جائے گی-

۱ - سب نسخے : "ایے" ، جو صحیح نہیں ہوسکتا -

''قاطع برہان'' نے چلتی گاڑی میں روڑا اٹکا دیا' تب مجھے توطئہ و تمہید میں ایک ورق لکھنا پڑا - ورنہ آغاز نگارش یہاں سے ہوتا :

یا اسد اللہ الغالب !

با من از جہل معارض شدہ نامنفعلے

کہ گرش ہجو کنم این بودش مدح عظیم-

یہ رسالہ موسوم بہ ''محرقِ قاطع برہان'' جو ''قاطع'' نے تم کو بھیجا ہے' میرے کہنے سے بھیجا ہے' اور اِس اِرسال سے میرا مدعا یہ ہے کہ اِس کے معائنے کے وقت اِس کتاب کی بے ربطی عبارت پر اور میری اپنی قرابت اور نسبت‌ہاے عدیدہ پر نظر نہ کرو - بیگانہ‌وار دیکھو اور از روے اِنصاف حکم بدو ' بے حیف و میل - اوس نے جو مجھے گالیاں دی ہیں' اوس پر غصہ نہ کرو - غلطیاں عبارت کی' شدتِ اِطناب ممل کی صورت' سوال دیگر جواب دیگر' اِن باتوں کو مطمح نظر کرو - بلکہ اگر فرصت مساعدت کرے تو اون مراتب کو الگ ایک کاغذ پر لکھو اور بعد اِتمام میرے پاس بھیج دو - میرا ایک دوست روحانی کہ وہ من جملۂ رجال الغیب ہے' اِن ہفوات کا خاکا اوڑا رہا ہے - ''مہر درخشاں'' نے اوس کو مدد دی ہے - تم بھی' بھائی' مدد دو -

اور وہ امر مبہم کہ جو تمہارے والد کی تقریر سے دل‌نشین نہیں ہوا ' یعنی قصہ چک جانا اور دلی آنا؛ اوس کا ماجرا مفصل و مشرح لکھ -

دن' تاریخ' اپنا نام' آغاز کتابت میں لکھ آیا ہوں - اب اِرسال جواب کی تاکید کے سوا اور کیا لکھوں ؟ فقط -

۳۷

[۳۹۷] دوشنبہ' ۲۳ ذی‌الحجہ سنہ ۱۲۸۰ھ -

اے میری جان '

''مثنوی ابر گہربار'' کون سی فکر تازہ تھی' کہ میں تجھ کو بھیجتا ؟ ''کلیات'' میں موجود ہے - معہذا شہاب الدین خاں نے بھیج دی' میں مکرر کیا بھیجتا ؟

''تپ محرق''۱ کے دیکھنے سے اِنکار کیوں کرتے ہو؟ اگر منافیِ طبع

۱- [''تپ محرق'' سے مراد ہے : ''محرق قاطع برہان''- م - ص -]

تحریر کو، بہ سببِ اِنزجار، نہ دیکھا کرتے ؛ تو فریقین کی کتب مبسوطہ کہاں سے موجود ہوتیں ؟ ''افسوس'' کو میں نے عربی جانا ؛ عربی نہیں ہے - اب مانا؛ یہ ایک سہوِ طبیعت تھا - میرا اِعتراض تو خلطِ مبحث پر ہے: ''افسوس'' و ''فسوس'' ایک کیوں ہوجائے ؟

یہاں کے اطوار مجھ سے باوجودِ قرب مخفی اور تم پر با ایں ہمہ بُعد آشکار - دورانِ باخبر در حضور، و نزدیکان بےبصر دور - روپیہ آگیا ، دل سے نکلا ، مخزن سے نکلا ، ھات سے نہیں نکلا - جب ھات سے نکل جائے گا اور جنس مول لی جائےگی اور یہ گند کٹ جائے گا ، تب ترساں ترساں پیشگاہ نادری میں تمھارے یہاں آنے کے باب میں کچھ عرض کیا جائےگا - میں اِن دنوں مردود بھی ہوں - والسلام -

صبحدم با ابو البشر گفتم : ''پارۂ زر بدہ ، کہ زر داری -
حیف باشد کہ از چو من پسرے خاک رنگین عزیز تر داری -''
گفت: ''حیف است از تو خواھش زر، کہ تو گنجینۂ گہر داری؛
گنجدان سخن حوالۂ تست خود بہ بین تاچہ، اے پسر، داری
پیش من زر کجاست جانِ پدر ؟ ببری ھر چہ در نظر داری-''
گفتم : ''اینک بہ بند پیمانے زر بہ من می دھی، اگر داری؛
سرِ زنبیلِ آن عَمَر عیّار، گر ز عیّاریش خبر داری،
بکشا زود و زر بریز و بگوے کہ ھمیں مدعا مگر داری-''
گفت : ''بابا فسانۂ بودہ ست ؛ چہ فرو ریزم و چہ برداری؟ ''

[۳۰ مئی ۱۸۶۴ع] -

۳۸

شنبہ ، ۹ جولائی سنہ ۱۸۶۴ع - [۳۹۸]

علائی مولائی، غالب کو اپنا دعاگو اور خیرخواہ تصور کریں - مادہ ھاے تاریخ کو نہ آپ قالبِ نظم میں لائیں اور نہ اور کو اِس امر مُنکَر کی تکلیف دیں - بھائی سمجھو ؛ ''یزید '' پر لعن من جملۂ عبادت سہی، لیکن تقریباً کہہ دیتے ھیں کہ ''بر یزید لعنت'' - کسی مومن نے اوس کی ھجو میں قصیدہ نہیں لکھا - اِبداع مادہ ھاے تاریخ تمھارے حسنات میں لکھا گیا -

مُثاب تم ہو چکے' اجر پاؤگے اِن شاء اللہ - اب اپنے کو بدنام اور کسی کو ملول اور عداوت کو ظاہر اور اگر ظاہر ہو' تو محکم نہ کرو - علی بخش خاں مرحوم مجھ سے چار برس چھوٹا تھا - میں سنہ ۱۲۱۲ع میں پیدا ہوا ہوں - اب کے رجب کے مہینے سے اونہتروان برس شروع ہوا ہے - اوس نے ۶۶ برس کی عمر پائی - نئی تقریر و تحریر کا آدمی تھا - اکبرآباد میں میور صاحب سے ملے - اثنائے مکالمت میں کہنے لگے کہ میں چچا جان کے ساتھ جرنیل لارڈ لیک صاحب کے لشکر میں موجود تھا اور ہولکر سے جو محاربات ہوئے ہیں' اوس میں شامل رہا ہوں - بےادبی ہوتی ہے؛ ورنہ اگر قبا و پیرہن اوتار کر دکھلاؤں' تو سارا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہے' جا بجا تلوار اور برچھی کے زخم ہیں - وہ ایک بیدارمغز اور دیدہور آدمی' اون کو دیکھ دیکھ کر کہنے لگا کہ نواب صاحب ہم ایسا جانتے ہیں کہ تم جرنیل صاحب کے وقت میں چار پانچ برس کے ہوگے - یہ سن کر آپ نے کہا کہ درست' بجا اِرشاد ہوتا ہے - خدایش بیامرزاد و بدین دروغہاے بےنمک مگیراد -

غالب -

۳۹

[۳۹۹] اجی مولانا علائی'

نواب صاحب دو مہینے تک اِجازت دے چکے' اور یہ میں خبرتراشی نہیں کرتا' مرزا علی محمد بیگ کی زبانی ہے کہ نواب ' علاءالدین خاں سے کہہ چکے ہیں کہ قصہ مت گیا ہے؛ اب تم شوق سے دلی جاؤ - دو ہفتے سے لے کر دو مہینے تک کی تم کو رخصت ہے - پھر تم کیوں نہ آئے ؟ خدا نے دعا' خداوند نے اِستدعا قبول کی - تمہاری طرف سے سست قدمی اور دل‌سردی کی کیا وجہ ؟ اگر حاکی کی حکایت جھوٹ ہے' تو تم سچ لکھو کہ ماجرا کیا ہے - مرزا یوسف علی خاں '' عزیز '' تمہارے بلائے ہوئے اور مہدی حسین بھائی صاحب کے مطلوب ' مرزا عبدالقادر بیگ کے قبائل کے ساتھ کل روانۂ لوہارو ہوئے ہیں -

شنبہ ' ۱۷ ستمبر سنہ ۱۸۶۴ع -

نجات کا طالب' غالب -

۴۰

مرزا علائی مولائی، [۴۰۰]

نہ لاہور سے خط لکھا، نہ لوہارو سے - بہ قدر مادۂ حمق محو اِنتظار، بلکہ امیدوار رہا - اب جو کسی طرح کی توقع نہ رہی، تو شکوہ طرازی کا موقع ہات آیا - اگرچہ جانتا ہوں کہ ایک شکوے کے دفع میں ''طوطی نامہ'' برابر ایک رسالہ لکھو گے اور ہزار وجہیں موجہ بیان کرو گے - میں اِس تصور کا مزا اُوتھا رہا ہوں کہ دیکھوں کیا لکھتے ہو - دادی صاحبہ سے لکھوانا، پھوپی صاحبہ سے لکھوانا، غالب سے لکھوانا؛ بعدِ حصولِ اِجازت نہ آنا - اِس کے بھی کچھ معنی ہیں یا نہیں؟ اچھا میرا میاں، کچھ اِس باب میں لکھ - چپڑی اور دو دو، ایک مندیل اور ایک سیلا، یا کوئی اور چیز مبارک؟

بچّوں کو میری دعا کہنا اور اون کی خیروعافیت لکھنا - اُستاد میر جان صاحب کو سلام - مزا تو جب ملے گا کہ تم دلّی آؤ اور اپنی زبان سے لاہور کے ہنگامۂ انجمن کا حال بیان کرو -

چہارشنبہ، ۲ نومبر سنہ ۱۸۶۴ع -

نجات کا طالب، غالب -

۴۱

جمعہ، نہم رجب و دسمبر - [۴۰۱]

میری جان،

تمہارا خط بھی آیا اور علی حسین خان نجم‌الدین بھی تشریف لایا - اگر سر نوشتِ آسمانی میں بھی اواخرِ رجب یا اوائلِ شعبان میں ہمارا تمہارا مل بیٹھنا مندرج ہے، تو زبانی کہہ سن لیں گے - قلم کو اِن اسرار کی محرمیت نہیں ہے - جو شخص اپنے ملک و مال و جان و تن و ننگ و نام کے اُمور میں آشفتہ و سرگرداں، بلکہ عاجز و حیران ہو، دوسرے کو اوس سے کیا گلہ؟ ہاے نظیری:

'' با ما جفا و ناخوشی، با خود غرور و سرکشی
از ما نۂ، از خود نۂ، آخر از آنِ کیستی؟ ''

محلِ عقل و ہوش دماغ، سو تباہ؛ افیون کا مخمر ہو جانا علاوہ - اللّٰہ جو چاہے سو کرے - ایسا پیارا باغ و بہار بھائی یوں بگڑ جائے!
[۱۲۸۱ھ، م ۱۸۶۴ع]

نجات کا طالب، غالب -

۴۲

[۴۰۲] لو صاحب، وہ مرزا رجب بیگ مرے، اون کی تعزیت آپ نے نہ کی - شعبان بیگ پیدا ہو گئے- کل اون کی چھٹّی ہو گئی، آپ شریک نہ ہوئے -

اے وائے ز محرومی دیدار، دگر ہیچ!

میاں، خدا جانے کس طرح یہ چار سطریں تجھ کو لکھی ہیں - شہاب‌الدین خاں کی بیماری نے میری زیست کا مزا کھو دیا - میں کہتا ہوں کہ اِس کے عوض، میں مر جاؤں - اللّٰہ اِس کو جیتا رکھے، اِس کا داغ مجھ کو نہ دکھائے - یارب، اِس کو صحت [دے]؛ یارب، اِس کی عمر بڑھا دے - تین بچے؛ ایک اب پیدا ہونے والا ہے - یارب، اِس کو اِس کی اولاد کے سر پر سلامت رکھ -
[۹ جنوری ۱۸۶۵ع]

نجات کا طالب، غالب -

۴۳

[۴۰۳] میری جان،

ناسازیِ روزگار و بے ربطی اطوار، و بہ طریقِ داغ بالاے داغ، آرزوے دیدار - وہ دو آتشِ شرارہ‌بار اور یہ ایک دریاے ناپیداکنار - و قنا ربنا عذاب النار - خدا نے بھائی ضیاءالدین خاں کے بڑھاپے پہ اور میری بیکسی پر رحم فرمایا - میرا شہاب‌الدین خاں بچ گیا - امراضِ مختلفہ میں گھر گیا تھا: بواسیر خونی، زحیر، تپ، صُداع؛ بارے، اب مِن کلّ الوجوہ صحت حاصل ہے - ضعف جاتے ہی جائے گا - آگے کون سے قوی تھے کہ اب اون کو ضعیف کہا جائے؟ ایک بڈھا کسی گلی میں جاتے جاتے ٹھوکر کھا کر گر پڑا - کہنے لگا: ہاے، بڑھاپا! اِدھر اودھر دیکھا - جب جانا کہ کوئی نہیں ہے، کہتا ہوا بڑھا کہ جوانی میں کیا پتھر پڑتے تھے - والسلام -
[جنوری ۱۸۶۵ع] -

غالبِ مستہام -

۴۴

صبحِ دوشنبہ، شانزدہم از مہِ صیام[۱] -　　[۴۰۴]

میری جان،

نئے مہمان کا قدم تم پر مبارک ہو - اللّٰہ تعالیٰ تمھاری اور اوس کی اور اوس کے بھائیوں کی عمر و دولت میں برکت دے - تمھاری طرزِ تحریر سے صاف نہیں معلوم ہوتا کہ سعید ہے یا سعیدہ ہے - ''ثاقب'' اوس کو عزیز اور ''غالب'' عزیزہ جانتا ہے - واضح لکھو، تا اِحتمال رفع ہو - خط ''ثاقب'' کے نام کا! توبہ توبہ، خط کاہےکو، ایک تختہ کاغذ کا - میں نے سراسر پڑھا، لطیفہ و بذلہ و شوخی و شوخ‌چشمی کا بیان جب کرتا کہ فحوائے عبارت سے جگر خون نہ ہو جاتا - بھائی کا غم جدا! ایسا سخن‌گذار، ایسا زبان‌آور، ایسا عیّارِ طرار، یوں عاجز و درماندہ و ازکاررفتہ ہوجائے! تمھارا غم جدا، ساغرِ اول و دُرد! کیا دل لےکر آئے، کیا زبان لےکر آئے، کیا علم لےکر آئے، کیا عقل لےکر آئے! اور پھر کسی روش کو برت نہ سکے، کسی شیوے کی داد نہ پائی - گویا ''نظیری'' تمھاری زبان سے کہتا ہے :

''جوہرِ بینشِ من در تہِ زنگار بماند
آنکہ آئینۂ من ساخت نہ پرداخت، دریغ!''

بھائی، اِس معرض میں میں بھی تیرا ہم‌طالع اور ہم‌درد ہوں - اگرچہ یک‌فنہ ہوں، مگر مجھے اپنے ایمان کی قسم، میں نے اپنی نظم و نثر کی داد بہ اندازۂ بایست پائی نہیں- آپ ہی کہا، آپ ہی سمجھا - قلندری و آزادگی و ایثار و کرم کے جو دراعی میرے خالق نے مجھ میں بھر دیے ہیں، بہ قدرِ ہزار ایک، ظہور میں نہ آئے؛ نہ وہ طاقتِ جسمانی کہ ایک لاٹھی ہات میں لوں اور اوس میں شطرنجی اور ایک ٹین کا لوٹا مع سوت کی رسّی کے لٹکا لوں اور پیادہ‌پا چل دوں: کبھی شیراز جا نکلا، کبھی مصر میں جا ٹھہرا، کبھی نجف جا پہنچا - نہ وہ دستگاہ کہ ایک عالم کا میزبان بن جاؤں - اگر تمام عالم میں نہ ہوسکے، نہ سہی؛ جس شہر میں رہوں اوس شہر میں تو بھوکا ننگا نظر نہ آؤں [۲]:

۱ - ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۳ فروری، ۱۸۶۵ء -　　۲- سب نسخے : ''آئے'' -

نہ بستاں‌سرائے، نہ میخانۂ، نہ دستاں‌سرائے، نہ جانانۂ،
نہ رقصِ پری‌پیکراں بر بساط، نہ غوغاے رامشگراں در رباط؛

خدا کا مقہور، خلق کا مردود، بوڑھا، ناتواں، بیمار، فقیر، نکبت میں گرفتار۔ تمھارے حال میں غور کی اور چاہا کہ اِس کا نظیر بہم پہنچاؤں۔ واقعۂ کربلا سے نسبت نہیں دے سکتا؛ لیکن، واللّٰہ، تمھارا حال اوس ریگستان میں بعینہ ایسا ہے جیسا مسلم اِبن عقیل کا حال کوفے میں تھا۔ تمھارا خالق تمھاری اور تمھارے بچوں کی جان و آبرو کا نگہبان۔ میرے اور معاملاتِ کلام و کمال سے قطع نظر کرو؛ وہ جو کسی کو بھیک مانگتے نہ دیکھ سکے اور خود در بدر بھیک مانگے، وہ میں ہوں۔

۳۵

[۴۰۵] پنجشنبہ، ۲۶ رمضان[۱]

صاحب،

کل تمھارا خط پہنچا۔ آج اوس کا جواب لکھ کر روانا کرتا ہوں۔ رجب بیگ، شعبان بیگ، رمضان بیگ؛ یہ نامور مہینے ہیں، سو خالی گئے۔ شوال بیگ آدمی کا نام نہیں سنا؛ ہاں، عیدی بیگ ہو سکتا ہے۔ پس جب عید ہے اور روز سعید ہے تو کیا بعید ہے کہ بخلافِ شہورِ ثلٰثۂ ماضیہ اِس مہینے میں تم آ سکو؟ ہے ہے، میں تو کہتا ہوں، نہ آ سکو۔ اِس ماہ مبارک میں اِمضاے حکمِ سرکار کا وہ ہنگامہ گرم ہو کہ پارسیوں کی عید ''کوسہ برنشین'' کا گمان گزرے۔ دور کیوں جاؤ؟ ہولی کی ڈھلینڈی کا سماں لوہارو میں بندھ جائے۔ ایک خرسوار کی سواری بڑی دھوم سے نکلے۔ حُسنِ اِتفاق یہ کہ یہ وہی موسم ہے، ہولی اور عیدِ ''کو سہ برنشین'' کا زمانہ باہم ہے۔ حُوت کے آفتاب میں یہ دونوں تہوار ہوتے ہیں۔ کل آفتاب حُوت میں آیا ہے، ''کوسہ برنشین'' اور ہولی کا مژدہ لایا ہے۔ خیر، میں چند روز اور ستم‌کشِ فراق اور تیرے دیدار کا مشتاق رہوں۔ تو ''کوسہ برنشین'' اور ہولی کی رنگ رلیاں منا لے اور خرسوار کو بہ ضربِ تازیانہ دوڑا لے۔

علاءالدین خاں، واللّٰہ تو میرا فرزندِ روحانیِ معنوی ہے؛ فرق اِسی قدر ہے

۱- ۱۲۸۱ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۸۶۵ء۔

کہ میں جاہل ہوں اور تو مولوی ہے - ارے ظالم! اِس ''کوسہ برنشین'' کی داد دے - عقل کرامت ہے' اِلہام ہے' لطفِ طبع ہے' کیا ہے؟ یہ اِسم کس قدر مناسبِ مقام ہے!

صبیہ کا مقدم تم پر مبارک ہو- ''ثاقب'' مجھ سے لڑتا تھا کہ بھتیجا ہے- میں کہتا تھا کہ پوتی ہے - بارے' میں جیتا اور ''ثاقب'' ہارا- عریضۂ جداگانہ اُستاد میر جان صاحب کے نام پہنچتا ہے -

۴۶

[۴۰۹] یکشنبہ' یکم اکتوبر سنہ ۱۸۶۵ع -

شکرِ ایزد کہ ترا با پدرت صلح فتاد حوریان رقص‌کنان ساغرِ شکرانہ زدند
قدسیان بہرِ دعاے تو و والا پدرت قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

میاں'

تم جانتے ہو کہ میں عازمِ رامپور تھا - اسباب مساعد ہوگئے - بہ شرطِ حیات جمعے کو روانا ہوں گا - لڑکے بالوں کی خیر و عافیت علی حسین خاں کی تحریر سے معلوم ہوتی رہتی ہے - میرا لکھنا زائد ہے - ایک بار میں صاحب کمشنر کی عیادت کو گیا تھا - فرخ مرزا بھی میرے ساتھ گیا تھا - مزاج کی خبر پوچھ آیا - بھائی صاحب کو میرا سلام کہنا -

راقم: غالب علی شاہ -

۴۷

[۴۰۷] جانا' عالیشانا'

خط پہنچا؛ حظ اوٹھا- تمھاری آشفتہ‌حالی میں میں ہرگز شک نہیں: تم کہیں' قبائل کہیں' والیِ شہر ناسازگار' انجام‌کار ناپدیدار' ایک دل اور سو آزار؛ اللہ تمھارا یاور' علی تمھارا مددگار - میں پا در رکاب' بلکہ نعل در آتش - کب جاؤں اور ''فرخ سیر'' کو دیکھوں! ایک خط میں نے علی حسین خاں کو لکھا - وہاں سے اوس کا جواب آ گیا - روھیلا پھوڑے پھنسی میں مبتلا ہے' خدا اوس کو صحت دے - شمشاد علی بیگ کہاں آ'ور پہنچا اور اِس طرح گیا کہ شہاب‌الدین خاں سے بھی مل کر نہ گیا - خیر'

رموزِ مصلحت خویش خسروان دانند -

یہاں جشن کے وہ سامان ہو رہے ہیں کہ جمشید اگر دیکھتا تو حیران رہ جاتا - شہر سے دو کوس پر آفاپور نامی ایک بستی ہے - آٹھ دس دن سے وہاں خیام برپا تھے - پرسوں صاحب کمشنر بہادر بریلی مع چند صاحبوں اور میموں کے آئے اور خیموں میں اوترے - کچھ کم سو صاحب اور میم جمع ہوئے' سب سرکارِ رامپور کے مہمان - کل' سہ‌شنبہ ۵ دسمبر' حضورِ پرنور بڑے تجمل سے آفاپور تشریف لے گئے - بارہ پر دو بجے گئے اور شام کو پانچ بجے خلعت پہن کر آئے - وزیر علی خاں خانساماں خواصی میں سے روپئے پھینکتا ہوا آتا تھا - دو کوس کے عرصے میں دو ہزار روپئے سے کم نہ نثار ہوا ہوگا - آج صاحبان عالی‌شان کی دعوت ہے - تیّن' شام کا کھانا' یہیں کھائیں گے - روشنی' آتشبازی کی وہ اِفراط کہ رات' دن کا سامنا کرے گی - طوائف کا وہ ہجوم' حکام کا وہ مجمع کہ اِس مجلس کو طوائف الملوک کہا چاہیے - کوئی کہتا ہے کہ صاحب کمشنر بہادر مع صاحبانِ عالی‌شان کے کل جائیں گے' کوئی کہتا ہے پرسوں - رئیس کی تصویر کھینچتا ہوں : قد' رنگ' شکل' شمائل' بعینہ بھائی ضیاءالدین خاں - عمر کا فرق' اور کچھ کچھ چہرہ اور لحیہ متفاوت - حلیم و خلیق' باذل' کریم' متواضع' متشرع' متورع' شعر فہم' سینکڑوں شعر یاد - نظم کی طرف توجہ نہیں - نثر لکھتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں - جلالاے طباطبائی کی طرز برتتے ہیں - شگفتہ جبیں ایسے کہ اون کے دیکھنے سے غم کوسوں بھاگ جائے - فصیح بیان ایسے کہ اون کی تقریر سن کر ایک اور نئی روح قالب میں آئے - اللہم دام اِقبالہ و زاد اِجلالہ - بعدِ اِختتام محافل طالب رخصت ہوں گا - بعدِ حصولِ رخصت دلّی جاؤں گا -

بھائی صاحب کی خدمت میں بہ شرطِ رسائی و تاب گویائی سلام کہنا اور بچوں کی خیر و عافیت ' جو تم کو معلوم ہوئی ہے' وہ مجھ کو لکھنا - ۶ دسمبر سنہ ۱۸۶۵ع کی' بدھ کا دن' صبح کے آٹھ بجا چاہتے ہیں -

کاتب کا نام غالب ہے کہ تم جانتے ہوگے -

۴۸

جمعہ، ۲۲ دسمبر سنہ ۱۸۶۵ع، بارہ پر دو بجے تین کا عمل * [۴۰۸]

مرزا،

روبرو بہ از پہلو؛ آؤ، میرے سامنے بیٹھو - آج صبح کے سات بجے باقر علی خاں اور حسین علی خاں ۱۴ مرغ، ۶ بڑے اور ۸ چھوٹے، [لے]کے دلّی کو روانا ہوئے - دو آدمی میرے اون کے ساتھ گئے - کلو اور لڑکا، نیاز علی، یعنی ڈیڑھ آدمی میرے پاس ہیں - نواب صاحب نے وقت رخصت ایک ایک دوشالا مرحمت کیا - مرزا نعیم بیگ ابن مرزا کریم بیگ دو ہفتے سے یہاں وارد اور اپنی بہن کے یہاں ساکن ہیں - کہتے ہیں کہ تیرے ساتھ دلّی چلوں گا اور وہاں سے لوہارو جاؤں گا - میرے چلنے کا حال یہ ہے کہ اِن شاء اللّٰہ تعالیٰ اِسی ہفتے میں چلوں گا -

آپ چال چوکے، اُردو لکھتے لکھتے جو خط کہ مشتمل ایک مطلب پر تھا، اوس کو تم نے فارسی میں لکھا، اور فارسی بھی متصدیانہ نہیں[1] کہ امیر کو اور اپنے بزرگ کو کبھی بہ صیغۂ مفرد نہ لکھیں - یہ وہی چھوٹی "ہے" بڑی "ے" کا قصہ ہے - خیر، خط نہ دکھاؤں گا، ما کُتِب فیہ کہہ کر کام نکال لوں گا - میں نے تو چلتے وقت "فرخ سیر" کے اتالیق کی زبانی بھائی کو کہلا بھیجا تھا کہ تم اگر کوئی اپنا مدعا کہو تو میں اوس کی درستی کرتا لاؤں - جواب آیا کہ اور کچھ مدعا نہیں؛ صرف مکان کا مقدمہ ہے، سو اوس مقدمے میں میرا اور میرے شرکا کا وکیل وہاں موجود ہے - اگر وہ اِس امر کا ذکر کرتے، تو میں اون سے اون کے خالو علی اصغر خاں کے نام عرضی یا خط لکھواتا لاتا - بہر حال، اب بھی قاصر نہ رہوں گا -

تاریخ اوپر لکھ آیا - نام اپنا بدل کر "مغلوب" رکھ لیا ہے -

۴۹

صاحب، [۴۰۹]

تمہارا خط پہنچا - مطالب دل نشین ہوئے - غوغاے خلق سے مجھ کو غرض نہیں - کیا اچھی رباعی ہے کسی کی:

---

* سب نسخوں میں یہ سطر خط ۴۹ کے خاتمے پر لکھی گئی ہے، جو ظاہرا کتابت کا سہو ہے -

۱ - [معلوم ایسا ہوتا ہے کہ "نہیں" یہاں زائد لکھا گیا ہے - اِسے حذف کرنا بہتر ہوگا - م- ص-]

مومن بخیالِ خویش مستم داند، کافر بگمان خدا پرستم داند -
مُردم ز غلط فہمیِ مردم، مُردم : اے کاش کسے، ہر آنچہ ہستم، داند-
بھائیوں سے پھر نہیں ملا - بازار میں نکلتے ہوئے ڈر لگتا ہے - جواہر، خبردار، میرا سلام اخوین کو اور اون کا سلام مجھ کو پہنچا دیتا ہے - اِسی کو غنیمت جانتا ہوں ؛

تاب لائے ہی بنے گی " غالب " واقعہ سخت ہے اور جان عزیز -

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان، لیکن پھر بھی کم نکلے -

یہ مقطع اور مطلع مندرجۂ " دیوان " ہے - مگر اِس وقت یہ دونوں شعر حسبِ حال نظر آئے، اِس واسطے لکھ دیے گئے - تم نے اشعار جدید مانگے - خاطر تمھاری عزیز؛ ایک مطلع، صرف دو مصرعے آگے کے کہے ہوئے، یاد آ گئے کہ وہ داخل " دیوان " بھی نہیں - اون پر فکر کر کے، ایک مطلع اور پانچ شعر لکھ کر، سات بیت کی ایک غزل تم کو بھیجتا ہوں - بھائی، کیا کہوں کہ کس مصیبت سے یہ چھ بیتیں ہات آئی ہیں اور وہ بھی بلندرتبہ نہیں :

بہت سہی غم گیتی، شراب کم کیا ہے ؟
غلامِ ساقیِ کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے ؟

مطلع ثانی :

رقیب پر ہے اگر لطف، تو ستم کیا ہے ؟
تمھاری طرز و روش جانتے ہیں ہم کیا ہے ؟
کٹے تو شب کہیں، کاٹے تو سانپ کہلائے ؛
کوئی بتاؤ کہ وہ زلف خم بخم کیا ہے ؟
لکھا کرے کوئی احکام طالع مولود ؛
کسے خبر کہ وہاں جنبشِ قلم کیا ہے ؟
نہ حشر و نشر کا قائل، نہ کیش و ملت کا ؛
خدا کے واسطے، ایسے کی پھر قسم کیا ہے ؟
وہ داد و دید گراں‌مایہ شرط ہے ہمدم،
و گرنہ مہر سلیمان و جام جم کیا ہے ؟

سخن میں خامۂ ''غالب'' کی آتش‌افشانی
یقیں ھے ھم کو بھی، لیکن اب اوس میں دم کیا ھے؟

لو صاحب، تمھارا فرمانِ قضاتوامان بجا لایا - مگر اِس غزل کا مسودہ میرے پاس نہیں ھے - اگر بہ اِحتیاط رکھو گے اور اُردو کے دیوان کے حاشیے پر چڑھا دو گے، تو اچھا کرو گے - عمر فراواں و دولت فزوں باد - فقط -

۵۰

جانا جانا، [۳۱۰]

ایک خط میرا، تمھارے دو خطوں کے جواب میں، تم کو پہنچا ھوگا - آج میں علی اصغر خاں بہادر کے گھر گیا - اون سے میں نے تذکرہ کیا - فرمایا کہ ''فرخ سیر'' کی ماں کو لکھ بھیجو کہ سال بھر کی تنخواہ کی رسید بھیج دیں؛ یہاں سے روپیہ بھیج دیا جائے گا - آج منگل ھے، ۷ شعبان کی اور ۲۶ دسمبر کی - دونوں بھتیجے تمھارے جمعے کے دن، ۲۲ دسمبر کو، روانۂ دھلی ھوئے - میں پرسوں، یوم الخمیس کو، مرحلہ‌پیما ھوں گا -

اولِ ما آخرِ ہر منتہی؛ در اِکرام و عزت
آخرِ ما جیبِ تمنا تہی؛ از مال و دولت

تو ''کمان کروھہ'' کہا کر، فارسی بھگارا کر -۱ مجھ سے ھندی کی چندی سن: ایک غلیل حضور نے دیلی کی ھے، ایک علی اصغر خاں سے اُمیتھی - دونوں کل آئیں گی - مرزا نعیم بیگ اِبن مرزا کریم بیگ دو تین ھفتے سے یہاں وارد اور اپنی بہن کے ھاں ساکن ھیں - زاد کی خدا نے چتھی فقیر پر کی، راحلہ وہ جانیں - فقط -

[۱۲۸۲ھ، م ۱۸۶۵ع] - غالب -

۵۱

میاں، [۳۱۱]

چلتے وقت تمھارے چچا نے غلیل کی فرمایش کی تھی - رامپور پہنچ کر وہ بے سعی و بے تلاش ھات آ گئی، بنوا رکھی - لڑکوں نے، ملازموں نے، سب نے مجھ سے سن لیا کہ یہ نواب ضیاءالدین خاں کے واسطے ھے - اب چلنے سے ایک

۱- یعنی ''بگھارا کر'' - [دلی کا لہجہ ھے: ''بھگارنا'' ''پچھانڈنا'' ''گڑبھنک'' وغیرہ م۰ ص۰]

ھفتہ پہلے تم نے فلیل مانگی - بھائی، کیا بتاؤں کہ کتنی جستجو کی، کہیں بہم نہ پہنچی - دس روپئے تک مول کو نہ ملی - نواب صاحب سے مانگی- توشہ‌خانے میں بھی نہ تھی - ایک امیر کے ہاں پتا لگا - دوڑا ہوا گیا - کھپچی موجود پائی - لیکن کیا کھپچی؟ جیسے نجف خاں کے عہد کے تورانیوں میں، ہماری تمہاری ھتّی - بنوانے کی فرصت کہاں؟ آج لی، کل چل دیا - اِس بانس کی قدر کرنا اور اِس کو اچھی طرح بنوا لینا -

بادشاہ ''فرخ سیر'' اور اوس کے اِخوان خوش و خرم ہیں - فرخ سیر کی ماں نے باجرے کا حلوا سوھن[1] کھلایا -

۲۵ شعبان، ۱۳ جنوری نجات کا طالب، غالب -

[۱۲۸۲ھ، م ۱۸۶۶ع] -

۵۲

[۴۱۲] سعادت و اِقبال نشان، مرزا علاءالدین خاں بہادر کو فقیر اسد اللّٰہ کی دعا پہنچے -

کل شام کو مخدوم مکرم جناب آغا محمد حسین صاحب شیرازی بہ سواری ریل مانند دولتِ دل‌خواہ، کہ ناگاہ آوے، فقیر کے تکیے میں تشریف لائے - شب کو جناب ڈپٹی ولایت حسین خاں کے مکان میں آرام فرمایا - اب وہاں آتے ہیں - قریبِ طلوعِ آفتاب بہ چشمِ نیم‌باز یہ رقعہ تمھارے نام لکھا ہے - جو کچھ جی چاہتا ہے، وہ مفصل نہیں لکھ سکتا - مختصرِ مفید، آغا صاحب کو دیکھ کر یوں سمجھنا کہ میرا بوڑھا چچا ''غالب'' جوان ہو کر میلے کی سیر کو حاضر ہوا ہے- پس نورچشمان راحت جان مرزا باقر علی خاں بہادر و مرزا حسین علی خاں بہادر جناب آغا صاحب کا قدم‌بوس بجا لائیں اور اون کی خدمت‌گزاری کو اپنی سعادت اور میری خشنودی سمجھیں، بس-

ہاں، مرزا علائی، اگر کرنیل الکزنڈر اسکنر بہادر سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہنا -

---

۱ - [سب نسخوں میں : ''سوھان''۔ م- ص-]

۵۳

[۲۱۳]

میاں،

مدعا اصلی اِن سطور کی تحریر سے یہ ہے کہ اگر کل کمیٹی میں گئے ہو، تو میرے سوال کے پڑھے جانے کا حال لکھو۔ ضمناً ذکر ایک مدبر کا لکھا جاتا ہے۔ جو تم نے اِس مدبر کے صفات لکھے سب سچ ہیں: احمق، خبیث النفس، حاسد، طبیعت بری، سمجھ بری، قسمت بری۔ ایک بار میں نے دکنی کی دشمنی میں گالیاں کھائیں؛ ایک بار بنارسی کی دوستی میں گالیاں کھاؤں گا۔ میں نے جو تمہیں اِس کے باب میں لکھا تھا وجہ اوس کی یہ تھی کہ میں نے سنا تھا کہ تم نے اپنے سائیسوں سے کہہ دیا ہے یا کہا چاہتے ہو کہ اِس کو بازار میں بےحرمت کریں۔ یہ بات خلاف شیوۂ مومنین ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ قصد نہ کرنا۔ یہ موید اوس قول کا ہے جو میں نے تم سے پہلے کہا تھا کہ تم یوں تصور کرو کہ اِس نام کا آدمی اِس محلے میں، بلکہ اِس شہر میں، کوئی نہیں۔

غالب۔

۵۴

[۲۱۴]

صاحب،

بہت دن سے تمہارا خط نہیں آیا۔ آپ کا وکیل بڑا چرب‌زبان ہے۔ مقدمہ اوس نے جیت لیا۔ چنانچہ اوس کی تحریر سے تم کو معلوم ہوا ہوگا۔

سنتا ہوں کہ حمزہ خاں کو اِن دنوں علّتِ مشائخ کا زور ہے اور "سعدی" کی اِس بیت[۱] پر عمل کرتے ہیں:

کسانیکہ یزداں‌پرستی کنند به آواز دولاب مستی کنند

خدا مبارک کرے۔

۵۵

[۲۱۵]

میاں،

تمہارے باپ کا تابع، تمہارا مطیع، فرخ مرزا کا فرماں بردار۔ مگر ابھی اوتھا ہوں۔ اپنے کو بھی نہیں سمجھا کہ میں کون ہوں۔ آج فرخ صاحب کے نام کا رقعہ پہنچ جائے گا۔ چھ جزو تمہارے دیے ہوئے میر مہدی

۱۔ م: "بات"۔

حسین صاحب کو دیے اور باقی، دن چڑھے اعیانِ مطبع جمع ہو لیں، تو وہ اوراق بھی منگا دوں -

غالب -

۵۹ *

[۴۱۶] اِقبال نشان والا شان، صد رہ عزیزتر از جان، مرزا علاءالدین خان کو دعاے درویشانۂ غالبِ دیوانہ پہنچے -

سالِ نگارش تم کو یاد ہوگا - میں نے دبستانِ فارسی کا تم کو جانشین و خلیفہ قرار دے کر ایک سجل لکھ دیا ہے - اب جو چار کم اسّی برس کی عمر ہوئی اور جانا کہ میری زندگی برسوں کیا بلکہ مہینوں کی نہ رہی — شاید بارہ مہینے، جس کو ایک برس کہتے ہیں، اور جیوں؛ ورنہ دو چار مہینے، پانچ سات ہفتے، دس بیس دن، کی بات رہ گئی ہے — اپنے ثباتِ حواس میں، اپنے دستخط سے، یہ توقیع تم کو لکھ دیتا ہوں کہ فنّ اُردو میں نظماً و نثراً تم میرے جانشین ہو - چاہیے کہ میرے جاننے والے جیسا مجھ کو جانتے تھے، ویسا تم کو جانیں اور جس طرح مجھ کو مانتے تھے، تم کو مانیں - کُلّ شیءٍ ھالکٌ اِلّا وجھہ و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلالِ و الاِکرام -

یکشنبہ، سلخ صفر سنہ ۱۲۸۵ ہجری،

۲۱ جون سنہ ۱۸۶۸ع- دہلی-

* [اصل خط کا عکس ''غالب نامہ'' مولفۂ شیخ محمد اِکرام کے ص ۱۰۰ کے مقابل دیا گیا ہے ؛ اُسی کے مطابق تصحیح کی گئی - یقین ہے کہ اِس خط کے بعد بھی ''علائی'' کے نام اور خط لکھے گئے ہوں گے - اخیر خط وہ تھا جو ''غالب'' نے مرنے سے ایک دن پہلے ''حالی'' کے سامنے لکھوایا تھا (''یادگار'' مطبوعۂ الہ آباد ۱۹۳۱ ء ، ص ۹۶) اور جس کا ایک ٹکڑا یہ تھا :

''میرا حال مجھ سے کیا پوچھتے ہو؟ ایک آدھ روز میں ہمسایوں سے پوچھنا

....

نہ کرد ہجر مدارا بہ من سر تو سلامت''

شعر کا صرف دوسرا مصرع ''حالی'' کو یاد رہ گیا جسے وہ ''غالباً شیخ سعدی کا'' کہتے ہیں مگر ''کلیات سعدی'' میں ایسی کوئی غزل نہیں ملتی- م- ص-]

بنام (؟) *

[۲۱۷]

گمانِ زیست بود بر منت ز بیدردی
بد است مرگ ولے بدتر از گمان تو نیست

مجھے زندہ سمجھتے ہو' جو نثرِ فارسی کی فرمایش کرتے ہو ؟ غنیمت نہیں جانتے کہ مردہ کچھ لکھ کر بھیج دیتا ہے ؟ پنسن اگرچہ ملے گا' پر دیکھیے کب ملے گا - اوس کے ملنے تک کیا ہوگا اور اوس کے ملنے سے میرا کیا کام نکلے گا ؟ قطع نظر اِن امور سے' اِس وجہ قلیل کو کس بستی میں بیٹھ کر کھاؤں گا ؟ یہ شہر اب شہر نہیں' قہر ہے - قصیدے کے اشعار ابھی کیوں بھیجو ؟ جب زیب اِنطباع پا چکے' تب ایک لمبر مجھ کو بھی بھیج دینا -

میں نے' بعد توطئہ و تمہید' آغازِ مئی سنہ ۱۸۵۷ع سے اپنی سرگزشت لکھی ہے اور بہ حیثیت اِقتضاے مقام وقائع بھی اوس میں درج کیے ہیں - شیوۂ لزوم ما لایلزم مرعی رکھا ہے' یعنی عبارت فارسی بے آمیزش لفظ عربی لکھی ہے؛ اور فارسی بھی وہ فارسی قدیم کہ جس کا اب پارس کے بلاد میں بھی نشان نہیں - تا بہ ہندستان چہ رسد ؟ چالیس صفحے لکھ چکا ہوں' اِتمام میں اِنتظار یہی ہے کہ پنسن کا مقدمہ طے ہوچکے - ملے' یا جواب ملے اور میں بہر حال کسی جگہ اِقامت گزیں ہو لوں - ہاں' اوس کے وقوع تک جو کچھ قابل تحریر جوانب اجانب سے معلوم ہوگا' وہ ناچار لکھ دوں گا - یہاں

* رسالۂ ''تصویر جذبات'' کے ایڈیٹر سید احمد عزیز صاحب ''کیفی'' نے اِس خط کو اپنے رسالے میں فروری ۱۹۲۴م میں شائع کیا اور لکھا کہ یہ خط اُن کے دادا صاحب کے نام لکھا گیا تھا' مگر اپنے دادا صاحب کا نام نہیں بتا یا (!) اُس رسالے سے ''صفدر'' مرزاپوری نے اپنی تالیف ''مرقع ادب'' (حصہ ۲' ص ۲۴-۲۵) میں اِس خط کو نقل کیا ہے ۔

کوئی چھاپے خانہ نہیں ہے - اگر اجازت دوگے، تو بعد اختتام اِن اوراق کو تمہارے پاس بھیج دوں گا تاکہ ہزار جلد منطبع ہوکر اوجڑی ہوئی قلمرو ہند میں پھیل جائیں -

مگر صاحبدلے روزے بہ رحمت
کند در حقِ این مسکین دعائے

شیر زماں خاں اپنے باپ کی رہائی کی فکر میں میرٹھ گئے ہیں، کس واسطے کہ وہ غریب یہاں کی حوالات میں سے تحقیقات کے لیے وہاں بھیجا گیا -
یکشنبہ، ۱۸ جولائی سنہ ۱۸۵۸ع -

غالبِ بےنوا -

منشی شیو نراین "آرام"

۱

صاحب، [۴۱۸]

خط پہنچا - اخبار کا لفافہ پہنچا - لفافوں کی خبر پہنچی - آپ نے کیوں تکلیف کی؟ لفافے بنانا دل کا بہلانا ہے - بیکار آدمی کیا کرے؟ بہر حال، جب لفافے پہنچ جائیں گے، ہم آپ کا شکر بجا لائیں گے -

هرچه از دوست میرسد نیکو ست -

یہاں آدمی کہاں ہے کہ اخبار کا خریدار ہو؟ مہاجن لوگ جو یہاں بستے ہیں، وہ یہ ڈھونڈھتے پھرتے ہیں کہ گیہوں کہاں سستے ہیں - بہت سخی ہوں گے، تو جنس پوری تول دیں گے - کاغذ روپئے مہینے کا کیوں مول لیں گے؟

کل آپ کا خط آیا، رات بھر میں نے فکر شعر میں خون جگر کھایا، ۲۱ شعر کا قصیدہ کہہ کر تمھارا حکم بجا لایا - میرے دوست خصوصاً "میرزا تفتہ" جانتے ہیں کہ میں فن تاریخ کو نہیں جانتا - اِس قصیدے میں ایک روش خاص سے اِظہار سنہ ۱۸۵۸ کا کر دیا ہے - خدا کرے، تمھارے پسند آوے - تم خود قدردان سخن ہو اور تین اُستاد اِس فن کے تُمھارے یار ہیں؛ میری محنت کی داد مل جائے گی -

قصیدہ

ملاذ کشور و لشکر، پناہ شہر و سپاہ،
جناب عالی ایلن برون والا جاہ؛
بلندرتبہ وہ حاکم، وہ سرفراز امیر،
کہ باج، تاج سے، لیتا ہے جس کا طرف کلاہ -

وہ محض رحمت و رافت، کہ بہر اہل جہاں
نیابت دمِ عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ -
وہ عین عدل، کہ دہشت سے جس کی پرسش کی،
بنے ہے شعلۂ آتش انیس پرّۂ کاہ -

زمیں سے سودۂ گوہر اوٹھے بجاے غبار،
جہاں ہو توسن حشمت کا اوس کے جولاں گاہ -
وہ مہرباں ہو، تو انجم کہیں: 'اِلٰہی شکر'؛
وہ خشمگیں ہو، تو گردوں کہے: 'خدا کی پناہ'-

یہ، اوس کے عدل سے، اضداد کو ہے آمیزش :
کہ دشت و کوہ کے اطراف میں بہ ہر سر راہ
ہزبر، پنجے سے، لیتا ہے کام شانے کا،
کبھی جو ہوتی ہے اولجھی ہوئی دُمِ روباہ -

نہ آفتاب، ولے آفتاب کا ہمچشم؛
نہ بادشاہ، ولے مرتبے میں ہمسر شاہ -
خدا نے اوس کو دیا ایک خوبرو فرزند،
ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلوے ماہ -

زہے ستارۂ روشن، کہ جو اوسے دیکھے،
شعاع مہر درخشاں ہو اوس کا تار نگاہ -
خدا سے ہے یہ توقع کہ عہد طفلی میں
بنے گا شرق سے تا غرب اِس کا بازی گاہ

جوان ہو کے کرے گا یہ وہ جہانبانی،
کہ تابع اِس کے ہوں روز و شبِ سپید و سیاہ -
کہے گی خلق اِسے 'داور سپہرشکوہ'،
لکھیں گے لوگ اِسے 'خسرو ستارہ سپاہ'،

عطا کرے گا خداوند کارساز اِسے
روان روشن و خوے خوش و دلِ آگاہ -

ملے گی اِس کو وہ عقل نہفتہ داں، کہ اِسے
پڑے نہ قطع خصومت میں اِحتیاج گواہ -
یہ ترکتاز سے برہم کرے گا کشور روس،
یہ لے گا، بادشہ چیں سے، چھین تخت و کلاہ -
سنین عیسوی، اٹھارہ سو اور اٹھاون،
یہ چاہتے ہیں جہاں‌آفریں سے شام و پگاہ
یہ جتنے سینکڑے ہیں سب ہزار ہو جاویں،
دراز اِس کی ہو عمر اِس قدر؛ سخن کوتاہ -
اُمیدوار عنایات ''شیو نارایں''،
کہ آپ کا ہے نمک‌خوار اور دولت‌خواہ،
یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں عز و جاہ کے ساتھ
تمھیں اور اِس کو سلامت رکھے سدا اللّٰہ -

۲

شفیق میرے، مکرم میرے، منشی شیو نراین صاحب، [۴۱۹]

تم ہزاروں برس سلامت رہو - تمھارا مہربانی‌نامہ اِس وقت پہنچا اور میں نے اِسی وقت جواب لکھا - بات یہ ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ دو جزو یا چار جزو کی کتاب ہو - چھ جزو سے کم نہ ہو - مسطر دس گیارہ سطر کا ہو؛ مگر حاشیہ تین طرف بڑا رہے، شیرازے کی طرف کا کم ہو - یہ باتیں سب ''مرزا تفتہ'' کو لکھ چکا ہوں - اوس یار بےپروا نے تم سے شاید کچھ نہیں کہا - اِس کے سوا یہ ہے کہ کاپی کی تصحیح ہو، غلط نامے کی حاجت نہ پڑے - آپ خود متوجہ رہیے گا اور منشی نبی بخش صاحب کو اگر کہیے گا، تو وہ بھی آپ کے شریک رہیں گے؛ اور ''مرزا تفتہ'' تو مالک ہی ہیں - کاغذ ''شیو رام پوری'' ہو، خیر؛ مگر سفید و مہرہ کیا ہوا اور لعاب دار ہو - پھر یہ ہو کہ حاشیے پر جو لغات کے معنی لکھے جائیں، تو اوس کی طرز تحریر اور تقسیم دل‌پسند اور نظرفریب ہو - حاشیے کی قلم بہ نسبت متن کی قلم کے خفی ہو - خلاصہ یہ ہے کہ اِن جلدوں میں سے دو جلدیں ولایت کو جائیں گی:

ایک جناب فیض مآب ملکۂ معظمۂ انگلستان کی نذر اور ایک میرے آقاے قدیم لارڈ اِلن‌برا بہادر کی نذر؛ اور چار جلدیں یہاں کے چار حاکموں کے نذر کروں گا - ''مرزا تفتہ'' کو پانچ جلدوں کو لکھا تھا؛ لیکن اب چھ جلدیں تیار کر دیجیے گا' یعنی شیرازہ اور جلد اور جدول - اور اِن چھ جلدوں کی جو لاگت پڑے' روپیہ جلد سے لے کر دو روپئے جلد تک' وہ مجھ سے منگوا بھیجیے گا - میں بمجرد طلب کے فوراً ھنڈوی بھیج دوں گا - ایک خریدار پچاس جلد کے وہاں پہنچے ہیں؛ واسطے خدا کے ''مرزا تفتہ'' سے کہیے کہ اون سے ملیں؛ یعنی راجہ اُمید سنگھ بہادر اِندور والے - وہ ''چھلی ایذٹ'' میں پولیس کے پچھواڑے رہتے ہیں - تعجب ھے کہ آپ کا خط آ گیا اور ''مرزا تفتہ'' نے مجھے پارسل کی رسید نہیں لکھی - اب میرا خط فارسی اپنے نام کا اور یہ خط ' دونوں خط اون کو دکھا دیجیے گا اور راجہ اُمید سنگھ سے ملنے کو کہیے گا - اور ھاں صاحب' یہ اون کو تاکید کیجیے گا کہ وہ رباعی جو میں نے لکھ بھیجی ھے اوس کو سب سے پہلے' جہاں اوس کا نشان دیا ھے' اوسی فقرے کے آگے ضرور ضرور لکھ دیجیے گا - اور وہ رباعی بیسویں صفحے میں اِس فقرے کے آگے ھے :

''نے نے' اختر بخت خسرو در بلندی بجائے رسید کہ رخ از خاکیان نہفت''

تم اون کو یاد دلا کر اون سے لکھوا لینا؛ ضرور ضرور -

یہ جو تم نے لکھا کہ صاحب نے سن کر اِس کو پسند کیا؛ میں حیران ھوں کہ کون سا مقام تم نے پڑھا ھوگا - کیوں‌کر کہوں کہ صاحب اِس عبارت کو سمجھے ھوں گے؟ اِس کی جو حقیقت ھو مفصل لکھو - زیادہ زیادہ -

سہ‌شنبہ' ۳۱ ماہ اگست سنہ ۱۸۵۸ع -

ضروری' جواب طلب - راقم : اسد اللّٰہ -

۳

[۳۲۰] مہاراج'

سخت حیرت میں ھوں کہ منشی ھرگوپال صاحب نے مجھ کو خط لکھنا کیوں چھوڑا - اگر مجھ سے خفا ھیں' تو کیوں خفا ھیں اور اگر شہر میں نہیں' تو کہاں گئے اور کیوں گئے ھیں' اور کب تک آئیں گے؟ آپ مہربانی فرما کر یہ اُمور مجھ کو لکھ بھیجیے - اِس سے علاوہ' ایک رباعی ''مرزا تفتہ''

کو بھیجی ہے اور اون کو لکھا ہے کہ اِس کو '' دستنبو '' میں فلاں جگہ درج کر دینا اور ایک دو فقرے بھائی منشی نبی بخش صاحب کو لکھے ہیں اور اون کو بھی "دستنبو" میں لکھ دینے کا محل بتا دیا ہے- میں نہیں جانتا اِن دونوں صاحبوں نے میرے کہنے پر عمل کیا' اور اونھوں نے نظم کو اور اونھوں نے نثر کو کتاب کے حاشیے پر چڑھا دیا' یا نہیں- تم سے بہ ہزار آرزو خواھش کرتا ھوں کہ اگر وہ رباعی اور وہ فقرے حاشیے پر چڑھ گئے ھیں' تو مجھ کو اون کے لکھے جانے کی اِطلاع دیجیے کہ تشویش رفع ھو ؛ اور اگر اون دونوں صاحبوں نے بےپروائی کی ھے' تو واسطے خدا کے آپ '' مرزا تفتہ '' سے رباعی اور منشی نبی بخش صاحب سے دونوں فقرے لے لیجیے اور محل تحریر میرے خط سے معلوم کر کے اون کو جابجا حاشیے پر رقم کیجیے اور مجھ کو اِطلاع دیجیے؛ ضرور' ضرور' ضرور - اور ایک اور کام آپ کو کرنا چاھیے کہ شاید تیسرے صفحے کے آخر میں یا چوتھے صفحے کے اول میں یہ فقرہ ھے :

'' اگر دردم دیگر بہ نہیب مباش بہم زند '' ؛

'' نہیب '' کا لفظ عربی ھے' یہ سہو سے لکھا گیا ھے- اِس کو چھیل ڈالیے گا اور اِس کی جگہ '' نوائے مباش '' بنا دیجیے گا - حقیقت لکھ کر' اب سوالات الگ الگ لکھتا ھوں :

پہلا سوال : '' مرزا تفتہ '' کا حال اور اون کے خط کے نہ آنے کی وجہ لکھیے -

دوسرا سوال : '' مرزا تفتہ '' نے اگر رباعی '' دستنبو '' کے حاشیے پر لکھ دی ھے' تو اوس کی اِطلاع ؛ ورنہ اون کے نام کے خط سے رباعی اور تحریر کا محل[1] معلوم کر کے آپ حاشیے پر لکھ دیں اور مجھ کو اِطلاع دیں -

تیسرا سوال : منشی نبی بخش صاحب نے اگر میری بھیجی ھوئی نثر درج کر دی ھے' تو اوس کی اِطلاع؛ ورنہ وہ نثر اون سے لے کر اور محل معلوم کر کے حاشیۂ کتاب پر لکھ دیجیے اور مجھ کو لکھ بھیجیے -

چوتھا سوال : آپ' جس طرح اوپر لکھ آیا ھوں' '' نہیب '' کی جگہ '' نوائے '' کا لفظ بنا کر مجھ پر[2] عنایت کیجیے -

---

۱- م : "حال"-
۲- م : "کو"-

پانچواں سوال : خریدار پچاس جلدوں کے پہنچے' "مرزا تفتہ" سے ملے' روپیہ پچاس جلد کی قیمت کا دیا؛ یا ہنوز یہ اُمور وقوع میں نہیں آئے؟ اِس کی اِطلاع ضرور دیجیے -

چھٹا سوال : چھاپا شروع ہو گیا یا نہیں ؟ اگر شروع نہیں ہوا' تو کیا سبب ؟

متوقع ہوں کہ میرے یہ سب کام از راہ عنایت بنا کر اِن چھ سوال کا جواب' اِسی طرح جدا جدا' لکھیے اور ضرور لکھیے اور جلد لکھیے -

روز جمعہ' سوم ستمبر سنہ ۱۸۵۸ع -

راقم : اسد اللّٰہ خاں -

۴

[۴۲۱] برخوردار نورچشم منشی شیو نراین کو معلوم ہو کہ : میں کیا جانتا تھا کہ تم کون ہو؟ جب یہ جانا کہ تم ناظر بنسی دھر کے پوتے ہو' تو معلوم ہوا کہ میرے فرزند دلبند ہو - اب تم کو مشفق و مکرم لکھوں' تو گنہگار - تم کو ہمارے خاندان اور اپنے خاندان کی آمیزش کا حال کیا معلوم ہے؟ مجھ سے سنو : تمہارے دادا کے والد' عہد "نجف خان" و "ہمدانی" میں' میرے نانا صاحب مرحوم خواجہ غلام حسین خاں کے رفیق تھے - جب میرے نانا نے نوکری ترک کی اور گھر بیٹھے' تو تمہارے پردادا نے بھی کمر کھولی اور پھر کہیں نوکری نہ کی - یہ باتیں میرے ہوش سے پہلے کی ہیں؛ مگر جب میں جوان ہوا' تو میں نے یہ دیکھا کہ منشی بنسی دھر' "خاں صاحب" کے ساتھ ہیں اور اونھوں نے جو "کیتھم گانو" اپنی جاگیر کا سرکار میں دعویٰ کیا ہے' تو منشی بنسی دھر اوس امر کے منصرم ہیں اور وکالت اور مختاری کرتے ہیں - میں اور وہ ہم‌عمر تھے' شاید منشی بنسی دھر مجھ سے ایک دو برس بڑے ہوں یا چھوٹے ہوں - اونیس بیس برس کی میری عمر' اور ایسی ہی عمر اون کی- باہم شطرنج اور اِختلاط اور محبت' آدھی آدھی رات گزر جاتی تھی - چونکہ گھر اون کا بہت دور نہ تھا' اِس واسطے جب چاہتے تھے' چلے جاتے تھے - بس' ہمارے اور اون کے مکان میں مچھیا رنڈی کا گھر اور ہمارے دو کٹرے درمیان تھے - ہماری بڑی حویلی وہ ہے کہ جو اب لکھمی چند

سیٹھ نے مول لی ھے - اِسی کے دروازے کی سنگین بارہدری پر میری نشست تھی؛ اور پاس اوس کے ایک '' کھتیا والی حویلی '' اور سلیم شاہ کے تکیے کے پاس دوسری حویلی اور کالے محل سے لگی ہوئی ایک اور حویلی اور اوس سے آگے بڑھ کر ایک کٹرا کہ وہ '' گڈریوں والا '' مشہور تھا اور ایک کٹرا کہ وہ '' کشمیرن والا '' کہلاتا تھا - اوس کٹرے کے ایک کوٹھے پر میں پتنگ اوڑاتا تھا اور راجہ بلوان سنگھ سے پتنگ لڑا کرتے تھے - '' واصل خاں '' نامے ایک سپاھی تمھارے دادا کا پیش‌دست رھتا تھا اور وہ کٹروں کا کرایہ اوگاہ کر اون کے پاس جمع کرواتا تھا -

بھائی، تم سنو تو سہی؛ تمھارا دادا بہت کچھ پیدا کر گیا ھے، علاقے مول لیے تھے اور زمیندارا اپنا کر لیا تھا، دس بارہ ہزار روپئے کی سرکار کی مال‌گزاری کرتا تھا - آیا وہ سب کارخانے تمھارے ھات آئے یا نہیں ؟ اِس کا حال، از روے تفصیل، جلد مجھ کو لکھو -

روز سہ‌شنبہ، ۱۹ اکتوبر، وقت ورود خط -

[۱۸۵۸ع] - اسد اللّٰہ -

۵

برخوردار اِقبال نشان منشی شیو نراین کو بعد دعا کے معلوم ھو: [۴۲۲]

تمھارے دو خط متواتر پہنچے - میرے بھی دو خط پس و پیش پہنچے ھوں گے - موافق اوس تحریر کے عمل کیا ھوگا - دو جلدیں پرتکلف اور پانچ جلدیں بہ نسبت اوس کے کم‌تکلف مرزا حاتم علی صاحب کے عہدۂ اِہتمام میں ھیں- اوس سے ھم کو اور تم کو کچھ کام نہیں - وہ جیسی چاھیں بنوا کر بھیج دیں - تم ایک جلد — بس، زیادہ صرف کیوں کرو ؟— اپنے طور پر، اپنی طرف سے جیسی چاھو، بنوا کر بھیج دو - میں تم کو اپنے پیارے یار، ناظر بنسی دھر، کی نشانی جانتا ھوں؛ اوس کو، تمھاری نشانی جان کر، اپنی جان کے برابر رکھوں گا - باقی حال، اپنے خاندان اور تمھارے خاندان [کا] اور باھم ملِ کر اپنا اور بنسی دھر کا بڑے ھونا، سب تم کو لکھ چکا ھوں - مکرر کیوں لکھوں؟

بادشاہ کی تصویر کی یہ صورت ہے کہ اُجڑا ہوا شہر' نہ آدمی' نہ آدم‌زاد۔ مگر ہاں' دو ایک مصوروں کی آبادی کا حکم ہو گیا ہے' وہ رہتے ہیں ۔ سو وہ بھی بعد اپنے گھروں کے لٹنے کے آباد ہوئے ہیں ۔ تصویریں بھی اون کے گھروں میں سے لٹ گئیں ۔ کچھ جو رہیں' وہ صاحبان انگریز نے بڑی خواہش سے خرید کرلیں ۔ ایک مصور کے پاس ایک تصویر ہے۔ وہ تیس روپئے سے کم کو نہیں دیتا ۔ کہتا ہے کہ تین تین اشرفیوں کو میں نے صاحب لوگوں کے ہات بیچی ہیں' تم کو دو اشرفی کو دوں گا ۔ ہاتھی‌دانت کی تختی پر وہ تصویر ہے ۔ میں نے چاہا کہ اوس کی نقل کاغذ پر اوتار دے ۔ اوس کے بھی بیس روپئے مانگتا ہے اور پھر خدا جانے اچھی ہو یا نہ ہو ۔ اِتنا صرف بیجا کیا ضرور ہے ؟ میں نے دو ایک آدمیوں سے کہہ رکھا ہے' اگر کہیں سے ہات آ جائے گی' تو لے کر تم کو بھیج دوں گا ۔ مصوروں سے خرید کرنے کا نہ خود مجھ میں مقدور' نہ تمہارا نقصان منظور ۔

اب چھاپا تمام ہو گیا ہوگا ۔ وہ پانچ اور دو' سات کتابیں جو میرزا صاحب کے تحویل* ہیں' وہ؛ اور وہ ایک جلد جو تم نے مجھ کو دینی کی ہے' وہ؛ یہ سب لوح اور جلد کی درستی کے بعد پہنچ جائیں گی ۔ مگر وہ چالیس کتابیں سراسری' جو مجھے چاہیے ہیں' وہ تو آج کل میں روانا کر دو ۔ اور ہاں' میری جان' یہ چالیس کتابوں کا پشتارا کیوں کر پہنچے گا اور محصول اِس کا کیا ہوگا ؟ اور یہ بھی تو بتاؤ کہ وہ دس جلدیں راے اُمید سنگھ کے پاس کہاں بھیجی جائیں گی ؟ "مرزا تفتہ" ہاترس کو جاتے ہوئے اون کا اِندور نہ ہونا اور شاید پھر آگرے اور دلی کا آنا مجھ کو لکھ چکے ہیں ۔ اِن باتوں کا جواب مجھ کو لکھو ۔ تصویر کے باب میں جو کچھ لکھو' وہ کروں اور اِن مقدمات سے اِطلاع پاؤں ۔ جواب جلد لکھو اور مفصل لکھو۔

نگاشتہ و رواں‌داشتۂ شنبہ' ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۸۵۸ع ۔

از غالب ۔

۹

[۴۲۳] نور بصر' لخت جگر' منشی شیو نراین کو دعا پہنچے ۔

خط اور رپوٹ کا لفافہ پہنچا اور سب حال تمہارے خاندان کا دریافت

* ["کے تحویل" = "کے حوالے"۔ اگر "کی" پڑھیے تو "تحویل [میں]" ہونا چاہیے ۔ م ۔ س۔]

ہوا - سب میرے جگر کے ٹکڑے ہیں اور تم اپنے دودمان کے چشم و چراغ ہو -
"العلمۃ طاقۃ"* شوق سے لکھو - آخر کے صفحے کی دو سطریں از روے مضمون سراسر کتاب کے مضمون کے خلاف ہیں - میں نے سرکار کی فتح کا حال نہیں لکھا، صرف اپنی، پندرہ مہینے کی، سرگزشت لکھی ہے - تقریباً شہر و سپاہ کا بھی ذکر آ گیا ہے - اور وہ اپنی سرگزشت جو میں نے لکھی ہے، سو اِبتداے ۱۱ مئی سنہ ۱۸۵۷ سے ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۵۸ع تک لکھی ہے - شہر، ستمبر میں فتح ہوا، اوس کا بھی بیان ضمناً آ گیا - خوب ہوا جو تم نے مجھ سے پوچھا؛ ورنہ بڑی قباحت ہوتی - اب میں جس طرح سے کہوں، سو کرو - پہلے سونچو کہ تقسیم یوں ہے کہ تین سطریں اوپر اور تین سطریں نیچے؛ اور بیچ میں ایک سطر، اِس میں کتاب کا نام - کیوں میاں، تقسیم یوں ہی ہے؟ اب میں دوسرے صفحے پر ساتوں سطریں لکھ دیتا ہوں - اوس کو ملاحظہ کرو اور میرا کہنا مانو؛ ورنہ کتاب کی حقیقت غلط ہو جائے گی اور مطبع پر بات آئے گی - اِس صفحے میں دو ایک باتیں اور سمجھا دوں، کہ وہ ضروری ہیں - سنو، میری جان، "نوابی" کا مجھ کو خطاب ہے "نجم الدولہ"؛ اور اطراف و جوانب کے اُمرا سب مجھ کو "نواب" لکھتے ہیں؛ بلکہ بعض انگریز بھی - چنانچہ صاحب کمشنر بہادر دھلی نے جو اب اِن دنوں میں ایک روبکاری بھیجی ہے، تو لفافے پر "نواب اسد اللّٰہ خاں" لکھا - لیکن یہ یاد رہے: "نواب" کے لفظ کے ساتھ "مرزا" یا "میر" نہیں لکھتے؛ یہ خلاف دستور ہے - یا "نواب اسد اللّٰہ خاں" لکھو، یا "مرزا اسد اللّٰہ خاں" لکھو - اور "بہادر" کا لفظ تو دونوں حال میں واجب اور لازم ہے -

۷

[۴۲۳] برخوردار، کامگار کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ "دستنبو" کے آغاز کی عبارت از روے اِحتیاط دو بار اِرسال کی ہے - یقین ہے کہ پہنچ گئی ہوگی اور چھاپی گئی ہوگی اور آپ نے اوسی عبارت سے اِشتہار بھی اخبار میں چھاپا ہوگا یا اب چھاپیے گا -

* ["العلمۃ" کی جگہ "العلم" چاہیے تھا، مگر مطابع مفید خلائق کی چھپی ہوئی "دستنبو" کی لوح پر بھی "العلمۃ طاقۃ" ہی چھپا ہوا ہے! م - ص -]

بہر حال، اِس شہر کے اخبار سنیے: حکم ہوا ہے کہ دوشنبے کے دن پہلی تاریخ نومبر کو رات کے وقت سب خیرخواہان انگریز اپنے اپنے گھروں میں روشنی کریں، اور بازاروں میں اور صاحب کمشنر بہادر کی کوٹھی پر بھی روشنی ہوگی۔ فقیر بھی اِس تہی‌دستی میں، کہ اٹھارہ مہینے سے پنسن مقرری نہیں پایا، اپنے مکان پر روشنی کرے گا؛ اور ایک قطعہ پندرہ بیت کا لکھ کر صاحب کمشنر شہر کو بھیجا ہے۔ آپ کے پاس اوس کی نقل بھیجتا ہوں۔ اگر تمھارا جی چاہے، تو اوس کو چھاپ دو اور جس نمبر میں یہ چھاپا جائے، وہ نمبر میرے دیکھنے کو بھیج دینا۔

اور اب فرمائیے کہ میں کتابوں کے آنے کا کب تک اِنتظار کروں؟

قطعہ:

دریں روزگارِ همایون و فرخ — که گوئی بود روزگارِ چراغان
شدہ گوش پر نور چون چشم بینا — ز آوازۂ اِشتہارِ چراغان
مگر شہر دریاے نور است کاینجا — نگہ گشتہ ہر سو دوچارِ چراغان
بسر بردہ بر چرخ مہرِ منور — همہ روز در اِنتظارِ چراغان
گواہ من اینک خطوطِ شعاعی — کہ دارد دلش خار خارِ چراغان
دریں شب روا باشد از چرخ گردان — کند گنج انجم نثارِ چراغان
نبودہ‌ست در دہر زین پیش ہرگز — بدین روشنی روے کارِ چراغان
شد از فیض شاهنشہ اِنگلستان — فزون رونق کار و بارِ چراغان
جہاندار وکٹوریا، کز فروغش — ز آتش دمد لالہ زارِ چراغان
ز عدلش چنان گشت پروانہ ایمن — کہ شد دیدبان حصارِ چراغان
بفرمان سر جان لارنس صاحب — شد این شہر آئینہ دارِ چراغان
بہ دهلی فلک‌رتبہ سانڈرس صاحب — بر آراست نقش و نگارِ چراغان
شد از سعی هنری اِجرٹن بہادر — روان ہر طرف جویبارِ چراغان
سخن سنج "غالب" ز روے عقیدت — دعا می‌کند در بہارِ چراغان
کہ بادا فزون سال عمر شہنشہ — بروے زمین از شمارِ چراغان

۸

[۳۲۵]

میاں،

تمھارے کمال کا حال معلوم کر کے میں بہت خوش ہوا - اگر مجھ کو کبھی انگریزی لکھوانا ہوگا، تو یہاں سے اُردو مَیں لکھ کر بھیج دوں گا، تم وھاں سے انگریزی لکھ کر بھیج دیا کرنا -

"قصۂ قاصدان شاھی" میں نے دیکھا - اِصلاح کے باب میں سونچا کہ اگر سب فقروں کو مقفیٰ اور عبارت کو رنگین بنانے کا قصد کروں تو کتاب کی صورت بدل جائے گی اور شاید تم کو بھی یہ منظور نہ ھو - ناچار، اِس پر قناعت کی کہ جو الفاظ ٹکسال باھر تھے، وہ بدل ڈالے - مثلاً "وے" کہ یہ گنوارو بولی ھے؛ "وہ": یہ ٹھیٹ اُردو ھے - "کرانا": یہ بیرونجات کی بولی ھے؛ "کروانا": یہ فصیح ھے- "راجے": یہ غلط ھے؛ "راجہ" صحیح ھے - کہیں کہیں روابط و ضمائر نامربوط تھے، اون کو مربوط کر دیا ھے اور ایک جگہ "گھلے بسے"[1]؛ یہ لفظ میری سمجھ میں نہ آیا؛ اِس کو تم سمجھ لینا - باقی اور سب مربوط اور خوب اور صاف ھے؛ حاجت اِصلاح کی نہیں -

صاحب، کتابیں کب روانا ھوں گی؟ دوالی بھی ھو لی- اگر گنگا جانے کا قصد ھو؛ تو، بھائی، میری کتابیں بھیج کر جانا - اور ھاں یہ میں نہیں سمجھا کہ مرزا "مہر" کی بنوائی[2] ھوئی سات کتابیں بھی اِنھیں کتابوں کے ساتھ بھیجو گے یا وہ اپنے طور پر جدا روانا کریں گے - وہ، تم نے اپنی بنوائی ھوئی کتاب کا آٹھ دن کا وعدہ کیا تھا اور اوس وعدے سے یہ بات تراوش کرتی تھی کہ سادہ کتابیں پہلے روانا ھوں گی اور وہ ایک کتاب ھفتے کے بعد، سو وہ ھفتہ بھی گزر گیا - یقین ھے کہ اب وہ سب یکجا پہنچیں اور شاید کل پرسوں آ جائیں - وہ نمبر اخبار کا جو تم نے مجھ کو بھیجا تھا اوس میں اِڈمنشٹن صاحب کے لفٹنٹ [گورنر] ھونے کی اور بہت جلد آگرے آنے کی خبر لکھی تھی - یہاں مجھ کو کئی باتیں پوچھنی ھیں:

ایک تو یہ کہ یہ چیف سکرتر نواب گورنر جنرل کے تھے - جب یہ لفٹنٹ گورنر ھوئے، تو اب وھاں چیف سکرتر کون ھوگا؟ یقین ھے کہ ولیم

۱- ["گھلے بسے" (؟) - ع- س-]

۲- م: "بنائی"-

میور صاحب اِس عہدے پر مامور ہوں - پس، اگر یوں ہی ہے، تو اِن کے محکمے میں سکرتر کون ہوگا ؟

دوسری بات یہ کہ میر منشی اِن کے تو وہی منشی غلام غوث خاں صاحب رہیں گے؟ یقین ہے کہ اِن کے ساتھ آویں -

تیسری یہ بات کہ گورنر جنرل کے فارسی دفتر کے میرمنشی ایک بزرگ تھے، بلگرام کے رہنے والے، منشی سید جان خاں- آیا اب بھی وہی ہیں یا اون کی جگہ کوئی اور صاحب ہیں ؟

اِن سب باتوں میں سے جو آپ کو معلوم ہوں وہ، اور جو نہ معلوم ہو اوس کو معلوم کر کے مجھ کو لکھیے اور جلد لکھیے اور ضرور لکھیے-

یقین تو ہے کہ تم سمجھ گئے ہو کہ میں کیوں پوچھتا ہوں - کتابیں جابجا بھیجنی ہیں؛ جب تک نام اور مقام معلوم نہ ہو، تو کیوں‌کر بھیجوں - جواب لکھو اور شتاب لکھو - کتابیں بھیجو اور جلد بھیجو -

سہ‌شنبہ، ۹ نومبر سنہ ۱۸۵۸ع -

۹

[۴۲۶] برخوردار کامگار منشی شیو نراین طال عمرہ و زاد قدرہ -

کل جمعے کے دن، ۱۲ نومبر کو، ۳۲ کتابیں آ گئیں- میں بہت خوش ہوا اور تم کو دعائیں دیں - خط تمہارے نام کا، ابھی میرا کہار ڈاک میں لے گیا ہے - اِس رقعے کی تحریر سے مقصود یہ ہے کہ میاں عبد الحکیم بہت نیک‌بخت اور اشراف اور ہنرمند آدمی ہیں- ''دلی گزٹ'' میں حرفوں کے چھاپے کا کام کیا کرتے تھے - چونکہ وہ چھاپےخانہ* اب آگرے میں ہے، یہ بھی وہیں آتے ہیں - تمہارے پاس حاضر ہوں گے؛ اِن پر مہربانی رکھنا، بھلا؟ وہ شہر بیگانہ ہے؛ اِن کو تمہاری خدمت میں شناسائی رہے گی، تو اچھی بات ہے - صحافی کا کام بھی بہ قدر ضرورت کر سکتے ہیں - شاید اگر ''دہلی گزٹ'' میں اِن کا طور درست نہ ہو، تو اوس صورت میں بہ شرط گنجایش اپنے مطبع میں اِن کو رکھ لینا -

راقم : اسد اللّٰہ -

نگاشتۂ شنبہ، ۱۳ نومبر سنہ ۱۸۵۸ع -

* م : ''چھاپہ‌خانا'' -

۱۰

صاحب، [۴۲۷]

تمہارا خط آیا، دل خوش ہوا - دیکھیے، مرزا ''مہر'' [کتب] کب روانا کرتے ہیں - اگر بھیج چکے ہیں، تو یقین ہے کہ آج یہاں آ پہنچیں؛ آج نہ آئیں، کل آئیں - کل سے میں شام تک راہ دیکھتا ہوں -

''مہر نیم‌ماہ'' نہیں، اوس کا نام ''مہر نیم‌روز'' ہے اور وہ سلاطین تیموریہ کی تواریخ ہے - اب وہ بات ہی گئی گزری، بلکہ وہ کتاب اب چُھپانے کے لائق ہے، نہ چھپوانے کے قابل -

اُردو کے خطوط جو آپ چھاپا چاہتے ہیں، یہ بھی زائد بات ہے - کوئی رقعہ ایسا ہوگا، جو میں نے قلم سنبھال کر اور دل لگا کر لکھا ہوگا؛ ورنہ صرف تحریر سرسری ہے - اوس کی شہرت میری سخنوری کے شکُوہ کے منافی ہے - اِس سے قطع نظر، کیا ضرور ہے کہ ہمارے آپس کے معاملات اوروں پر ظاہر ہوں؟

خلاصہ یہ کہ اِن رقعات کا چھاپا میرے خلاف طبع ہے -

محررہٗ پنجشنبہ، ۱۸ نومبر سنہ ۱۸۵۸ع -

۱۱

برخوردار اِقبال نشان کو دعا پہنچے - [۴۲۸]

کل، جمعے کے دن، ۱۹ نومبر سنہ ۱۸۵۸ع کو سات کتابوں کے دو پارسل پہنچے - واقعی، کتابیں جیسا کہ میرا جی چاہتا تھا، اوسی روپ کی ہیں - حق تعالیٰ مرزا ''مہر'' کو سلامت رکھے - رقعوں کے چھاپے کے باب میں ممانعت لکھ چکا ہوں - البتہ اِس باب میں میری رائے پر تم کو اور ''مرزا تفتہ'' کو عمل کرنا ضرور ہے -

مطلب عمدہ جو اِس خط کی تحریر سے منظور ہے، وہ یہ ہے کہ جو کتاب تم نے بنوائی ہے اور میں نے تم کو لکھا تھا کہ پہلے ورق کے دوسرے صفحے پر انگریزی عبارت لکھ کر بھیجنا، خدا کرے وہ عبارت تم نے نہ لکھی ہو - اگر لکھ دی ہو، تو ناچار؛ اور اگر نہ لکھی ہو، تو اب نہ لکھنا اور صفحہ سادہ رہنے دینا اور اِسی طرح میرے پاس بھیج دینا - یہ بھی معلوم رہے کہ اب اِن کتب کی تقسیم اوس کتاب کے آنے تک ملتوی رہے گی - اور وہ کتاب میرے پاس

جلد پہنچ جائے، تو بہتر ہے -
۲۰ نومبر سنہ ۱۸۵۸ - جواب‌طلب، بلکہ کتاب‌طلب -

۱۲

[۴۲۹] صاحب،

تم کندھولی سے کب آئے؟ اور جب آئے، تو وہ میرا خط بیرنگ، کہ جس میں سات روپئے کی ھنڈوی ملفوف تھی، پایا یا نہیں پایا ؟ اگر پایا، تو موافق اوس تحریر کے عمل کیوں نہ فرمایا ؟ اور اوس خط میں ایک مطلب جواب‌طلب تھا اوس کا جواب کیوں نہ بھجوایا ؟ اچھا ، اگر تم ایک آدھ دن کے واسطے کندھولی گئے تھے، تو کارپردازان مطبع نے خط لے کر رکھ چھوڑا ہوگا اور جب تم آئے ہوگے، تو وہ خط تمھیں دیا ہوگا - پھر کیا سبب جو تم نے جواب نہ لکھا ؟ یا ابھی کندھولی سے تم نہیں آئے، یا وہ خط میرا تلف ہوگیا - تاریخ تحریر خط مجھے یاد نہیں - اب یہ لکھتا ہوں کہ اگر خط پہنچا، تو مجھ کو خط کی اور ھنڈوی کی رسید اور میرے سوال کا جواب لکھو اور اگر خط نہیں پہنچا، تو اِس کی تدبیر بتاؤ کہ اب میں ساھوکار سے کیا کہوں اور ھنڈوی کا مثنیٰ کس طرح سے مانگوں ؟

روز سہ‌شنبہ، ۳۰ نومبر سنہ ۱۸۵۸ع -
جواب طلب، شتاب طلب - از اسدِ مضطرب -

۱۳

[۴۳۰] صاحب ،

تم خط کے جواب نہ بھیجنے سے گھبرا رہے ہوگے - حال یہ ھے کہ قلم بنانے میں میرا ھات انگوٹھے کے پاس سے زخمی ہوگیا اور ورم کر آیا - چار دن روٹی بھی مشکل سے کھائی گئی ھے - بھر حال، اب اچھا ہوں - "پنج‌آھنگ" تم نے مول لے لی، اچھا کیا - دو چھاپے ہیں؛ ایک بادشاھی چھاپےخانے* کا اور ایک منشی نورالدین کے چھاپےخانے* کا - پہلا ناقص ھے، دوسرا سراسر غلط ھے - کیا کہوں تم سے؟ ضیاءالدین خاں، جاگیردار لوھارو، میرے سببی بھائی اور میرے شاگرد رشید ہیں - جو نظم و نثر میں میں نے کچھ لکھا

* م : "چھاپاخانے"-

وہ اونھوں نے لیا اور جمع کیا - چنانچہ ''کلیات نظم فارسی'' چھّون پچپن جزو، اور ''پنج آہنگ'' اور ''مہر نیمروز'' اور ''دیوان ریختہ'' سب ملکر سو سوا سو جزو مطلیٰ اور مذہب اور انگریزی ابری کی جلدیں الگ الگ، کوئی ڈیڑھ سو دو سو روپئے کے صرف میں بنوائیں[۱]۔ میری خاطر جمع، کہ کلام میرا سب یک جا فراہم ہے - پھر ایک شاہزادے نے اوس مجموعِ نظم و نثر کی نقل لی - اب دو جگہ میرا کلام اِکھٹا ہوا - کہاں سے یہ فتنہ برپا ہوا اور شہر لٹے - وہ دونوں جگہ کا کتابخانہ خوانِ یغما ہوگیا - ہر چند میں نے آدمی دوڑائے کہیں سے اون میں سے کوئی کتاب ہات نہ آئی؛ وہ سب قلمی ہیں - غرض اِس تحریر سے یہ ہے کہ قلمی ''فارسی کا کلیات'' ، قلمی ''ہندی کا کلیات'' ، قلمی ''پنج آہنگ'' ، قلمی ''مہر نیم روز''- اگر کہیں اِن میں سے کوئی نسخہ بکتا ہوا آوے، تو اوس کو میرے واسطے خرید کر لینا اور مجھ کو اِطلاع کرنا- میں قیمت بھیج کر منگوا لوں گا -

جناب ہنری استورٹ ریڈ صاحب کو ابھی میں خط نہیں لکھ سکتا - اون کی فرمایش ہے اُردو کی نثر، وہ انجام پائے تو اوس کے ساتھ اون کو خط لکھوں - مگر بھائی، غور کرو، اُردو میں میں اپنے قلم کا زور کیا صرف کروں گا ؟ اور اوس عبارت میں معانی نازک کیوں کر بھروں گا ؟ ابھی تو یہی سونچ رہا ہوں کہ کیا لکھوں؟ کون سی بات، کون سی کہانی، کون سا مضمون، تحریر کروں اور کیا تدبیر کروں ؟ تمھاری رائے میں کچھ آئے، تو مجھ کو بتاؤ - ایک قرینے سے مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ شاید گورمنٹ سو دو سو ''دستنبو'' کی خریداری کرے گی اور اِن نسخوں کو ولایت بھیجے گی - کیا بعید ہے کہ ہفتے دو ہفتے میں تمھارے پاس اِلہ آباد سے حکم پہنچے -

صبح روز شنبہ ، ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۵۸ع -

۱۴

[۴۴۱]

بھائی،

یہ بات تو کچھ نہیں کہ تم خط کا جواب نہیں لکھتے - خیر، دیر سے لکھو، اگر شتاب نہیں لکھتے - تمھارا خط آیا ، اوس کے دوسرے دن

۱- م : ''بنوائی'' -

میں نے جواب بھجوایا - آج تک تم نے اوس کا جواب نہ بھیجا ' حال آنکہ اوس میں جواب طلب باتیں تھیں - یعنی میں نے اپنی نظم و نثر کی کتب کا حال تم کو لکھ کر تم سے یہ اِستدعا کی تھی کہ قلمی جو نسخہ تمھارے ہات آ جائیے وہ تم خرید کر کے مجھے بھیج دینا - ریق صاحب کے باب میں میں نے یہ لکھا تھا کہ جب کچھ اُردو کی نثر اون کے واسطے لکھ لوں گا ' تو '' دستنبو '' کی خریداری کی خواہش کروں گا - معہذا تم سے صلاح پوچھی تھی کہ کس حکایت اور کس روایت کو فارسی سے اُردو کروں - تم نے اِس بات کا بھی جواب نہ لکھا -

سید حفیظ الدین احمد کی مہر کے کھدوانے کو تم نے لکھا تھا کہ ملتوی رہے - پھر اوس کا بھی کچھ بیورا نہ لکھا - میں اوس کو ابھی کچھ نہیں سمجھا - اوس کو یکسو کرو - ہاں' ناں' لکھ بھیجو - تمھاری مہر بدر الدین علی خاں کو دی گئی ہے - یقین تو یہ ہے کہ اِسی دسمبر مہینے میں تمھارے پاس پہنچ جائے اور ۱۸۵۸ سن کُھدیں - شاید کچھ دیر ہو تو جنوری سنہ ۱۸۵۹ میں کھدے' اِس سے زیادہ درنگ نہ ہوگی - تم کو روپئے حرف آٹھ آنے حرف سے کیا علاقہ ؟ تم کو اپنی مہر سے کام -

سچ تو کہو: کیا پھر کندھولی گئے ہو؟ کیا کر رہے ہو ؟ کس شغل میں ہو؟ یا مجھ سے خفا ہو؟ اگر خفا ہو؛ تو اور کچھ نہ لکھو' خفگی کی وجہ لکھو - بہر حال' اِس خط کا جواب شتاب بھیجو اور اِسی خط میں'، بعد اِن سب باتوں کے جواب کے' مولوی قمرالدین خاں کا حال لکھو کہ وہ کہاں ہیں اور کس طرح ہیں' بر سر کار ہیں یا بیکار ہیں - اچھا' میرا بھائی' اِس خط کے جواب میں درنگ نہ ہو - زیادہ کیا لکھوں ؟

مرسلۂ چہارشنبہ' ۱۵ دسمبر سنہ ۱۸۵۸ع -

غالب -

۱۵

[۴۳۲] برخوردار '

آج اِس وقت تمھارا خط مع لفافوں کے لفافے کے آیا - دل خوش ہوا - بھائی' میں اپنے مزاج سے ناچار ہوں - یہ لفافے ''از مقام'' و ''در مقام'' و

''تاریخ'' و ''ماہ'' مجھ کو پسند نہیں - آگے جو تم نے مجھے بھیجے تھے' وہ بھی میں نے دوستوں کو بانٹ دیے - اب یہ لفافوں کا لفافہ اِس مراد سے بھیجتا ہوں کہ اِن کے عوض یہ لفافے' جو ''در مقام'' و ''از مقام'' سے خالی ہیں' جن میں تم اپنے خط بھیجا کرتے ہو' مجھ کو بھیج دو اور یہ لفافے اوس کے عوض مجھ سے لے لو - اور اگر اوس طرح کے لفافے نہ ہوں تو اِن کی کچھ ضرورت نہیں -

مہر کے واسطے' صاحب' زمرد کا نگینہ اور پھر چلے کی دال کے برابر اور ہشت پہلو' اِس اوجڑے شہر میں کہاں ملے گا؟ عقیق بہت خوش‌رنگ سیاہ یا سرخ جیسا تم نے آگے لکھا ہے ہشت پہلو ہوگا - یہ مہر میری طرف سے تم کو پہنچے گی - تم کو ''۴ آنے'' حرف' ''۹ آنے'' حرف' سے کچھ مدعا نہیں - آپ اپنی مہر' چاہو زمرد پر ' چاہو الماس پر کھدواؤ؛ میں تو عقیق کی مہر تم کو دوں گا - رہی وہ دوسری مہر؛ جب تمہاری مہر کھد چکے گی' جس طرح تم کہو گے' کھد جائے گی -

میاں' کیا قرینہ بتاؤں گورمنٹ کی خریداری کا؟ ایک بات ایسی ہے کہ ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا؛ خدا کرے اوس کا ظہور ہو جائے؛ ابھی مجھ سے کچھ نہ پوچھو - جناب ریڈ صاحب صاحبی کرتے ہیں - میں اُردو میں اپنا کمال کیا ظاہر کر سکتا ہوں؟ اوس میں گنجایش عبارت آرائی کی کہاں ہے؟ بہت ہوگا' تو یہ ہوگا کہ میرا اُردو بہ نسبت اوروں کے اُردو کے فصیح ہوگا - خیر' بہر حال کچھ کروں گا اور اُردو میں اپنا زور قلم دکھاؤں گا -

قے کا ہونا اور دستوں کا آنا یہ چاہتا ہے کہ تم نے رات کو بری قسم کی شراب' مقدار میں زیادہ' پی ہوگی- کچھ تبرید کرو' اور شراب زیادہ نہ پیا کرو- میرا رقعہ تمہارے نام کا اور ''تفتہ'' کا رقعہ تمہارے نام کا حسب الحکم تمہارے واپس بھیجا جاتا ہے - میں نے ''تفتہ'' کا خفا ہونا اِسی طرح لکھا تھا' جیسا تم کو تمہارا خفا ہونا لکھا تھا - بھلا' وہ میرے فرزند کی جگہ ہیں' مجھ سے خفا کیا ہوں گے - اوس دن سے آج تک دو تین خط اون کے آ چکے ہیں - چنانچہ ایک خط ابھی تمہارے خط کے ساتھ ڈاک کا ہرکارہ دے گیا ہے -

مکتوبۂ شنبہ ' ۱۸ دسمبر سنہ ۱۸۵۸ع -

۱۶

[۴۴۳] اب ایک امر خاص کو سمجھو؛ دو جلدیں "دستنبو" کی مجھ کو لکھنؤ بھیجنی ہیں اور میرے پاس کوئی جلد نہیں ہے - اب جو تم سے منگاؤں اور یہاں سے لکھنؤ بھجواؤں، تو ایک قصہ ہے - یہ صاحب لوگ اطراف و جوانب سے مجھ پر فرمایشیں بھیجتے ہیں، تم سے بہ قیمت کوئی نہیں منگواتا - چالیس جلدیں پہلی، اور بارہ یہ حال کی، سب تقسیم ہو گئیں - اِن دونوں صاحبوں کی خاطر مجھ کو بہت عزیز ہے - ایک روپئے کے ۳۲ ٹکٹ اور دو آنے کے ۲ ٹکٹ اِس خط میں ملفوف کر کے تم کو بھیجتا ہوں - دو پارسل الگ الگ لکھنؤ کو اِرسال کرو؛ آنے آنے کا ٹکٹ اوس پر لگا دو - ایک پارسل پر یہ لکھو:

> این پارسل بہ صیغۂ پمفلٹ پاکٹ اسٹامپ پیڈ در لکھنؤ بہ محلۂ نخاس در اِمام بارۂ اِکرام اللہ خاں بہ مکان میرزا عنایت علی بہ خدمت میر حسین علی صاحب برسد - مرسلۂ شیو نراین، مہتمم مطبع مفید خلائق از آگرہ -

دوسرے پارسل پر یہی عبارت، مگر مکان کا پتا، نام اور:

> در لکھنؤ بہ اِحاطۂ خانساماں، متصل تکیہ شیر علی شاہ، بہ مکانات مولوی عبدالکریم مرحوم بہ خدمت مولوی سراج الدین احمد صاحب برسد -

سمجھ لیے؟ یعنی دو پارسل اِسٹامپ پیڈ، دونوں لکھنؤ کو، ایک بہ نام میر حسین علی اور ایک بہ نام مولوی سراج‌الدین احمد، بہ سبیل ڈاک روانا کردو - اور ہاں صاحب، اِن دونوں پارسلوں کی روانگی کی تاریخ مجھ کو لکھ بھیجو، تاکہ میں اپنے خط میں اون کو اِطلاع دوں -

ایک امر اور ہے، اگر تم بھی اِس راے کو پسند کرو - یعنی جس طرح سے تم نے ایک جلد ہنری اسٹورٹ ریڈ صاحب کو اپنی طرف سے بھیجی ہے، اِسی طرح دو جلدیں اِن دونوں صاحبوں کو، جن کا نام کاغذ میں لکھا ہوا ہے، بھیج دو، مگر اپنی ہی طرف سے - میرا اوس میں اِشارہ نہ پایا جاوے؛ اور یہ دونوں صاحب بالفعل دلی میں وارد ہیں - یہ بات ایسی نہیں ہے کہ

خواهی نہ خواهی اِس کو کیا هی چاهیے؛ ایک صلاح هے اور نیک صلاح هے - مناسب جانو، کرو؛ ورنہ جانے دو - میاں، اُردو کیا لکھوں؟ میرا یہ منصب هے کہ مجھ پر اُردو کی فرمایش هو؟ خیر، هوئی - اب میں کہانیاں قصے کہاں ڈھونڈھتا پھروں؟ کتاب نام کو میرے پاس نہیں، پنسن مل جائے؛ حواس ٹھکانے هوجائیں؛ تو کچھ فکر کروں - پیٹ پڑیں روٹیاں، تو سبھی گلاں موتیاں - زیادہ، زیادہ،

روز سہ‌شنبہ، ۴ جنوری سنہ ۱۸۵۹ع -

جواب طلب - غالب -

۱۷

پرسوں اور کل، دو ملاقاتیں جناب آرنلڈ صاحب بہادر سے هوئیں - [۴۳۴] کیا کہوں کہ مجھ پر بے سابقۂ معرفت کیا عنایت فرمائی؟ میں یہ جانتا هوں گویا مجھ کو مول لے لیا - آج وہ یہاں اور هیں، کل جائیں گے - "دستنبو" تمهاری بھیجی هوئی، اون کے پاس نہیں پہنچی - ناچار، ایک "دستنبو" اور ایک "پنج آهنگ" اپنے پاس سے اون کے نذر کر آیا هوں - لکھنٔو کے دونوں پارسلوں کی رسید مجھ کو آج تک نہیں آئی - آخر رسید تو تم کو پارسلوں کی ملی هوگی؟ ڈاک میں سے معلوم کر کے مجھ کو لکھ بھیجو - دیر نہ کرو؛ ورنہ میں مشوش رهوں گا -

نگاشتۂ صبح شنبہ، ۱۵ جنوری سنہ ۱۸۵۹ع - از غالب -

۱۸

[۴۳۵]

صاحب،

میں هندی غزلیں بھیجوں کہاں سے؟ اُردو کے دیوان چھاپے کے ناقص هیں، بہت غزلیں اوس میں نہیں هیں- قلمی دیوان جو اتم اور اکمل تھے، وہ لٹ گئے- یہاں سب کو کہہ رکھا هے کہ جہاں بکتا هوا نظر آ جائے، لے لو؛ تم کو بھی لکھ بھیجا - اور ایک بات اور تمهارے خیال میں رهے کہ میری غزل پندرہ سولہ بیت کی بہت شاذ و نادر هے، بارہ بیت سے زیادہ اور نو شعر سے کم نہیں هوتی - جس غزل کے تم نے پانچ شعر لکھے هیں، یہ نو شعر کی هے - ایک دوست کے پاس اُردو کا دیوان چھاپے سے کچھ زیادہ هے، اوس نے کہیں کہیں سے مسودات متفرق بهم

پہنچا لیے ہیں۔ چنانچہ ''پنہاں ہوگئیں'' یہ غزل مجھ کو اوسی سے ہاتھ آ گئی ہے - اب میں نے اوس کو لکھا ہے اور تم کو یہ خط لکھ رہا ہوں - خط لکھ کر رہنے دوں گا - جب اوس کے پاس سے ایک غزل یا دو غزل آ جائے گی، تو اِسی خط میں ملفوف کر کے بھیج دوں گا - یہ خط آج روانا ہو جائے یا کل -

میں نے ایک قصیدہ اپنے محسن و مربی قدیم جناب فریڈرک اِڈمنشٹن صاحب، لفٹننٹ گورنر بہادر غرب و شمال، کی مدح میں اور ایک قصیدہ جناب منٹ گمری، لفٹننٹ گورنر بہادر ملک پنجاب، کی تعریف میں لکھا ہے۔ اگر کہو، تو یہ بھیج دوں - مگر فارسی ہیں اور چالیس چالیس، پینتالیس پینتالیس شعر ہیں -

کتاب ''دستنبو'' کے بک جانے سے میں خوش ہوا - خدا کرے، جس کو دی ہو، دو تین غلطیاں جو معلوم ہیں، وہ بنا دی ہوں - یہ نہ معلوم ہوا کہ صاحب لوگوں نے خریدیں یا ہندستانیوں نے لیں۔ تم یہ بات مجھ کو ضرور ضرور لکھو - دیکھو صاحب، تم گھبراتے تھے؛ آخر یہ جنس پڑی نہ رہی اور بک گئی۔ بھائی، ہندستان کا قلمرو بے چراغ ہو گیا، لاکھوں مرگئے۔ جو زندہ ہیں، اون میں سینکڑوں گرفتار بند بلا ہیں۔ جو زندہ ہے، اوس میں مقدور نہیں۔ میں ایسا جانتا ہوں کہ یا تو صاحبان انگریز کی خریداری آئی ہوگی یا پنجاب کے ملک کو یہ کتابیں گئی ہوں گی - پورب میں کم بکی ہوں گی -

میاں، میں تم کو اپنا فرزند جانتا ہوں - خط لکھنے نہ لکھنے پر موقوف نہیں ہے - تمھاری جگہ میرے دل میں ہے - اب میں طبع آزمائی کرتا ہوں اور جو غزل تم نے بھیجی ہے، اوس کو لکھتا ہوں۔ خدا کرے، نو کے نو شعر یاد آ جائیں :

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ ''تو کیا ہے؟''
تمھیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے؟
چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن
ہمارے جیب کو اب حاجتِ رفو کیا ہے؟
جلا ہے جسم جہاں، دل بھی جل گیا ہوگا؛
کریدتے ہو جو اب راکھ، جستجو کیا ہے ؟

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل ؛
جب آنکھ هی سے نہ ٹپکا' تو پھر لہو کیا ھے؟
وہ چیز' جس کے لیے هو همیں بہشت عزیز'
سواے بادۂ گلفام مشکبو' کیا ھے؟
پیوں شراب' اگر خم بھی دیکھ لوں دو چار؛
یہ شیشۂ و قدح و کوزۂ و سبو کیا ھے؟
یہ رشک ھے کہ وہ هوتا ھے همسخن تجھ سے؛
وگرنہ خوف بدآموزی عدو کیا ھے؟
رهی نہ طاقت گفتار؛ اور اگر هو بھی'
تو کس اُمید پہ کہیے کہ آرزو کیا ھے؟
ھوا ھے شہ کا مصاحب' پھرے ھے اِتراتا؛
وگرنہ شہر میں ''غالب'' کی آبرو کیا ھے؟

یہ تمهارا اِقبال ھے کہ نو شعر یاد آگئے - ایک غزل یہ اور دو غزلیں وہ جو آیا چاهتی هیں؛ تین هفتے کا گودام تمهارے پاس فراهم هو گیا - اگر منگواؤ گے' تو قصیدے بھی دونوں بھیج دوں گا -
مرقومۂ سہ‌شنبہ' ۱۹ ماہ اپریل سنہ ۱۸۵۹ع -

۱۹

[۴۳۶]

بھائی'
حاشا ثم حاشا' اگر یہ غزل میری هو: ''اسد اور لیلے کے دیلے پڑے''- اوس غریب کو میں کچھ کیوں کہوں؟ لیکن اگر یہ غزل میری هو' تو مجھ پر هزار لعنت- اِس سے آگے ایک شخص نے یہ مطلع میرے سامنے پڑھا اور کہا کہ قبلہ آپ نے کیا خوب مطلع کہا ھے :

''اسد'' اِس جفا پر بتوں سے وفا کی مرے شیر' شاباش' رحمت خدا کی!

میں نے بھی اون سے کہا کہ اگر یہ مقطع میرا هو' تو مجھ پر لعنت - بات یہ ھے کہ ایک شخص میر امانی ''اسد'' هو گزرے هیں- یہ مطلع اور یہ غزل اون کے کلام معجزنظام میں سے ھے اور تذکروں میں مرقوم ھے - میں نے تو کوئی دو چار برس اِبتدا میں ''اسد'' تخلص رکھا ھے؛ ورنہ ''غالب'' هی لکھتا رہا هوں-

تم طرز تحریر اور روش فکر پر بھی نظر نہیں کرتے؟ میرا کلام اور ایسا مزخرف! یہ قصہ تمام ہوا -

وہ غزل جو تمھارے پاس پہنچ گئی ہے' چھاپے سے پہلے ایک نقل اوس کی مرزا حاتم علی ''مہر'' کو دے دینا - جس دن یہ میرا خط پہنچے' اوسی دن وہ غزل نقل کر کے اون کو بھیج دینا -

''دستنبو'' کی خریداری کا حال معلوم ہو گیا - میرا بھی یہی گمان تھا کہ لاہور کے ضلع میں گئی ہوں گی - جناب میکلوڈ صاحب' فنانشل کمشنر پنجاب' نے بہ ذریعۂ صاحب کمشنر دہلی مجھ سے منگوائی تھی' ایک جلد اون کو بھی بھیج چکا ہوں - قصیدے میں نے دو لکھے ہیں: ایک اپنے مربی قدیم جناب فریڈرک اِڈمنسٹن صاحب بہادر کی تعریف میں اور ایک جناب منٹ گمری صاحب بہادر کی مدح میں- ایک پچپن شعر کا' ایک چالیس بیت کا' اور پھر فارسی؛ اون کو ریختہ کی غزلوں میں کیا چھاپو گے؟ جانے بھی دو- رہیں غزلیں سابق کی؛ وہ جو میرے ہات آتی جائیں گی' بھجواتا جاؤں گا - میاں' تمھاری جان کی قسم' نہ میرا اب ریختہ لکھنے کو جی چاہے' نہ مجھ سے کہا جائے - اِس دو برس میں صرف وہ پچیس بیس شعر بہ طریق قصیدہ* تمھاری خاطر سے لکھ کر بھیجے تھے - سوائے اوس کے اگر میں نے کوئی ریختہ کہا ہوگا؛ تو گنہگار - بلکہ فارسی غزل بھی' واللہ' نہیں لکھی - صرف یہ دو قصیدے لکھے ہیں - کیا کہوں کہ دل و دماغ کا کیا حال ہے - پرسوں ایک خط تمھیں اور لکھ چکا ہوں' اب اوس کا جواب نہ لکھنا - والدعا -

چارشنبہ' ۲۷ اپریل سنہ ۱۸۵۹ع -

۲۰

[۴۳۷] برخوردار منشی شیونراین کو دعا پہنچے -

خط تمھارا مع اِشتہار کے پہنچا - یہاں کا حال یہ ہے کہ مسلمان امیروں میں تین آدمی: نواب حسن علی خاں' نواب حامد علی خاں' حکیم احسن اللّٰہ خاں - سو اِن کا حال یہ ہے کہ روٹی ہے' تو کپڑا نہیں -

* [یہ وہی قصیدہ ہے جو خط ۴۱۸ میں نقل ہوا ہے اور وہ اِکیس شعر کا ہے- ''پچیس بیس'' یہاں تخمینے کے طور پر کہا ہے - م- ص-]

معہذا یہاں کی اِقامت میں تذبذب - خدا جانے کہاں جائیں؛ کہاں رہیں - حکیم احسن‌اللّٰہ خاں نے ''آفتاب عالمتاب'' کی خریداری کر لی ہے - اب وہ مکرر ''حالات دربار شاہی'' کیوں لیں گے ؟ سوائے ساہوکاروں کے یہاں کوئی امیر نہیں ہے - وہ لوگ اِس طرف کیوں توجہ کریں گے ؟ تم اِدھر کا خیال دل سے دھو ڈالو - رہا نام اِس رسالے کا؛ تاریخی جانے دو - ''رستخیز ہند'' ، '' غوغاے سپاہ '' ، '' فتنۂ محشر '' ، ایسا کوئی نام رکھو - اب تم یہ بتاؤ کہ رئیس رام‌پور کے ہاں بھی تمھارا اخبار یا '' معیار الشعرا '' جاتا ہے یا نہیں؟ اب کے تمھارے '' معیارالشعرا '' میں میں نے یہ عبارت دیکھی تھی کہ '' امیر '' شاعر اپنی غزلیں بھیجتے ہیں ؛ ہم کو جب تک اون کا نام و نشان معلوم نہ ہوگا ، ہم اون کے اشعار نہ چھاپیں گے - سو میں تم کو لکھتا ہوں کہ یہ میرے دوست ہیں اور امیر احمد اِن کا نام ہے اور '' امیر '' تخلص کرتے ہیں - لکھنئو کے ذی‌عزت باشندوں میں ہیں اور وہاں کے بادشاہوں کے روشناس اور مصاحب رہے ہیں اور اب وہ رام‌پور میں نواب صاحب کے پاس ہیں - میں اون کی غزلیں تمھارے پاس بھیجتا ہوں؛ میرا نام لکھ کر اِن غزلوں کو چھاپ دو ؛ یعنی : غزلیں ''غالب'' نے ہمارے پاس بھیجیں اور اوس کے لکھنے سے اِن کا نام اور اِن کا حال معلوم ہوا - نام اور حال وہ جو میں اوپر لکھ آیا ؛ اوس کو اب کے '' معیارالشعرا '' میں چھاپ کر ایک دوورقہ یا چہارورقہ رام‌پور اون کے پاس بھیج دو؛ اور سرنامے پر یہ لکھو کہ :

در رام‌پور بر در دولت حضور رسیدہ

بہ خدمت مولوی امیر احمد صاحب '' امیر '' تخلص برسد -

اور مجھ کو اِس کی اِطلاع دو اور اوس امر کی بھی اِطلاع دو کہ رام‌پور کو تمھارا اخبار جاتا ہے یا نہیں -

مرسلۂ یکشنبہ، ۱۲ جون سنہ ۱۸۵۹ع -

۲۱

برخوردار نورچشم منشی شیو نراین کو دعا پہنچے - [۴۳۸]

صاحب، میں تو منتظر تمھارے آنے کا تھا ، کس واسطے کہ منشی بہاری لال بھائیوں میں ہیں ماسٹر رام‌چندر کے؛ اونھوں نے پرسوں مجھ سے کہا

تھا کہ منشی شیونراین دو تین دن میں آیا چاہتے ہیں - آج صبح کو ناگاہ تمہارا خط آیا - اب مجھ کو اِس کا پوچھنا تم سے ضرور ہوا کہ' آنے کی تمہارے' خبر جھوٹ تھی یا اِرادہ تھا ؟ اور کس سبب سے موقوف رہا ؟

بابو ہرگوبند سہاے کا میں بڑا احسان‌مند ہوں - حق تعالیٰ اِس کوشش کے اجر میں اون کو عمر و دولت دے - سعادت مند اور نیک بخت آدمی ہیں -

تمہاری خواہش کو میں اچھی طرح سمجھا نہیں - مصرع تم نے لکھا اور وہ چھاپا گیا - ہزار پانسو دوورقے چھپ گئے - اب جو مصرع اور کہیں سے بہم پہنچے گا ' وہ کس کام آئے گا ؟ خود لکھتے ہو کہ پہلا جزو تم کو بھیجا ہے- صبر کرو' وہ جزو آنے دو' میں اوس کو دیکھ لوں ؛ یقین ہے کہ قلمی ہوگا ' اوس کو دیکھ کر اور مضامین کو سمجھ کر مصرع بھی تجویز کر دوں گا - مگر اِتنا تم اور بھی لکھو کہ آیا یوں منظور ہے کہ اِس مصرع کی جگہ اور مصرع لکھو یا یہی چاہتے ہو کہ یہ بھی رہے اور وہ بھی رہے - خط تمہارا آج آ گیا ہے - پمفلٹ پاکٹ یا آج شام کو یا کل شام تک آ جائے گا -

سہ‌شنبہ' ۱۹ جولائی سنہ ۱۸۵۹ع[1] -

۲۲

[۴۳۹] برخوردار کو بعد دعا کے معلوم ہو'

تمہارا خط پہنچا اور خط سے کئی دن پہلے رسالۂ ''بغاوت ہند'' پہنچا- تمہاری تصمیم عزیمت سے میں خوش ہوا - اللّٰہ! اللّٰہ! اپنے یار بنسی‌دھر کے پوتے کو دیکھوں گا - رسالۂ ''بغاوت ہند'' ماہ بہ ماہ' اور ''معیار الشعرا'' ہر مہینے میں دو بار پہنچتا رہے- باقی گفتگو عند الملاقات ہو رہے گی- اپنے شفیق دلی ماسٹر رام‌چندر صاحب کو تمہارے آنے کی اِطلاع دی؛ وہ بہت خوش ہوئے - جو رقعہ اونھوں نے میرے رقعے کے جواب میں لکھا ہے' وہ تم کو بھیجتا ہوں؛ پڑھ لینا - اگر '' دستنبوئیں '' باقی ہوں؛ تو دو اپنے ساتھ لیتے آنا -

شنبہ' ۲۳ جولائی سنہ ۱۸۵۹ع - غالب -

۱- م : ''۲۰ جولائی سنہ ۱۸۵۹ م''؛ مگر وہ بدھ کو تھی -

۲۳

میاں ، [۴۴۰]

یہ کیا معاملہ ہے؟ ایک خط اپنی رسید کا بھیج کر پھر تم چپکے ہو رہے- نہ ''معیار الاشعار''* ، نہ ''بغاوت ہند'' ، نہ میرے خط کا جواب ، نہ ہنڈوی کی رسید ! برخوردار نواب شہاب الدین خاں نے اگست سے دسمبر تک پنجماھہ ''معیار الاشعار''* و ''بغاوت ہند'' کا بھیجا ہے - یعنی ''۳ روپئے ۱۲ آنے'' مجھ کو دیے اور میں نے ہنڈوی لکھوا کر وہ ہنڈوی اپنے خط میں لپیٹ کر تم کو بھیجی- یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ خط پہنچا یا نہیں پہنچا؟ جب اِن مطالب جزئی کا یہ حال ہے ، تو کتاب اور انگریزی عرضی کا تو ابھی کیا ذکر ہے ؟ خدا کے واسطے ، اِن سب مقاصد کا جواب جدا جدا جلد لکھو - آج اگست کی ۱۷ ، بدھ کا دن ہے ؛ پہلا نمبر ''معیار الاشعار''* کا بھی نہیں آیا- یہ ہے کیا؟ مہر تمہاری کھدنی شروع ہوگئی ہے - اِسی اگست کے مہینے میں تمہارے پاس پہنچ جائے گی -

اچھا میرا بھائی ، اِس خط کا جواب جلد پاؤں اور کتاب اور عرضی کا بھی اگر تقاضا کروں تو بعید نہیں - مگر آج شام تک اِس خط کو رہنے دوں گا - اگر تمہارا خط یا ''معیار الاشعار''* یا ''بغاوت ہند'' ، کوئی لفافہ شام تک آیا ، تو اِس خط کو پھاڑ ڈالوں گا ؛ ورنہ کل صبح کو ڈاک میں بھجوا دوں گا - اپنے والد کو دعا اور اِشتیاق دیدار کہہ دینا -

مرقومۂ چہارشنبہ ، ۱۷ ماہ اگست سنہ ۱۸۵۹ع ، وقت دوپہر -

۲۴

کیوں میری جان ، تم نے خط لکھنے کی قسم کھائی ہے یا لکھنا ہی بھول [۴۴۱] گئے ہو؟ شہر میں ہو یا نہیں ہو؟ تمہارے مطبع کا کیا حال ہے؟ تمہارا کیا طور ہے؟ تمہارے چچا کا مقدمہ کیوں کر فیصل ہوا ؟ میرا کام تم نے کس طرح درست کیا ؟ کرو گے یا نہیں ؟ ''معیار الاشعار''* کا پارسل پہنچ گیا - ''بغاوت ہند'' کا پارسل ابھی نہیں آیا - اِن سب مطالب کا جواب لکھو اور شتاب لکھو -

محررۂ پنجشنبہ ، ۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۵۹ع -

غالب -

* [غالباً وہی ''معیار الشعرا'' مراد ہے - ع - ص-]

۲۵

[۴۴۲] میری جان '
دو جلدیں ''بغاوت ہند'' کی پرسوں میرے پاس پہنچیں' اوس وقت برخوردار مرزا شہاب الدین خاں میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے' ایک جلد اون کو دی ایک میں نے رہنے دی - کل ایک پارسل اور میرے نام کا آیا ' میں خوش ہوا کہ ولایت کی عرضی اور ''دستنبو'' کا پارسل ہوگا - دیکھا تو وہی دو جلدیں ''بغاوت ہند'' کی ہیں - حیران رہ گیا کہ یہ کیا ؟ ظاہرا مہتممان اِرسال نے از راہ سہو دوبارہ بھیج دی ہیں - چاہتا تھا کہ لفافہ بدل کر ٹکٹ لگا کر بھیج دوں - پھر سونچا کہ پہلے تم کو اِطلاع کروں' شاید یہیں کسی اور کو دلوا دو - بس' اب تمہارے کہنے کا اِنتظار ہے - جو کہو سو کروں- کہو تم کو بھیج دوں' کہو کہیں اور تمہاری طرف سے بھیج دوں - میرے کسی کام کی نہیں - والدعا -
مرقومۂ ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۵۹ع -

راقم : اسد اللّٰہ -

۲۶

[۴۴۳] برخوردار منشی شیو نراین کو بعد دعا کے معلوم ہو:
کیا میرے خط نہیں پہنچتے کہ جواب اودھر سے نہیں آتا ؟ دو مجلد ''بغاوت ہند'' کے زیادہ پہنچے ہیں - اوس کے واسطے تم سے پوچھا گیا تھا ' اوس کا بھی جواب نہ آیا - میں نے یوسف علی خاں ''عزیز'' کے خط میں کچھ عبارت تمہارے نام لکھی تھی' کیا اونھوں نے تم کو نہ پڑھائی ہوگی ؟ اوس کا بھی تم نے کچھ جواب نہ لکھا - ولایت کی عرضی اور کتاب کے باب میں تو میں کچھ کہتا ہی نہیں' جو اوس کا جواب مانگوں - کچھ مجھ سے خفا ہوگئے ہو تو ویسی کہو - یہ خط تم کو بیرنگ بھیجتا ہوں تاکہ تم کو تقاضا معلوم ہو- اے لو' ایک اور بات سنو؛ تمہارا تو یہ حال کہ مجھ کو خط لکھنے کی گویا تم نے قسم کھائی ہے اور میری یہ خواہش کہ نواب گورنر جنرل بہادر کی خبر جو وہاں تم کو معلوم ہوا کرے مجھ کو لکھا کرو - خصوصاً اکبرآباد میں آ کر جو کچھ واقع ہو وہ مفصل لکھو - آیا جناب لفٹنٹ گورنر بہادر بھی ساتھ آئیں گے

یا جدا جدا آ کر یہاں فراہم ہو جائیں گے؟ دربار کی صورت، خیرخواہوں کے تقسیم اِنعام کی حقیقت، کوئی نیا بندوبست جاری ہو اوس کی کیفیت، یہ سب مراتب مجھ کو لکھا کرو - دیکھو، خبردار! اِس امر میں تساہل نہ کرنا - اب کیا سنتے ہو، لکھنؤ سے کہاں آئے ہیں؟ کانپور، فرخ‌آباد ہوتے ہوئے آگرے آ ئیں گے- کہاں کہاں، کون کون رئیس آ ملے گا؟ لکھنؤ کے دربار کا حال جو کچھ سنا ہو وہ لکھو - اگرچہ یہاں لوگوں کے ہاں اخبار آتے رہتے ہیں اور میری بھی نظر سے گزر جاتے ہیں، مگر میں چاہتا ہوں کہ تمہارے خط سے آگہی پاتا رہوں - تم جو لکھو گے منقح اور مفصل لکھو گے - یقین ہے کہ برادرزادۂ عزیز، یعنی تمہارے والد ماجد نے مرزا یوسف علی خاں کے کام کی درستی لالہ جوتی پرشاد کی سرکار میں کر دی ہوگی - اِس کی بھی اِطلاع ضرور ہے -

صبح چارشنبہ، ۲ نومبر سنہ ۱۸۵۹ع -

جواب کا طالب، غالب -

۲۷

برخوردار،

دو خط آئے اور آج، یکشنبہ، ۱۳ نومبر کو لفافۂ اخبار آیا - یہ ''اودھ اخبار'' بھائی ضیاءالدین خاں کے ہاں آتا ہے اور وہ میرے پاس بھیج دیا کرتے ہیں - اِس کی حاجت نہیں، اپنے اور میرے ٹکٹ کیوں برباد کرو؟ میرا مقصود اِسی قدر ہے کہ فرخ‌آباد کے اخبار بہ سبب قرب کے وہاں معلوم ہوتے ہوں گے، جو سنو، وہ مجھ کو لکھو - اور جب نواب معلی القاب آگرے میں آ جائیں، تو اپنا مشاہدہ مجھ کو لکھتے رہو - بس، غرض اِتنی ہی ہے - آج کا اخبار لفافہ بدل کر آج ہی بھیج دیتا ہوں اور دونوں کتابیں ''بغاوت ہند'' پرسوں بھیج چکا ہوں - تمہارے والد کی طرف سے مجھ کو بڑی تشویش ہے - دعا کر رہا ہوں، خدا میری دعا قبول کرے اور اون کو شفائے کامل دے - میری دعا اون کو پہنچا دینا - [۴۴۴]

مرزا یوسف علی خاں ''عزیز'' کا حال معلوم ہوا - یہ عالی خاندان اور نازپروردہ آدمی ہیں - اِن کو جو راحت پہنچاؤ گے اور جو اِن کی خدمت بجا لاؤ گے، اوس کا خدا سے اجر پاؤ گے - زیادہ سوائے دعا کے کیا لکھوں؟

روز یکشنبہ، ۱۳ نومبر سنہ ۱۸۵۹ع - از غالب -

۲۸

[۴۴۵] برخوردار منشی شیو نراین کو دعاے دوام دولت پہنچے -

کل تمہارا خط پہنچا ' دل خوش ہوا - باقر علی خاں اور حسین علی خاں' یہ دو میرے پوتے ہیں اور تم بھی میرے پوتے ہو - لیکن چونکہ تم عمر میں بڑے ہو' تو پہلے تم اور بعد تمہارے یہ -

میں' حسب‌الطلب نواب صاحب کے' دوستانہ یہاں آیا ہوں اور اپنی صفائی گورمنٹ سے بہ ذریعۂ اِن کے چاہتا ہوں - دیکھوں' کیا ہوتا ہے ؟ کتاب اور عرضی اواسط ماہ جنوری میں ولایت کو روانا کر کے یہاں آیا ہوں - چھ ہفتے میں جہاز پہنچتا ہے - یقین ہے کہ پارسل ولایت پہنچ گیا ہوگا -

بہ بینم کہ تا کردگار جہان دریں آشکارا چہ دارد نہان ؟

اپنے والد کو میری دعا کہ دینا - مرزا یوسف علی خاں کو میری دعا کہنا اور کہنا کہ میں تمہاری فکر سے فارغ نہیں ہوں - اگر خدا چاہے' تو کوئی راہ نکل آئے -

سہ‌شنبہ' ۳ مارچ سنہ ۱۸۶۰ع -

غالب -

۲۹

[۴۴۶] برخوردار اِقبال‌آثار منشی شیو نراین کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ ایک نسخہ " بغاوت ہند " کا اور ایک دوورقہ " معیار الشعرا " کا معرفت برخوردار مرزا شہاب‌الدین خاں کے پہنچا ؛ اور آج' چارشنبہ' ۱۴ مارچ کی ہے کہ ایک نسخہ "بغاوت ہند" بھیجا ہوا تمہارا رام‌پور پہنچا - خدا تم کو جیتا رکھے - اب میں شنبے کے دن' ۱۷ مارچ کو' دلی روانا ہوں گا - تم کو بہ طریق اِطلاع لکھا ہے - اب بدستور اِرسال خطوط دلی کو رہے' یہاں نہ بھیجنا -

ہاں بھائی' اِن دنوں میں برخوردار مرزا یوسف علی خاں وہاں آئے ہوئے ہیں - آج ہی اون کا خط مجھ کو پہنچا ہے - تم ضرور اون سے ملنا - منشی امیر علی صاحب کے ہاں وہ اوترے ہوئے ہیں - اون کو بلا کر میری دعا کہنا اور کہنا کہ اچھا ہے ' دلی چلے آؤ ؛ وہاں جو مجھ سے ملو گے ' تو زبانی سب کلام ہو رہے گا - اور اگر وہ ہاترس گئے ہوں؛ تو یہ رقعہ' جو تمہارے نام کا

ھے، ایک کاغذ میں لپیٹ کر ٹکٹ لگا کر ھاترس کو شیخ کریم بخش چوکیداروں کے دفعدار کے گھر کے پتے سے بھیج دینا - ضرور ضرور -
رواں داشتۂ چہارشنبہ، ۱۴ مارچ سنہ ۱۸۶۰ع، وقت دوپہر -
از غالب -

۳۰

[۴۳۷]

میاں!

دیوان کے میرٹھ میں چھاپے جانے کی حقیقت سن لو، تب کچھ کلام کرو - میں رامپور میں تھا کہ ایک خط پہنچا، سرنامے پر لکھا تھا: "عرضداشت عظیم‌الدین احمد؛ من مقام میرٹھ" - واللّٰہ، باللّٰہ، اگر میں جانتا ھوں کہ عظیم‌الدین کون ھے اور کیا پیشہ رکھتا ھے - بہر حال، پڑھا، معلوم ھوا کہ ھندی دیوان اپنی سوداگری اور فائدہ اوٹھانے کے واسطے چھاپا چاھتے ھیں - خیر، چپ ھو رھا - جب میں رامپور سے میرٹھ آیا، بھائی مصطفیٰ خاں صاحب کے ھاں اوترا - وھاں منشی ممتاز علی صاحب، میرے دوست قدیم، مجھ کو ملے - اونھوں نے کہا کہ اپنا اُردو کا دیوان مجھ کو بھیج دیجیے گا؛ عظیم‌الدین، ایک کتاب فروش، اوس کو چھاپا چاھتا ھے - اب تم سنو: دیوان ریختہ اتم و اکمل کہاں تھا؟ مگر ھاں، میں نے غدر سے پہلے لکھوا کر نواب یوسف علی خاں بہادر کو رامپور بھیج دیا تھا - اب جو میں دلی سے رامپور جانے لگا، تو بھائی ضیاءالدین خاں صاحب نے مجھ کو تاکید کر دی تھی کہ تم نواب صاحب کی سرکار سے "دیوان اُردو" لے کر، اوس کو کسی کاتب سے لکھوا کر، مجھ کو بھیج دینا - میں نے رامپور میں کاتب سے لکھوا کر به سبیل ڈاک ضیاءالدین خاں کو دلی بھیج دیا تھا - آمدم بر سر مدعاے سابق - اب جو منشی ممتاز علی صاحب نے مجھ سے کہا، تو مجھے یہی کہتے بن آئی کہ اچھا دیوان تو میں ضیاء الدین خاں سے لے کر بھیج دوں گا، مگر کاپی کی تصحیح کا ذمہ کون کرتا ھے؟ نواب مصطفیٰ خاں نے کہا کہ "میں"- اب کہو میں کیا کرتا؟ دلی آ کر، ضیاء الدین خاں سے دیوان [لے کر،] ایک آدمی کے ھات نواب مصطفیٰ خاں کے پاس بھیج دیا - اگر میں اپنی خواھش سے چھپواتا، تو اپنے گھر کا مطبع چھوڑ کر پرائے چھاپےخانے میں کتاب کیوں

بھجواتا؟ آج اِسی وقت میں نے تم کو یہ خط لکھا اور اِسی وقت بھائی مصطفیٰ خاں صاحب کو ایک خط بھیجا ہے اور اون کو لکھا ہے: اگر چھاپا شروع نہ ہوا ہو، تو نہ چھاپا جائے اور دیوان جلد میرے پاس بھیجا جائے۔ اگر دیوان آ گیا، تو فوراً تمھارے پاس بھیج دوں گا اور اگر وہاں کاپی شروع ہوگئی ہے، تو میں ناچار ہوں، میرا کچھ قصور نہیں ہے؛ اور اگر [اِس] سرگزشت کو بھی سن کر مجھ کو گنہگار ٹھہراؤ؛ تو اچھا؛ میرا بھائی، میری تقصیر معاف کیجیو۔ رمضان اور عید کا قصہ لگا ہوا ہے؛ یقین ہے کہ کاپی شروع نہ ہوئی ہو اور دیوان میرا میرے پاس آئے اور تم کو پہنچ جائے۔

۱۹ یا ۲۰ جنوری سنہ ۱۸۶۰ع کو کتاب اور دونوں عرضیاں ولایت کو روانا کر کے رامپور گیا ہوں۔ تین مہینے کی جہاز کی آمد و رفت ہے؛ سو گزر چکی ہے۔ خواہی اِسی مہینے میں، خواہی آغاز ماہ آیندہ، یعنی مئی، میں جواب کے آنے کا مترصد ہوں۔ دیکھیے، آئے یا نہ آئے۔ آئے تو خاطرخواہ آئے یا ایسا ہی سرسری آئے؟

[اپریل ۱۸۶۰ع]

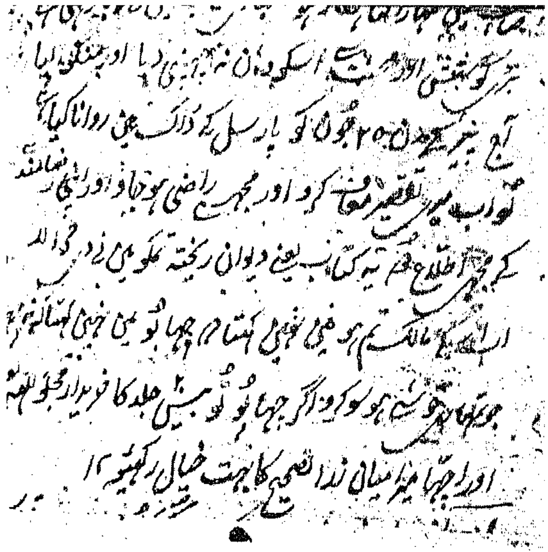
۳۱

[۴۴۸] صاحب،

میں تمھارا گناھگار ہوں۔ [تم]ھاری [کتا]ب [میں]ں نے دبا ر[ک]ھی ہے۔ بڑی کوشش اور محنت سے اِس کو وہاں نہ چھپنے دیا اور منگوا لیا۔ آج، پہر کے دن، ۲۵ جون کو، پارسل کی ڈاک میں روانا کیا ہے۔ لو، اب میری تقصیر معاف کرو اور مجھ سے راضی ہوجاؤ اور اپنی رضامندی کی مجھے اِطلاع دو۔ یہ کتاب، یعنی دیوان ریختہ تم کو میں نے دے ڈالا۔ اب اِس کے مالک تم ہو۔ میں نہیں کہتا کہ چھاپو؛ میں نہیں کہتا کہ نہ چھاپو۔ جو تمھاری خوشی ہو، سو کرو۔ اگر چھاپو، تو بیس جلد کا خریدار مجھ کو لکھ لو۔ اور اچھا، میرا میاں، ذرا تصحیح کا بہت خیال رکھیو۔

....

[۲۵ جون ۱۸۶۰ع]



خط ۴۴۸

خط کا یہ ٹکڑا اور وہ دیوان ، جس کا ذکر اِس میں ہے ، پنڈت گوپی ناتھ کلنزرو صاحب کے پاس ہے اور اُنھوں نے بڑی مہربانی سے یہ عکس شائع کرنے کی اِجازت مرحمت فرمائی -

۳۲

میاں، ۴۹]

تمھاری باتوں پر ھنسی آتی ھے - یہ دیوان، جو میں نے تم کو بھیجا ھے، اتم و اکمل ھے - وہ، اور کون سی دو چار غزلیں ھیں، جو مرزا یوسف علی خاں ''عزیز'' کے پاس ھیں اور اِس دیوان میں نہیں؟ اِس طرف سے آپ اپنی خاطر جمع رکھیں، کہ کوئی مصرع میرا اِس دیوان سے باھر نہیں - معہذا اون سے بھی کہوں گا اور وہ غزلیں اون سے منگا کر دیکھ لوں گا -

تصویر میری لے کر کیا کرو گے؟ بیچارہ ''عزیز'' کیوں کر کھنچوا سکے گا؟ اگر ایسی ھی ضرورت ھے، تو مجھ کو لکھو؛ میں مصور سے کھنچوا کر تم کو بھیج دوں؛ نہ نذر درکار، نہ نیاز - میں تم کو اپنے فرزندوں کے برابر چاھتا ھوں اور شکر کی جگہ ھے کہ تم فرزند سعادت‌مند ھو - خدا تم کو جیتا رکھے اور مطالب عالیہ کو پہنچائے -

سہ‌شنبہ، ۳ جولائی سنہ ۱۸۶۰ع -

غالب -

۳۳

میاں، [۴۵۰]

میں جانتا ھوں کہ مولوی میر نیاز علی صاحب نے وکالت اچھی نہیں کی - میرا مدعا یہ تھا کہ وہ تم پر اِس امر کو ظاھر کریں کہ دلی میں ھندی دیوان کا چھپنا پہلے اوس سے شروع ھوا ھے کہ حکیم احسن اللّٰہ خاں صاحب تمھارا بھیجا ھوا فرما مجھ کو دیں؛ اور وہ، جو میں نے یہاں کے مطبع میں چھاپنے کی اِجازت دی تھی، یہ سمجھ کر دی تھی کہ اب تمھارا اِرادہ اوس کے چھاپنے کا نہیں - غور کرو؛ میرٹھ کے چھاپےخانے والے محمد عظیم نے کس عجز و اِلحاح سے دیوان لیا تھا اور میں نے، نظر تمھاری ناخوشی پر، بہ جبر اوس سے پھیر لیا - یہ کیوں کر ھوسکتا تھا کہ اَور کو چھاپنے کی اِجازت دوں؟ تم نے جو خط لکھنا موقوف کیا، میں سمجھا کہ تم خفا ھو - میں نے مولوی نیاز علی صاحب سے کہا کہ برخوردار شیو نراین سے میری تقصیر معاف کروا دینا - بھائی، خدا کی قسم، میں تم کو اپنا فرزند دلبند سمجھتا ھوں - اوس دیوان

اور تصویر کا ذکر کیا ضرور ہے؟ رام پور سے وہ دیوان صرف تمھارے واسطے لکھوا کر لایا، دلی میں تصویر بہ ہزار جستجو بہم پہنچا کر مول لی اور دونوں چیزیں تم کو بھیج دیں، وہ تمھارا مال ہے - چاہو اپنے پاس رکھو، چاہو کسی کو دے ڈالو، چاہو پھاڑ کر پھینک دو - تم نے ''دستنبو'' کی جدول اور جلد بنوا کے ہم کو سوغات بھیجی تھی؛ ہم نے اپنی تصویر اور اُردو کا دیوان تم کو بھیجا - میرے پیارے دوست، ناظر بنسی دھر کی تم یادگار ہو -

اے گُل، بتو خرسندم؛ تو بوے کسے داری -

۱۰ جنوری سنہ ۱۸۶۲ع

خشنودی کا طالب، غالب -

۳۴

[۴۵۱] برخوردار منشی شیو نراین کو دعا کے بعد معلوم ہو :

تصویر پہنچی، تحریر پہنچی- سنو : میری عمر ستر برس کی ہے اور تمھارا دادا میرا ہم‌عمر اور ہمباز تھا ؛ اور میں نے اپنے نانا صاحب، خواجہ غلام حسین مرحوم، سے سنا کہ تمھارے پردادا صاحب کو اپنا دوست بتاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں بنسی دھر کو اپنا فرزند سمجھتا ہوں - غرض اِس بیان سے یہ ہے کہ سو سوا سَے برس کی ہماری تمھاری ملاقات ہے، پھر آپس میں نامہ و پیام کی راہ و رسم نہیں ! اور اِس راہ و رسم کے مسدود ہونے کا حاصل یہ ہے کہ ایک [کو] دوسرے کے حال کی خبر نہیں- اگر تم کو میرے حال سے آگاہی ہوتی، تو مجھ کو بہ سبیل ڈاک کبھی اکبرآباد نہ بلاتے -

لو، اب میری حقیقت سنو : چھٹا مہینا ہے کہ سیدھے ہات میں ایک پھنسی ہوئی؛ پھنسی نے صورت پھوڑے کی پیدا کی- پھوڑا پک کر، پھوٹ کر، ایک زخم ؛ زخم کیا ، ایک غار بن گیا - ہندستانی جراحوں کا علاج رہا ، بگڑتا گیا - دو مہینے سے کالے ڈاکٹر کا علاج ہے- سلائیاں دوڑ رہی ہیں، اُسترے سے گوشت کٹ رہا ہے- بیس بیس دن سے صورت اِفاقت کی نظر آنے لگی ہے-

اب ایک اور داستان سنو : غدر کے رفع ہونے اور دلی کے فتح ہونے کے بعد میرا پنسن کھلا ، چڑھا ہوا روپیہ دام دام ملا ، آیندہ کو بدستور بے کم و کاست جاری ہوا - مگر لارڈ صاحب کا دربار اور خلعت، جو معمولی و مقرری تھا ،

مسدود ہو گیا؛ یہاں تک کہ صاحب سکرتر بھی مجھ سے نہ ملے اور کہلا بھیجا کہ اب گورمنٹ کو تم سے ملاقات کبھی منظور نہیں - میں فقیر متکبر؛ مایوس دائمی ہو کر اپنے گھر بیٹھ رہا اور حکام شہر سے بھی ملنا میں نے موقوف کر دیا - بڑے لارڈ صاحب کے ورود کے زمانے میں نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب بھی دلی میں آئے؛ دربار کیا - خیر؛ کرو؛ مجھ کو کیا؟ ناگاہ دربار کے تیسرے دن بارہ بجے چپراسی آیا اور کہا کہ نواب لفٹنٹ گورنر نے یاد کیا ہے - بھائی؛ یہ آخر فروری ہے اور میرا حال یہ ہے کہ علاوہ اوس دائیں ہات کے زخم کے سیدھی ران میں اور بائیں ہات میں ایک ایک پھوڑا جدا ہے؛ حاجتی میں پیشاب کرتا ہوں؛ اوٹھنا دشوار ہے- بہر حال؛ سوار ہوا؛ گیا - پہلے صاحب سکرتر بہادر سے ملا؛ پھر نواب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا - تصور میں کیا؛ بلکہ تمنا میں بھی جو بات نہ تھی وہ حاصل ہوئی؛ یعنی عنایت سی عنایت؛ اخلاق سے اخلاق! وقت رخصت خلعت دیا اور فرمایا کہ "یہ ہم تجھ کو اپنی طرف سے؛ از راہ محبت؛ دیتے ہیں اور مژدہ دیتے ہیں کہ لارڈ صاحب کے دربار میں بھی تیرا نمبر اور خلعت کھل گیا - انبالے جا؛ دربار میں شریک ہو؛ خلعت پہن"- حال عرض کیا گیا - فرمایا: "خیر؛ اور کبھی کے دربار میں شریک ہونا"- اِس پھوڑے کا برا ہو؛ انبالے نہ جا سکا - آگرے کیوں کر جاؤں؟

بابو ہرگوبند سہاے صاحب کو سلام؛ مضمون واحد -

۳ مئی [۱۸۶۳ع] -

بنام (؟)*

[۴۵۲] میاں،

وہ عرضی کا کاغذ، افشاں کیا ہوا، اور عرضی کا مسودہ میں نے لالہ جگل کشور کو پرسوں دے دیا ہے۔ تم نے بھی دیکھا ہوگا اور یقین ہے کہ وہ اپنے گھر میں اوس کو لکھ رہے ہوں گے۔ اگر تمھارے پاس آ جائیں، تو اون کو کہہ دینا کہ جلدی کریں اور نقشا تحریر کا، کاغذ سادہ پر، مجھ کو اور تم کو دکھلا لیں؛ پھر اوس کے موافق، اور اوس کو افشانی کاغذ پر، لکھیں - زیادہ، زیادہ -

[۱۸۵۸ع] -

غالب -

* [جن صاحب سے اِس رقعے کی نقل ملی اُن کا بیان ہے کہ کوئی "منشی صاحب خوش نویس دھلوی" تھے جن کے نام یہ خط لکھا گیا تھا - خود خط سے معلوم ھوتا ھے کہ لالہ جگل کشور دلی کے کوئی خوش نویس تھے جن کو "غالب" نے ایک مسودہ خوش خط نقل کرنے کو دیا تھا اور مکتوب اِلیہ اِس خط کا کوئی اور ھے - یہ کسی طرح لازم نہیں آتا کہ مکتوب اِلیہ بھی خوش نویس ھو - م - ص -]

غلط نامہ

ص	س	غلط	صحیح
٩	٦	فرمائے	فرماوے
١٠	٣	اودھر	اِدھر
〃	٩ن	اون	اِن
١٢	١٤	جلد	جلد لکھو
〃	١٦	آنہ	آنا
١٣	٩	اوس	اِس
١٥	٤	اب آپ	آپ
〃	١٧	اگر	اگر وہ
١٧	١١ن	سمجھے	سمجھے؟
〃	٢	دید ر	دیدار
١٨	١٢	وھاں	وہ وھاں
٢٢	١٠ن	ھے اگر	ھے۔ اگر
〃	٧ن	بتاتا	بتاتا ھوں
٢٤	٩ن	اون	اِن
٢٥	اخیر	اوس	اِس
٢٦	٣ن	گے،	گے۔
٢٧	٢	لکھ کر	لکھ
٢٨	١١	سپاھی	سپاھی یہاں
〃	١١ن	دس	دس دس
〃	٣ن	نہیں نکل	نکل نہیں
٣٢	١٢ن	کہنا کہ	کہنا :
٣٣	٨	خاں	خاں صاحب
٣٦	٣	زمانہ	زمانا
٣٦	٥ن	اوس کا	اِس کا
٣٧	٤ن	میرے	مرے
٤١	١٢ن	وہ مجھ	مجھ
〃	٧ن	کی	کے
٤٣	٣	تو بھی	تو بھی تو
٤٤	٢ن	کہ یہ	یہ
٤٧	٦ن	بھی	بھی لکھا
٤٩	٧	ذرا	زرا
〃	١١-١٣	اون...اوس	اِن...اِس
٥١	٩ن	مسودہ	مسودے
٥٣	١٤ن	کے	کے نہ
〃	١٠ن	اوس	اِس
〃	٩ن	عربی	نہ عربی
٥٦	٥ن	جائے	جاوے
٥٧	٥ن	جواب	جو جواب
٦١	١٦	خطوط	خطوں
٦٣	١٤	تکیہ	تکیا
٦٥	١٩-٢٠	معلوم نہیں	نہیں معلوم
٦٧	٨ن	تھا کہ	کہ
٦٨	١	اوس	اِس
٦٩	٩	''اِلہ'' ،	''اِلہ'' اور
٧٠	٢٠ن	اوس	اِس
٧٤	١٠	پانچ	پانچ چار

ص	س	غلط	صحیح
۷۴	۲۰	ھاں	وھاں
۷۹	۱۶ن	اِس	اوس
۸۴	۷	اوس	اِس
۸۵	۱۵ن	تھا ،	تھا ، کہ
۸۶	۲ن	آئے ھیں	آئے
۸۹	اخیر	بح	صبح
۹۴	۹ن	ڈاکیے	ڈاکی
۱۰۳	۱۲	پنجم	۵
۱۰۴	۸	زمانہ	زمانا
〃	اخیر	شائستہ	شایستہ
۱۱۱	۲	جائداد	جاداد
〃	۸	اِملاک	آملاک
〃	۱۲	جاویں	جائیں
۱۳۶	۱۳	قوت	قوہ
۱۳۸	۸	اِس سے	اِس
۱۴۹	۸ن	۱۸۲۲	۱۸۹۲
۱۵۰	۹	واسطے-	واسطے
۱۵۶	۱	ایسی	اور ایسی
۱۵۸	۷ن	اوس	اِس
۱۶۲	۶	اِتنی	اوتنی
۱۶۹	۹	دکھادوں	دکھاؤں
۱۷۶	۲ن	بہتر "بارہ	بہتر ؛ بارہ
۱۹۵	۲	اونھوں	اِنھوں
۱۹۹	۲ن	نگاشتہ'	نگاشتۂ
۲۰۴	۱۰	اوسی	اِسی
۲۰۵	۳ن	نہیں آئے	آئے نہیں
۲۰۶	۱۷	اونھوں	اِنھوں
۲۰۷	۷ن	نقشہ	نقشا
۲۱۶	۸ن	قلعہ ھے	قلعہ
۲۱۹	۹ن	کہ	کہ میں
۲۲۲	۵ن	تم'	تم کو

ص	س	غلط	صحیح
۲۲۷	۷	کھیلنچلے	کھلنچلے
〃	۸	بھاری	بھاری ھے
۲۲۸	۵	خوروں	خور
۲۳۰	۳	پیپخانہ	پاخانا
〃	۵	ضیاءالدین	ضیاءالدین خاں
۲۳۲	۱۳	۱۸۹۵	۱۸ [۹۵]
۲۴۴	۱۰	ھوں -	ھوں ؟
۲۹۱	۱۰	اگر	اور اگر
۲۹۲	۱۳	کرو	کردو
۳۰۰	۵ن	نمبروں کا	لمبروں کا اخبار
۳۱۶	۳ن	وہ	وہ سب
۳۱۹	۴	[معاً لایا]	معاً لایا
〃	اخیر	کرد	گرد
۳۲۳	۵ن	ھے	ھے کہ
۳۲۴	۴	و	اور
۳۲۷	۹	تھہرایا	تھیرایا
۳۳۱	۸ن	لاویں	لادیں
۳۳۶	۶ن	لکھا	کل لکھا
۳۳۸	۱۲ن	فارس	پارس
〃	۹ن	شاعر کے	شاعر' کہ
۳۴۳	۱۵	اِس	اوس
۳۴۴	۱۱	برجان	بجان
۳۴۵	۵ن	ھزار	ھزار شعر
۳۵۴	۱۳	دو	در
〃	۵ن	اوس...اوس	اِس...اِس
۳۵۹	۱۱ن	گر	کہ
۳۶۰	۱۱ن	تک	تک کی
۳۶۹	۲ن	بےتلاش	تلاش
۳۷۱	۳ن	تمھارے	میں تمھارے

ص ۲۸۱ کے سامنے کے عکس کے نیچے
بجائے ۳۲۳ کے ۳۲۴ پڑھنا چاھیے-